اسلامی قوانین کا شہرۂ آفاق اور مایۂ ناز مجموعہ

جلد ۴ جلد 3

فتاویٰ عالمگیریہ

نامور علماء اسلام کی ... جماعت

...

سلطان ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

نگرانی

الشیخ نظام الدین برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ صدر مجلس علماء

معاونِ نظرِ ثانی

حضرت شاہ عبد الرحیم والد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما

عربی متن مع اردو ترجمہ نمبروار احکام کے مسائل

پیشکش: مجلسِ منتظمہ اشاعتِ "فتاویٰ عالمگیریہ"

اسلامی قوانین کا شہرۂ آفاق اور مایۂ ناز مجموعہ

جلد ۳

فتاویٰ عالمگیریہ

تالیف

نامور علمائے اسلام کی عظیم تر جماعت

اہتمام

سلطان ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

نگرانی

الشیخ نظام الدین برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ صدر مجلس علما

معاون نظر ثانی

عبد الرحیم والد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما

اسلامی قوانین کا شہرۂ آفاق اور مایۂ ناز مجموعہ

جلد ۳

فتاویٰ عالمگیریہ

تالیف

نامور علماء اسلام کی عظیم ترجماعت

اہتمام

سلطان ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

نگرانی

الشیخ نظام الدین برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ

مع ... ثانی

حضرت شاہ عبد الحمید ...

... متن مع اردو ترجمہ — نمبروار احکام ...

پیشکش

منظورشدہ بموجب ... منظورِ
... ن ڈائریکٹ
... حد ... ایلم ... ڈائر 28
... ایجوکیشن ریسرچ ... ب کراچی E/F.
72 ... 33035 / ناظم تعلیمات حکومت آزاد کشمیر مظفرآباد

محمد فیروز الدین بی۔ اے معاون ناظم نشر و اشاعت۔ مدرس ایف۔جی۔ٹی ہائی سکول طارق آباد۔ راولپنڈی

مولانا محمد صادق صاحب ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاوٰی عالمگیریہ سہگل آباد۔ ضلع جہلم۔ پاکستان

اسلامی قوانین کا شہرۂ آفاق اور مایۂ ناز مجموعہ

جلد ۳

فتاویٰ عالمگیریہ

تالیف

نامور علماء اسلام کی عظیم ترجماعت

اہتمام

سلطان ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

نگرانی

الشیخ نظام الدین برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ صدر مجلس علماء

معاونِ نظرثانی

عبدالرحیم والد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما

عربی متن مع اردو ترجمہ ـ نمبروار احکام کے ساتھ

پیشکش

ابوالسعید محمد صادق بن حافظ قادری ـ ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاویٰ

میانہ موہڑہ ڈاک خانہ فرباں۔ ضلع راولپنڈی (حال) سہگل آباد

الجلد ۳ (جز ۸)

فتاویٰ عالمگیریہ مترجم

اردو مع عربی نمبروار احکام کے ساتھ

مترجم ______ حضرت مولٰنا ابوالسعید محمد صادق بن حافظ قادری

نظر ثانی ______ اراکین مجلس منتظمہ و ممتاز علماء کرام و مفتیان عظام

کتابت ______ خوشنویس راجہ غلام رسول و الحاج محمد اعظم راولپنڈی

کاغذ ______ اعلیٰ سفید۔

طباعت ______ عکسی

تاریخ اشاعت دوسرا ایڈیشن ______ رجب المرجب ۱۳۹۶ھ بمطابق جولائی ۱۹۷۶ء

مطبع ______ نثار آرٹ پریس چیمبرلین روڈ لاہور

ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ

طبع شدہ کی قیمتیں علاوہ محصول ڈاک

(جلد ۱) طہارت کی بحث، عنوانات ۹۴، احکام ۱۳۳۶، قیمت ۳۰.۰۰ — (جلد ۲) نماز کی بحث، عنوانات ۱۳۳، احکام ۲۶۱۹، قیمت ۷۰.۰۰

(جلد ۳) زکوٰۃ کی بحث، 〃 ۳۲، 〃 ۵۲۱، 〃 ۱۷.۰۰ — (جلد ۴) روزہ کی بحث، 〃 ۲۹، 〃 ۵۱۰، 〃 ۱۷.۰۰

(جلد ۵) حج کی بحث، 〃 ۴۳، 〃 ۱۰۱۹، 〃 ۵۰.۰۰ — (جلد ۱۴) حدود کی بحث، 〃 ۳۰، 〃 ۸۵۵، 〃 ۳۸.۰۰

(جلد ۱۳) احکام المرتدین، 〃 ۱۲، 〃 ۳۹۰، 〃 ۳۰.۰۰ — (جلد ۵۵) جنایات یعنی قصاص و دیت کی بحث 〃 ۱۹، 〃 ۹۸۸، 〃 ۴۶.۰۰

(جلد ۴۱) ذکر مصحف و مسجد، 〃 ۲، 〃 ۱۹۵، 〃 ۱۲.۰۰ — (جلد ۴۲) نظر کھانے و قبروں کی زیارت، 〃 ۱۳، 〃 ۴۴۲، 〃 ۲۶.۰۰

(جلد ۶) نکاح باب ۱ تا ۵، 〃 ۲۰، 〃 ۵۰۷، 〃 ۴۸.۰۰ — علمی شاہکار (تعارفی کتاب) مجلد، 〃 ۲۲.۰۰

مذکورہ کتب کا ایک سیٹ، قیمت ۴۰۶.۰۰

28 ڈائر ... ایلم ... صوبہ

E/F ایجوکیشن ... صوبہ ...

72 ... / 33035 / ناظم تعلیمات حکومت آزاد کشمیر مظفر آباد

العارض فیروز الدین بی۔ اے معاون ناظم نشر و اشاعت۔ مدرس ایف۔جی۔ٹی ہائی سکول طارق آباد۔ راولپنڈی

ملنے کا پتہ: مولانا محمد صادق صاحب ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ سہگل آباد۔ ضلع جہلم۔ پاکستان

وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا

اور تیرے رب کی بات سچائی اور انصاف میں پوری ہے

مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ

اسلامی احکام کا مستند مرتب مجموعہ زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی اور حنفیوں کے ہر مکتب فکر میں مقبول

فتاوی عالمگیریہ

المعروفة بين الناس بالفتاوى الهندية فى مذهب الامام الاعظم - ابى حنيفة النعمانؒ صاحب القدر الافخم - تاليف جماعة من علماء الهند الاعلامؒ - وكان رئيسهم فى تاليفها العلامة الهمام مولانا الشيخ نظام رحمه الله - وذلك بامر السلطان ابى المظفر محى الدين محمدؒ اورنگزيب بهادر عالمگيرؒ عليه وعليهم رحمة المولى اللطيف الخبير - آمين -

جلد ۳

الجلد الثالث كتاب الزكوة

ابواب ۸

تفسير الزكوة وصفتها وشرائطها وصدقة السوائم

زكوة الذهب والفضة والعروض

فيمن يمر على العاشر والمعادن والركاز

زكوة الزروع والثمار والمصارف وصدقة الفطر

دفعات ۲۳۰ تا ۲۶۱

تیسری جلد زکوۃ کی بحث

فصول ۱۴

زکوۃ کی تعریف حکم - شرطیں اور چرنے والے جانوروں کی زکوۃ

سونے چاندی اور مال تجارت کی زکوۃ،

جو شخص عاشر پر گزرے - کانوں اور دفینوں کے احکام

کھیتی کی زکوۃ - زکوۃ خرچ کرنے کی جگہیں اور صدقۃ الفطر

تعداد شق ۵۳۱

عربی متن مع اردو ترجمہ - نمبروار احکام کے ساتھ

پیشکش

ابو السعید محمد صادق بن حافظؒ قادری - ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ

میانہ موہڑہ ڈاک خانہ فریال - ضلع راولپنڈی (حال) سہگل آباد - ضلع جہلم پاکستان

فہرست

جلد ۳ (جز ۸)

زکوٰۃ کی تعریف حکم اور شرطیں چرنے والے جانوروں اور سونے چاندی کی زکوٰۃ۔ عاشر پر گزرنا کانوں دفینوں اور کھیتی کی زکوٰۃ۔ زکوٰۃ خرچ کرنے کی جگہیں اور صدقہ فطر کے احکام

ابواب ۸ - دفعات ۲۳۰ تا ۲۶۱ - عنوانات ۳۲ - تعداد شق ۵۳۱

وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا

مجلس منتظم اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد سید المرسلین وعلیٰ اٰلہ واصحابہ وعلیٰ عباد اللہ الصالحین اجمعین

کتاب الزکوٰۃ

وفیہ ثمانیۃ ابواب

ابواب ۸ ـ فصول ۱۴ ـ دفعات ۲۳۰ تا ۲۶۱ ـ عنوانات ۳۲ ـ تعداد شق ۵۳۱

الباب الاول فی تفسیرها وصفتها وشرائطها

دفعات ۲۳۰ تا ۲۴۱ ـ عنوانات ۱۲ ـ تعداد شق ۱۱۲

۲۳۰ ـ تفسیرها
تعداد شق ۱

۱ اما تفسیرها فهی تملیک المال من فقیر مسلم غیر هاشمی ولا مولاه بشرط قطع المنفعة عن المملک من کل وجه للہ تعالیٰ هٰذا فی الشرع ـ کذا فی التبیین

۲۳۱ ـ صفة الزکوٰۃ
تعداد شق ۲

۱ واما صفتها فهی فریضة محکمة یکفر جاحدها ویقتل مانعها ـ هٰکذا فی محیط السرخسی

۲ وتجب علی الفور عند تمام الحول حتی یأثم بتاخیره من غیر عذر ـ

وفی روایة الرازی علی التراخی حتی یأثم عند الموت ـ والاول اصح ـ کذا فی التهذیب

ـــــــــــــــ

[۱] زکوٰۃ (ہجرت کے) دوسرے سال رمضان المبارک کی فرضیت سے پہلے فرض ہوئی یہ زکوٰۃ انبیاء علیہم السلام پر فرض نہیں ہوتی ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۲ ص ۲ (مترجم) [۲] چنانچہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے ... ہاں اگر کسی شخص پر زکوٰۃ واجب ہوگئی اور اس نے بغیر عذر اس کی ادائیگی میں تاخیر کی تو اس نے غریبوں کے حق کے متعلق اللہ تعالیٰ کے حکم کی ادائیگی میں تاخیر کی ـ پس وہ گنہگار ہے اور اس کی گواہی ...

دفعات وشق نمبر	پہلا باب زکوٰۃ کی تفسیر اس کے حکم اور اس کی شرطوں کے احکام — زکوٰۃ کی تفسیر، حکم اور شرطوں کا بیان	حوالہ

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا

مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو پالنے والا ہے سارے جہان کا اور درود وسلام ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سب رسولوں کے سردار ہیں اور ان کی آل اور ان کے اصحاب پر اور اللہ کے نیک بندوں سب پر ہو

زکوٰۃ کی بحث

اور اس میں آٹھ باب ہیں

ابواب ۸ ۔ فصلیں ۱۴ ۔ دفعات ۲۳۰ تا ۲۶۱ ۔ عنوانات ۳۲ ۔ تعداد شق ۵۳۱

پہلا باب زکوٰۃ کی تفسیر اس کے حکم اور اس کی شرطوں کا بیان

دفعات ۲۳۰ تا ۲۴۱ ۔ عنوانات ۱۲ ۔ تعداد شق ۱۱۴

۲۳۰ ۔ زکوٰۃ کی تفسیر

اور اس میں ۱ شق ہے

۱ زکوٰۃ کی تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی بنا پر کسی ایسے مفلس مسلمان کو زکوٰۃ کے مال کا مالک بنانا جو نہ ہاشمی ہو اور نہ ہاشمی کا غلام ہو۔ اور اس مال کے دینے میں شرط یہ ہے کہ مالک سے اس مال کی منفعت بالکل ختم ہو جائے۔ یہ زکوٰۃ کا شرعی مفہوم ہے۔ — تبیین

۲۳۱ ۔ زکوٰۃ کا حکم

اور اس میں ۲ شقیں ہیں

۱ زکوٰۃ کا حکم یہ ہے کہ زکوٰۃ فرض محکم ہے[1]۔ اس کی فرضیت کا منکر کافر قرار پائیگا ۔ اور (زکوٰۃ کی فرضیت کا قائل ہوتے ہوئے) اس کی ادائیگی سے انکار کر دے تو (تعزیرًا) قتل کیا جائے گا۔ — محیط سرخسی

۲ (ا) (نصاب پر) سال پورا ہونے پر زکوٰۃ فورًا واجب ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ کسی عذر کے بغیر زکوٰۃ کی ادائیگی میں تاخیر کر دے تو گنہگار ہوگا[2]۔

(ب) اور رازی رح کی روایت کے بموجب زکوٰۃ کا واجب ہونا تاخیر سے ہے۔ حتیٰ کہ (اگر ادا نہ کی تو) موت کے وقت گنہگار قرار پائے گا[3] (ج) اور پہلا حکم زیادہ صحیح ہے — تہذیب

قبول نہیں۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ج ۱ ص ۲۵۵ (مترجم) [3] چنانچہ امام ابو یوسف رح کے ہاں چونکہ زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم نماز کی طرح مخصوص اوقات سے وابستہ نہیں۔ بنابرائیں اگر کسی پر زکوٰۃ واجب ہوئی اور اس نے زندگی بھر ادا نہ کی تو وہ گنہگار قرار پائیگا۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ج ۱ ص ۲۵۶ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تفسیرھا وصفتھا وشرائطھا — تفسیر الزکوٰۃ وصفتھا وشرائطھا	حوالہ
۲۲۲	**شرائط اداء الزکوٰۃ** تعداد شقیں ۲۱	
۱	واما شرط ادائها فنية مقارنة للاداء او لعزل ما وجب.	هكذا في الكنز
۲	فاذا نوى ان يؤدي الزكوٰة ولم يعزل شيئا فجعل يتصدق شيئا فشيئا الى آخر السنة ولم تحضره النية لم يجز عن الزكوٰة. اذا كان في وقت التصدق بحال لو سئل عما اذا تؤدي يمكنه ان يجيب من غير فكرة فذلك يكون نية منه.	كذا في التبيين
	ولو قال ما تصدقت الى آخر السنة فقد نويت عن الزكوٰة لم يجز.	كذا في السراجية
۳	اذا وكل في اداء الزكوٰة اجزأته النية عند الدفع الى الوكيل. فان لم ينو عند التوكيل ونوى عند دفع الوكيل جاز.	كذا في الجوهرة النيرة
۴	وتعتبر نية الموكل في الزكوٰة دون الوكيل.	كذا في معراج الدراية
۵	ولو دفع الزكوٰة الى رجل وامره ان يدفع الى الفقراء فدفع ولم ينو عند الدفع جاز. ولو دفعها الى الذمي ليدفعها الى الفقراء جاز لوجود النية من الآمر.	هكذا في محيط السرخسي
۶	فان تجدد للموكل نية اخرى بعد الدفع الى الوكيل قبل دفع الوكيل الى الفقير كان عما نوى اخيرا. حتى لو دفع اليه دراهم ليتصدق بها عن زكاة ماله فلم يدفع المامور حتى نوى الآمر ان يكون عن نذر وقعت عن ذلك.	كذا في السراج الوهاج
۷	ولو قال ان دخلت هذه الدار فلله علي ان اتصدق بهذه المائة فدخل وهو ينوي عند الدخول ان يتصدق بها عن الزكوٰة لم يجزئه عن الزكوٰة.	كذا في محيط السرخسي
۸	واذا هلكت الوديعة عند المودع فدفع القيمة الى صاحبها	

لہ جیساکہ البحرالرائق میں ہے کہ اگر کسی نے اپنے مال کی زکوٰۃ دینے کے لیے کسی کو وکیل کیا اور اس وکیل کو وہ مال دیتے وقت مالک نے زکوٰۃ کی نیت کی اور وکیل نے

دفعات وشق نمبر	پہلا باب زکوٰۃ کی تفسیر اس کے حکم اور اس کی شرطوں کے احکام زکوٰۃ کی تفسیر، حکم اور شرطوں کا بیان	حوالہ
۲۳۲	**زکوٰۃ ادا کرنے کی شرطیں** اور اس میں ۲۱ شقیں ہیں	
۱	(ا) زکوٰۃ ادا کرنے کی شرط یہ ہے کہ زکوٰۃ دیتے وقت زکوٰۃ دینے کی نیت کرے۔ (ب) یا زکوٰۃ کا مال الگ کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت کرے۔	کنز
۲	(ا)، اگر کسی نے زکوٰۃ ادا کرنے کی نیت کی اور اس وقت زکوٰۃ کا مال الگ نہ کیا۔ اس کے بعد سال کے آخر تک تھوڑا تھوڑا مال (غریبوں کو) دیتا رہا اور دل میں زکوٰۃ کی نیت نہ کی تو زکوٰۃ (کی ادائیگی) جائز نہیں ہوئی۔ (ب) جب (غریبوں کو) مال دیتے وقت اس کی حالت یوں ہو کہ اگر اس وقت اس سے پوچھا جائے کہ تو کس مقصد سے مال دے رہا ہے اور وہ بغیر سوچے جواب دے سکے (کہ زکوٰۃ کا مال دے رہا ہوں) تو یہ صورت حال زکوٰۃ کی نیت قرار پائے گی۔ (ج) اور اگر اس نے یوں کہا کہ میں نے آخر سال تک جو مال دیا وہ زکوٰۃ کی نیت سے ہے تو (اس سے زکوٰۃ کی ادائیگی) جائز نہیں ہوئی۔	تبیین
۳	(ا)، اگر کسی نے زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے کسی کو وکیل مقرر کیا تو وکیل کو زکوٰۃ کا مال حوالہ کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت کر لینا کفایت کر جاتا ہے۔ (ب) اور اگر اس وقت نیت نہ کی بلکہ اس وقت نیت کی جب وکیل نے زکوٰۃ کا مال دیا تو (بھی) جائز ہو گیا۔	سراجیہ
۴	زکوٰۃ ادا کرنے میں مؤکل کی نیت کا اعتبار ہے۔ وکیل کی نیت کا اعتبار نہیں ہے۔	جوہرہ نیرہ معراج درایہ
۵	(ا) اگر کسی شخص نے زکوٰۃ کا مال کسی آدمی کے حوالہ کیا اور اسے حکم دیا کہ یہ مال غریبوں کو دے دے، پس اس نے (غریبوں کو دیا) اور دیتے وقت زکوٰۃ کی ادائیگی کی نیت نہ کی تو جائز ہے۔ [۱] (ب) اور اگر زکوٰۃ کا مال غریبوں کو دینے کے لیے کسی ذمّی کے حوالہ کیا تو جائز ہے۔ اس لیے کہ حکم دینے والے کی نیت پائی گئی ہے۔	
۶	(ا)، اگر وکیل نے زکوٰۃ کا مال ابھی فقیر کو نہیں دیا کہ مؤکل نے اس مال کے متعلق کوئی اور نیت کر لی تو مؤکل کی جو نیت آخر میں قرار پائی اسی سے وہ مال ادا قرار پائے گا۔ (ب) حتیٰ کہ اگر کسی نے وکیل کو کچھ درہم زکوٰۃ میں دینے کے لیے دیئے اور ابھی وکیل نے وہ مال فقیر کو نہیں دیا تھا کہ حکم دینے والے (مؤکل) نے وہ مال اپنی نذر میں دینے کی نیت کر لی تو وہ مال اس کی نذر سے ادا قرار پائے گا۔	محیط سرخسی
۷	اگر کسی نے یوں کہا کہ اگر میں اس گھر میں داخل ہوا تو اللہ کے لیے مجھ پر لازم ہے کہ میں یہ ایک سو خیرات دوں گا، پھر وہ اس گھر میں داخل ہوا اور داخل ہوتے وقت یہ نیت کی کہ وہ ایک سو زکوٰۃ کے مال سے دیتا ہے تو وہ ایک سو دینا زکوٰۃ سے کفایت نہ کرے گا۔	سراج وہاج
۸	اگر کوئی امانت امانت رکھنے والے کے پاس ہلاک ہو گئی تو امانت رکھنے والے نے جھگڑا رفع کرنے کے لیے اس	محیط سرخسی

[۱] وہ مال زکوٰۃ کی نیت کے بغیر کسی غریب کو دے دیا تو کفایت کر جائے گا۔ ماخوذ از البحر الرائق - جز ۲ - ص ۲۱۰ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الاول فی تفسیرها وصفتها وشرائطها　　تفسیر الزکوٰۃ وصفتها وشرائطها	حوالہ
۲۳۲	وهو فقیر لدفع الخصومة یرید به الزکوٰۃ لایجوز۔	کذا فی فتاوی قاضی خان فی فصل اداء الزکوٰۃ
۹	واذا دفع الی الفقیر بلا نیة ثم نواه عن الزکوٰۃ فان کان المال قائما فی ید الفقیر اجزأه والافلا۔	کذا فی معراج الدرایة والزاهدی والبحر الرائق والعینی شرح الهدایة
۱۰	رجل ادی زکوٰۃ غیره عن مال ذلك الغیر فاجازه المالك فان کان المال قائما فی ید الفقیر جاز والا فلا۔	کذا فی السراجیة
۱۱	ومن تصدق بجمیع نصابه ولاینوی الزکوٰۃ سقط فرضها وهذا استحسان۔	کذا فی الزاهدی
۱۲	ولا فرق بین ان ینوی النفل او لم تحضره النیة۔	کذا فی التبیین
۱۳	ولو دفع جمیع النصاب الی الفقیر ینوی به عن النذر او واجب اخر یقع عما نوی ویضمن قدر الواجب۔	کذا فی التبیین
۱۴	ولو وهب بعض النصاب من الفقیر یسقط عنه زکوٰۃ المؤدی عند محمدؒ وعن ابی حنیفةؒ مثله وهو الاشبه۔	کذا فی التبیین کذا فی الزاهدی
۱۵	ولو کان له دین علی فقیر فابرأه عنه سقط عنه زکوٰته نوی به عن الزکوٰۃ اولا لانه کالهلاك۔ ولو ابرأه عن البعض سقط زکوٰۃ ذلك البعض لما قلنا وزکوٰۃ الباقی لاتسقط ولو نوی به الاداء عن الباقی۔	کذا فی التبیین
۱۶	ولو کان من علیه الدین غنیا فوهبه منه بعد الحول۔ ففی روایة الجامع یضمن قدر الزکوٰۃ وهو الاصح۔	هکذا فی محیط السرخسی
۱۷	ولو امر فقیرا بقبض دین له علی اخر ونواه عن زکوٰۃ عین عنده جاز۔	کذا فی البحر الرائق

[1] نصاب سے مراد مال کی وہ مقدار ہے جس کے مالک کو عرفِ شرع میں مالدار سمجھا جاتا ہے۔ اور اس سے کم مال ہو تو اس پر زکوٰۃ نہیں آتی۔ مذکورہ مقدار کے متعلق حکم...

[2] یہ صورت کسی غریب پر صدقہ کرنے کی ہے۔ ماخوذ از حاشیہ ...

دفعات وشق نمبر	پہلا باب زکوٰۃ کی تفسیر اس کے حکم اور اس کی شرطوں کے احکام — زکوٰۃ کی تفسیر، حکم اور شرطوں کا بیان	حوالہ
۲۳۲	امانت کے مالک کو امانت کی قیمت زکوٰۃ کے مال سے دے دی اور امانت کا مالک فقیر ہے تو ایسا کرنا زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے کفایت نہ کرے گا۔	قاضی خان
۹	جب کسی نے (کچھ مال) کسی غریب کو بغیر نیت کے دے دیا پھر اس نے اس مال کے لیے زکوٰۃ سے دینے کی نیت کی تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر وہ مال اس غریب کے ہاتھ میں باقی ہے تو زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے کفایت کر جائے گا، ورنہ نہیں۔	معراج درایہ - زاہدی - بحر رائق - عینی شرح ہدایہ
۱۰	کسی شخص نے کسی اور آدمی کی طرف سے اسی آدمی کے مال سے زکوٰۃ ادا کر دی، پھر مالک نے اجازت دے دی تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر (اجازت کے وقت) وہ مال زکوٰۃ لینے والے غریب کے پاس موجود تھا تو جائز ہے ورنہ نہیں۔	سراجیہ
۱۱	جس شخص نے اپنا کل نصاب[۱] صدقہ کر دیا اور نہ زکوٰۃ ادا کرنے کی نیت نہ کی تو زکوٰۃ کا فریضہ اس کے ذمہ سے ساقط[۲] ہو گیا۔ یہ حکم بطور استحسان ہے۔	زاہدی
۱۲	اور (مذکورہ صورت میں) اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ نفلی صدقہ کی نیت کرے یا اس نے کوئی نیت نہ کی ہو۔	تبیین
۱۳	اگر کسی نے سارا نصاب کسی غریب کو دے دیا اور دینے میں نذر کی ادائیگی کی نیت کی یا کسی اور واجب کی ادائیگی کی نیت کی تو جس کی نیت سے ادا کی ہے اسی سے ادا ہوگا۔ اور واجب زکوٰۃ کے بقدر اس کے ذمہ رہے گا۔	تبیین
۱۴	(ا) اور اگر نصاب کا کچھ حصہ کسی غریب کو ہبہ کر دیا تو اس سے اس دیئے ہوئے مال کی زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی یہ حکم امام محمدؒ کے ہاں ہے۔	تبیین
	(ب) اور امام ابو حنیفہؒ سے بھی اسی (مذکورہ حکم کی) طرح روایت ہے، اور یہی حکم فقہ سے زیادہ مشابہ ہے۔	زاہدی
۱۵	(ا) اگر کسی شخص کا کسی غریب آدمی پر قرض تھا، پس اس نے اس سے وہ قرض معاف کر دیا تو اس سے اس مال کی زکوٰۃ بھی ساقط ہو گئی خواہ اس نے معاف کرنے میں زکوٰۃ کی نیت کی تھی یا نہ کی تھی، اس لیے کہ مذکورہ صورت مال کے ہلاک ہونے کے قائم مقام ہے۔ (ب) اور اگر اس نے غریب مقروض سے کچھ قرض معاف کر دیا تو اس بعض کی زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا اور باقی مال کی زکوٰۃ ساقط نہ ہو گی، خواہ اس نے اس معاف کرنے میں باقی مال کی زکوٰۃ ادا کرنے کی بھی نیت کی ہو۔	تبیین
۱۶	اگر وہ شخص جس کے ذمہ قرض ہے غنی ہو (کسی نصاب کا مالک ہو) پس قرض خواہ نے اس مقروض کو وہ قرض سال تمام ہونے پر ہبہ کر دیا تو (اس صورت میں) جامع کی روایت کے بموجب اس مال کی زکوٰۃ کے بقدر قرض خواہ ضامن ہوگا۔ اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔ [۳]	محیط سرخسی
۱۷	اگر کسی شخص نے کسی غریب آدمی کو حکم دیا کہ دوسرے شخص پر جو میرا قرض ہے وہ وصول کرے اور اس میں اس نے اس مال کی زکوٰۃ ادا کرنے کی نیت کی جو اس کے پاس ہے تو جائز ہے۔	بحر رائق

ـه نیز حکم نمبر ۱۲/۲۳۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــ ۳ـه حکم نمبر ۱۱/... ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	تفسیر الزکوٰۃ وصفتها وشرائطها — الباب الاول فی تفسیرها وصفتها وشرائطها	حوالہ
۲۳۲ - ۱۸	ولو وهب دینه من فقیر ونوی الزکوٰۃ دین آخر له علی رجل آخر او نوی الزکوٰۃ عین له لم یجز۔	کذا فی الکا[فی]
۱۹	واداء العین عن العین وعن الدین جائز۔ واداء الدین عن العین وعن دین یقبض لا یجوز۔ واداء الدین عن دین لا یقبض یجوز	کذا فی محیط السرخسی
۲۰	اذا اراد الرجل اداء الزکوٰۃ الواجبة قالوا الافضل الاعلان والاظهار۔ وفی التطوعات الافضل هو الاخفاء والاسرار۔	کذا فی فتاویٰ قاضی[خان]
۲۱	ومن اعطی مسکینا دراهم وسماها هبة او قرضا ونوی الزکوٰۃ فانها تجزیه وهو الاصح۔	کذا فی البحر الرائق ناقلا عن المجتبی والقنیۃ

۲۳۳ شروط وجوب الزکوٰۃ الحریة — تعداد شق ۳

۱	(و) اما شروط وجوبها فمنها الحریة۔ حتی لا تجب الزکوٰۃ علی العبد وان کان ماذونا فی التجارة۔	کذا فی البدائع
۲	ولا علی المدبر وام الولد والمکاتب۔[۲]	کذا فی البدائع
۳	واما المستسعی فحکمه حکم المکاتب عند ابی حنیفة۔[۳]	کذا فی البدائع

۲۳۴ من شروط وجوب الزکوٰۃ الاسلام — تعداد شق ۳

۱	(ومنها الاسلام) حتی لا تجب علی الکافر۔	کذا فی البدائع
۲	ثم الاسلام کما هو شرط الوجوب شرط لبقاء الزکوٰۃ عندنا۔ حتی لو ارتد بعد وجوبها سقطت کما فی الموت فلو بقی علی ارتداده سنین فبعد اسلامه لا یجب علیه شیء لتلك السنین۔	کذا فی معراج الدرایۃ
۳	قال الصیرفی رح فیما اذا اسلم الکافر فی دار الحرب واقام سنین ثم خرج الینا	

[۱] جیسا کہ البحر الرائق ج ۲ ص ۲۱۱، درمختار مع رد المحتار ج ۲ ص ۱۲ میں ہے کہ واداء الدین عن العین وعن دین سیقبض لا یجوز الخ۔ نیز جیسا کہ حکم نمبر ۱۵ باب ۲۳۲ میں ہے۔
[۲] اس لیے کہ مکاتب اور مستسعی کے سوا غلاموں کی باقی قسموں کی سرے سے ملکیت ہی نہیں ہوتی۔ اور مکاتب اور مستسعی کی ملکیت پوری نہیں ہوتی۔ ماخوذ از البدائع ج ۲ ص ۲۰۲۔ (مترجم) — [۳] مدبر وہ غلام جسے اس کے مالک نے کہہ دیا کہ وہ اس کے مرنے کے بعد آزاد ہے۔ اور ام ولد وہ باندی جو اپنے مالک سے

دفعات وشق نمبر	پہلا باب زکوٰۃ کی تفسیر اس کے حکم اور اس کی شرطوں کے احکام — زکوٰۃ کی تفسیر، حکم اور شرطوں کا بیان	حوالہ
۲۳۲-۱۸	اگر کسی شخص نے کسی غریب کو اپنا قرض ہبہ کر دیا اور اس میں اس دوسرے قرض کی زکوٰۃ کی نیت کی جو اس کا کسی اور شخص پر ہے یا اس میں اس مال کی زکوٰۃ کی نیت کی جو اس کے پاس ہے تو (ان صورتوں میں ایسا کرنا زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے) جائز نہیں ہوا۔	کافی
۱۹	(ا) موجود چیز (یعنی نقد مال) اور قرض میں دیئے ہوئے مال کی زکوٰۃ میں نقد مال ادا کرنا جائز ہے۔ (ب) نقد مال اور ایسا قرض مال جس کی وصولی کی جائے گی۔ ان (دونوں مالوں) کی زکوٰۃ قرض میں مُجریٰ کرنا جائز نہیں ہوتا ہے۔ (ج) جس قرض کی وصولی نہیں کی جائیگی۔ اس کی زکوٰۃ قرض میں مُجریٰ کرنا جائز ہوتا ہے۔	محیط سرخسی
۲۰	(ا) اگر کوئی شخص زکوٰۃ واجب دینے لگے تو فقہاءؒ نے کہا ہے کہ افضل یہ ہے کہ اعلانیہ وظاہراً دے۔ (ب) اور نفل صدقات میں افضل یہ ہے کہ چپکے سے اور پوشیدہ دے۔	قاضی خان
۲۱	اگر کسی شخص نے کسی مسکین کو کچھ درہم ہبہ یا قرض کے نام سے دیئے اور زکوٰۃ کی نیت کی تو زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے کفایت کر جائے گا۔ اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	بحرالرائق۔ قنیہ
۲۳۳	زکوٰۃ واجب ہونے کی شرطیں۔ ان میں سے ایک شرط آزاد ہونا ہے اور اس میں ۳ شقیں ہیں	
۱	اور زکوٰۃ واجب ہونے کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ وہ شخص آزاد ہو حتیٰ کہ غلام پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ خواہ وہ تجارت کرنے کے لیے اجازت یافتہ ہو۔	بدائع
۲	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جب کہ وہ مدبّر ہو۔ اُمّ ولد یا مکاتب[1] ہو (تو ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی)[2]	بدائع
۳	اور مستسعی[3] کا حکم حضرت امام ابوحنیفہؒ کے ہاں مکاتب کی طرح ہے۔ (کہ اس پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی)۔	بدائع
۲۳۴	زکوٰۃ واجب ہونے کی شرطوں میں سے ایک شرط مسلمان ہونا ہے اور اس میں ۳ شقیں ہیں	
۱	زکوٰۃ واجب ہونے کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ وہ شخص مسلمان ہو حتیٰ کہ کافر پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔	بدائع
۲	(ا) پھر جس طرح زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے مسلمان ہونا شرط ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ کا وجوب باقی رہنے کیلئے بھی ہمارے ہاں مسلمان ہونا شرط ہے۔ (ب) حتیٰ کہ اگر کوئی شخص زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد مرتد ہو گیا تو زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی، جیسا کہ مر جانے کی صورت میں حکم ہے پس اگر وہ کئی سال تک مرتد رہا تو اسلام لانے کے بعد اس پر ان برسوں کے لیے زکوٰۃ کی کوئی چیز واجب نہ ہو گی۔	معراج الدرایہ
۳	(ا) صیرفیؒ نے کہا کہ اگر دار الحرب میں کوئی شخص مسلمان ہو جائے اور کئی سال وہیں رہے پھر ہماری طرف (دارالاسلام)	

[1] صاحب اولاد ہو۔ اور مکاتب وہ غلام جسے اس کا مالک لکھ دے کہ اتنی رقم ادا کر دو تو تم آزاد ہو جیسا کہ حکم نمبر $\frac{1}{208}$ کے حاشیہ میں ہے۔ (مترجم)
[3] مستسعی وہ غلام جو محنت کر کے یا تجارت کر کے یا مانگ کر اپنی گردن آزاد کرانے کے لیے کوشش کر رہا ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تفسیرها وصفتها وشرائطها — تفسیر الزکوٰۃ وصفتها وشرائطها	حوالہ
۲۳۴	لم یکن للامام الاخذ منه لانه لم یکن فی ولایته۔	
	وهل تجب علیه الزکوٰۃ حتی یفتی بالدفع ان کان علم بالوجوب وجبت علیه ویفتی بالدفع۔ وان لم یعلم لا تجب علیه ولا یفتی بالدفع۔	
	بخلاف الذمی اذا اسلم فی دارنا فانه تجب علیه الزکوٰۃ علم او لم یعلم۔	کذا فی السراج الوهاج
۲۳۵	**من شروط وجوب الزکوٰۃ العقل والبلوغ** تعداد شق ۷	
۱	(ومنها العقل والبلوغ) فلیس الزکوٰۃ علی صبی ومجنون اذا وجد منه الجنون فی السنة کلها۔	هکذا فی الجوهرة النیرة
۲	فلو افاق فی جزء من السنة بعد ملك النصاب فی اولها او آخرها قل ذلك او کثر یلزمه الزکوٰۃ۔	کذا فی العینی شرح الهدایة
۳	وهو ظاهر الروایة۔	هکذا فی الکافی
۴	قال صدر الاسلام ابو الیسرؒ وهو الاصح۔	کذا فی شرح النقایة للشیخ ابی المکارم
۵	هذا فی الجنون العارضی بان جنّ بعد البلوغ اما فی الاصلی بان بلغ مجنونا فعند ابی حنیفةؒ یعتبر ابتداء الحول من وقت الافاقة۔	کذا فی الکافی
۶	وکذا الصبی اذا بلغ یعتبر ابتداء الحول من وقت بلوغه۔	کذا فی التبیین
۷	وتجب علی المغمی علیه وان استوعب الاغماء حولا کاملا۔	کذا فی فتاویٰ قاضیخان
۲۳۶	**من شروط وجوب الزکوٰۃ کون المال نصابا** تعداد شق ۳	
۱	(ومنها کون المال نصابا) فلا تجب فی اقل منه	هکذا فی العینی شرح الکنز
۲	رجل ادی خمسة من المائتین بعد الحول الی الفقیر او الی الوکیل لاجل الزکوٰۃ ثم ظهر فیها درهم ستوقة لم تکن تلك الخمسة زکوٰۃ لنقصان النصاب۔	هکذا فی فتاویٰ قاضیخان

۵۱ اور ان کی کھیتی اور پھلوں کی زکوٰۃ واجب ہونے کے متعلق حکم نمبر ۴/۲۵۲ اور ان پر صدقۂ فطر واجب ہونے کے متعلق حکم نمبر ۲۰–۲۱/۲۶۱ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	پہلا باب زکوٰۃ کی تفسیر اس کے حکم اور اس کی شرطوں کے احکام — زکوٰۃ کی تفسیر، حکم اور شرطوں کا بیان	حوالہ
۲۲۴	میں آجائے، تو حاکم کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس سے (اس عرصہ کی زکوٰۃ میں سے) کچھ لے۔ اس لیے کہ وہ اس کی ولایت میں نہ تھا۔	
	(ب) اور آیا (مذکورہ صورت میں) اس پر زکوٰۃ دینا واجب ہوتا ہے؟ تاکہ اس کے متعلق زکوٰۃ ادا کرنے کا فتویٰ دیا جائے تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر وہ[1] زکوٰۃ کا واجب ہونا جانتا تھا تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور اس کے ادا کرنے کا فتویٰ دیا جائے گا۔ اور[2] اگر وہ زکوٰۃ کا واجب ہونا نہیں جانتا تھا تو اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اور اس کے ادا کرنے کا فتویٰ نہ دیا جائے گا۔	
	(ج) اس (مذکورہ صورت کے حکم) کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ اگر ذمّی دار الاسلام میں اسلام لایا تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی خواہ وہ زکوٰۃ واجب ہونا جانتا تھا یا نہ جانتا تھا۔	سراج وہاج
۲۲۵	**زکوٰۃ واجب ہونے کی شرطوں میں سے ایک شرط عاقل اور بالغ ہونا ہے** — اور اس میں ۷ شقیں ہیں	
۱	زکوٰۃ واجب ہونے کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ وہ شخص عاقل بالغ ہو۔[5] پس لڑکے پر اور ایسے مجنون پر جو تمام سال مجنون رہے زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔	جوہرہ نیرہ
۲	اگر کسی (عارضی)[5] مجنون کو کسی نصاب کے مالک ہونے کے بعد سال کے کسی حصہ میں، سال کے اول میں یا آخر میں بہت دنوں یا تھوڑے دنوں جنون سے افاقہ ہوگیا تو اس پر زکوٰۃ لازم ہوگی۔	عینی شرح ہدایہ، کافی
۳	یہ (مذکورہ) حکم ظاہر روایت کا ہے۔	شرح نقایہ
۴	صدر الاسلام ابو الیسرؒ نے کہا ہے کہ یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	
۵	یہ (مذکورہ) حکم عارضی جنون کا ہے یعنی وہ شخص جو بالغ ہونے کے بعد مجنون ہوا ہو۔ اور اگر جنون اصلی ہو۔ بایں صورت کہ وہ شخص مجنون ہی بالغ ہوا ہو تو امام ابو حنیفہ رحؒ کے ہاں سال کی ابتداء افاقہ کے وقت سے معتبر ہوگی۔	کافی
۶	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جب کہ لڑکا بالغ ہو تو سال کی ابتدا اس کے بالغ ہونے کے وقت سے معتبر ہوگی۔	تبیین
۷	جس شخص پر بیہوشی طاری ہو اس پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے خواہ اس کی بیہوشی پورے سال تک رہے۔	قاضی خان
۲۲۶	**زکوٰۃ واجب ہونے کی شرطوں میں سے ایک شرط مال کا نصاب ہونا ہے** — اور اس میں ۳ شقیں ہیں	
۱	زکوٰۃ واجب ہونے کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ مال کا نصاب ہو۔ پس نصاب سے کم مال پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔	عینی شرح کنز
۲	کسی آدمی نے دو سو درہم پر ایک سال پورا ہونے کے بعد پانچ درہم زکوٰۃ ایک غریب کو دیدی یا وکیل کو زکوٰۃ کی خاطر دے دیئے۔ پھر ان درہموں میں سے ایک درہم کھوٹا نکلا تو وہ پانچ درہم زکوٰۃ کے نہ قرار پائیں گے، کیونکہ نصاب کم ہوگیا ہے۔	قاضی خان

[5] اصلی مجنون کے متعلق حکم نمبر ۵/۲۲۵ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تفسیرها وصفتها وشرائطها	حوالہ
۲۳۶-۳	واذا اراد ان يسترد الخمسة من الفقير ليس له ذلك وله ان يسترد من الوكيل ان لم يتصدق بها -	هكذا فی فتاوی قاضیخان
۲۳۷ من شروط وجوب الزكوٰة الملك التام	تعداد شق ۷	
۱	(ومنها الملك التام) وهو ما اجتمع فيه الملك واليد -	
	اذا وجد الملك دون اليد كالصداق قبل القبض او وجد اليد دون الملك كملك المكاتب والمديون لا تجب فيه الزكوٰة -	كذا فی السراج الوهاج
۲	واما المبيع قبل القبض فقيل لا يكون نصابا والصحيح انه يكون نصابا -	كذا فی محيط السرخسی
۳	ولا تجب على المولى فی عبده المعد للتجارة اذا ابق -	كذا فی شرح المجمع لابن الملك
۴	ولا على الزوج لو خالعها على الف ولم يقبضها سنين -	هكذا فی المضمرات
۵	ولا على الراهن اذا كان الرهن فی يد المرتهن -	هكذا فی البحر الرائق
۶	واما العبد المأذون ان كان عليه دين يحيط بكسبه فلا زكوٰة فيه على احد بالاتفاق - وان لم يكن عليه دين فكسبه لمولاه وعلى المولى زكوٰته اذا تم الحول -	كذا فی معراج الدراية
	وقيل ينبغي ان يلزمه الاداء قبل الاخذ والصحيح انه لا يلزمه قبل الاخذ -	كذا فی محيط السرخسی
۷	وعلى ابن السبيل زكوٰة ماله لانه قادر على التصرف بنائبه -	كذا فی فتاوی قاضیخان فی فصل مال التجارة
۲۳۸ ومن شروط وجوب الزكوٰة فراغ المال عن حاجته الاصلية	تعداد شق ۲	
۱	(ومنها فراغ المال) عن حاجته الاصلية فليس فی دور السكنى وثياب البدن واثاث المنازل ودواب الركوب وعبيد الخدمة وسلاح الاستعمال زكوٰة -	كذا فی العينی شرح الهداية
۲	وكذا طعام اهله -	

۱ جیسا کہ حکم ۱۹/۲۴۴ میں ہے۔ نیز قرض میں دیئے ہوئے مال کی زکوٰۃ کے متعلق حکم ۱۵/۲۴۰ اور بیع قبل القبض کے متعلق حکم نمبر ۲/۲۳۸ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)
۲ کیونکہ مبیع میں قبضہ جبراً بھی ہوسکتا ہے۔ اور حق مہر قبل القبض کے متعلق حکم نمبر ۲/۲۳۸، ۱۹/۲۴۰ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۳ اس سے ملتا جلتا حکم نمبر ۳۸/۲۶۱ ملاحظہ ہو۔
۴ اور عبد ماذون خود مالیت ہے مگر اس پر زکوٰۃ نہیں۔ اس لیے کہ وہ ایسا مال ہے جو مال تجارت نہیں۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۲/۲۳۸ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)
۵ شرح وقایہ اور حاشیہ شرح وقایہ میں ہے کہ حاجات اصلیہ کی قیمت خواہ نصاب بن جائے، ان پر زکوٰۃ نہیں۔ اور طعام میں حسب حیثیت روٹی سالن شامل ہے نیز لکھا ہے کہ ما حصل

دفعات وشق نمبر	پہلا باب زکوٰۃ کی تفسیر اس کے حکم اور اس کی شرطوں کے احکام — زکوٰۃ کی تفسیر حکم اور شرطوں کا بیان	حوالہ
۲۳۶-۳	اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ پانچ درہم اس غریب سے واپس لینا چاہے تو اس کے لیے یہ جائز نہیں ہے اور وہ شخص وکیل سے واپس لے سکتا ہے جب تک کہ وکیل نے ان درہموں کو صدقہ نہیں کیا۔	قاضی خان
۲۳۷	**زکوٰۃ واجب ہونے کی شرطوں میں سے ایک شرط نصاب پر ملکیت پوری ہونا ہے** اور اس میں ۷ شقیں ہیں	
۱	(ا) زکوٰۃ واجب ہونے کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ ملکیت پوری ہو اور پوری ملک سے مراد یہ ہے کہ ملکیت بھی ہو اور قبضہ بھی ہو۔	
	(ب) اور اگر ملکیت ہو مگر قبضہ نہ ہو مثلاً حق مہر کا مال جو کہ قبضہ کے بغیر ہو[۵] یا قبضہ ہو مگر ملکیت نہ ہو۔ مثلاً مکاتب غلام کے مال کی ملکیت اور مقروض آدمی کے مال کی ملکیت تو ان پر زکوٰۃ واجب نہ ہو گی۔	معراج دراج
۲	اور ایسی چیز جو فروخت شدہ ہے مگر (خریدنے والے کا) قبضہ نہیں ہوا تو اس کے حکم کے متعلق بعض نے کہا ہے کہ وہ (خریدنے والے کے لیے) نصاب نہیں قرار پاتی اور صحیح حکم یہ ہے کہ وہ نصاب قرار پاتی ہے[۵۲]۔	محیط سرخسی
۳	مالک پر اس غلام کی زکوٰۃ واجب نہیں جو غلام تجارت کے لیے تھا اور بھاگ گیا[۵۳]۔	شرح مجمع
۴	خاوند نے اگر بیوی سے ایک ہزار پر خلع (مال لے کر طلاق دے دینا) کیا اور کئی برس تک اس مال پر قبضہ نہ کیا تو خاوند پر اس مال کی زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔	مضمرات
۵	اگر مال رہن ہے اور رہن رکھنے والے کے قبضہ میں ہے تو رہن دینے والے کے ذمہ اس کی زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔	بحر الرائق
۶	(ا) اور ایسا غلام جو تجارت کے لیے اجازت یافتہ ہے اور اس پر اتنا قرض ہے جو اس کی کمائی کو گھیرے ہوئے ہے تو اس غلام کے مال کی زکوٰۃ بالاتفاق کسی پر نہیں ہے[۵۴]۔	
	(ب) اور اگر اس غلام پر قرض نہیں ہے تو اس کی کمائی اس کے مالک کے لیے ہے۔ اور (اس مال پر) جب سال پورا ہو گا تو مالک پر اس مال کی زکوٰۃ واجب ہو گی۔	معراج درایہ
	بعض[۵۶] نے کہا ہے کہ اس کی کمائی لینے سے پہلے زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہونا چاہیے۔ اور صحیح حکم یہ ہے کہ کمائی لینے سے پہلے زکوٰۃ ادا کرنا واجب نہیں۔	محیط سرخسی
۷	اور مسافر پر اپنے مال کی زکوٰۃ واجب ہے اس لیے کہ وہ اپنے نائب کے ذریعہ اپنے مال کے تصرف پر قادر ہے۔	قاضی خان
۲۳۸	**زکوٰۃ واجب ہونے کی شرطوں میں سے ایک شرط مال کا اصلی ضرورتوں سے زائد ہونا ہے** اور اس میں ۲ شقیں ہیں	
۱	زکوٰۃ واجب ہونے کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ وہ مال ضروریاتِ اصلیہ سے زائد ہو۔ پس رہنے کے گھروں پر، بدن (پر پہننے) کے کپڑوں پر، گھر میں استعمال کے سازوسامان پر، سواری کے جانوروں پر، خدمت کے لیے غلاموں پر اور استعمال کے ہتھیاروں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔	عینی شرح ہدایہ
۲	(ا) اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح اس غلہ پر جو اہل وعیال کے کھانے کے لئے ہے زکوٰۃ نہیں ہے[۵۵]۔	

یہ ہے کہ زکوٰۃ تب واجب ہوتی ہے کہ تین امور میں سے کوئی ایک پایا جائے۔ (۱) وہ چیز نقدی ہو یعنی سونا یا چاندی ہو۔ نہیں خواہ نفقہ کے لیے رکھے جب وہ بقدر نصاب ہے اور اس پر سال گزر گیا تو ان پر زکوٰۃ ہے۔ (۲) وہ جانور جن پر زکوٰۃ واجب ہے جب وہ نصاب بن جائیں۔ ان پر سال گزر جائے اور سال کا اکثر حصہ چرتے ہوں تو ان پر حسب قاعدہ زکوٰۃ دو۔ ہے۔ (۳) وہ چیزیں جو مذکورہ دو کے علاوہ ہوں اور تجارت کی نیت سے ہوں۔ ان کی قیمت سونے یا چاندی کے نصاب کی قیمت جتنی ہو اور ان پر سال گزر جائے تو ان پر زکوٰۃ ہے ورنہ نہیں۔ ماخوذ از شرح وقایہ وحاشیہ شرح وقایہ ج ۱ ص ۲۰۸۔ اور عشر اور خراج مؤنۃ الارض ہے اس میں سال گزرنا وغیرہ شرط نہیں۔ ہدایہ بین السطور ج ۱ ص ۱۶۹ از حکم نمبر ۱۹ خط (مرحم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تفسیرها وصفتها وشرائطها	تفسیر الزکوٰۃ وصفتها وشرائطها — حوالہ
۲۳۸	وما یتجمل به من الاوانی اذا لم یکن من الذهب والفضة۔	کذا فی العینی شرح الهدایة
۳	وکذا الجوهر واللؤلؤ والیاقوت والبلخش والزمرد ونحوها اذا لم یکن للتجارة۔	
۴	وکذا لو اشتری فلوسا للنفقة۔	کذا فی العینی شرح الهدایة
۵	وکذا کتب العلم ان کان من اهله۔	کذا فی السراج الوهاج
۶	وآلات المحترفین۔ هذا فی الآلات التی ینتفع بنفسها ولا یبقی اثرها فی المعمول۔	کذا فی السراج الوهاج
	واما اذا کان یبقی اثرها فی المعمول کما لو اشتری الصباغ عصفرا او زعفرانا لیصبغ ثیاب الناس باجر وحال علیه الحول کان علیه الزکوٰۃ اذا بلغ نصابا۔	کذا فی الکفایة
۷	وکذا کل من ابتاع عینا لیعمل به ویبقی اثره فی المعمول کالعفص والدهن لدبغ الجلد فحال علیه الحول کان علیه الزکوٰۃ۔ وان لم یبق لذلك العین اثر فی المعمول کالصابون والحرض لا زکوٰۃ فیه۔	کذا فی الکفایة

۲۳۹ ومن شروط وجوب الزکوٰۃ فراغ المال من الدین

تعداد شق ۱۲

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	(ومنها فراغ المال عن الدین) قال اصحابنا[۱] کل دین له مطالب من جهة العباد یمنع وجوب الزکوٰۃ سواء کالدین للعباد کالقرض وثمن البیع وضمان المتلفات وارش الجراحة۔ وسواء کان الدین من النقود او المکیل او الموزون او الثیاب او الحیوان وجب بخلع او صلح عن دم عمد وهو حال او مؤجل۔ او لله تعالیٰ کدین الزکوٰۃ فان کان زکوٰۃ سائمة یمنع وجوب الزکوٰۃ بلا خلاف بین اصحابنا[۲] سواء کان ذلك فی العین بان کان العین قائما او فی الذمة باستهلاك النصاب۔	

ل۱ نیز ایسے شخص پر زکوٰۃ لازم ہونے کے متعلق حکم نمبر ۹/۲۴۸، ۶/۲۵۱ ملاحظہ ہو اور اسے زکاۃ کا مصرف قرار پانے کے متعلق حکم نمبر ۲۲/۲۵۹، ۲/۲۶۱ اور ۱/۲۵۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ل۲ اس کے متعلق حکم نمبر ۱۳/۲۴۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ل۳ اس کے متعلق حکم نمبر ۹/۲۳۹ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

ل۴ حکم نمبر ۱۶، ۱۷ ملاحظہ ہو (مترجم) ل۵ اسکے متعلق حکم نمبر ۳ ج/۲۳۹ ملاحظہ ہو۔ نیز وہ قرض جسکا مطالبہ بندوں کی طرف سے نہیں اسکے متعلق حکم نمبر ۱۱/۲۳۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پہلا باب زکوٰۃ کی تفسیر اس کے حکم اور اس کی شرطوں کے احکام — زکوٰۃ کی تفسیر، حکم اور شرطوں کا بیان	حوالہ
	(ب) اور آرائش کے برتنوں پر زکوٰۃ نہیں ہے بشرطیکہ وہ سونے چاندی کے نہ ہوں (اور تجارت کیلئے نہ ہو۔ حکم نمبر ۱ب ۳/۲۳۸ کا حاشیہ ملاحظہ ہو)	عینی شرح ہدایہ
۲۳۸ ۳	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح جواہرات۔ موتی۔ یاقوت۔ بلخش (بلور سے مشابہ چیز) زمرد اور اس قسم کی چیزوں پر زکوٰۃ نہیں بشرطیکہ وہ تجارت کے لیے نہ ہوں[۱]۔	
۴	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح اگر خرچ کرنے کے لیے پیسے یعنی ریزگاری خریدی تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے[۲]۔	عینی شرح ہدایہ
۵	علمی کتابوں پر زکوٰۃ نہیں ہے بشرطیکہ وہ شخص اہلِ علم سے ہو[۳]۔	سراج وہاج
۶	(ا) پیشہ ور لوگوں کے آلات پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ (ب) یہ[۱] (مذکورہ) حکم ان آلات کے متعلق ہے جن کے ذریعہ کام لیا جاتا ہے اور ان سے اس چیز میں اثر باقی نہیں رہتا جس چیز میں ان آلات سے کام لیا جاتا ہے۔ اور[۲] اگر ان آلات کا اثر ان چیزوں میں باقی رہتا ہو۔ مثلاً رنگریز نے کسم یا زعفران اس مقصد کے لیے خریدا کہ اجرت لے کر لوگوں کے کپڑے رنگے گا۔ اور اس (زعفران وغیرہ) پر سال گزر گیا تو اگر وہ بقدر نصاب ہے تو اس پر زکوٰۃ لازم ہوگی۔	سراج وہاج کفایہ
۷	(ا) اسی طرح ہر وہ چیز جو کام میں استعمال کرنے کے لیے خریدے اور اس کا اثر اس چیز میں باقی رہے جس میں اس سے کام لیا جاتا ہے۔ مثلاً کسی نے مازو اور تیل، چمڑا رنگنے کے لیے خریدا اور اس پر سال گزر گیا (اگر وہ بقدر نصاب ہو) تو اس پر زکوٰۃ لازم ہوگی۔ (ب) اور اگر (کام میں استعمال کی وہ چیز ایسی ہے کہ) اس چیز کا اثر اس میں باقی نہیں رہتا جس میں اس سے کام لیا جاتا ہے۔ مثلاً صابون (اور اشنان دبوٹی) تو ایسی چیز میں زکوٰۃ نہیں ہے[۴]۔	کفایہ
۲۳۹	زکوٰۃ واجب ہونے کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ وہ مال قرض سے فارغ ہو اور اس میں ۲۶ شقیں ہیں	
۱	زکوٰۃ واجب ہونے کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ وہ مال قرض سے فارغ ہو۔ ہمارے اصحابؒ نے کہا ہے کہ جس قرض کا مطالبہ بندوں کی طرف سے ہو، وہ قرض زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے مانع ہے[۵]۔ (ا) خواہ وہ قرض بندوں کا ہو۔ مثلاً قرض لیا ہوا مال یا مول لی ہوئی چیز کی قیمت یا ضائع کی ہوئی چیزوں کی ضمانت یا زخمی کرنے کا عوض ہو اور خواہ وہ قرض نقد مال کا ہو یا وہ ناپی جانے والی چیز ہو یا وزن کی جانے والی چیز ہو کپڑے ہوں یا جانور ہو وہ مال خلع (مال کے بدلے طلاق دینا) کی وجہ سے واجب ہوا ہو یا جان بوجھ کر قتل کرنے کے عوض میں صلح کی وجہ سے ہو۔ فی الحال دینا ہو یا کچھ عرصہ بعد دینا ہو۔ (ب) یا وہ اللہ تعالیٰ کا قرض ہو مثلاً زکوٰۃ کا قرض ہو[۶]۔ پس اگر چرنے والے جانوروں کی زکوٰۃ باقی ہو تو وہ قرض زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے مانع ہے۔ اس (حکم) میں ہمارے اصحاب میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ خواہ وہ زکوٰۃ نقد مال میں ہو۔ مثلاً وہ مال موجود ہو۔ یا وہ زکوٰۃ اس کے ذمہ ہو بایں وجہ کہ نصاب ضائع کر دیا ہو۔ (زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے مانع ہے)	

[۶] رد المحتار میں بحوالہ بدائع لکھا ہے کہ اموالِ زکوٰۃ کا مطالبہ کرنے والا بندوں کی طرف سے حاکم قرار پاتا ہے البتہ حضرت عثمانؓ کے دور میں اموال زیادہ ہونے پر اور اموالِ باطنہ کی تشخیص میں مالکوں کیلئے ضرر کی وجہ سے باجماعِ صحابہؓ مصلحت یہ قرار پائی کہ اموال باطنہ کی زکوٰۃ کا دینا مالکوں کے سپرد ہو۔ گویا وہ حاکم کی طرف سے وکیل قرار پائے۔ البتہ اس سے حاکم کیلئے مذکورہ مطالبہ کا حق باطل نہیں ہوا حتیٰ کہ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ کسی شہر کے لوگ اموال باطنہ کی زکوٰۃ نہیں دیتے تو حاکم مطالبہ کریگا ورنہ نہیں۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۶ حکم نمبر ۲۲/۲۶۰ — ۲/۲۵۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشرح نمبر	الباب الاول فی تفسیرها وصفتها وشرائطها / تفسیر الزکوٰۃ وصفتها وشرائطها	حوالہ
۲۳۹	وان کان زکوٰۃ الاثمان وزکوٰۃ عروض التجارۃ ففیها خلاف بین اصحابنا رح فعند ابی حنیفۃ رح ومحمد رح الجواب فیه کالجواب فی السوائم۔ ولوکان الدین خراج ارض یمنع وجوب الزکوٰۃ بقدرہ وهذا اذا کان خراجا یؤخذ بحق وکان تمام الحول بعد ادراک الغلة۔ واما اذا کان قبل ادراکها فلا۔ ومایؤخذ بغیر حق لایمنع وجوب الزکوٰۃ مالم یؤخذ منه قبل الحول۔ وکذلک الارض العشریة اذا اخرجت طعاما واستهلکه وضمن مثله دینا فی الذمة وذلک قبل تمام الحول علی الدراهم ثم تم الحول علی الدراهم فلیس علیه الزکوٰۃ۔	هکذا فی التاتارخانیة
۲	وکذلک المهر یمنع مؤجلا لانه مطالب به۔	کذا فی محیط السرخسی
	وهو الصحیح علی ظاهر المذهب۔ وذکر البزدوی رح فی شرح الجامع الکبیر قال مشائخنا رح فی رجل علیه مهر مؤجل لامرأته وهو لایرید اداءہ لایجعل مانعا من الزکوٰۃ لعدم المطالبة فی العادۃ وانه حسن ایضا	هکذا فی الجواهر الفتاوی
۳	وامانفقات الزوجات فمالم تصر دینا امابفرض القاضی اوبالتراضی لاتمنع وتسقط اذالم یوجد قضاء القاضی اوالتراضی۔ وکذا النفقة المحارم اذا فرضها القاضی فی مدۃ قصیرۃ نحومادون الشهر۔ واما اذا کانت المدۃ طویلة فلا تصیر دینا بل تسقط۔	کذا فی البدائع
	وهذا کله اذا کان الدین فی ذمته قبل وجوب الزکوٰۃ اما اذا لحقه الدین بعد وجوب الزکوٰۃ فلم تسقط الزکوٰۃ۔	هکذا فی الجوهرۃ النیرۃ
۴	واما الدین المعترض فی خلال الحول فذکر فی العیون ان عند محمد رح یمنع وجوب الزکوٰۃ وعند ابی یوسف رح لایمنع۔	کذا فی محیط السرخسی

۵۱ مگر قرض جو خود عشر یا خراج کے وجوب کے لیے مانع نہیں ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق۔ ج ۲۔ ص ۲۰۶ (مترجم) ۵۲ حکم نمبر ۴۱/۲۴۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۵۳ اس کے متعلق حکم ۳ق/۲۳۹ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۱۹/۲۴۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۵۴ جیساکہ قاضیخان میں ہے۔ وان لحقه دین بعد وجوب الزکوٰۃ لایسقط الزکوٰۃ الخ۔ قاضیخان علی هامش عالمگیریہ ج ۱ ص ۲۵۵ ورد المحتار ج ۲ ص ۵۰ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پہلا باب زکوٰۃ کی تفسیر اس کے حکم اور اس کی شرطوں کے احکام — زکوٰۃ کی تفسیر، حکم اور شرطوں کا بیان	حوالہ
۲۳۹	اور۲ اگر سونے چاندی اور تجارت کے مال کی زکوٰۃ باقی ہو تو اس کے متعلق ہمارے اصحاب میں اختلاف ہے امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں وہی حکم ہے جو چرنے والے جانوروں کی صورت میں ہے۔ (ج) اور اگر وہ قرض زمین کا خراج ہو[۱]۔ تو وہ بھی بقدر قرض مال پر زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے مانع ہے۔ اور یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ خراج حق کے مطابق لیا جاتا ہو، اور (زکوٰۃ کے اس مال پر) سال کا پورا ہونا۔ غلہ حاصل کرنے کے بعد ہوتا ہو۔ اور اگر سال کا پورا ہونا۔ غلہ حاصل کرنے سے پہلے ہوتا ہو تو پھر (زمین کے خراج کا) وہ قرض مانع زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور۲ جو خراج ناحق لیا جاتا ہو، وہ مانع زکوٰۃ نہیں ہوتا[۲] جب تک کہ سال پورا ہونے سے پہلے نہ لیا جائے۔ (د) اسی طرح عشری زمین میں غلہ پیدا ہوا۔ اس نے اسے ضائع کر دیا اور اتنا قرض اس کے ذمہ واجب ہو گیا اور مذکورہ امر درہموں پر سال پورا ہونے سے پہلے واقع ہوا۔ پھر درہموں پر سال پورا ہو گیا تو (اس صورت میں) اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔	تتارخانیہ
۲	(ا) اس طرح حقِ مہر کی رقم جو کچھ عرصہ بعد دینی ہو یا فی الحال دینی ہو تو زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے مانع[۳] ہے، اس لیے کہ اس کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ اور۲ یہ حکم ظاہر مذہب پر صحیح ہے۔ (ب) اور بزدویؒ نے شرح جامع کبیر میں ذکر کیا ہے کہ ہمارے مشائخؒ نے کہا ہے کہ جس آدمی کے ذمہ اپنی بیوی کا حقِ مہر ہو جو اسے کچھ عرصہ بعد ادا کرنا ہو اور وہ آدمی اس حقِ مہر کے ادا کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو اس حق مہر کا وہ قرض زکوٰۃ واجب کے لیے مانع نہیں قرار دیا جائے گا۔ اس لیے کہ عادت یوں ہے کہ اس کا مطالبہ نہیں کیا جاتا اور یہ قول بھی اچھا ہے۔	محیط سرخسی جواہر الفتاوی
۳	(ا) بیویوں کے نفقے (خرچے) اگر قاضی کے مقرر کرنے یا آپس کی باہمی رضامندی سے (اس کے ذمہ) قرض نہ قرار پائے ہوں تو وہ زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے مانع نہیں ہیں۔ اور اگر قاضی کا حکم یا آپس کی رضامندی نہ پائی جائے تو وہ نفقے ساقط ہو جاتے ہیں۔ (ب) اسی طرح رشتہ داروں کے نفقہ کی صورت میں یہی حکم ہے۔ اگر قاضی نے ان کا ادا کرنا تھوڑی مدت میں مقرر کر دیا مثلاً مہینہ سے کم مدت میں ادا کرنا مقرر کیا ہو تو زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے مانع ہے) اور اگر (مذکورہ صورت میں) مدت طویل ہو تو قرض قرار نہیں پاتا، بلکہ ساقط ہو جاتا ہے۔ (ج) یہ مذکورہ سب حکم اس صورت میں ہیں کہ وہ قرض اس کے ذمہ زکوٰۃ واجب ہونے سے پہلے ہوا لیکن جب وہ قرض اسکے ذمہ زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد ہوا تو (اس قرض کی وجہ سے واجب شدہ) زکوٰۃ ساقط نہ ہوگی [۴]	بدائع جوہرہ نیرہ
۴	وہ قرض جو (مال پر) سال کے دوران پیش آئے تو اس کے (حکم کے) متعلق لکھا ہے کہ امام محمدؒ کے ہاں وہ قرض زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے مانع ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں مانع نہیں ہے[۵]۔	محیط سرخسی

[۵] اس لیے کہ امام محمدؒ کے ہاں یہ صورت دورانِ سال مال ضائع ہونے کے بمنزلہ ہے، اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں یہ صورت دورانِ سال مال کم ہو جانے کے بمنزلہ ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق، ج ۲، ص ۲۰۵۔ (مترجم) اور دورانِ سال مال کم ہونے کے متعلق حکم نمبر ۲/۲۴۱ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

حوالہ	تفسیر الزکوٰۃ وصفتها وشرائطها — الباب الاول فی تفسیرها وصفتها وشرائطها	دفعات وشق نمبر
كذا فی فتاویٰ قاضیخان	رجل له عبد للتجارة وعلى العبد دين لا يجب عليه زكوٰة العبد بقدر الدين.	۲۳۹ ۵
كذا فی فتاویٰ قاضیخان	رجل له على رجل الف درهم دين وكفل بها رجل بامر المديون او بغير امره ولكل واحد من الاصيل والكفيل الف درهم فحال الحول على ما لهما لا زكوٰة على واحد منهما.	۶
كذا فی فتاویٰ قاضیخان	ولو اغتصب رجل الفا من رجل فجاء آخر واغتصب الالف من الغاصب واستهلكها ولكل واحد منهما الف فحال الحول على مال الغاصبين كان على الغاصب الاول زكوٰة الفه ولا زكوٰة على الغاصب الثاني.	۷
	رجل له الف درهم وعليه الف درهم وله دار وخادم لغير التجارة وقيمته عشرة آلاف درهم فلا زكوٰة عليه لان الدين مصروف الى المال الذي في يده فانه فاضل عن حاجته معد للتقلب والتصرف فكان الدين مصروفا اليه فاما الدار والخادم فمشغولتان بحاجته فلا يصرف الدين اليه.	۸
هكذا فی شرح المبسوط للامام السرخسی	وملك الدار والخادم لا يحرم عليه اخذ الصدقة لانه لا يزيل حاجته بل يزيد فيها وهو معنى قول الحسن البصري ان الصدقة كانت تحل للرجل وهو صاحب عشرة آلاف درهم. قيل وكيف ذلك قال يكون له الدار والخادم والسلاح وكانوا ينهون عن بيع ذلك.	
هكذا فی شرح المبسوط للامام السرخسی	وعن هذا قال مشائخنا ان الفقيه اذا كان يملك من الكتب ما يساوي مالا عظيما ولكنه محتاج اليها يحل له اخذ الصدقة. الا ان يملك فضلا عن حاجته ما يساوي مائتي درهم.	۹
هكذا فی فتح القدير	والفاضل عن حاجته من كل تصنيف نسختان. وقيل ثلاث. والمختار الاول.	

ــه قرض نقد مال یعنی درہم و دینار کی طرف پہلے مصروف ہونے کے متعلق حکم نمبر $\frac{15\text{ ک}}{239}$ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

ــه اس لیے کہ جب تک بغرض تجارت نہ ہوں وہ بڑھنے والا مال نہیں ہے۔ ماخوذ از ہدایہ وحواشیہا۔ ج ۱، ص ۱۷۹۔ (مترجم) ــه حکم نمبر $\frac{1}{254}$، $\frac{31/29 \text{ تا } 38}{259}$ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ــه یعنی پھر اسے صدقہ واجبہ لینا جائز نہیں ہے۔ حکم نمبر $\frac{9}{239}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ نیز اگر کتب ضرورت سے زائد ہوں اور بغرض تجارت

دفعات وشق نمبر	پہلا باب زکوٰۃ کی تفسیر اس کے حکم اور اس کی شرطوں کے احکام — زکوٰۃ کی تفسیر، حکم اور شرطوں کا بیان	حوالہ
۲۳۹ ۵	کسی آدمی کے پاس تجارت کے لیے غلام ہے اور اس غلام پر قرض ہے، تو اس پر اس غلام کی زکوٰۃ، غلام کے قرض کے بقدر مال پر نہ ہوگی۔	قاضی خان
۶	کسی آدمی کا کسی شخص پر ہزار درہم قرض ہے، اور ایک تیسرا شخص مقروض کے حکم سے یا اس کے حکم کے بغیر اس قرض کا ضامن ہوا اور اصل مقروض اور اس کے ضامن میں سے ہر ایک کے پاس ایک ایک ہزار درہم موجود ہیں۔ اور دونوں کے مال پر سال پورا ہوگیا تو ان میں سے کسی پر (اس مال کی) زکوٰۃ نہیں۔	قاضی خان
۷	اگر کسی آدمی نے کسی شخص سے ایک ہزار درہم چھین لیے۔ پھر ایک اور شخص نے چھیننے والے سے وہ ہزار درہم چھین لیے اور انہیں ضائع کر دیا۔ اور ان دونوں غاصبوں میں سے ہر ایک کے پاس ایک ایک ہزار درہم ہے اور دونوں غاصبوں کے مال پر سال پورا ہوگیا۔ تو ان میں سے پہلے غاصب پر اس کے ہزار درہم کی زکوٰۃ واجب ہے اور دوسرے غاصب پر (اس کے اس مال کی) زکوٰۃ واجب نہیں۔	قاضی خان
۸	کسی شخص کے پاس ہزار درہم ہیں۔ اور ایک ہزار درہم اس پر قرض ہے۔ اس کے پاس ایک گھر ہے۔ اور اس کے پاس خادم ہے۔ جو تجارت کی غرض سے نہیں۔ اور اس کی قیمت دس ہزار درہم ہے تو (مذکورہ صورت میں) اس شخص پر زکوٰۃ نہیں۔ اس لیے کہ (ایک ہزار درہم) قرض اس (ایک ہزار درہم) مال کی طرف مصروف ہے جو اس کے ہاتھ میں (نقد) ہے۔ کیوں کہ وہ نقد مال گو اس کی ضرورت سے زائد ہے مگر وہ منتقل ہونے اور خرچ ہونے کے لیے ہے۔ پس قرض اس (نقد) مال کی طرف مصروف ہوگا۔[1] اور گھر اور خادم اس کی ضرورت کی چیزیں ہیں۔ اس لیے قرض اس طرف مصروف نہ ہوگا۔ اور جو شخص رہنے کے گھر اور خادم کا مالک ہو، اس سے اسے صدقہ لینا حرام نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ یہ صورتِ حال اس کی حاجت دور نہیں کرتی، بلکہ اس کی حاجت بڑھا دیتی ہے۔ یہی مفہوم حسن بصریؒ کے اس قول کا ہے کہ ایک آدمی کو دس ہزار درہم کا مالک ہونے کے باوجود صدقہ (واجبہ) لینا حلال ہوتا تھا جب انہیں کہا گیا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ ایسا آدمی جس کے پاس گھر ہو، خادم ہو اور ہتھیار ہوں اور ان کے بیچنے سے رو گئے تھے۔[2]	شرح مبسوط
۹	(ا) اور اس (مذکورہ) حکم کی وجہ سے ہمارے مشائخؒ نے کہا ہے کہ اگر کوئی فقیہ اتنی کتابوں کا مالک ہو جن کی قیمت ایک عظیم مال بنتی ہو۔ لیکن اسے ان کتابوں کی ضرورت پڑتی ہو تو اسے صدقہ (خواہ واجبہ ہو) لینا حلال ہے۔[3]	شرح مبسوط
	(ب) لیکن[1] اگر وہ ضرورت سے زیادہ دو سو درہم کی مالیت (کتب) کا مالک ہو تو پھر مذکورہ حکم نہیں ہے۔[4] اور[2] ضرورت سے زیادہ یہ ہے کہ (اس کے پاس) ہر تصنیف کے دو نسخے ہوں۔ اور[3] بعض کا قول ہے کہ (ہر تصنیف سے) تین تین نسخے ہوں تو پھر ضرورت سے زائد ہے۔ اور[4] مختار قول پہلا ہے۔	فتح قدیر

نہ ہوں تو پڑھنے والا مال نہ ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ لازم نہ ہوگی۔ ماخوذ از حاشیہ ہدایہ۔ ج۱، ص۱۷۹ اور[1] اسے زکوٰۃ کا مصرف قرار نہ پانے اور اس پر صدقۃ الفطر واجب

ہونے کے متعلق حکم نمبر ۲۲/۲۵۹، ۲/۲۶۱، ۱/۲۵۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول في تفسيرها وصفتها وشرائطها — تفسير الزكوة وصفتها وشرائطها	حواله
۲۳۹-۱۰	واذا سقط الدين كان ابرأه الدائن من عليه الدين اعتبر ابتداء الحول من حين سقوطه. وعند محمد رح يجب الزكوة عند تمام الحول الاول.	كذا في فتح القدير وهكذا في الكافي
۱۱	وكل دين لا مطالب له من جهة العباد كديون الله تعالى من النذور والكفارات وصدقة الفطر ووجوب الحج لا يمنع.	كذا في محيط السرخسي
۱۲	وضمان اللقطة لا يمنع.	كذا في التاتارخانية
۱۳	وكذا ضمان الدرك قبل الاستحقاق لا يمنع.	كذا في التاتارخانية
۱۴	وقالوا فيمن ضمن الدرك فاستحق المبيع انه ان كان في الحول يمنع. وان استحق بعد الحول لا يمنع.	هكذا في البدائع
۱۵	وان كان له نصب كما اذا كان له دراهم ودنانير وعروض التجارة وسوائم وعليه دين صرف الدين الى الدراهم والدنانير اولا فان فضل عنهما صرف الى العروض فان فضل عنها فالى السوائم فان كانت السوائم اجناسا مختلفة صرف الى اقلها زكوة وان استوت فيها صرف الى ايما شاء.	هكذا في التبيين
	وهذا اذا حضر المصدق. فان لم يحضره فالخيار لرب المال ان شاء صرف الدين الى السائمة وادى الزكوة من الدراهم [2] لان في حق صاحب المال هما سواء وانما الاختلاف في حق المصدق فانه له ولاية ان يأخذ من السائمة دون الدراهم فلهذا صرف الدين الى الدراهم واخذ الزكوة من السائمة.	كذا في شرح المبسوط للامام السرخسي
۱۶	له مائتان ووصيف وتزوج على مثله واستقرض برا للحاجة وبقي لا تجب لان الدين صرف الى النقود والمال الفارغ.	

[1] اور ہر وہ قرض جسکا مطالبہ بندوں کی طرف سے ہوتا ہے اسکے متعلق حکم نمبر ۱ تا ۱۰ / ۲۳۹ مع حواشی ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [2] نوٹ کی یہ عبارت فتاویٰ عالمگیریہ کے نسخہ امیریہ میمنیہ اور مصطفائی میں یوں تھی "وادى الزكوة من السائمة" مگر مفہوم درست قرار پانے کیلئے "و" کی بجائے "او" یا "السائمة" کی بجائے "الدراهم"

دفعات وشق نمبر	پہلا باب زکوٰۃ کی تفسیر اس کے حکم اور اس کی شرطوں کے احکام — زکوٰۃ کی تفسیر حکم اور شرطوں کا بیان	حوالہ
۲۳۹ ۱۰	(ا) جب قرض ساقط ہوگیا، مثلاً قرض خواہ نے مقروض کو معاف کر دیا تو (اس سابق مقروض کے لیے) سال شروع ہونے کا حساب قرض ساقط ہونے کے وقت سے معتبر ہوگا۔ (ب) اور امام محمدؒ کے ہاں پہلے کے حساب سے سال پورا ہونے پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔	فتح قدیر۔کافی
۱۱	ہر وہ قرض جس کا مطالبہ بندوں کی طرف سے[۱] نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے قرض ہیں۔ مثلاً نذریں، کفارے، صدقۃ الفطر اور حج کا واجب ہونا۔ تو ایسے قرض زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے مانع نہیں ہیں۔	محیط سرخسی
۱۲	لُقطہ یعنی پڑی ہوئی چیز اٹھانے کی ضمانت زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے مانع نہیں ہے۔	تتارخانیہ
۱۳	اور اسی (مذکورہ) حکم کی طرح کسی چیز پر کسی غیر کا حق ثابت نہ ہونے کی ضمانت دینا۔ اس چیز پر حقدار قرار پانے سے پہلے زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے مانع نہیں ہے۔	تتارخانیہ
۱۴	(ا) فقہاءؒ نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص نے یہ ضمانت دی کہ اگر اس چیز میں کسی غیر کا حق ثابت ہوجائے تو وہ ضامن ہے۔ پھر اس فروخت شدہ چیز کا حقدار کوئی غیر قرار پاگیا تو اگر نصاب پر سال پورا ہونے سے پہلے ایسا ہوا تو (اس صورت میں مذکورہ ضمانت) زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے مانع ہے۔ (ب) اور اگر اس غیر کا حقدار قرار پانا سال کے بعد ہوا تو (مذکورہ ضمانت) زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے مانع نہیں ہے۔	بدائع
۱۵	(ا) اگر کسی کے پاس (مال کے) بہت سے نصاب ہوں۔ مثلاً اس کے پاس درہم ہوں۔ دینار ہوں تجارت کا مال ہو اور چرنے والے جانور ہوں اور اس پر قرض بھی ہو تو وہ قرض پہلے درہم اور دینار کی طرف مصروف ہوگا۔ پس اگر وہ قرض ان دونوں سے زائد ہو تو وہ تجارت کے مال کی طرف مصروف ہوگا۔ پھر اگر وہ قرض اس سے بھی زائد ہو تو وہ چرنے والے جانوروں کی طرف مصروف ہوگا۔ اور اگر چرنے والے جانور مختلف جنسوں کے ہوں تو وہ قرض اس جنس کی طرف مصروف ہوگا جس کی زکوٰۃ کم ہے۔ اور اگر زکوٰۃ کے لحاظ سے سب برابر ہوں تو وہ قرض جس طرف چاہے مصروف کرے۔ (ب) یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے کہ جب مصدق (حکومت کی طرف سے صدقے وصول کرنے والا) حاضر ہو۔ اور اگر مصدق حاضر نہ ہو تو مال کے مالک کو اختیار حاصل ہے۔ چاہے تو وہ قرض کو چرنے والے جانوروں کی طرف مصروف کرے اور ان درہموں کی[۲] زکوٰۃ دے دے۔ کیونکہ مالک کے حق میں دونوں برابر ہیں۔ البتہ مصدق کے حق میں مختلف ہیں۔ اس لئے کہ مصدق کو یہی اختیار ہے کہ وہ درہموں کی بجائے چرنے والے جانوروں سے زکوٰۃ لے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اس قرض کو درہموں کی طرف مصروف کرے گا اور چرنے والے جانوروں سے زکوٰۃ لے گا۔	تبیین شرح مبسوط
۱۶	(ا) کسی شخص کے پاس دو سو درہم ہیں۔ اور خدمت کے لیے غلام ہے اور اس نے اس غلام کے برابر حق مہر نکاح کیا اور گیہوں ضرورت کے لیے قرض لیا اور یہ (یہ سب چیزیں اس کے پاس سال بھر) باقی رہیں تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ اس لیے کہ وہ قرض نقد اور فارغ مال کی طرف مصروف ہوگا۔	

[۱] چاہئے تھا۔ چنانچہ ردالمحتار میں بحوالہ مبسوط مذکورہ عبارت یوں درج ہے "وادی الزکوٰۃ من الدراھم وان شاء عکس لانھما فی حقہ سواء۔ ردالمحتار ج ۲ صفحہ ۱۰۔ چنانچہ "السائمۃ" کی بجائے "الدراھم" درج ہے (مترجم) [۳] حکم نمبر ۱/ب ۲۳۹ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فى تفسيرها وصفتها وشرائطها — تفسير الزكوٰة وصفتها وشرائطها	حوالہ
٢٣٩	وقال زفرؒ يجب صرف الدين الى الجنس۔	كذا فى الكافى
٢٤٠	**ومن شروط وجوب الزكوٰة كون النصاب ناميا** تعداد شق ١٨	
١	(ومنها كون النصاب ناميا) حقيقةً بالتوالد والتناسل والتجارة او تقديرا بان يتمكن من الاستمناء بكون المال فى يده او فى يد نائبه۔ وينقسم كل واحد منهما الى قسمين خلقى وفعلى۔	هكذا فى التبيين
٢	فالخلقى الذهب والفضة لانهما لا يصلحان للانتفاع باعيانهما فى دفع الحوائج الاصلية فتجب الزكوٰة فيهما نوى التجارة او لم ينو اصلا او نوى النفقة۔ والفعلى ما سواهما ويكون الاستمناء فيه بنية التجارة او الاسامة ونية التجارة والاسامة لا تعتبر ما لم تتصل بفعل التجارة او الاسامة۔	كذا فى البحر الرائق
٣	ثم نية التجارة قد تكون صريحا وقد تكون دلالة فالصريح ان ينوى عند عقد التجارة ان يكون المملوك للتجارة سواء كان ذلك العقد شراء او اجارة وسواء كان ذلك الثمن من النقود او العروض۔ واما الدلالة فهى ان يشترى عينا من الاعيان بعروض التجارة او آجر داره التى للتجارة بعرض من العروض فتصير للتجارة وان لم ينو التجارة صريحا۔ لكن ذكر فى البدائع الاختلاف فى بدل منافع عين معدة للتجارة ففى كتاب الزكوٰة من الاصل انه للتجارة بلا نية وفى الجامع ما يدل على التوقف على النية فكان فى المسئلة روايتان۔ ومشائخ بلخ كانوا يصححون رواية الجامع۔	كذا فى البحر الرائق
٤	وما ملكه بعقد ليس فيه مبادلة اصلا كالهبة	

[1] اس کے متعلق حکم نمبر ٥/٢٤٠، ١٢/٢٤٨ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [2] بحرالرائق میں ہے کہ اِنَّ اجرة مال التجارة الخ یعنی تجارت کے مال کا کرایہ تجارت کے مال

دفعات ذیلی نمبر	پہلا باب زکوٰۃ کی تفسیر اس کے حکم اور اس کی شرطوں کے احکام — زکوٰۃ کی تفسیر حکم اور شرطوں کا بیان	حوالہ
۲۳۹	(ب) امام زفرؒ کا قول کہ قرض کو اسی جنس کی طرف مصروف کرنا (مجری کرنا) واجب ہوتا ہے۔	کافی
۲۴۰	زکوٰۃ واجب ہونے کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ مال کا وہ نصاب بڑھنے والا ہو اور اس میں ۱۸ شقیں ہیں	
۱	(ا) زکوٰۃ واجب ہونے کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ وہ مال بڑھنے والا ہو۔ خواہ وہ مال حقیقتاً بڑھنے والا ہو مثلاً پیدائش۔ اور نسل کشی اور تجارت کی وجہ سے بڑھنے والا ہو۔ (ب) یا بڑھنے والے کے حکم میں ہو، بایں طور کہ وہ اس مال کے بڑھا سکنے کی قدرت رکھتا ہو۔ اس طرح کہ مال اس کے قبضہ میں ہو یا اس کے نائب کے قبضہ میں ہو۔ (ج) اور (حقیقتاً بڑھنا یا بڑھنے کے حکم میں ہونا) ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں۔ ایک خلقی ہے اور دوسرا فعلی ہے۔	تبیین
۲	(ا) خلقی سے مراد سونا اور چاندی ہے۔ اس لیے کہ ان دونوں کی ذات اصلی ضرورتوں کے دور کرنے کے فائدے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ پس ان دونوں میں زکوٰۃ واجب ہوگی خواہ تجارت کی نیت کرے یا نہ کرے یا خرچ کی نیت سے ہوں۔ (ب) اور فعلی سے مراد سونے اور چاندی کے علاوہ مال ہے۔ اور اس مال میں بڑھنے کا اعتبار تجارت کی نیت کرنے یا (جانوروں کی صورت میں) چرانے کی نیت کرنے سے ہے۔ اور (ایسی چیز میں تجارت کی نیت یا (جانوروں کو) چرانے کی نیت اس وقت تک معتبر نہیں ہوتی جب تک اس سے تجارت اور چرانے کا فعل (یعنی عمل) نہ ملے۔[۱۵]	بحرالرائق
۳	(ا) پھر تجارت کی نیت کبھی تو صراحتاً ہوتی ہے اور کبھی دلالۃً ہوتی ہے۔ تجارت کی صراحتاً نیت سے مراد یہ ہے کہ معاملہ (سودا کرنے) کے وقت تجارت کی نیت کرے کہ وہ مال تجارت کے لیے ہے۔ خواہ وہ معاملہ خریدنے کا ہو یا کرایہ پر دینے کا ہو، حکم برابر ہے، اور خواہ وہ قیمت نقدی سے ہو یا سامان سے ہو۔ (ب) اور تجارت کی دلالتاً نیت سے مراد یہ ہے کہ تجارت کے سامان سے کوئی عین مال خریدے یا جو گھر تجارت کے لیے ہے اسے کرایہ پر دے کر اس کے بدلے کچھ سامان لے، پس وہ عین مال اور سامان تجارت کے لیے قرار پائے گا[۱۶]، خواہ وہ صراحتاً تجارت کی نیت نہ کرے۔ لیکن بدائع میں ذکر ہے کہ تجارتی مال کے منافع کے بدلے میں جو مال ہو اس کے متعلق اختلاف ہے۔ اصل کی زکوٰۃ کی بحث میں لکھا ہے کہ وہ مال تجارت کا مال قرار پائے گا خواہ تجارت کی نیت نہ کرے۔ اور جامع میں جو کچھ لکھا ہے اس سے یہ دلالت ہوتی ہے کہ نیت پر موقوف ہے۔ پس مذکورہ صورت کے حکم میں دو روایتیں ہیں۔ اور بلخ کے مشائخ جامع کی روایت کو صحیح کہتے تھے۔	بحرالرائق
۴	اور اگر کوئی شخص کسی ایسے معاملے سے کسی ایسی چیز کا مالک ہو جس میں مبادلہ بالکل نہیں ہے۔ مثلاً ہبہ،	

کی قیمت کی طرح ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق۔ ج ۲۔ ص ۲۰۸۔ اور جو چیز کرایہ پر چلانے کے لیے خریدے تو اس کے متعلق حکم نمبر ۱۵/۲۴۸ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تفسیرها وصفتها وشرائطها — تفسیر الزکوٰۃ وصفتها وشرائطها	حواله
۲۴۰	والوصیة والصدقة او ملکه بعقد هو مبادلة مال بغیر مال کالمهر وبدل الخلع والصلح عن دم العمد وبدل العتق فانه لا یصح فیه نیة التجارة۔ وهو الاصح۔	کذا فی البحر الرائق
۵	ولو ورثه فنواه للتجارة لا یکون لها۔	کذا فی التبیین
۶	وفی السائمة ومال التجارة ان نوی الورثة الاسامة او التجارة بعد الموت تجب وان لم ینو قیل تجب وقیل لا تجب۔	کذا فی محیط السرخسی
۷	ومن اشتری جاریة للتجارة ونواها للخدمة بطلت عنها الزکوٰۃ۔	کذا فی الزاهدی
۸	ویشترط ان یتمکن من الاستنماء بکون المال فی یده او ید نائبه فان لم یتمکن من الاستنماء فلا زکوٰۃ علیه وذلك مثل مال الضمار۔	کذا فی التبیین
۹	وهو کل ما بقی اصله فی ملکه ولکن زال عن یده زوالا لا یرجی عوده فی الغالب۔	کذا فی المحیط
۱۰	ومن مال الضمار الدین المجحود والمغصوب۔ اذا لم یکن علیهما بینة فان کانت علیهما بینة وجبت الزکوٰۃ الا فی غصب السائمة فانه لیس علی صاحبها الزکوٰۃ وان کان الغاصب مقرا۔ ومنه المفقود۔ والآبق۔ والماخوذ مصادرة۔ والساقط فی البحر۔ والمدفون فی الصحراء المنسی مکانه۔	کذا فی البحر الرائق
۱۱	والمدفون فی حرز ولو دار غیره اذا نسیه فلیس منه۔	کذا فی البحر الرائق

۱ حکم نمبر ۲۔ب/۲۴۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۲ حکم نمبر ۲۔ب/۲۴۰ اور ۱۲/۲۴۸ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پہلا باب زکوٰۃ کی تفسیر اس کے حکم اور اس کی شرطوں کے احکام — زکوٰۃ کی تفسیر، حکم اور شرطوں کا بیان	حوالہ
۲۴۰	وصیت، صدقہ یا کسی ایسے معاملے سے کسی چیز کا مالک ہوا جس میں مبادلہ ہے مگر مال کا مبادلہ نہیں مثلاً حق مہر اور خلع کا عوض (مال لے کر طلاق دینا) قتلِ عمد سے صلح کا عوض اور آزاد کرنے کا عوض تو (مذکورہ صورتوں میں) تجارت کی نیت (سے اس مال کا تجارتی قرار پانا) صحیح نہیں ہے۔ اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے[۱]	بحرائق
۵	اگر (مذکورہ میں سے) کسی چیز کا وارث ہوا۔ تو اس میں تجارت کی نیت کر لی تو اس سے وہ مال تجارت کے لیے نہ قرار پائے گا[۲]۔	تبیین
۶	چرنے والے جانوروں اور تجارت کے مال میں (وارث ہونے کی صورت میں) اگر مورث کے مرنے کے بعد وارثوں نے جانوروں کے چرانے یا تجارت کرنے کی نیت کر لی تو ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اور اگر وارثوں نے (مذکورہ) نیت نہ کی تو بعض کا قول ہے کہ زکوٰۃ واجب ہوگی اور بعض کا قول ہے کہ زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔	محیط سرخسی
۷	اگر کسی شخص نے تجارت کی نیت سے باندی خریدی، پھر اسے خدمت کے لیے رکھنے کی نیت کر لی تو اس باندی کی زکوٰۃ نہ ہوگی۔	زاہدی
۸	اور مال بڑھا سکنے والا ہونے میں شرط یہ ہے کہ وہ مال اس کے یا اس کے نائب کے قبضہ میں ہو، اور اگر وہ اس مال کے بڑھا سکنے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اس پر زکوٰۃ نہیں[۳]۔ اور وہ مال ضمار کے مال کی طرح ہے۔	تبیین
۹	اور مال ضمار اس مال کو کہتے ہیں کہ اصل مال اس کی ملک میں باقی ہو لیکن وہ مال اس کے قبضہ سے ایسا نکل گیا ہو کہ اس کے لوٹنے کی غالب امید نہ ہو۔ (تو اس پر زکوٰۃ نہیں)	محیط
۱۰	مالِ ضمار میں یہ مال شامل ہیں۔ [۱] ایسا قرض جس کے متعلق مقروض نے انکار کر دیا ہو۔ اور [۲] ایسا غصب شدہ (چھینا ہوا) مال بشرطیکہ (مذکورہ) ان دونوں پر گواہ نہ ہوں۔ اور اگر ان پر گواہ ہوں تو (اس مال پر) زکوٰۃ واجب ہوگی۔ لیکن چرنے والے جانور اگر چھن جائیں تو ان کے مالک پر زکوٰۃ نہیں ہے خواہ چھیننے والا اقرار کرتا ہو۔ اور [۳] ضمار کے مال میں سے وہ مال بھی ہے جو گم ہو گیا ہو۔ اور [۴] وہ جو بھاگ گیا ہو۔ اور [۵] وہ مال جو تاوان میں لیا گیا ہو۔ اور [۶] وہ مال جو سمندر میں گر گیا ہو۔ اور [۷] وہ مال جو صحرا میں دفن کیا گیا ہو اور اس کی جگہ بھول گیا ہو تو ان مذکورہ سب پر زکوٰۃ نہیں ہے)	بحرائق
۱۱	(۱) مگر محفوظ جگہ میں دفن شدہ مال خواہ وہ جگہ کسی غیر کا گھر ہو۔ اگر اس کی جگہ کو بھول گیا تو وہ مال ضمار میں شامل نہیں ہے۔	بحرائق

۵؎ اور قرض میں دیئے ہوئے مال کی زکوٰۃ کے متعلق حکم ۲۴۰/۱۵ ملاحظہ ہو۔ نیز مال ضمار کے متعلق حکم ۲۴۰/۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تفسیرها وصفتها وشرائطها — تفسیر الزکوٰة وصفتها وشرائطها	حواله
۲۴۰	وان كان مدفونا فی ارضه او كرمه قيل تجب الزكوٰة لان حفر جميع الارض المملوكة له ممكن ـ وقيل لا تجب لان حفر جميعها متعسر بخلاف البيت والدار حتى لو كانت الدار عظيمة لا ينعقد نصابا ـ	كذا فی الكافی
۱۲	وان كان الدين على جاحد وعليه بينة غير عادلة قيل لا تجب ـ والصحيح انها تجب ـ	كذا فی الكافی
۱۳	والدين المجحود اذا لم يكن عليه بينة ثم صارت له بينة بعد سنين بان اقر عند الناس لا تجب عليه الزكوٰة ـ	هٰكذا فی التبيين
	وان كان القاضی عالما بالدين فعليه زكوٰة ما مضى ـ	كذا فی الكافی
۱۴	وفی مقربه تجب مطلقا سواء كان مليًّا او معسرًا او مفلّسًا ـ	كذا فی الكافی
۱۵	وان كان الدين على مفلس فلسه القاضی فوصل اليه بعد سنين كان عليه زكوٰة ما مضى فی قول ابی حنيفةؒ وابی يوسفؒ ـ	كذا فی الجامع الصغير لقاضيخان
۱۶	وان كان المديون يقر فی السر ويجحد فی العلانية لم يكن نصابا ـ وان كان مقرا فلما قدمه الى القاضی جحد وقامت عليه البينة ومضى زمان فی تعديل الشهود ثم عدّلوا سقطت عنه الزكوٰة من يوم جحد عند القاضی الى ان عدل الشهود ـ	كذا فی فتاوى قاضيخان
۱۷	ولو هرب غريمه وهو يقدر على طلبه او التوكيل بذلك فعليه الزكوٰة ـ وان لم يقدر فلا زكوٰة عليه ـ	كذا فی محيط السرخسی
۱۸	واما سائر الديون المقربها فهی على ثلاث مراتب عند ابی حنيفةؒ ضعيف وهو كل دين ملكه بغير فعله لا بدلا عن شیء	

له حکم نمبر $\frac{۱۵ - ۱۶}{۲۴۰}$ ملاحظہ ہو (مترجم) له۲

یعنی اگر اس کے پاس اس قرض کے علاوہ اور مال نہیں ہے تو زکوٰۃ کے لیے گواہوں کے معتبر قرار پانے کے بعد سال از سر نو شروع ہوگا۔ اور اگر اس قرض

دفعات وشق نمبر	پہلا باب زکوٰۃ کی تفسیر اس کے حکم اور اس کی شرطوں کے احکام — زکوٰۃ کی تفسیر، حکم اور شرطوں کا بیان	حوالہ
۲۴۰	(ب) اور[۴] اگر وہ مال اس کی اپنی زمین یا باغ میں دفن ہو تو بعض کا قول ہے کہ (اس مال پر) زکوٰۃ واجب ہو گی، اس لیے کہ اس کے لیے اپنی ساری مملوکہ زمین کا کھودنا ممکن ہے۔ اور[۴] بعض کا قول ہے کہ (مذکورہ مال پر) زکوٰۃ واجب نہ ہو گی، اس لیے کہ اس ساری زمین کا کھودنا مشکل ہے۔ اور گھر اور حویلی کے لیے یہ حکم نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ حویلی بڑی ہو تو (اس میں مذکورہ مال) نصاب نہ بنے گا۔ (اور اس پر زکوٰۃ نہ آئے گی)	کافی
۱۲	(ا) اور اگر کسی ایسے شخص پر قرض ہو جو اس قرض کا منکر ہو اور قرض پر گواہ بھی ہوں مگر وہ گواہ غیر عادل (غیر معتبر) ہوں تو اس کے حکم کے متعلق بعض کا قول ہے کہ (اس مال پر) زکوٰۃ واجب نہ ہو گی۔	
	(ب) اور صحیح قول یہ ہے کہ زکوٰۃ واجب ہو گی۔	کافی
۱۳	(ا) جس قرض کا مقروض نے انکار کر دیا تھا اور اس قرض کے گواہ نہ تھے، پھر چند سال بعد گواہی مل گئی (مثلاً[۱]) بایں طور کہ مقروض نے لوگوں کے سامنے اقرار کر لیا تو (اس صورت میں ان سالوں کی) زکوٰۃ واجب نہ ہو گی۔	تبیین
	(ب) اگر (مذکورہ صورت میں) قاضی اس قرض کا علم رکھتا تھا تو گزشتہ مدت کی زکوٰۃ واجب ہو گی۔	کافی
۱۴	اور جس قرض کا اقرار موجود ہے اس پر ہر صورت میں زکوٰۃ واجب ہو گی۔ خواہ وہ (مقروض) دولتمند ہو یا تنگ دست ہو یا دیوالیہ قرار پا چکا ہو۔	کافی
۱۵	اگر قرض کسی ایسے دیوالیہ پر تھا جسے قاضی نے دیوالیہ قرار دے دیا تھا۔ پھر چند سال بعد اسے وہ قرض وصول ہو گیا تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں اس شخص پر گزشتہ برسوں کی زکوٰۃ واجب ہو گی۔	جامع صغیر
۱۶	(ا) اگر (صورت حال یہ ہو) کہ مقروض تنہائی میں قرض کا اقرار کرتا ہے۔ مگر لوگوں کے سامنے انکار کرتا ہے تو (ایسے قرض کا مال) زکوٰۃ کے لیے نصاب نہ بنے گا۔	
	(ب) اور اگر مقروض قرض کا اقرار کرتا تھا اور جب اسے قاضی کے سامنے لے جایا گیا تو اس نے قرض کا انکار کر دیا۔ پھر مدعی کی طرف سے اس قرض پر گواہ قائم ہوئے اور کچھ عرصہ گواہوں کو معتبر قرار دینے میں گزرا۔ پھر ان گواہوں کو معتبر قرار دیا گیا، تو جس دن اس نے قاضی کے سامنے قرض کا انکار کیا تھا اس دن سے لے کر گواہوں کو معتبر قرار دینے تک اس (قرضخواہ) سے زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی[۵]۔	قاضی خان
۱۷	(ا) اگر مقروض بھاگ گیا اور قرضخواہ اس کی تلاش کرنے یا اس کام کے لیے وکیل کرنے پر قادر رہے۔ تو اس مال پر زکوٰۃ واجب ہو گی۔	
	(ب) اور اگر (مذکورہ) قدرت نہیں رکھتا تو اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہو گی۔	محیط سرخسی
۱۸	جن قرضوں کا مقروض اقرار کرتا ہو۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے ہاں وہ تین درجوں پر ہے۔ (اول) ضعیف قرض:۔ اور وہ ایسا قرض ہے۔ جس کا وہ اپنے فعل کے بغیر اور کسی چیز کے عوض کے بغیر اس کا مالک	

[۵] کے علاوہ اس کے پاس نصاب ہے تو مال مستفاد پر عمل ہو گا جس کے لیے حکم نمبر ۵ تا ۷ / ۲۴۱ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تفسیرها وصفتها وشرائطها — تفسیر الزکوٰۃ وصفتها وشرائطها	حوالہ
۲۴۰	نحو المیراث او بفعله لا بدلا عن شیءٍ کالوصیة او بفعله بدلا عما لیس بمال کالمهر وبدل الخلع والصلح عن دم العمد والدیة وبدل الکتابة لا زکوٰة فیه عنده حتی یقبض نصابا ویحول علیه الحول۔	
	ووسط وهو ما یجب بدلا عن مال لیس للتجارة کعبید الخدمة وثیاب البذلة اذا قبض مائتین زکی لما مضی فی روایة الاصل۔	
	وقوی وهو ما یجب بدلا عن سلع التجارة اذا قبض اربعین زکی لما مضی۔	کذا فی الزاهدی
۲۴۱	**ومنها حولان الحول** — تعداد شق ۲۴	
۱	(ومنها حولان الحول علی المال) العبرة فی الزکوٰة للحول القمری۔	کذا فی القنیة
۲	واذا کان النصاب کاملا فی طرفی الحول فنقصانه فیما بین ذلک لا یسقط الزکوٰة۔	کذا فی الهدایة
۳	ولو استبدل مال التجارة او النقدین بجنسها او بغیر جنسها لا ینقطع حکم الحول۔	کذا فی محیط السرخسی
۴	ولو استبدل السائمة بجنسها او بغیر جنسها ینقطع حکم الحول۔	کذا فی محیط السرخسی
۵	ومن کان له نصاب فاستفاد فی اثناء الحول مالا من جنسه ضمه الی ماله وزکی سواء کان المستفاد من نمائه او لا وبای وجه استفاد ضمه سواء کان بمیراث او هبة او غیر ذلک۔ ولو کان من غیر جنسه من کل وجه کالغنم مع الابل فانه لا یضم۔	کذا فی الجوهرة النیرة

[1] یعنی جب کم از کم مقدار نصاب کا پانچواں حصہ یعنی بیس فی صد وصول ہوجائے تو صرف اس پانچویں حصہ کی زکوٰۃ ادا کرے۔ پھر جب مزید پانچواں حصہ وصول ہوجائے تو اس پانچویں حصہ کی زکوٰۃ ادا کرے۔ اسی طرح نصاب کے ہر پانچویں حصہ کی زکوٰۃ پورے سالوں کی ادا کرے گا۔ اور اگر پورا قرض بقدر نصاب نہ ہو تو اس پر زکوٰۃ نہیں۔ البتہ اگر

دفعات دستی نمبر	پہلا باب زکوٰۃ کی تفسیر اس کے حکم اور اس کی شرطوں کے احکام — زکوٰۃ کی تفسیر، حکم اور شرطوں کا بیان	حوالہ
۲۴۰	ہوگیا ہو۔ مثلاً میراث سے مالک بنا ہو یا وہ اپنے فعل سے مگر کسی چیز کے عوض کے بغیر اس کا مالک ہوگیا ہو۔ مثلاً وصیت سے مالک ہوگیا ہو۔ یا وہ اپنے فعل سے اور کسی ایسی چیز کے عوض میں مالک ہوا ہو جو مال نہیں ہے۔ مثلاً حقِ مہر۔ خلع کا عوض (یعنی مال لے کر طلاق دینا) یا وہ مال جو قتلِ عمد کی صلح میں حاصل ہوا ہو۔ یا وہ مال جو تاوانِ قتل ہو یا جو کتابت کا عوض ہو تو ان (مذکورہ قرضوں) میں امام ابوحنیفہؒ کے ہاں زکوٰۃ نہیں ہے۔ حتیٰ کہ جب وہ اس مال پر قبضہ کر لے اور وہ بقدر نصاب ہو اور اس پر سال گزر جائے (تو پھر اس پر زکوٰۃ ہے) (دوم) درمیانی قرض :- اور وہ ایسا قرض ہے جو ایسے مال کے عوض میں واجب ہو جو تجارت کے لیے نہ ہو۔ مثلاً خدمت کے غلام، استعمال کے لیے کپڑے جب (اس کے) دو سو درہم پر قابض ہوگا تو گزشتہ (سالوں) کی زکوٰۃ دے گا۔ یہ اصل کی روایت میں ہے۔ (سوم) قوی قرض :- اور وہ ایسا قرض ہے جو ایسے مال کے عوض میں واجب ہو جو تجارت کا مال ہو جب (اس کے) چالیس درہم پر قابض ہوگا تو گزشتہ (سالوں) کی زکوٰۃ دے گا۔[1]	زاہدی
۲۴۱	**زکوٰۃ واجب ہونے کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس مال پر سال گزر جائے اور اس میں ۱۲ شقیں ہیں**	
۱	زکوٰۃ واجب ہونے کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ اس مال پر سال گزر جائے۔ اور زکوٰۃ کے احکام میں قمری سال (یعنی جو سال چاند کے حساب سے پورا ہو) معتبر ہے۔	قنیہ
۲	جب سال کے دونوں طرف کسی مال کا نصاب پورا ہو تو سال کے دوران اس نصاب کا کم ہو جانا زکوٰۃ واجب ہونے کو ساقط نہ کرے گا۔	ہدایہ
۳	اگر کسی نے تجارت کے مال کو یا سونے چاندی کو اس جنس سے یا غیر جنس سے تبدیل کر لیا تو (اس سے) سال پورا ہونے کا حکم منقطع نہ ہوگا۔	محیط سرخسی
۴	اور اگر کسی نے چرنے والے جانوروں کو ان کی جنس سے یا غیر جنس سے تبدیل کر لیا تو (اس سے) سال کا حکم منقطع ہو جائے گا۔	محیط سرخسی
۵	(ا) اگر کسی شخص کے پاس کسی مال کا نصاب تھا۔ پھر اسے دورانِ سال اسی مال کی جنس کا اور مال حاصل ہوگیا۔ تو اس مال کی (بھی) زکوٰۃ دے۔ خواہ (بعد میں حاصل شدہ) وہ مال پہلے مال کے بڑھنے سے حاصل ہو یا کسی اور طرح سے حاصل ہوا ہو۔ اور (مذکورہ صورت میں) جس وجہ سے بھی (مزید) مال حاصل ہوا ہو اسے (پہلے مال کے ساتھ) ملا دے۔ خواہ میراث سے حاصل ہو یا ہبہ سے حاصل ہو۔ یا اس کے علاوہ سے حاصل ہوا ہو۔ (ب) اور اگر (بعد میں حاصل شدہ) وہ مال ہر لحاظ سے (پہلے مال کی جنس سے) الگ جنس ہو۔ مثلاً پہلے اس کے پاس اونٹوں کا نصاب تھا، اب بکریاں حاصل ہوگئیں تو پھر نہ ملائے گا۔	جوہرہ نیرہ

[1] اس قرض کے علاوہ کچھ مال اور بھی ہے اور دونوں ملا کر نصاب بن جائے تو زکوٰۃ لازم ہوگی۔ ماخوذ از فتاویٰ شامیہ۔ ج ۲۔ ص ۴۷، ۴۸ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فى تفسيرها وصفتها وشرائطها — تفسير الزكوٰة وصفتها وشرائطها	حواله
۲۴۱ ، ۶	فان استفاد بعد حولان الحول فانه لا يضم ويستأنف له حول آخر بالاتفاق۔	هكذا فى شرح الطحاوى
۷	ثم انما يضم المستفاد عندنا الى اصل المال اذا كان الاصل نصابا فاما اذا كان اقل فانه لا يضم اليه وان كان يتكامل به النصاب وينعقد الحول عليهما حال وجود النصاب۔	كذا فى البدائع
۸	ولو كان معه نصاب من السائمة وحال عليه الحول فزكاها ثم باعها بدراهم ومعه نصاب من الدراهم قد مضى عليه نصف الحول فعند ابى حنيفةؒ لا يضم اليه ثمن السائمة بل يستأنف حولا جديدا۔ وعندهما يضمه ويزكيهما جميعا۔ وهذا اذا كان ثمن السائمة يبلغ نصابا بانفراده اما اذا كان لا يبلغ نصابا ضمه بالاجماع۔	كذا فى الجوهرة النيرة
۹	واما ثمن الطعام المعشور وثمن العبد الذى ادى صدقة فطره فانه يضم اجماعا۔ ولو باع الماشية قبل الحول بدراهم او بماشية ضم الثمن الى جنسه بالاجماع بان يضم الدراهم الى الدراهم والماشية الى الماشية۔ وان جعل الماشية بعد ما زكاها علوفة ثم باعها ضم ثمنها اجماعا۔	كذا فى السراج الوهاج
۱۰	وان كان له ارض فادى خراجها ثم باعها ضم ثمنها الى اصل النصاب۔	كذا فى البدائع
۱۱	قال ابو حنيفةؒ لو ادى زكوٰة الدراهم ثم اشترى بها سائمة وعنده من جنسها سائمة لم يضمها اليها لانها بدل مال اديت الزكوٰة عنه۔	كذا فى محيط السرخسى

؁۱ اور اگر کسی نصاب کے دوران سال مزید مال حاصل ہوا تو اسکی زکوٰۃ کے متعلق حکم ۵/۲۴۱ ملاحظہ ہو (مترجم)
؁۲ حکم نمبر ۴۵/۲۵۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ؁۳ زکوٰۃ ادا کردہ درہموں سے خریدکردہ جانوروں کے متعلق یہ حکم ہے۔ اور حکم ۸-۹/۲۴۱ میں درہم ودینار کی

دفعات و شق نمبر	پہلا باب زکوٰۃ کی تفسیر اس کے حکم اور اس کی شرطوں کے احکام — زکوٰۃ کی تفسیر، حکم اور شرطوں کا بیان	حوالہ
۲۴۱ / ۶	پس اگر (کسی شخص کے نصاب پر) سال گزر جانے کے بعد (مزید) مال حاصل ہو تو اسے (سابقہ مال سے) نہ ملایا جائے گا۔ [ف۱] البتہ اس مال کے لیے زکوٰۃ کا سال از سر نو شروع ہوگا۔ اس حکم پر اتفاق ہے۔	شرح طحاوی
۷	پھر ہمارے ہاں جو مال بعد میں حاصل ہوا ہے۔ وہ (پہلے) مال کے ساتھ تب ملایا جاتا ہے کہ اصل مال بقدرِ نصاب ہو اور اگر پہلا مال نصاب سے کم ہو تو بعد کا مال پہلے سے نہ ملایا جائے گا خواہ بعد کا مال پہلے مال کے ساتھ ملانے سے نصاب پورا ہو جاتا ہو۔ البتہ (مذکورہ طریق سے نصاب پورا ہونے کی صورت میں) نصاب پائے جانے کے بعد سال چلنا شروع ہو جائے گا۔	بدائع
۸	(ا) اگر کسی شخص کے پاس چرنے والے جانوروں کا نصاب تھا اور اس پر سال گزر گیا اور ان کی زکوٰۃ دیدی پھر انہیں بیچ کر درہم لے لیے اور اس کے پاس درہموں کا اور نصاب تھا جس پر نصف سال گزر چکا تھا تو حضرت امام ابو حنیفہؒ کے ہاں درہموں کے اس نصاب کے ساتھ ان چرنے والے جانوروں کی قیمت نہ ملائے گا بلکہ ان کے لیے نیا سال شروع کرے گا۔ اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں سب کو ملا کر زکوٰۃ دے گا۔ (ب) یہ مذکورہ (اختلافی) حکم اس صورت میں ہے جب کہ چرنے والے ان جانوروں کی قیمت الگ ایک نصاب کے بقدر ہو اور اگر چرنے والے ان جانوروں کی قیمت بقدرِ نصاب نہ ہو تو بالاجماع ملا دے گا۔	جوہرہ نیرہ
۹	(ا) مگر (مذکورہ ۸/۲۴۱ ب میں) ایسے اناج کی قیمت جس کا عشر دے چکا ہے [ف۲] اور ایسے غلام کی قیمت جس کا صدقہ فطر دے چکا ہے بالاجماع ملائے گا۔ (ب) اور اگر سال گزر جانے سے پہلے (چرنے والے) جانوروں کو درہموں کے بدلے یا جانوروں کو جانوروں کے بدلے بیچ دے تو اس کی قیمت کو بالاجماع اس کی جنس کے ساتھ ملائے گا بایں طور کہ درہموں کو درہموں کے ساتھ اور جانوروں کو جانوروں کے ساتھ ملا دے گا۔ (ج) اور اگر چرنے والے جانوروں کی زکوٰۃ دینے کے بعد اپنے پاس سے چارہ کھلانا شروع کر دیا پھر انہیں بیچا تو ان کی قیمت بالاجماع ملائے گا۔	سراج وہاج
۱۰	کسی شخص کے پاس زمین تھی۔ اس نے اس کا خراج ادا کر دیا پھر اس زمین کو بیچا تو اس کی قیمت (پہلے سے موجود) اصل نصاب کے ساتھ ملا دے۔	بدائع
۱۱	حضرت امام ابو حنیفہؒ نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص نے درہموں کی زکوٰۃ ادا کر دی پھر ان درہموں کے عوض چرنے والا جانور خریدا اور اس کے پاس چرنے والے جانور اس جنس کے اور بھی ہیں۔ تو ان جانوروں کے ساتھ اس جانور کو نہ ملائے اس لیے کہ وہ جانور ایسے مال کے عوض میں حاصل ہوا ہے جس کی زکوٰۃ ادا کی جا چکی ہے۔ [ف۳]	محیط سرخسی

صورت کے متعلق یوں حکم نہیں ہے۔ وجہ فرق یہ ہے کہ درہم و دینار بطور ثمن عرفی نقد مال ہے۔ اور اناج اور جانور کی حیثیت یہ نہیں ہے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تفسیرها وصفتها وشرائطها — تفسیر الزکوٰة وصفتها وشرائطها	حواله
۲۴۱ ۱۲	ولو وهب له الف ثم افاد الفا قبل الحول ثم رجع الواهب فی الهبة بقضاء قاض فلا زکوٰة علیه فی الالف الفائدة حتی یمضی حول منذ ملکها لانه بطل حول الاصل وهو الموهوب فیبطل فی حق التبع۔	کذا فی محیط السرخسی
۱۳	رجل له مائتا درهم فحال علیه ثلثة احوال الاعوما ثم افاد خمسة یزکی للحول الاول خمسة لا غیر لانه انتقص النصاب فی الحول الثانی والثالث بدین الزکوٰة۔	کذا فی محیط السرخسی
۱۴	رجل له غنم للتجارة تساوی مائتی درهم فماتت قبل الحول فسلخها ودبغ جلدها حتی بلغ جلدها نصابا فتم الحول کان علیه الزکوٰة۔ ولو کان له عصیر للتجارة فتخمر قبل الحول ثم صار خلا یساوی نصابا فتم الحول لا زکوٰة فیه۔ قالوا لان فی الفصل الاول الصوف الذی بقی علی ظهر الشاة متقوم فیبقی الحول ببقائه۔ وفی الفصل الثانی هلك کل المال فبطل حکم الحول۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۵	ویجوز تعجیل الزکوٰة بعد ملك النصاب۔ ولا یجوز قبله۔	کذا فی الخلاصة
	وانما یجوز التعجیل بثلاثة شروط۔ احدها ان یکون الحول منعقدا علیه وقت التعجیل والثانی ان یکون النصاب الذی ادی عنه کاملا فی آخر الحول۔ والثالث ان لا یفوت اصله فیما بین ذلك فاذا کان له النصاب من الذهب او الفضة او اموال التجارة اقل من المائتین فعجل الزکوٰة ثم کمل النصاب او کانت له مائتا درهم او عروض للتجارة قیمتها مائتا درهم فتصدق بالخمسة عن الزکوٰة وانتقص النصاب حتی حال علیه الحول والنصاب ناقص او کان النصاب کاملا وقت التعجیل ثم هلك جمیع المال صار ما عجل به تطوعا۔	هکذا فی شرح الطحاوی

لہ اور سدرته افطر لس مذکورہ صورت کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱۵}{۲۶۱}$ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	پہلا باب زکوٰۃ کی تفسیر اس کے حکم اور اس کی شرطوں کے احکام — زکوٰۃ کی تفسیر، حکم اور شرطوں کا بیان	حوالہ
۲۴۱ ۱۲	اگر کسی شخص کو کسی آدمی نے ہزار درہم بطور ہبہ (بخشش) دیئے اور ان کے ذریعہ اس شخص نے سال تمام ہونے سے پہلے ایک ہزار اور کما لیے پھر قاضی کے حکم سے ہبہ کرنے والے نے اس ہبہ سے رجوع کر لیا تو اس شخص کے اس ہزار پر زکوٰۃ نہ ہوگی جو اس نے کما لیے تھے جب تک کہ ان کے مالک ہونے کے وقت سے سال پورا نہ ہو۔ اس لیے کہ ہزار درہم اصل جو ہبہ کے تھے ان کا سال باطل ہوگیا تو ان سے کمائے ہوئے ہزار درہم ان کے تابع تھے ان کا سال بھی باطل ہوگیا۔	محیط سرخسی
۱۳	کسی شخص کے پاس دو سو درہم تھے ان پر ایک دن کم تین سال گزر گئے۔ پھر ان کے ذریعہ اس نے پانچ درہم اور کما لیے تو وہ پہلے سال کی زکوٰۃ پانچ درہم ادا کرے گا اور کچھ ادا نہیں کرے گا۔ اس لیے کہ دوسرے اور تیسرے سال میں زکوٰۃ کے قرض کی وجہ سے نصاب میں کمی ہوگئی تھی۔	محیط سرخسی
۱۴	(ا) کسی شخص کے پاس تجارت کے لیے بکریاں تھیں جن کی قیمت دو سو درہم کے برابر تھی۔ پس سال پورا ہونے سے پہلے ایک بکری مرگئی تو اس نے اس کی کھال اتاری، چمڑے کو دباغت دی اور چمڑے کی قیمت سے نصاب پورا ہوگیا۔ (پھر ان بکریوں پر) سال پورا ہوگیا تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ (ب) کسی شخص کے پاس انگور کا شیرہ تجارت کے لیے تھا وہ سال پورا ہونے سے پہلے شراب بن گئی پھر سرکہ بن گیا جس کی قیمت نصاب کے بقدر تھی پھر (اس شیرہ کا) سال پورا ہوگیا تو اس سرکہ پر زکوٰۃ لازم نہ ہوگی۔ (ج) فقہاءؒ نے کہا ہے کہ پہلی صورت میں اون جو بکری کی پیٹھ پر باقی تھی وہ قیمت کی چیز تھی پس اس کے باقی رہنے سے سال (چالو رہنے) کا حکم باقی رہا۔ اور دوسری صورت میں کُل مال ضائع ہوگیا پس سال کا حکم باطل ہوگیا۔	قاضی خان
۱۵	(ا) نصاب کا مالک ہوجانے کے بعد وقت سے پہلے زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ (ب) اور نصاب کا مالک ہونے سے پہلے زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔[ف۱] (ج) وقت سے پہلے زکوٰۃ دے دینا (اس کے زکوٰۃ قرار پانے کے لیے) تین شرطوں سے جائز ہے۔ (اول) زکوٰۃ دیتے وقت (اس نصاب پر) سال شروع ہوچکا ہو۔ (دوم) جس نصاب کی زکوٰۃ (سال پورا ہونے سے پہلے) دی ہے وہ نصاب سال کے آخر میں کامل ہو (سوم) سال کے درمیان نصاب کی اصل فوت نہ ہوجائے۔ پس اگر کسی کے پاس سونا یا چاندی یا تجارت کا مال دو سو درہم سے کم قیمت کا تھا اور اس نے قبل از وقت زکوٰۃ دے دی پھر نصاب کامل ہوگیا۔ یا اس کے پاس دو سو درہم یا تجارت کا سامان تھا۔ جس کی قیمت دو سو درہم تھی۔ پس اس نے زکوٰۃ کے پانچ درہم (قبل از وقت) دے دیئے پھر نصاب کم ہوگیا حتیٰ کہ جب سال کامل ہوا تو نصاب کم ہی تھا۔ یا قبل از وقت زکوٰۃ دیتے وقت نصاب کامل تھا پھر سارا مال ضائع ہوگیا تو (مذکورہ صورتوں میں) اس نے جو کچھ قبل از وقت دیا وہ نفل صدقہ قرار پائے گا (زکوٰۃ نہ ہوگی)۔	خلاصہ شرح طحاوی

ف۱ حکم نمبر ۳/۲۴۹ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الاول فی تفسیرها وصفتها وشرائطها — تفسیر الزکوٰۃ وصفتها وشرائطها	حوالہ
۲۴۱ ۱۶	وكما يجوز التعجيل بعد ملك نصاب واحد عن نصاب واحد يجوز عن نصب كثيرة۔	كذا في فتاوى قاضيخان
	ولو كان عنده مائتا درهم فعجل زكوة الف.	
	فان استفاد مالا او ربح حتى صار الفا ثم تم الحول وعنده الف فانه يجوز التعجيل وسقط عنه زكوة الالف۔	
	وان تم الحول ولم يستفد شيئاً ثم استفاد فالمعجل لا يجزئ عن زكوتها فاذا تم الحول من حين الاستفادة كان له ان يزكي۔	كذا في البحر الرائق
۱۸	ويجوز التعجيل لاكثر من سنة لوجود السبب۔	كذا في الهداية
۱۹	ولو عجل زكوة الفين وله الف فقال ان اصبت الفا اخرى قبل الحول فهي منهما والا فهي عن هذه الالف في السنة الثانية اجزاه۔	كذا في محيط السرخسي
۲۰	رجل له اربع مائة درهم فظن ان عنده خمس مائة فادى زكوة خمس مائة ثم علم فله ان يحسب الزيادة للسنة الثانية۔	كذا في محيط السرخسي
۲۱	رجل له نصابا ذهب وفضة عجل عن احدهما يقع عنهما لان التعيين لغو لاتحاد الجنس بدليل الضم وان هلك احدهما تعين الاخر۔	كذا في الكافي
۲۲	ولو ملك نصبا من حيوانات مختلفة فعجل زكوة البعض فهلك المؤدى عنه لا يقع عن الباقي۔	كذا في محيط السرخسي

۱؎ حکم نمبر ۱۶،۱۵ / ۲۴۱ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات دشق نمبر	پہلا باب زکوٰۃ کی تفسیر اس کے حکم اور اس کی شرطوں کے احکام — زکوٰۃ کی تفسیر، حکم اور شرطوں کا بیان	حوالہ
۲۴۱ ۱۶	جس طرح (مذکورہ شرطوں کے ساتھ) ایک نصاب کا مالک ہونے کے بعد وقت سے پہلے زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ اسی طرح بہت سے نصابوں میں بھی (ایسا کرنا) جائز ہے۔	قاضی خان
۱۷	اگر کسی شخص کے پاس دو سو درہم تھے۔ پس اس نے وقت سے پہلے ہزار درہم کی زکوٰۃ دے دی تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر اس کے بعد اسے اور مال مل گیا یا نفع حاصل ہوگیا حتیٰ کہ ہزار پورے ہوگئے پھر سال پورا ہوگیا اور جب سال پورا ہوا تو اس کے پاس ایک ہزار درہم تھے تو (مذکورہ صورت میں) وقت سے پہلے کی دی ہوئی وہ زکوٰۃ جائز ہے اور اسکے ذمہ سے اس ہزار کی زکوٰۃ ساقط ہوگئی۔ (ب) اور اگر سال پورا ہونے تک اسے اور مال نہ ملا اور سال کے تمام ہونے کے بعد اور مال مل گیا تو جو زکوٰۃ وقت سے پہلے دے چکا ہے وہ اس مال کی زکوٰۃ کے لیے کفایت نہ کرے گا جو مال سال پورا ہونے کے بعد ملا ہے۔ پس جب نیا مال ملنے کے وقت سے سال پورا ہوگا تو اس کے ذمہ ہے کہ اس کی زکوٰۃ دے۔	بحرالرائق
۱۸	وقت سے پہلے ایک سال سے زیادہ کی زکوٰۃ دینا بھی جائز ہے، اس لیے کہ سبب موجود ہے۔ [ھ۱]	ہدایہ
۱۹	اگر کسی شخص نے دو ہزار کی زکوٰۃ وقت سے پہلے دے دی (اس وقت) اس کے پاس صرف ایک ہزار ہے اور اس نے یوں کہا کہ اگر اس سال کے پورا ہونے سے پہلے میں نے ایک ہزار اور پا لیے تو یہ ان دو ہزار کی زکوٰۃ ہے ورنہ یہ زکوٰۃ اس ایک ہزار کی دوسرے سال کی (بھی) ہے۔ تو اسے زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے کفایت کر جائے گا۔	محیط سرخسی
۲۰	ایک شخص کے پاس چار سو درہم تھے۔ اسے یہ گمان ہوا کہ اس کے پاس پانچ سو درہم ہیں اور اس نے پانچ سو درہم کی زکوٰۃ ادا کی پھر اسے اصل تعداد کا علم ہوا تو اس کے لیے جائز ہے کہ زکوٰۃ کی زیادہ ادا شدہ رقم کو دوسرے سال کی زکوٰۃ کے حساب میں شامل کر لے۔	محیط سرخسی
۲۱	کسی شخص کے پاس (زکوٰۃ کے) دو نصاب ہیں۔ ایک سونے کا اور دوسرے چاندی کا۔ اس نے ان میں سے ایک کی زکوٰۃ وقت سے پہلے دیدی تو وہ دونوں میں سے (کسی کی بھی) قرار پا جائے گی۔ اس لیے کہ جنس ایک ہونے کی وجہ مقرر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور جنس ایک ہونے کی دلیل یہ ہے کہ زکوٰۃ کے حساب میں ان دونوں کو ملایا جا سکتا ہے۔ اور اگر ان دونوں نصابوں میں ایک نصاب ہلاک ہوگیا (تو اس صورت میں) دوسرا نصاب مقرر ہو جائے گا۔	کافی
۲۲	اگر کوئی شخص مختلف جنس کے جانوروں کے بہت سے نصابوں کا مالک ہوا۔ اور اس نے ان میں سے کسی نصاب کی زکوٰۃ وقت سے پہلے دے دی، پھر وہ نصاب ہلاک ہوگیا جس کی زکوٰۃ (قبل از وقت) ادا کی تھی، تو ایسی ادا شدہ زکوٰۃ باقی نصاب کی طرف سے ادا نہ قرار پائے گی۔	محیط سرخسی

دفعات و ضمن نمبر	الباب الاول فی تفسیرها وصفتها وشرائطها	حوالہ
۲۴۱ ۲۳	ولو عجل اداء الزکوٰۃ الی فقیر ثم ایسر قبل الحول او مات او ارتد جاز ما دفعه عن الزکوٰۃ۔	کذا فی السراج الوهاج
۲۴	قال اصحابنا اذا مات من علیه الزکوٰۃ سقطت الزکوٰۃ بموته۔	کذا فی المحیط

ا؎ جیسا کہ حکم نمبر $\frac{۲}{۲۲۴}$ میں ہے۔ مگر کھیتی اور پھلوں کے عشر واجب کے متعلق یہ حکم نہیں ہے۔ اسکے متعلق حکم $\frac{۴}{۲۵۲۱}$ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم $\frac{۲}{۲۳۱}$ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وحق نمبر	پہلا باب زکوٰۃ کی تفسیر اس کے حکم اور اس کی شرطوں کے احکام — زکوٰۃ کی تفسیر حکم اور شرطوں کا بیان	حوالہ
۲۴۱ ۲۳	اگر کسی شخص نے وقت سے پہلے زکوٰۃ کا مال کسی فقیر کو دیا پھر سال پورا ہونے سے پہلے وہ فقیر مالدار ہوگیا یا مرگیا یا مرتد ہوگیا تو اس نے جو زکوٰۃ اسے دیدی ہے وہ جائز ہے۔	سراج وہاج
۲۴	ہمارے اصحابؒ نے کہا ہے کہ جس شخص کے ذمہ زکوٰۃ ہے جب وہ مرجائے تو زکوٰۃ اس کی موت کی وجہ سے ساقط ہوجائے گی سے۔	محیط

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی صدقة السوائم — الفصل الاول فی المقدمة	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الثانی فی صدقة السوائم

وفیہ خمسة فصول ۔ دفعات ۲۴۲ تا ۲۴۶ عنوانات ۵ تعداد شق ۶۲

الفصل الاوّل فی المقدمة

دفعات ۲۴۲ تا ۲۴۲ عنوان ۱ تعداد شق ۹

۲۴۲۔ المقدمة

تعداد شق ۹

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	تجب الزکوٰة فی ذکورها واناثها و مختلطهما	کذا فی محیط السرخسی
۲	والسائمة هی التی تسام فی البراری لقصد الدر والنسل والزیادة فی السمن والثمن حتی لو اسیمت للحمل والرکوب لا للدر والنسل فلا زکوٰة فیها	کذا فی محیط السرخسی
۳	وکذا لو سیمت للحم	هکذا فی البدائع
۴	ولو سیمت للتجارة ففیها زکوٰة التجارة دون السائمة	هکذا فی البدائع
۵	فان کانت تسام فی بعض السنة وتعلف فی البعض فان اسیمت فی اکثرها فهی سائمة والا فلا	کذا فی محیط السرخسی
۶	حتی لو علفها نصف الحول لاتکون سائمة ولا تجب فیها الزکوٰة	کذا فی التبیین

۱ حکم نمبر ۵، ۶ / ۲۴۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ حکم نمبر ۸ / ۲۴۶ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ اور اگر تجارت کی غرض سے

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب - چرنے والے جانوروں کی زکوٰۃ کے احکام — پہلی فصل - مقدمہ	حوالہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دوسرا باب چرنے والے جانوروں کی زکوٰۃ کے احکام

اور اسمیں پانچ فصلیں ہیں - دفعات ۲۴۲ تا ۲۴۶ عنوانات ۵ تعداد شق ۶۲

پہلی فصل - مقدمہ کا بیان

دفعات ۲۴۲ تا ۲۴۲ عنوان ۱ تعداد شق ۹

۲۴۲ - مقدمہ

اور اسمیں ۹ شقیں ہیں

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	چرنے والے جانور نر ہوں یا مادہ یا دونوں ملے جلے ہوں سب پر زکوٰۃ واجب ہے -	محیط سرخسی
۲	(ا) اور چرنے والے جانوروں سے مراد ایسے جانور ہیں جو دُودھ کی غرض سے یا افزائش نسل کی غرض سے یا فربہ ہونے کی غرض یا بیش قیمت ہونے کی غرض سے جنگل بیابانوں میں (سال کا اکثر حصہ[۱]) چرائے جائیں (ب) اور اگر وہ جانور بار برداری کیلئے یا سواری کیلئے چرائے جائیں اور وہ دودھ یا نسل کشی کیلئے نہ ہوں تو ایسے جانوروں پر زکوٰۃ نہیں ہے ۲	محیط سرخسی
۳	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ وہ جانور گوشت کی غرض سے چرائے جائیں (توان جانوروں پر زکوٰۃ نہیں ہے)	بدائع
۴	اور اگر وہ جانور تجارت کی غرض سے چرائے جائیں توان جانوروں پر تجارت کے مال کے حساب سے زکوٰۃ ہوگی چرنے والے جانوروں کے حساب سے زکوٰۃ نہ ہوگی ۳	بدائع
۵	اور اگر وہ جانور ایسے ہوں کہ انہیں سال کے بعض حصوں میں چرایا جائے اور بعض حصوں میں انہیں (اپنے پاس سے) گھاس ڈالا جائے تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) اگر وہ جانور سال کے اکثر حصوں میں چرائے جائیں تو وہ چرنے والے جانوروں کے حکم میں ہوں گے ورنہ نہیں -	محیط سرخسی
۶	حتیٰ کہ اگر ان جانوروں کو نصف سال (اپنی طرف سے) گھاس ڈالا ہے تو وہ جانور چرنے والے جانوروں کے حکم میں نہ ہوں گے اور ان پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی -	تبیین

[۱] زمین خریدے تو اس کے متعلق حکم ۶/۲۵۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی صدقۃ السوائم — الفصل الثانی فی زکوۃ الابل	حوالہ
٢٤٢-٧	وان کانت للتجارۃ فرعاها ستۃ اشهر او اکثر لم تکن سائمۃ الا ان ینوی ان یجعلها سائمۃ بمنزلۃ عبد التجارۃ اذا اراد ان یخدمه سنین فیستخدمه فهو للتجارۃ علی حاله الا ان ینوی ان یخرجه من التجارۃ و یجعله للخدمۃ	کذا فی الخلاصۃ
٨	وان اراد صاحب السائمۃ ان یستعملها او یعلفها فلم یفعل حتی حال علیها الحول کان فیها زکوۃ السائمۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
٩	ولو اشتراها للتجارۃ ثم جعلها سائمۃ یعتبر الحول من وقت الجعل	کذا فی محیط السرخسی

الفصل الثانی فی زکوۃ الابل

دفعات ٢٤٣ تا ٢٤٣ عنوان ١ تعداد شق ٢٢

٢٤٣- زکوۃ الابل

تعداد شق ٢٢

١	لیس فی اقل من خمس زود صدقۃ	کذا فی الهدایۃ
٢	و یجب فیما دون خمس عشرین فی کل خمس شاۃ	هکذا فی العینی شرح الکنز
٣	والشاۃ من الغنم مالها سنۃ وطعنت فی الثانیۃ	کذا فی الجوهرۃ النیرۃ
٤	فاذا بلغت خمسا وعشرین ففیها بنت مخاض وهی التی طعنت فی الثانیۃ الی خمس وثلاثین	کذا فی الهدایۃ
٥	فاذا کانت ستا وثلاثین ففیها بنت لبون وهی التی طعنت فی الثالثۃ الی خمس واربعین	کذا فی الهدایۃ
٦	فاذا کانت ستا واربعین ففیها حقۃ وهی التی طعنت فی الرابعۃ الی ستین	کذا فی الهدایۃ

١ اس لئے کہ تجارتی جانوروں کی زکوٰۃ چرنے والے جانوروں کی زکوٰۃ سے مختلف ہے۔ پس مذکورہ صورتیں میں تجارتی جانوروں کی زکوٰۃ کے سال پر چرنے والے جانوروں کی زکوٰۃ کے سال کی بنا نہ ہوگی۔ مفہوم ماخوذ از البحر الرائق ج ٢ ص ٢١٣ (مترجم) ٢ حکم نمبر ٢/٢٤٢ ملاحظہ ہو (مترجم) ٣ شاۃ میں مادہ (بکری) اور نر (بکرا) دونوں شامل ہیں۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ٢ ص ٢١٤ نیز اس کے متعلق حکم نمبر ٢٠/٢٤٩ ملاحظہ ہو (مترجم) ٤ اونٹوں کی زکوۃ میں واجب اونٹنیوں کا ذکر ہے اس لئے

دفعات و شق نمبر	دوسرا باب - چرنے والے جانوروں کی زکوۃ کے احکام — دوسری فصل - اونٹوں کی زکوۃ کا بیان	حوالہ
۲۴۲-۷	(ا) اگر وہ جانور تجارت کی غرض سے تھے۔ پس اس نے انہیں چھ ماہ یا زیادہ چرایا تو وہ جانور چرنے والے قرار نہیں پائیں گے۔ لیکن اگر وہ (ان کے متعلق تجارت کی نیت موقوف کرکے) انہیں چرنے والے جانور قرار دے تو پھر وہ جانور چرنے والے قرار پائیں گے۔ (ب) جیسا کہ اگر کسی نے تجارت کی غرض سے رکھے ہوئے غلام کے متعلق ارادہ کیا کہ اسے کئی سال خدمت کے لئے رکھے تو وہ غلام حسب حال تجارت کا مال رہے گا۔ لیکن اگر مالک اس غلام کے متعلق تجارت کی نیت موقوف کرکے خدمت کے لئے قرار دے تو پھر وہ غلام تجارتی مال نہ رہے گا۔	خلاصہ
۸	اگر چرنے والے جانوروں کے مالک نے ارادہ کیا کہ وہ ان جانوروں سے (باربرداری یا سواری) کا کام لے یا انہیں (اپنی طرف سے) گھاس ڈالے پھر ایسا کیا نہیں اور سال پورا ہو گیا تو ان جانوروں پر چرنے والے جانوروں کی زکوۃ ہوگی۔	قاضیخان
۹	اگر کسی نے تجارت کی غرض سے جانور خریدا۔ پھر اسے چرنے والا بنا دیا تو سال کا ابتدا اس وقت سے ہوگا جس وقت سے اس نے اسے چرنے والا بنایا [1]	محیط سرخسی

دوسری فصل اونٹوں کی زکوۃ کا بیان

دفعات ۲۴۳ تا ۲۴۳ عنوان ۱ تعداد شق ۲۲

دفعات و شق نمبر	متن	حوالہ
۲۴۳-	**اونٹوں کی زکوۃ** اور اس میں ۲۲ شقیں ہیں	
۱	پانچ اونٹوں[2] سے کم تعداد پر زکوۃ نہیں ہے	ہدایہ
۲	پچیس سے کم اونٹوں کی زکوۃ ہر پانچ اونٹوں پر ایک بکری[3] واجب ہوگی	عینی شرح
۳	اور بکریوں میں سے (مذکورہ) بکری ایسی ہو جو ایک سال کی ہو چکی ہو اور دوسرے سال میں ہو۔	جوہرہ نیرہ
۴	جب (چرنے والے) اونٹوں کی تعداد پچیس ہو جائے۔ (اور ان پر سال گزر جائے) تو ان پر ایک بنت مخاض یعنی ایسی اونٹنی[4] جو دوسرے سال میں ہو واجب ہوگی۔ پینتیس اونٹوں کی تعداد تک یہی حکم ہے۔	ہدایہ
۵	جب اونٹوں کی تعداد چھتیس ہو جائے تو ان پر ایک بنت لبون یعنی ایسی اونٹنی جو تیسرے سال میں ہو واجب ہوگی۔ پینتالیس اونٹوں کی تعداد تک یہی حکم ہے۔	ہدایہ
۶	جب اونٹوں کی تعداد چھیالیس ہو جائے تو ان پر ایک حقہ یعنی ایسی اونٹنی جو چوتھے سال میں ہو واجب ہوگی۔ ساٹھ اونٹوں کی تعداد تک یہی حکم ہے۔	ہدایہ

کہ اونٹوں کی زکوۃ میں نر مثلاً ابن مخاض دینا جائز نہیں (حکم نمبر ۲۱/۲۴۳، ۱۹/۲۴۹، ۳۰/۲۴۹ ملاحظہ ہو) البتہ بنت مخاض کی جگہ اس کی قیمت کے حساب میں ابن مخاض دینا جائز ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۲۱۴ (مترجم)۔

حوالہ	الباب الثانی فی صدقۃ السوائم — الفصل الثانی فی زکوۃ الابل	دفعات وشق نمبر
	فاذا كانت احدى و ستين ففيها جذعة وهى التى طعنت فى الخامسة الى خمس و سبعين	۲۴۳—۷
كذا فى الهداية	فاذا كانت ستا وسبعين ففيها بنتا لبون الى تسعين	۸
كذا فى الهداية	فاذا كانت احدى وتسعين ففيها حقتان الى مائة و عشرين	۹
كذا فى الهداية	ثم تجب فى كل خمس يزيد على مائة وعشرين شاة الى مائة وخمس واربعين	۱۰
هكذا فى العينى شرح الهداية	ففيها حقتان و بنت مخاض	۱۱
هكذا فى العينى شرح الهداية	وفى مائة وخمسين ثلاث حقاق	۱۲
هكذا فى العينى شرح الهداية	ثم تجب فى كل خمس يزيد على مائة وخمسين شاة الى مائة وخمس وسبعين	۱۳
هكذا فى العينى شرح الهداية	ففيها ثلاث حقاق و بنت مخاض	۱۴
هكذا فى العينى شرح الهداية	وفى مائة وست وثمانين ثلاث حقاق وبنت لبون	۱۵
هكذا فى العينى شرح الهداية	وفى مائة وست وتسعين اربع حقاق الى مائتين	۱۶
هكذا فى العينى شرح الهداية		
هكذا فى فتاوى قاضيخان	ان شاء ادى عن المائتين اربع حقاق عن كل خمسين حقة وان شاء ادى خمس بنات لبون عن كل اربعين بنت لبون	۱۷
	ثم تستأنف الفريضة ابدا كما تستأنف فى الخمسين التى بعد المائة والخمسين وهذا عندنا	۱۸
كذا فى الهداية	والبخت والاعراب سواء	۱۹
كذا فى الهداية		
	وادنى السن الذى يتعلق به وجوب الزكوة فى الابل السائمة بنت مخاض فصاعدا فى قول ابى حنيفة رح ومحمد رح	۲۰
كذا فى شرح الطحاوى		

[1] ایسی بکری کے متعلق حکم نمبر ۳/۲۴۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] جیسا کہ ہدایہ میں ہے کہ ایک سو چالیس اونٹوں پردو حقّہ اور چار بکریاں اور ایک سو پینتالیس اونٹوں کی تعداد پر دو حقّہ اور ایک بنت مخاض زکوۃ واجب ہوگی۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۱۸۲ (مترجم)
[3] حقّہ اور بنت مخاض کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۶، ۴/۲۴۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] ایسی بکری کے متعلق حکم نمبر

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب۔ چرنے والے جانوروں کی زکوٰۃ کے احکام — دوسری فصل۔ اونٹوں کی زکوٰۃ کا بیان	حوالہ
۲۴۳-۷	جب اونٹوں کی تعداد اکسٹھ ہوجائے تو ان پر ایک جذعہ یعنی ایسی اونٹنی جو پانچویں سال میں ہو واجب ہوگی۔ پچھتر اونٹوں کی تعداد تک یہی حکم ہے۔	ہدایہ
۸	جب اونٹوں کی تعداد چھہتر ہوجائے تو ان پر دو بنت لبون (یعنی ایسی اونٹنی جو تیسرے سال میں ہو) واجب ہوں گی۔ نوے اونٹوں کی تعداد تک یہی حکم ہے۔	ہدایہ
۹	جب اونٹوں کی تعداد اکانوے ہوجائے تو ان پر دو حِقّہ (یعنی ایسی اونٹنی جو چوتھے سال میں ہو) واجب ہونگی۔ ایک سو بیس اونٹوں کی تعداد تک یہی حکم ہے۔	ہدایہ
۱۰	پھر ایک سو بیس اونٹوں کی تعداد پر جو اضافہ ہوگا ان میں ہر پانچ اونٹوں پر ایک ایک بکری ؎۱ واجب ہوگی۔ ایک سو پینتالیس (سے کم) اونٹوں کی تعداد تک یہی حکم ہے ؎۲	عینی
۱۱	ایک سو پینتالیس اونٹوں کی تعداد پر دو حِقّہ اور ایک بنت مخاض ؎۳ واجب ہوں گی۔	عینی
۱۲	اور ایک سو پچاس اونٹوں کی تعداد پر تین حِقّہ (یعنی جو اونٹنی چوتھے سال میں ہو) واجب ہوں گی۔	عینی
۱۳	پھر ایک سو پچاس اونٹوں کی تعداد سے زائد ہونے کی صورت میں ہر پانچ اونٹوں پر ایک ایک بکری ؎۴ واجب ہوگی۔ ایک سو پچہتر (سے کم) اونٹوں کی تعداد تک یہی حکم ہے۔	عینی
۱۴	ایک سو پچہتر اونٹوں کی تعداد پر تین حِقّہ اور ایک بنت مخاض ؎۵ واجب ہوں گی۔	عینی
۱۵	اور ایک سو چھیاسی اونٹوں کی تعداد پر تین حِقّہ (یعنی جو اونٹنی چوتھے سال میں ہو) اور ایک بنت لبون (یعنی جو اونٹنی تیسرے سال میں ہو) واجب ہوں گی۔	عینی
۱۶	اور ایک سو چھیانوے اونٹوں کی تعداد پر چار حِقّہ ؎۶ زکوٰۃ واجب ہوگی اور دو سو اونٹوں کی تعداد تک یہی حکم ہے۔	عینی
۱۷	اور دو سو اونٹوں کی زکوٰۃ دینے میں اسے اختیار ہے۔ چاہے تو ہر پچاس اونٹوں پر ایک حِقّہ (یعنی وہ اونٹنی جو چوتھے سال میں ہو) کے حساب سے چار حِقّہ دے دے یا چاہے تو ہر چالیس اونٹوں پر ایک بنت لبون (یعنی وہ اونٹنی جو تیسرے سال میں ہو) کے حساب سے پانچ بنت لبون دیدے۔	قاضیخان
۱۸	اس کے بعد ہمیشہ اونٹوں کی زکوٰۃ کا حساب از سر نو اس طرح شروع ہوگا جس طرح ڈیڑھ سو اونٹوں کی تعداد کے بعد ۱۵۰ اونٹوں کی زکوٰۃ کا حساب شروع ہوتا ہے یہ حکم ہمارے ہاں ہے۔	ہدایہ
۱۹	بختی اونٹ (یعنی جو عربی اور عجمی مخلوط نسل ہو) اور عربی اونٹ کا حکم زکوٰۃ کے احکام میں برابر ہے	ہدایہ
۲۰	امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں چرنے والے اونٹ کی کم از کم وہ عمر جس پر زکوٰۃ واجب ہوجاتی ہے یہ ہے کہ وہ بنت مخاض (یعنی جو دوسرے سال میں ہو) یا اس سے زیادہ عمر کا ہو ؎۷	شرح طحاوی

۲/۲۴۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۵ حِقّہ اور بنت مخاض کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۶،۷/۲۴۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۶ حِقّہ کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۶/۲۴۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۷ حکم نمبر ۲/۲۴۲ اور ۸/۲۴۶ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی صدقۃ السوائم — الفصل الثالث فی زکوٰۃ البقر	حوالہ
۲۴۳-۲۱	ویحسب الصغیر والاعمی فی العدد ولا یؤخذ ان فی الزکوٰۃ ولا یأخذ الربی وھی المربیۃ ولدھا	
	والاکولۃ التی تسمن للاکل والحامل والفحل وخیار السائمۃ	
	ویؤخذ من اوساطھا	کذا فی محیط السرخسی
۲۲	وجب مسن[۱] ولم یوجد دفع اعلی منھا واخذ الفضل او دونھا ورد الفضل اودفع القیمۃ الا ان فی الوجہ الاول للمصدق ان لا یاخذ ویطلب عین الواجب او قیمتہ لانہ شراء ولا جبر علی الشراء وفی الوجہ الثانی یجبر حتی یجعل قابضا بالتخلیۃ لانہ لا بیع بل ھو دفع بالقیمۃ	کذا فی الکافی

الفصل الثالث فی زکوٰۃ البقر

دفعات ۲۴۴ تا ۲۴۴ عنوان ۱ تعداد شق ۱۳

۲۴۴- زکوٰۃ البقر

تعداد شق ۱۳

شق		حوالہ
۱	لیس فی اقل من ثلاثین من البقر صدقۃ	کذا فی الھدایۃ
۲	فاذا کانت ثلاثین سائمۃ ففیھا تبیع او تبیعۃ التی طعنت فی الثانیۃ	کذا فی الھدایۃ
۳	ثم لیس فی الزیادۃ شیئ حتی تبلغ اربعین	کذا فی شرح الطحاوی
۴	وفی اربعین مسن او مسنۃ وھی التی طعنت فی الثالثۃ	ھکذا فی الھدایۃ
۵	فاذا زادت علی الاربعین وجبت فی الزیادۃ بقدر ذلک الی ستین عند ابی حنیفۃ رح ففی الواحدۃ الزائدۃ ربع عشر مسنۃ وفی الاثنین نصف عشر مسنۃ	

[۱] جیساکہ البحرالرائق میں ہے کہ جب چھوٹی عمر کے چرنے والے جانوروں کے ساتھ بڑی عمر کے (یعنی زکوٰۃ واجب ہونے کے لئے معتبر عمر کے جسکا ذکر حکم نمبر ۲۰/۲۴۳ میں ہے) جانور ہوں (اور انپر سال گذر جائے) توان سب پر بالاجماع زکوٰۃ لازم ہوگی۔ ماخوذ از البحرالرائق ج۲ ص۲۱۷

دفعات و شق نمبر	دوسرا باب ۔ چرنے والے جانوروں کی زکوٰۃ کے احکام — تیسری فصل ۔ گائے بیل کی زکوٰۃ کا بیان	حوالہ
۲۴۳ - ۲۱	(ا) اور نصاب کی گنتی میں (بڑوں کے ساتھ) چھوٹی عمر والا اور اندھا شمار کیا جائے گا ۔ البتہ چھوٹی عمر والا اور اندھا زکوٰۃ میں نہ لئے جائیں گے ۔ (ب) اسی طرح الرّبّی یعنی وہ اونٹنی جو اپنا بچہ پال رہی ہو اور الاکولۃ یعنی وہ اونٹنی جو کھانے کے لئے پالی جا رہی ہو اور حاملہ اونٹنی اور نر اونٹ[۱] اور چرنے والے اونٹوں میں عمدہ اونٹ زکوٰۃ میں نہ لئے جائیں گے اور (عمدہ کی بجائے) درمیانہ درجہ کی لی جائے گی ۔	محیط سرخسی
۲۲	(ا) اگر (صورت حال یہ ہو کہ) کسی عمر کی اونٹنی زکوٰۃ میں واجب ہوئی ہو اور اس عمر کی موجود نہ ہو تو اس[۱] سے اعلیٰ دے دے اور وہ جس قدر زائد کی ہے ۔ اتنی رقم لے لے یا قدر واجب[۲] سے کم درجہ کی دے دے اور باقی رقم دے دے یا قدر واجب[۳] اونٹنی کی قیمت دے دے ۔ (ب) البتہ پہلی صورت میں صدقات وصول کرنے پر مقرر شخص کو حق حاصل ہے کہ وہ (قدر واجب سے اعلیٰ اونٹنی) نہ لیوے اور قدر واجب جیسی مانگے یا اس کی قیمت مانگے اس لئے کہ اس صورت میں یہ خرید و فروخت ہے اور اس میں جبر نہیں ہوتا ۔ اور دوسری صورت میں (مصدق پر) جبر ہوگا حتیٰ کہ اگر اس جانور پر روک ٹوک نہ رہی تو صدقات وصول کرنے پر مقرر شخص اس پر قابض سمجھا جائے گا ۔ اس لئے کہ وہ فروخت نہیں بلکہ زکوٰۃ بطور قیمت ادا کرنا ہے[۴]	کافی

تیسری فصل ۔ گائے (بیل) کی زکوٰۃ کا بیان

دفعات ۲۴۴ تا ۲۴۴ عنوان ۱ تعداد شق ۱۳

۲۴۴ ۔ گائے بیل کی زکوٰۃ

اور اسمیں ۱۳ شقیں ہیں

۱	تیس گائے بیل سے کم تعداد[۵] پر زکوٰۃ نہیں ہے ۔	ہدایہ
۲	جب چرنے والی گائے یا بیل تیس ہو جائیں (اور سال گذر جائے) تو ان پر ایک تبیع یا تبیعہ یعنی بچھڑا یا بچھڑی جو دوسرے سال میں ہو (بطور زکوٰۃ) لازم ہوگی ۔	ہدایہ
۳	پھر تیس سے زیادہ اور چالیس (سے کم) تک (مزید) زکوٰۃ لازم نہیں ۔	شرح طحاوی
۴	چالیس بیل یا گائے پر ایک مسن یا مسنہ یعنی ایسا بچھڑا یا بچھڑی جو تیسرے سال میں ہو (بطور زکوٰۃ) لازم آئے گی ۔	ہدایہ
۵	(ا) جب گائے یا بیل کی تعداد چالیس سے زیادہ ہو جائے تو امام ابو حنیفہ رح کے ہاں اس اضافہ پر ساٹھ (سے کم) تک بقدر حساب زکوٰۃ لازم ہوگی ۔ (ب) پس چالیس سے زائد ایک گائے یا بیل پر مسنہ (کی قیمت) کا چالیسواں حصہ اور دو زائد گائے یا بیل پر مسنہ کا بیسواں حصہ (بطور زکوٰۃ) لازم ہوگا	

[۱] نیز حکم نمبر ۴/۲۴۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] حکم نمبر ۱۹/۲۴۴ اور حکم نمبر ۴/۲۴۳ مع حاشیہ اور ۲۰/۲۴۹ ملاحظہ ہو ۔ اور گائے بیل یا بکری کی زکوٰۃ کی صورت میں حکم نمبر ۲-۴-۱۱/۲۴۴ ، ۲ مع حاشیہ/۲۴۵ ، ۲۰/۲۴۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] وجب مسن ای ذات سن ۔ ماخوذ از بین السطور کنز الدقائق ص۹۱ (مترجم) [۴] حکم نمبر ۲۱، ۲۲/۲۴۹ و ۵/۲۴۸ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] حکم نمبر ۱/۲۴۳ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی صدقۃ السوائم — الفصل الثالث فی زکوۃ البقر	حوالہ
۲۴۴ -	وھذا روایۃ الاصل	ھکذا فی الھدایۃ
۶	ثم فی الستین تبیعان او تبیعتان	ھکذا فی الھدایۃ
۷	وبعد الستین یعتبر الاربعینات والثلاثینیات فیجب فی کل اربعین مسن او مسنۃ وفی کل ثلاثین تبیع او تبیعۃ ففی سبعین مسن وتبیع وفی ثمانین مسنتان وفی تسعین ثلاثۃ اتبعۃ وفی مائۃ مسنۃ وتبیعتان ۔	ھکذا فی شرح الطحاوی
۸	وان احتمل تقدیرا المسنۃ والتبیعۃ فھو مخیر کمائۃ وعشرین مثلا ان شاء ادی ثلاث مسنا وان شاء ادی اربعۃ اتبعۃ	کذا فی التبیین
۹	والجاموس کالبقر	کذا فی البحر الرائق
۱۰	وعند الاختلاط یجب ضم بعضھا الی بعض لتکمیل النصاب ثم تؤخذ الزکوۃ من اغلبھا ان کان بعضھا اکثر من بعض وان لم یکن یؤخذ اعلی الادنی وادنی الاعلی	کذا فی البحر الرائق
۱۱	وفی النافع الذکر والانثی فی ھذا الباب سواء	کذا فی التتارخانیۃ
۱۲	وفی الفتاوی العتابیۃ الافضل من البقران یؤدی من الذکر التبیع ومن الانثی التبیعۃ	کذا فی التتارخانیۃ
۱۳	وادنی السن الذی یتعلق بہ وجوب الزکوۃ فی البقر تبیع فی قول ابی حنیفۃ رح ومحمد رح	کذا فی شرح الطحاوی

[۱] حکم ۱۲/۲۴۴ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] البتہ اونٹوں کی زکوۃ کی صورت حکم ۲۱/۲۴۳ - ۱۹/۲۴۹ اور ۴/۲۴۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب - چرنے والے جانوروں کی زکوٰۃ کے احکام — تیسری فصل - گائے بیل کی زکوٰۃ کا بیان	حوالہ
	اور یہ اصل کی روایت ہے۔	بدایہ
۲۴۴- ۶	پھر ساٹھ گائے بیل پر دو ایسے بچھڑے یا بچھڑیاں جو تیسرے سال میں ہوں (بطور زکوٰۃ) لازم آئیں گی۔	ہدایہ
۷	(ا) (جب گائے بیل) ساٹھ سے زائد (ہو جائیں تو ان) میں چالیس چالیس کی اور تیس تیس کی زکوٰۃ کا حساب ہوگا۔ پس ہر چالیس گائے بیل پر ایک ایسا بچھڑا یا بچھڑی جو تیسرے سال میں ہو (بطور زکوٰۃ) واجب ہوگی اور ہر تیس گائے بیل پر ایک بچھڑا یا بچھڑی جو دوسرے سال میں ہو واجب ہوگی۔ (ب) چنانچہ ستر[1] گائے بیل پر ایک وہڑ جو تیسرے سال میں ہو اور ایک گائے کا بچہ جو دوسرے سال میں ہو واجب ہوگا اور[2] اسی گائے بیل پر گائے کے دو ایسے بچے جو تیسرے سال میں ہوں واجب ہوں گے اور[3] نوے گائے بیل پر تین بچے جو دوسرے سال میں ہوں واجب ہوں گے اور[4] سو گائے بیل پر گائے کا ایک بچہ جو تیسرے سال میں ہو اور گائے کے دو بچے جو دوسرے سال میں ہوں (بطور زکوٰۃ) واجب ہوں گے۔	شرح طحاوی
۸	اگر گائے بیل کی تعداد ایسی ہو کہ اس میں مسنۃ (تیسرے سال کے) اور تبیعہ (دوسرے سال کے) دونوں طریقوں سے حساب صحیح بن جاتا ہو تو اسے اختیار حاصل ہے۔ مثلاً ایک سو بیس گائے یا بیل کی تعداد پر چاہے تو تین تیسرے سال کے مسنہ دے دے اور چاہے چار دوسرے سال کے تبیعہ دے دے[1]	تبیین
۹	بھینس یا بھینسے کی زکوٰۃ کا حکم گائے یا بیل کی زکوٰۃ کی طرح ہے۔	بحرالرائق
۱۰	(ا) جب بھینس بھینسے اور گائے بیل ملے ہوئے ہوں تو نصاب پورا کرنے کے لئے دونوں کو شامل کرنا واجب ہے۔ پھر زکوٰۃ میں وہ لیا جائے گا۔ جن کی تعداد زیادہ ہے۔ جبکہ ان دونوں کی تعداد کم وبیش ہو۔ (ب) اور اگر ایسا نہ ہو تو زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے اعلیٰ جانوروں میں سے ادنی اور ادنی جانوروں میں سے اعلیٰ لیا جائے گا۔	بحرالرائق
۱۱	اور نافع میں ہے کہ اس (مذکورہ) حکم میں نر اور مادہ برابر ہیں[2]	تتارخانیہ
۱۲	فتاوی عتابیہ میں ہے کہ گائے بیل کی زکوٰۃ میں افضل یہ ہے کہ بیلوں کی زکوٰۃ میں دوسرے سال کا بچھڑا اور گائے کی زکوٰۃ میں دوسرے سال کی بچھڑی دی جائے۔	تتارخانیہ
۱۳	امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں چرنے والے گائے بیل کی کم از کم وہ عمر جس پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے یہ ہے کہ اس پر دوسرا سال شروع ہو[3]	شرح طحاوی

[1-3] حکم نمبر ۲/۲۴۲ اور ۸/۲۴۶ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی فی صدقۃ السوائم　　الفصل الرابع فی زکوٰۃ الغنم	حوالہ
	الفصل الرابع فی زکوٰۃ الغنم دفعات ۲۴۵ تا ۲۴۵　عنوان ۱　تعداد شق ۱۰	
	۲۴۵- زکوٰۃ الغنم　تعداد شق ۱۰	
۱	لیس فی اقل من اربعین من الغنم السائمۃ صدقۃ	کذا فی شرح الطحاوی
۲	فاذا کانت اربعین سائمۃ وحال علیها الحول ففیها شاۃ الی مائۃ وعشرین	کذا فی شرح الطحاوی
۳	فاذا زادت واحدۃ ففیها شاتان الی مائتین	کذا فی شرح الطحاوی
۴	فاذا زادت ففیها ثلاث شیاہ	کذا فی شرح الطحاوی
۵	فاذا بلغت اربع مائۃ ففیها اربع شیاہ	کذا فی شرح الطحاوی
۶	ثم فی کل مائۃ شاۃ	کذا فی شرح الطحاوی
۷	ھکذا ورد البیان فی کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی کتاب ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ وعلیہ انعقد الاجماع	کذا فی شرح الطحاوی
۸	وادنی السن الذی یتعلق بہ وجوب الزکوٰۃ فی الغنم ھو الثنی وھذا قول ابی حنیفۃ رح ومحمد رح	کذا فی شرح الطحاوی
۹	والمتولد بین الغنم والظباء یعتبر فیہ الام فان کانت غنما وجبت فیہ الزکوٰۃ ویکمل بہ النصاب والافلا	کذا فی محیط السرخسی
۱۰	وکذا المتولد بین البقر الاھلی والوحشی	کذا فی محیط السرخسی

۱؎ شاۃ (بکری) کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۴۳/۲، ۲۴۳/۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ الثنی جو ایک سال کی ہو چکی ہو۔

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب ۔ چرنے والے جانوروں کی زکوٰۃ کے احکام — چوتھی فصل ۔ بھیڑ بکریوں کی زکوٰۃ کا بیان	حوالہ
	چوتھی فصل ۔ بھیڑ بکریوں کی زکوٰۃ کا بیان	
	دفعات ۲۴۵ تا ۲۴۵ عنوان ۱ تعداد شق ۱۰	
۲۴۵	**بھیڑ بکریوں کی زکوٰۃ** اور اس میں ۱۰ شقیں ہیں	
۱	چالیس بھیڑ بکریوں سے کم تعداد پر زکوٰۃ نہیں ہے ۔	شرح طحاوی
۲	جب چرنے والی بھیڑ بکریوں کی تعداد چالیس ہو جائے اور ان پر سال گزر جائے تو ان پر ایک بکری[1] (بطور زکوٰۃ) لازم ہوگی ۔ ایک سو بیس کی تعداد تک یہی حکم ہے ۔	شرح طحاوی
۳	جب چرنے والی بھیڑ بکریوں کی تعداد ایک سو بیس سے ایک بھی زیادہ ہو جائے تو ان پر دو بکریاں (بطور زکوٰۃ) لازم ہوں گی ۔ دو سو کی تعداد تک یہی حکم ہے ۔	شرح طحاوی
۴	جب چرنے والی بھیڑ بکریوں کی تعداد دو سو سے زیادہ ہو جائے تو ان پر تین بکریاں (بطور زکوٰۃ) لازم ہوں گی ۔	شرح طحاوی
۵	جب چرنے والی بھیڑ بکریوں کی تعداد چار سو ہو جائے تو ان پر چار بکریاں (بطور زکوٰۃ) لازم ہوں گی ۔	شرح طحاوی
۶	چار سو سے زائد چرنے والی بھیڑ بکریوں کی تعداد میں ہر سینکڑہ پر ایک بکری (بطور زکوٰۃ) لازم ہوگی ۔	شرح طحاوی
۷	(مذکورہ احکام اس بنا پر ہیں کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مکتوبات میں یوں ہی بیان وارد ہے اور انہی احکام پر اجماع ہوا ہے ۔	شرح طحاوی
۸	امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے ہاں چرنے والی بھیڑ بکریوں کی کم از کم وہ عمر جس پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے یہ ہے کہ وہ ایک سال کی ہو چکی ہو ۔[2]	شرح طحاوی
۹	بکری اور ہرن کے ملاپ سے جو بچہ پیدا ہو اس میں ماں کا اعتبار ہوگا ۔ اگر ماں بھیڑ یا بکری ہے تو اس سے پیدا ہونے والے بچہ پر زکوٰۃ لازم[3] ہوگی ۔ اور (بڑوں کے ساتھ) نصاب کے پورا کرنے میں اسے شامل کیا جائے گا ورنہ نہیں ۔	محیط سرخسی
۱۰	اسی طرح پالتو گائے بیل اور جنگلی گائے بیل کے ملاپ سے جو بچہ پیدا ہوگا اس میں بھی ماں کا اعتبار ہوگا ۔	محیط سرخسی

[1] ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۱۸۳ نیز حکم نمبر ۲/۲۴۲ اور ۸/۲۴۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ۴/۲۴۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی صدقۃ السوائم — الفصل الخامس فیما لا تجب فیہ الزکوٰۃ	حوالہ
	الفصل الخامس فیما لا تجب فیہ الزکوٰۃ دفعات ۲۴۶ تا ۲۴۶ عنوان ۱ تعداد شق ۸	
۲۴۶	**فیما لا تجب فیہ الزکوٰۃ** تعداد شق ۸	
۱	لاشیئ فی الخیل وھذا عندھما وھو المختار للفتوی الا ان تکون للتجارۃ	کذا فی الکافی
۲	فان کانت للتجارۃ فحکمھا حکم العروض یعتبر ان تبلغ قیمتھا نصابا سواء کانت سائمۃ او علوفۃ	کذا فی المضمرات
۳	والحمیر والبغال والفھد والکلب المعلم انما تجب فیھا الزکوٰۃ اذا کانت للتجارۃ	کذا فی السراجیۃ
۴	لیس فی الحملان والفصلان والعجاجیل صدقۃ عند ابی حنیفۃ وھو آخر اقوالہ وھو قول محمد رح واذا کان فیھا واحد من المسان جعل الکل تبعا لہ فی انعقادھا نصابا دون تادیۃ الزکوٰۃ	کذا فی الھدایۃ
۵	حتی لو کان لہ اربعون حملا الا واحدۃ مسنۃ تجب شاۃ وسط فان کانت المسنۃ وسطا او دونہ اخذ وان ھلکت بعد الحول سقطت الزکوٰۃ عندھما رح	کذا فی الکافی
۶	وکذا لو کان لہ خمسون فصیلا الا حقۃ وسطا تجب ھی فان ھلک نصف الفصلان سقط نصف الحقۃ وبقی نصفھا ۔	کذا فی الکافی
۷	ولا یجزیہ اخذ واحدۃ من الصغار	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
۸	ولیس فی العوامل والحوامل والعلوفۃ صدقۃ	کذا فی الھدایۃ

۱ بڑی عمر کے متعلق حکم نمبر ۲۰/۲۴۳ ، ۱۳/۲۴۴ ، ۸/۲۴۵ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ حکم نمبر ۲۱/۲۴۴ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ بکری کی مذکورہ عمر کے متعلق حکم ۸/۲۵۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ یعنی امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے ہاں اس صورت میں زکوٰۃ ساقط ہوجائیگی اس لئے کہ سب چھوٹے اسی بڑی بکری کی ذیل میں تھے ۔ ماخوذ

دفعات دشق نمبر	دوسرا باب - چرنے والے جانوروں کی زکوٰۃ کے احکام / پانچویں فصل - جن چرنے والے جانوروں کی زکوٰۃ واجب نہیں	حوالہ
	# پانچویں فصل - جن چرنے والے جانوروں پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی دفعات ۲۴۶ تا ۲۴۶ عنوان ۱ تعداد شق ۸	
۲۴۶-	جن (چرنے والے جانوروں) پر زکوٰۃ نہیں — اور اس میں ۸ شقیں ہیں	
۱	(الف) چرنے والے گھوڑوں پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ یہ صاحبینؒ کا قول ہے۔ اور فتویٰ کے لئے یہی مختار ہے۔ (ب) لیکن اگر گھوڑے تجارت کے لئے ہوں تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر ان پر مال تجارت کی زکوٰۃ لازم ہوگی)	کافی
۲	پس اگر گھوڑے تجارت کے لئے ہوں تو ان کا حکم تجارتی مال کا ہوگا۔ اگر ان کی قیمت (سونے یا چاندی کے) نصاب کے بقدر ہو تو ان پر زکوٰۃ لازم ہوگی خواہ وہ چرتے ہوں یا انہیں اپنی طرف سے گھاس ڈالتا ہو۔	مضمرات
۳	گدھوں، خچروں، چیتوں اور سکھائے ہوئے کتوں پر زکوٰۃ تب واجب ہوگی جب وہ تجارت کیلئے ہوں۔	سراجیہ
۴	(الف) بھیڑ بکریوں۔ اونٹوں اور گائے کے محض بچے ہوں تو ان پر امام ابو حنیفہ رح کے ہاں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ اور یہ حکم امام ابو حنیفہؒ کے آخری قول پر ہے۔ اور یہی قول امام محمد رح کا ہے (ب) جب مذکورہ جانوروں کے چرنے والے بچوں میں ایک بڑی عمر[۱] کا بھی ہو تو باقی سب بچے نصاب پورا کرنے کیلئے اس کی ذیل میں قرار پائینگے[۲] مگر وہ زکوٰۃ میں نہ دیئے جائیں گے۔	ہدایہ
۵	حتیٰ کہ اگر کسی کے پاس بکریوں کے چالیس بچوں میں صرف ایک بکری بڑی عمر[۳] کی ہو تو ان پر ایک درمیانہ بکری (بطور زکوٰۃ) واجب ہوگی۔ پس اگر وہی بکری درمیانہ قدر و قیمت کی ہے یا اس سے کم ہے تو زکوٰۃ میں لے لی جائے گی۔ اور اگر وہ بکری سال گزرنے کے بعد ہلاک ہوجائے تو ان دونوں[۴] (امام ابو حنیفہ رح اور امام محمدؒ) کے ہاں (مذکورہ صورت میں) زکوٰۃ ساقط ہوجائے گی۔	کافی
۶	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جب کسی کے پاس پچاس اونٹ کے بچوں میں صرف ایک حِقّہ (وہ اونٹنی جو چوتھے سال میں ہو) درمیانی قدر و قیمت کی ہو تو ان کی زکوٰۃ میں وہی اونٹنی واجب ہوگی۔ پھر اگر (مذکورہ صورت میں) آدھے بچے ہلاک ہوجائیں تو زکوٰۃ میں آدھی اونٹنی کی قیمت ساقط ہوجائے گی اور آدھی باقی رہے گی[۵]	کافی
۷	اور (مذکورہ صورت میں) ان بچوں میں سے کوئی بچہ زکوٰۃ میں لینا کفایت نہ کرے گا[۶]	جوہرہ نیرہ
۸	جو چرنے والے جانور کام کرنے کیلئے ہوں یا جو بوجھ لادنے کیلئے ہوں۔ یا جنہیں اپنے پاس سے گھاس ڈالتا ہو انپر زکوٰۃ نہیں ہے[۷]	ہدایہ

[۶] جیساکہ حکم ۴/۲۴۶ میں ہے اور البحر الرائق میں ہے کہ مذکورہ جانوروں کے بچوں اور بڑوں کے ملے جلے ہونیکی صورت میں اصول یہ ہے کہ عدد واجب ان بڑوں میں موجود ہو پس اگر مثلاً اونٹ کے ۱۱۹ بچے اور دو بڑی عمر کے ہوں تو ان میں امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد کے ہاں وہ دو بڑی عمر کے (حِقّہ) واجب ہوں گے اور اگر ۱۲۰ بچے اور ایک بڑی عمر کا ہو تو امام ابو حنیفہ اور امام محمدؒ کے ہاں صرف وہی ایک بڑی عمر کا واجب ہوگا اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں وہ بڑی عمر کا اور ایک بچہ واجب ہوگا ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۲۱۷، ۲۱۸ (مترجم)

[۴] ملاحظہ ہو ۳/۲۴۶ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی زکوۃ الذہب والفضۃ والعروض — الفصل الاول فی زکوۃ الذہب والفضۃ	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الثالث فی زکوۃ الذہب والفضۃ والعروض

وفیہ فصلان دفعات نمبر ۲۴۷ تا نمبر ۲۴۹ عنوانات نمبر ۳ تعداد شق نمبر ۸۶

الفصل الاول فی زکوۃ الذہب والفضۃ

دفعات نمبر ۲۴۷ تا نمبر ۲۴۷ عنوان نمبر ۱ تعداد شق نمبر ۲۰

۲۴۷- زکوۃ الذہب والفضۃ

تعداد شق نمبر ۲۰

شق	متن	حوالہ
۱	تجب فی کل مائتی درہم خمسۃ دراہم وفی کل عشرین مثقال ذہب نصف مثقال مضروبا کان او لم یکن مصوغا اور غیر مصوغ حلیا کان للرجال او للنساء تبرا کان او سبیکۃ	کذا فی الخلاصۃ
۲	ویعتبر فیہما ان یکون المؤدی قدر الواجب وزنا ولا یعتبر فیہ القیمۃ عند ابی حنیفۃ رح وابی یوسف رح حتی لو ادی عن خمسۃ دراہم جیاد خمسۃ زیوفا قیمتہا اربعۃ دراہم جیاد جاز عندہما ویکرہ ولو ادی اربعۃ جیادا قیمتہا خمسۃ ردیئۃ عن خمسۃ ردیئۃ لا یجوز	کذا فی التبیین

نمبر ۱ زکوۃ میں چاندی اور سونے کے وزن کے متعلق حکم ۷-۸/۲۴۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو پس چاندی کے نصاب دو سو درہم کا وزن ہمارے مروجہ اوزان کی رو سے باون تولہ چھ ماشہ اور سونے کے نصاب میں مثقال کا وزن ہمارے مروجہ اوزان کی رو سے سات تولہ چھ ماشہ ہوتا ہے (مترجم) نمبر ۲ اور اگر سونا چاندی مذکورہ نصاب سے زیادہ ہو تو اس کے متعلق حکم ۱۴ تا ۱۹/۲۴۷ ملاحظہ

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب۔ سونے چاندی اور مال (تجارت) کی زکوٰۃ کے احکام　　پہلی فصل۔ سونے اور چاندی کی زکوٰۃ کا بیان	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	تیسرا باب سونے چاندی اور (مال تجارت) کی زکوٰۃ کے احکام	
	اسمیں دو فصلیں ہیں دفعات ۲۴۷ تا ۲۴۹ عنوانات ۳ تعداد شق ۸۶	
	پہلی فصل۔ سونے اور چاندی کی زکوٰۃ کا بیان	
	دفعات ۲۴۷ تا ۲۴۷ عنوان ۱ تعداد شق ۲۰	
	۲۴۷۔ سونے اور چاندی کی زکوٰۃ اور اسمیں ۲۰ شقیں ہیں	
۱	(ا) ہر دوسو[۱] درہم (چاندی) پر پانچ درہم زکوٰۃ لازم ہوتی ہے۔	
	(ب) اور ہر بیس مثقال سونے پر نصف مثقال سونا زکوٰۃ لازم ہوتی ہے [۲]	
	(ج) خواہ وہ (سونا چاندی) بنے ہوئے سکہ (مثلاً دینار۔ اشرفی۔ درہم وغیرہ) کی شکل میں ہو یا نہ ہو۔ ڈھال کر بنایا گیا ہو یا نہ۔ مردوں کا زیور ہو یا عورتوں کا۔ ڈلوں کی شکل میں ہو یا پگھلا کر سانچوں میں بنایا گیا ہو۔	خلاصہ
۲	(ا) سونے اور چاندی کی زکوٰۃ میں معتبر یہ ہے کہ جو (سونا یا چاندی) زکوٰۃ میں دیا جائے وہ وزن میں قدر واجب کے برابر ہو اس کی قیمت کا اعتبار نہیں [۳] یہ حکم امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے ہاں ہے۔	
	(ب) حتی[۱] کہ اگر کسی نے (زکوٰۃ میں) پانچ کھرے درہموں کی بجائے پانچ کھوٹے درہم دیئے جنکی قیمت چار کھرے درہموں کے برابر تھی تو امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے ہاں (زکوٰۃ ادا کرنا) جائز ہو جائے گا۔ البتہ مکروہ ہوگا۔ اور[۲] اگر کسی نے (زکوٰۃ میں) پانچ کھوٹے درہموں کی بجائے چار کھرے درہم دیئے جن کی قیمت پانچ کھوٹے درہموں کے برابر تھی تو ان دونوں کے ہاں زکوٰۃ کا ادا کرنا) جائز نہ ہوگا۔	تبیین

ہو (از مترجم) [۳] جیسا کہ حکم ۲۰/۲۴۸ میں ہے اور اگر زکوٰۃ میں دوسری جنس دے تو پھر قیمت کا اعتبار ہوگا۔ جیسا کہ حکم نمبر ۴/۲۴۷ اور ۲۰/۲۴۸ میں ہے نیز حکم نمبر ۱۶، ۲۰/۲۴۷ ملاحظہ ہو۔ نیز درمختار میں ہے کہ زکوٰۃ۔ عشر۔ خراج۔ صدقہ فطر۔ نذر اور عتاق کے علاوہ کفارہ میں قیمت ادا کرنا جائز ہے (ماخوذ از درمختار ج ۲ ص ۲۹ اور ردالمحتار میں ہے کہ قربانی کے دنوں میں قربانی کے جانور اور حاجی کی قربانی کے جانور کے بجائے اسکی قیمت اور آزاد کرنے والے غلام کے بجائے اسکی قیمت دینا جائز نہیں) ہے اسلئے ان میں ملک ختم کرنا۔ ذبح کرنا اور آزادی دینا مقصود ہے جسکی قیمت نہیں کیجا سکتی ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ ص ۲۱ (عینی شرح کنز ج ۱ ص ۲۲۱ بحوالہ عالمگیری ۱۸/۱۷۸۹ تاتارخانیہ ج ۲ ص ۲۱)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی زکوۃ الذھب والفضۃ والعروض الفصل الاول فی زکوۃ الذھب الفضۃ	حوالہ
۲۴۷-۳	ولوکان لہ ابریق فضۃ وزنہ مائتان - وقیمتہ لصیاغتہ ثلثمائۃ ان ادی من العین یؤدی ربع عشرہ وھوخمسۃ قیمتھا سبعۃ ونصف وان ادی خمسۃ قیمتھا خمسۃ جاز	کذا فی التبیین
۴	ولوادی من خلاف جنسہ یعتبر القیمۃ بالاجماع	کذا فی التبیین
۵	وکذا فی حق الوجوب یعتبران یبلغ وزنھا نصابا ولاتعتبر فیہ القیمۃ بالاجماع حتی لوکان لہ ابریق فضۃ وزنھا مائۃ وخمسون وقیمتھا مائتان لاتجب فیہ الزکوۃ	کذا فی العینی شرح الکنز
۶	وفی الینابیع ان کملت المائتان فی العدد ونقصت فی الوزن لا تجب فیہ الزکوۃ وان قل النقصان	کذا فی التتارخانیۃ
۷	ویعتبر فی الذھب وزن المثاقیل[1] وفی الدراھم وزن سبعۃ وتفسیرہ ان تزن کل عشرۃ منھا سبع مثاقیل	کذا فی فتاوی قاضیخان
۸	والمثقال ھوالدینار عشرون قیراطا والدرھم اربعۃ عشر قیراطا والقیراط خمس شعیرات	کذا فی التبیین
۹	الدراھم اذاکانت مغشوشۃ فان کان الغالب ھوالفضۃ فھی کالدراھم الخالصۃ وان غالب الغش فلیس کالفضۃ کالستوقۃ فینظر ان کانت رائجۃ اونوی التجارۃ اعتبرت قیمتھا فان بلغت نصابا من ادنی الدراھم التی تجب فیھا الزکوۃ وھی التی غلبت فضتھا وجبت فیھا الزکوۃ والافلا وان لم تکن اثمانا رائجۃ ولامنویۃ للتجارۃ فلازکوۃ فیھا الاان یکون مافیھا من الفضۃ یبلغ مائتی درھم بان کانت کثیرۃ وتتخلص	

[1] وزن کے متعلق حکم ۱/۲۴۷ کے حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] یہ حکم بحث ہذا یعنی زکوۃ کی بحث سے متعلق ہے اور نجاست کی بحث میں بڑی درہم کا اعتبار سے جو ایک مثقال کی ہوتی ہے اور بڑی درہم اور مثقال کا وزن اہل علم نے ساڑھے چار ماشہ کہا ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۲/۹۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] جیساکہ حکم نمبر ۲/۹۱ میں ہے اور سونے اور

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب۔ سونے چاندی اور مال (تجارت) کی زکوٰۃ کے احکام ـ پہلی فصل۔ سونے اور چاندی کی زکوٰۃ کا بیان	حوالہ
۲۴۷-۳	اگر کسی کے پاس چاندی کا لوٹا ہے جس کا وزن دو سو درہم کے برابر ہے اور اس کی بنوائی کی اجرت ملا کر اس کی قیمت تین سو درہم ہے تو (اس کی زکوٰۃ کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اس کی زکوٰۃ میں چاندی دے تو اس کا چالیسواں حصہ دے گا اور اس کا چالیسواں حصہ ایسی پانچ درہم چاندی ہے جس کی قیمت ساڑھے سات درہم کے برابر ہو اور اگر وہ (مذکورہ صورت میں) ایسی پانچ درہم چاندی دے جس کی قیمت پانچ درہم ہی ہو تو (بھی زکوٰۃ کا ادا ہونا) جائز ہے۔	تبیین
۴	اور اگر (زکوٰۃ میں) دوسری جنس دے تو بالاجماع قیمت کا اعتبار ہوگا۔ ※	تبیین
۵	(ا) اسی (مذکورہ ۲/۲۴۷ کی) طرح زکوٰۃ واجب ہونے میں بھی یہی اعتبار کیا جاتا ہے کہ سونے یا چاندی کا وزن ان کے نصاب کے بقدر ہو اس میں قیمت کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ یہ حکم بالاجماع ہے (ب) حتیٰ کہ اگر کسی کے پاس چاندی کا ایسا لوٹا ہو جس کا وزن ڈیڑھ سو درہم ہو اور اس کی قیمت دو سو درہم ہے تو اس پر زکوٰۃ لازم نہیں ہوگی۔	عینی شرح کنز
۶	ینابیع میں ہے کہ اگر گنتی میں دو سو درہم پورے ہوں اور وزن [1] میں (مقررہ مقدار) سے کم ہوں تو (اس صورت میں) ان درہموں پر زکوٰۃ لازم نہیں۔ خواہ کمی تھوڑی ہو۔	تتارخانیہ
۷	(ا) سونے میں مثقالوں کے وزن کا اعتبار ہوگا۔ (ب) اور درہموں میں وزن سبعہ کا۔ اور وزن سبعہ سے مراد یہ ہے کہ دس درہم سات مثقال کے برابر ہوں [2]	قاضیخان
۸	مثقال دینار کے برابر ہوتا ہے۔ جو دینار بیس قیراط کا ہوتا ہے [3] اور (اس) درہم میں چودہ قیراط ہوتے ہیں۔ اور ایک قیراط پانچ جَو کے برابر ہوتا ہے [4]	تبیین
۹	(ا) اگر درہموں میں ملاوٹ ہو تو (زکوٰۃ کے متعلق ان کا حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر چاندی غالب ہو تو وہ خالص درہموں کے حکم میں ہوں گے۔ (ب) اور [1] اگر ملاوٹ غالب ہو [5] تو وہ درہم چاندی کے حکم میں نہ ہوں گے جیسا کہ کھوٹے درہموں کا حکم ہے۔ پس دیکھا جائے گا کہ اگر ان درہموں کا رواج ہو [6] یا وہ تجارت کی نیت سے ہوں تو ان کی قیمت کا اعتبار ہوگا۔ پس اگر ان کی قیمت گھٹیا درہموں کے اس نصاب کو پہنچتی ہے۔ جس میں زکوٰۃ لازم ہوتی ہے۔ اور گھٹیا درہموں سے مراد وہ درہم ہیں جن میں چاندی غالب ہو تو ان میں زکوٰۃ لازم ہوگی ورنہ نہیں	

[1] چاندی کے نصاب کے مروجہ وزن کے متعلق حکم نمبر ۱/۲۴۷ کے حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] یہاں جَو کا ذکر وزن کے احکام میں ہے اور ۳/۴۹ میں جَو کا ذکر ناپ کے احکام میں ہے (مترجم) [5] اگر دونوں برابر ہوں تو حکم ۱۱/۲۴۷ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] کیونکہ ثمن رائج (درہم دینار۔ روپیہ وغیرہ یا نوٹ جو کہ روپیہ کے قائمقام اور نقد کا حوالہ ہے) کی قیمت اگر نصاب کو پہنچتی ہے تو اس میں زکوٰۃ لازم ہے خواہ وہ تجارت کی نیت سے نہ ہوں ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۴۳۔ (مترجم) ※ حکم نمبر ۲/۲۴۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی زکوٰۃ الذهب والفضة والعروض الفصل الاول فی زکوٰۃ الذهب والفضة	حوالہ
۲۴۷۔	من الغش فان كان مافيها لا يتخلص فلا شئ عليه كذا فى كثير من الكتب	كذا فى البحر الرائق
۱۰	وحكم ذهب المغشوش كالفضة المغشوشة	كذا فى البحر الرائق
۱۱	ولو استويا ففيه اختلاف - واختار فى الخانية والخلاصة الوجوب احتياطا	كذا فى البحر الرائق
۱۲	والذهب المخلوط بالفضة ان بلغ الذهب نصاب الذهب وجبت فيه زكوٰة الذهب وان بلغت الفضة نصاب الفضة وجبت فيه زكوٰة الفضة وهذا اذا كانت الفضة غالبة واما اذا كانت مغلوبة فهو كله ذهب لانه اعز واعلى قيمة	كذا فى التبيين
۱۳	واما الفلوس فلا زكوٰة فيها اذا لم تكن للتجارة وان كانت للتجارة فان بلغت مائتين وجبت الزكوٰة	كذا فى المحيط
۱۴	وليس فى الزيادة على مائتى درهم وعشرين مثقالا زكوٰة فى قول ابى حنيفة رح ما لم تبلغ الزيادة اربعين درهما او اربعة مثاقيل	كذا فى فتاوى قاضيخان
۱۵	ثم فى كل اربعين درهما درهم وفى كل اربعة مثاقيل قيراطان	كذا فى الهداية
۱۶	وتضم قيمة العروض الى الثمنين والذهب الى الفضة قيمة	كذا فى الكنز
۱۷	حتى لو ملك مائة درهم وخمسة دنانير قيمتها مائة درهم تجب الزكوٰة عنده خلافا لهما ولو ملك مائة درهم وعشرة دنانير او مائة وخمسين درهما وخمسة دنانير او خمسة عشر دينارا وخمسين درهما تضم اجماعا	كذا فى الكافى

۱؎ اور چاندی میں ملاوٹ کے متعلق حکم $\frac{۱۰}{۲۴۷}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ اور اگر برابر برابر ہو تو حکم $\frac{۹، ۱۰}{۲۴۷}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ اس لئے کہ فلوس (پیسوں) کا حکم پیتل کی طرح ہے۔ ماخوذ فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیریہ ج ۱ ص ۲۵۰ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب۔ سونے چاندی اور مال (تجارت) کی زکوٰۃ کے احکام پہلی فصل۔ سونے اور چاندی کی زکوٰۃ کا بیان	حوالہ
۲۴۷-	اور[2] اگر ان درہموں کا رواج نہ ہو اور تجارت کی نیت سے بھی نہ ہوں تو ان میں زکوٰۃ لازم نہیں۔ لیکن اگر وہ درہم اتنے زیادہ ہوں کہ ان میں جسقدر چاندی ہے وہ دو سو درہم کے برابر بن جاتی ہو اور وہ چاندی ملاوٹ سے جدا ہوسکتی ہو تو پھر مذکور حکم نہیں ہے (یعنی پھر ان میں زکوٰۃ لازم ہوگی)۔ اور اگر وہ چاندی ملاوٹ سے جدا نہ ہوسکتی ہو تو اس پر (زکوٰۃ میں سے) کوئی چیز لازم نہیں۔ اکثر کتابوں میں یونہی حکم لکھا ہے۔	بحرالرائق
۱۰	اور سونے میں ملاوٹ ہو تو اس کا حکم ملاوٹ والی چاندی کی طرح [1] ہے۔	بحرالرائق
۱۱	اور اگر ملاوٹ چاندی یا سونے کے برابر ہو [2] تو اس کے حکم میں اختلاف ہے۔ خانیہ اور خلاصہ میں یہ حکم اختیار کیا گیا ہے کہ احتیاطاً زکوٰۃ واجب ہوگی۔	بحرالرائق
۱۲	اگر سونا چاندی سے ملا ہوا ہو تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر سونا بقدر نصاب ہو تو اس پر سونے کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (ب) اور[1] اگر چاندی بقدر نصاب ہے تو چاندی کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ مگر[2] یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب چاندی غالب ہو اور اگر چاندی سونے کی نسبت کم ہو تو وہ سب سونے کے حکم میں ہے۔ اس لئے سونا زیادہ عزیز اور قیمت میں اعلیٰ ہے۔	تبیین
۱۳	(ا) پیسے اگر تجارت کے لئے نہ ہوں تو ان میں زکوٰۃ نہیں [3] (ب) اور اگر تجارت کے لئے ہوں تو جب دو سو درہم کے ہوجائیں تو ان میں زکوٰۃ واجب ہوگی۔	محیط
۱۴	دو سو درہم سے زیادہ چاندی میں اور بیس مثقال سے زیادہ سونے میں امام ابو حنیفہ رح کے قول کے بموجب اس وقت تک (زکوٰۃ) لازم نہیں جبتک کہ چاندی کی زیادتی چالیس درہم اور سونے کی زیادتی چار مثقال نہ ہو۔	قاضیخان
۱۵	پھر (یعنی دو سو درہم چاندی اور بیس مثقال سونے کے بعد) ہر چالیس درہم چاندی میں ایک درہم اور ہر چار مثقال سونے میں دو قیراط زکوٰۃ کے لازم ہوں گے۔	ہدایہ
۱۶	(تجارتی[4]) مال کو سونے چاندی کے ساتھ اور سونے کو چاندی کے ساتھ قیمت کے حساب سے ملا دیا جائیگا	کنز
۱۷	(ا) حتیٰ کہ (مذکورہ حکم کی بناپر) اگر کوئی شخص سو درہم اور پانچ دینار کا مالک ہے اور ان پانچ دیناروں کی قیمت سو درہم بن جاتی ہے تو امام ابوحنیفۃ رح کے ہاں (اسپر) زکوٰۃ لازم ہوگی اور صاحبین رح (یعنی امام ابویوسف رح اور امام محمد رح) کا اس حکم سے اختلاف ہے [5] (ب) اور اگر کوئی شخص سو درہم اور دس دینار (کا) مالک ہے یا ایک سو پچاس درہم اور پانچ دینار یا پندرہ دینار اور پچاس درہم کا مالک ہے، تو بالاجماع ملا دیئے جائینگے۔	کافی

[4] حکم $\frac{٨٠٢}{٢٤٨}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] کیونکہ سونے اور چاندی کو ملاکر نصاب مکمل کرتے ہیں امام ابو حنیفہ رح کے ہاں قیمت کا اعتبار ہے اور صاحبین رح کے ہاں نصاب کے اجزا کا اعتبار ہے ماخوذ از ہدایہ ج ا ص ۱۸۹ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی زکوٰۃ الذھب والفضۃ والعروض — الفصل الثانی فی العروض	حوالہ
۲۴۷-۲-۱۸	ولوکان لہ مائۃ درھم وعشرۃ دنانیر قیمتھا اقل من مائۃ درھم تجب الزکوٰۃ عندھما[۱] وعند ابی حنیفۃ رحمہ اختلفوا فیہ والصحیح انہ تجب	کذا فی محیط السرخسی
۱۹	ولو فضل من النصابین اقل من اربعۃ مثاقیل واقل من اربعین درھما فانہ تضم احدی الزیادتین الی الاخری حتی یتم اربعین درھما اواربعۃ مثاقیل ذھب	کذا فی المضمرات
۲۰	ولو ضم احد النصابین الی الاخر حتی یؤدی کلہ من الذھب اومن الفضۃ لابأس بہ لکن یجب ان یکون التقویم بما ھو انفع للفقراء قدرا ورواجا والا فیؤدی من کل واحد ربع عشرہ	کذا فی محیط السرخسی

الفصل الثانی فی العروض

دفعات ۲۴۸ تا ۲۴۹ عنوانات ۲ تعداد شق ۴۶

۲۴۸- زکوٰۃ العروض

تعداد شق ۳۰

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	الزکوٰۃ واجبۃ فی عروض التجارۃ کائنۃ ماکانت اذا بلغت قیمتھا نصابا من الورق والذھب	کذا فی الھدایۃ
۲	ویقوم بالمضروبۃ	کذا فی التبیین
۳	وتعتبر القیمۃ عند حولان الحول بعد ان تکون قیمتھا فی ابتداء الحول مائتی درھم من الدراھم الغالب علیھا الفضۃ	کذا فی المضمرات
۴	ثم فی تقویم عروض التجارۃ التخییر یقوم بایھما شاء من الدراھم والدنانیر الا اذا کانت لا تبلغ باحدھما نصابا فحینئذ تعین التقویم بما یبلغ نصابا	کذا فی البحر الرائق
۵	اذا کان لہ مائتا قفیز حنطۃ للتجارۃ تساوی مائتی درھم فتم الحول ثم زاد السعر وانتقص فان ادی من عینھا ادی خمسۃ اقفزۃ وان ادی القیمۃ تعتبر قیمتھا یوم الوجوب لان الواجب احدھما ولھذا یجبر المصدق علی قبولہ وعندھما[۲]	

لے حکم ۱۷/۲۴۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ے اس کے متعلق حکم ۱۴ تا ۱۶/۲۴۷ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب۔ سونے چاندی اور مال (تجارت) کی زکوٰۃ کے احکام　　دوسری فصل۔ (تجارت کے) مال کی زکوٰۃ کا بیان	حوالہ
۲۴۷-۱۸	(ا) اگر کسی شخص کے پاس سو درہم اور دس ایسے دینار ہوں۔ جن کی قیمت سو درہموں سے کم ہے تو صاحبینؒ (یعنی امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) کے ہاں (اس پر) زکوٰۃ لازم ہوگی ۱ھ اور امام ابو حنیفہؒ کے ہاں واجب ہونے میں فقہاءؒ کا اختلاف ہے۔ (ب) صحیح حکم یہ ہے کہ زکوٰۃ لازم ہوگی۔	محیط سرخسی
۱۹	اگر سونا چاندی اپنے اپنے نصاب سے زیادہ ہوں اور (اس صورت میں) وہ زیادتی سونے کی صورت میں چار مثقال سے کم ہو اور چاندی کی صورت میں چالیس درہم سے کم ہو تو ان دونوں زیادتیوں کو ملا دیا جائے گا۔ حتیٰ کہ چالیس درہم چاندی یا چار مثقال سونا ہو جائے ۲ھ	مضمرات
۲۰	اگر سونے اور چاندی کے نصاب کو ایک دوسرے سے ملا دے۔ حتیٰ کہ کل زکوٰۃ سونے (کی قیمت) کے حساب یا چاندی (کی قیمت) کے حساب سے ادا کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ب) لیکن واجب یہ ہے کہ قیمت اس طرح لگائی جائے جس میں مقدار اور رواج کے لحاظ سے غریبوں کا فائدہ زیادہ ہو ورنہ سونے اور چاندی ہر ایک میں سے چالیسواں حصہ ادا کرے۔	محیط سرخسی

دوسری فصل (تجارت کے) مال کی زکوٰۃ کا بیان

دفعات ۲۴۸ تا ۲۴۹ عنوانات ۲ تعداد شق ۶۶

اور اسمیں ۲۰ شقیں ہیں

۲۴۸۔ مال (تجارت) کی زکوٰۃ کا بیان

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	تجارتی مال خواہ کسی قسم کا ہو جب اسکی قیمت چاندی یا سونے کے نصاب (کی قیمت) کے برابر ہوگی تو اس میں زکوٰۃ لازم ہوگی۔	ہدایہ تبیین
۲	(مذکورہ قیمت لگانے میں) سونے چاندی کے سکوں سے حساب لگایا جائے گا۔	
۳	جب ابتداء سال میں تجارتی مال کی قیمت غالب چاندی والی دو سو درہموں کے برابر ہو تب سال گذرنے کے بعد مال تجارت میں زکوٰۃ کے نصاب کی قیمت کا حساب لگانا معتبر ہوگا۔	مضمرات
۴	(ا) تجارتی مال کی قیمت لگانے میں (مالک کو) اختیار ہے کہ درہم اور دینار دونوں میں سے جس سے چاہے اس کے حساب سے قیمت لگائے۔ (ب) لیکن اگر ان میں سے کسی ایک کے حساب سے نصاب پورا نہ قرار پاتا ہو تو پھر اس (دوسرے کے) حساب سے قیمت لگانا منفرد ہو جائے گا جس کے حساب سے نصاب پورا قرار پاتا ہو ۳ھ	بحر رائق
۵	اگر کسی کے پاس دو سو قفیز (پیمانے کے بقدر) گیہوں تجارت کے لئے ہے جس کی قیمت دو سو درہم ہے۔ پھر سال پورا ہوا تو اس کی قیمت زیادہ ہو گئی یا کم ہو گئی تو (اس کی زکوٰۃ کے متعلق) حکم یہ ہے کہ (ا) اگر زکوٰۃ میں گندم ہی دے تو پانچ قفیز دے دے اور (۲) اگر زکوٰۃ میں قیمت دے	

۳ھ حکم ۱۲/۲۴۷ و ۸/۲۴۸ ملاحظہ ہو نیز ردالمحتار میں ہے کہ درہم و دینار اور تجارتی مال ایک ہی جنس قرار پاتی ہے ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ ص ۳۶ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث۔ فی زکوٰۃ الذھب والفضۃ والعروض — الفصل الثانی فی العروض	حوالہ
۲۴۸-	یوم الاداء	
	وکذا کل مکیل او موزون او معدود	
	وان کانت الزیادہ فی الذات بان ذھبت رطوبتہ تعتبر القیمۃ یوم الوجوب اجماعا لان المستفاد بعد الحول لا یضم	
	وان کان النقصان ذاتا بان ابتلت یعتبر یوم الاداء عندھم	کذا فی الکافی
۶	ویقومھا المالک فی البلد الذی فیہ المال حتی لو بعث عبد للتجارۃ الی بلد آخر فحال الحول تعتبر قیمتہ فی ذلک البلد	کذا فی فتح القدیر ناقلا عن الفتاوی
۷	ولو کان فی مفازۃ تعتبر قیمتہ فی اقرب الامصار الی ذلک الموضع	کذا فی فتح القدیر ناقلا عن الفتاوی
۸	ویضم بعض العروض الی بعض وان اختلف اجناسھا۔	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
۹	واما الیواقیت واللآلی والجواھر فلا زکوۃ فیھا وان کانت حلیا الا ان تکون للتجارۃ	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
۱۰	ولو اشتری قدورا من صفر یمسکھا و یؤاجرھا لا تجب فیھا الزکوۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۱	کما لا تجب فی بیوت الغلۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۲	ولو دخل من ارضہ حنطۃ تبلغ قیمتھا قیمۃ نصاب ونوی ان یمسکھا او یبیعھا فامسکھا حولا لا تجب فیہ الزکوۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۳	ولو ان نخاسا یشتری دواب او یبیعھا فاشتری جلاجل او مقاود او براقع فان کان یبیع ھذہ الاشیاء مع الدواب ففیھا الزکوۃ	

۱ ـــہ حکم نمبر ۲۱، ۲۲ / ۲۴۸ ، ۲۲ / ۲۴۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ ـــہ نیز ایسے شخص پر زکوۃ لازم ہونے کے متعلق حکم نمبر ۳ / ۲۳۸ اور

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب۔ سونے چاندی اور مالِ تجارت کی زکوٰۃ کے احکام — دوسری فصل۔ (تجارت کے) مال کی زکوٰۃ کا بیان	حوالہ
۲۴۸-	تو اس قیمت کا اعتبار ہو گا۔ جو قیمت زکوٰۃ واجب ہونے کے وقت تھی اس لئے کہ واجب یہ ہے کہ زکوٰۃ میں اصل شے دے یا اس کی قیمت دے اور اسی لئے صدقہ لینے پر مقرر شخص کو اسے قبول کرنے پر مجبور کیا جائے گا ۱ھ اور صاحبین (حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد) کے ہاں اس قیمت کا اعتبار ہو گا جو قیمت زکوٰۃ ادا کرنے کے وقت ہو۔	
	(ب) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم ان سب چیزوں کی زکوٰۃ کا ہے جن کا حساب پیمانہ وزن یا گنتی سے ہوتا ہے۔	
	(ج) اور اگر (قیمت کی) زیادتی ان کی ذات میں ہو گئی مثلاً اس کی رطوبت خشک ہو گئی تو بالاجماع اس قیمت کا اعتبار ہو گا جو قیمت زکوٰۃ واجب ہونے کے وقت تھی۔ اس لئے کہ سال کے بعد جو زیادتی ہوا سے ملایا نہیں جاتا۔ اور اگر ان کی ذات میں (قیمت کی) کمی ہو گئی مثلاً بھیگ گئے تو ان سب کے ہاں اس قیمت کا اعتبار ہو گا جو قیمت زکوٰۃ ادا کرتے وقت ہو۔	کافی
۶	(ا) مال کا مالک تجارتی مال کی قیمت اس شہر کے نرخ کے بموجب کرے گا۔ جہاں وہ تجارتی مال موجود ہے۔	
	(ب) حتیٰ کہ اگر کسی نے کوئی غلام تجارت کے لئے دوسرے شہر کو بھیجا اور سال گذرا تو اس کی قیمت کا حساب اس دوسرے شہر میں قیمت کے حساب سے ہو گا۔	فتح قدیر
۷	اور اگر مال تجارت بیابان میں ہو تو پھر قیمت کا حساب اس شہر میں قیمت کے حساب سے ہو گا جو وہاں سے زیادہ قریب ہے۔	فتح قدیر
۸	تجارتی سامان کے حساب میں بعض کو بعض سے ملایا جائے گا خواہ ان کی اجناس مختلف ہوں۔	جوہرہ نیرہ
۹	(ا) یاقوت۔ موتیوں اور جواہرات میں زکوٰۃ نہیں ہے ۲ھ۔ خواہ ان کا زیور بنا ہوا ہو۔	
	(ب) لیکن اگر وہ تجارت کے لئے ہوں تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر ان میں زکوٰۃ لازم ہو گی)	جوہرہ نیرہ
۱۰	اگر کسی نے کانسی کی دیگچیاں خریدیں جنہیں وہ پاس رکھتا ہے اور کرائے پر دیتا ہے تو ان پر زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔	قاضیخان
۱۱	جیسا کہ کرائے پر چلانے کے گھروں پر زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔	قاضیخان
۱۲	اور اگر کسی کی زمین سے گیہوں حاصل ہو۔ جس کی قیمت بقدر نصاب بنتی ہو اور اس نے یہ نیت کی کہ اس گیہوں کو روک کر رکھے گا یا بیچ دے گا تو (اس صورت میں) اس گیہوں پر زکوٰۃ لازم نہ ہو گی ۳ھ	قاضیخان
۱۳	اگر کوئی سوداگر جانوروں کی خرید و فروخت کرتا ہے۔ اس نے جانوروں کے گھونگرو باگ ڈوریں اور توبرے خریدے تو (ان کی زکوٰۃ کا حکم یہ ہے)	

۱ھ ۷/۲۵۱ ملاحظہ ہو اور اسے زکوٰۃ کا مصرف قرار پانے کے متعلق حکم ۲۲/۲۵۹، ۲/۲۶۱ اور ۱/۲۵۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ھ اسکے متعلق حکم ۲ب/۲۴۰،

۵/۲۴۰، ۱۹/۲۴۸ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث۔ فی زکوٰۃ الذهب والفضة والعروض — الفصل الثانی فی العروض	حوالہ
۲۴۸-	وان كانت هذه لحفظ الدواب بها فلا زكوة فيها	كذا في الذخيرة
۱۴	وكذلك العطار لو اشترى القوارير	كذا في محيط السرخسي
۱۵	ولو اشترى الجوالق ليؤاجرها من الناس فلا زكوة فيها لانه اشتراها للغلة لا للمبايعة	كذا في محيط السرخسي
۱۶	والخباز اذا اشترى حطبا او ملحا لاجل الخبز فلا زكوة فيه	كذا في الذخيرة
۱۷	واذا اشترى سمسما يجعل على وجه الخبز ففيه الزكوة	كذا في الذخيرة
۱۸	مضارب ابتاع عبدا[1] وثوبا له وحمولة[2] زكى الكل بخلاف رب المال حيث لا يزكى الثوب والحمولة لانه يملك الشراء بغير التجارة	كذا في الكافي
۱۹	ولو اشترى المضارب طعاما لنفقة عبيد التجارة وحال عليه الحول وجبت فيه الزكوة والمالك لو اشترى طعاما لنفقة عبيد التجارة لا تجب فيه الزكوة	كذا في محيط السرخسي
۲۰	المال الذي تجب فيه الزكوة ان ادى زكوته من خلاف جنسه ادى قدر قيمة الواجب اجماعا وكذا اذا ادى زكوته من جنسه وكان مما لا يجرى فيه الربا واما اذا ادى من جنسه وكان ربويا فابو حنيفة رح وابو يوسف رح يعتبران القدر لا القيمة	هكذا في شرح الطحاوي

۱؎ اس کے متعلق حکم ۷/۲۴۸ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ مضاربت کا مفہوم یہ ہے کہ ایک کا مال ہو اور دوسرے کی محنت اور اس تجارت میں جو نفع (و نقصان) ہو اس میں دونوں شریک ہوں۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۳۱۔ باب ۱ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب سونے چاندی اور مال (تجارت) کی زکوٰۃ کے احکام — دوسری فصل - (تجارتی) مال کی زکوٰۃ کا بیان	حوالہ
۲۴۸-	کہ (ا) اگر ان جانوروں کے ساتھ ان چیزوں کا سودا بھی کرتا ہے - تو ان میں زکوٰۃ لازم ہوگی (ب) اور اگر یہ (مذکورہ) چیزیں (محض) جانوروں کی حفاظت کے لئے ان کے ساتھ ہیں تو ان میں زکوٰۃ نہیں -	ذخیرہ
۱۴	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ عطر فروش جب شیشیاں خریدے -	محیط سرخسی
۱۵	اگر کسی نے غلہ بھرنے کی بوریاں خریدیں تاکہ وہ بوریاں لوگوں کو کرایہ پر دے تو ان پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی - اس لئے کہ اس نے انہیں کرایہ پر چلانے کے لئے خریدا ہے - بیچنے کے لئے نہیں خریدا ہے -	محیط سرخسی
۱۶	نانبائی نے جب لکڑی اور نمک روٹیاں پکانے کے لئے خریدا تو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے [1]	ذخیرہ
۱۷	اگر روٹیوں پر لگانے کے لئے تل خریدے تو ان میں زکوٰۃ لازم ہوگی -	ذخیرہ
۱۸	(ا) مضاربت [2] کرنے والے نے غلام خریدا اور اس کے لئے کپڑا یا بوجھ اٹھانے کا سامان خریدا تو سب کی زکوٰۃ دے گا - (ب) اور اس (مذکورہ) حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے جبکہ مال کا مالک خود مذکورہ چیزیں خریدے تو اسے کپڑے اور بوجھ اٹھانے کے سامان کی زکوٰۃ نہ دینی ہوگی [3] اس لئے کہ وہ تجارت کی نیت کے بغیر بھی خرید سکتا ہے -	کافی
۱۹	(ا) اگر مضاربت کرنے والے نے تجارت کے غلاموں کے کھانے کے لئے اناج خریدا اور اس پر سال گذر گیا تو اس میں زکوٰۃ واجب ہوگی [4] (ب) اور اگر مالک نے تجارت کے غلاموں کے کھانے کے لئے اناج خریدا تو اس میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی -	محیط سرخسی
۲۰	جس مال میں زکوٰۃ واجب ہوئی ہے - اگر اس کی زکوٰۃ اس جنس کے علاوہ سے دے تو بالاجماع حکم یہ ہے کہ قدر واجب کی قیمت کے بقدر ادا کرے اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب زکوٰۃ اسی جنس سے دے اور وہ چیز ایسی ہو جس (کے بدلہ میں اس جنس کی چیز کم و بیش لینے) میں سود جاری نہیں ہوتا ہے - لیکن اگر زکوٰۃ اسی جنس سے ادا کرے اور وہ چیز ایسی ہو جس میں سود جاری ہوتا ہے تو امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ مقدار کا اعتبار کرتے ہیں قیمت کا اعتبار نہیں کرتے [5]	شرح طحاوی

[3] یعنی اگر اس پر سال گذرا تو زکوٰۃ لازم ہوگی - اور اگر مضارب عاشر پر سے گذرے تو اس کے متعلق حکم نمبر ۱۶/۲۵۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

[4] حکم نمبر ۱۸/۲۴۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[5] اس کے متعلق حکم ۲/۲۴۷ ملاحظہ ہو - (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی زکوٰۃ الذھب والفضۃ والعروض — مسائل شتی	حوالہ

مسائل شتی

۲۴۹ ـ مسائل شتی　　تعداد شق ۳۶

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	ولو شک رجل فی زکوٰۃ فلم یدر أزکی او لم یزک فانہ یعیدھا	کذا فی المحیط والسراجیۃ والبحرالرائق ناقلا عن الواقعات
۲	الزکوٰۃ عند ابی حنیفۃ رح وابی یوسف رح فی النصاب دون العفو حتی لو ھلک العفو ویقی النصاب بقی کل الواجب لان العفو تبع للنصاب ولھذا قال ابوحنیفۃ[1] یصرف الھلاک بعد العفو الی النصاب الاخیر ثم الی الذی یلیہ الی ان ینتھی[2]	ھکذا فی الھدایۃ
۳	وان ھلک المال بعد وجوب الزکوٰۃ سقطت الزکوٰۃ وفی ھلاک البعض یسقط بقدرہ	ھکذا فی الھدایۃ
۴	ولو استھلک النصاب لایسقط	ھکذا فی السراجیۃ
۵	واستبدال مال التجارۃ بمال التجارۃ لیس استھلاکا بلا خلاف سواء استبدلھا بجنسھا او بخلاف جنسھا الا انہ اذا حابی فیہ بما لا یتغابن الناس فی مثلہ فانہ یضمن زکوٰۃ قدر المحاباۃ	کذا فی البحرالرائق
۶	واقراض النصاب بعد الحول لیس باستھلاک وان توی المال علی المستقرض	کذا فی البحرالرائق
۷	وان حبس السائمۃ عن العلف والماء حتی ھلکت فقیل ھو استھلاک فیضمن وقیل لا یضمن	کذا فی الزاھدی
۸	ولو ازال ملک النصاب بعد الحول بغیر عوض کالھبۃ او بعوض لیس بمال کالامھار او لیس بمال الزکوٰۃ کعبید الخدمۃ صار مستھلکا ضامنا قدر الزکوٰۃ بقی العوض فی یدہ اولم یبق	

ـــــــــــ

۱ ـ حکم نمبر ۱۵ ب / ۲۴۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ ـ پس ہلاک شدہ مقدار پہلے اس زیادتی کی طرف مصروف ہوگی جو معاف رہتی ہے پھر اس سے متصل جو (اخیرکا) نصاب ہے اسکی طرف ہلاک شدہ مقدار مصروف ہوگی۔ ماخوذ از شرح وقایہ ج ا ص ۲۱۴ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب - سونے چاندی اور مال (تجارت) کی زکوۃ کے احکام - (مذکورہ احکام سے متعلق) متفرق مسائل	حوالہ
	(مذکورہ احکام سے متعلق) متفرق مسائل	
۲۴۹	**متفرق مسائل** اور اس میں سے ۴۶ شقیں ہیں	
۱	اگرکسی شخص کو زکوۃ کے متعلق شک ہو اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ آیا اس نے زکوۃ ادا کی ہے یا نہ تو (اس کے لئے حکم یہ ہے کہ) وہ زکوۃ پھر ادا کردے ۔	محیط - سراجیہ بحرالرائق
۲	امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسف رحؒ کے ہاں زکوۃ نصاب میں لازم ہوتی ہے ۔ اور اس زیادتی میں نہیں ہوتی ۔ جو معاف رہتی ہے ۔ حتی کہ اگر وہ معاف شدہ زیادتی ہلاک ہو جائے اور نصاب باقی رہے تو کل نصاب کی زکوۃ لازم رہے گی ۔ اس لئے کہ وہ معافی نصاب کے تابع تھی اسی لئے امام ابوحنیفہ رحؒ کا قول ہے کہ (کچھ) مال کی ہلاکت معاف شدہ زیادتی کے بعد آخر کے نصاب میں مصروف ہوگی پھر اس کے بعد کے نصاب میں اور پھر اسیطرح بعد تک مصروف ہوگی ۔	ہدایہ
۳	(ا) اور اگر زکوۃ واجب ہونے کے بعد سارا مال ہلاک ہوگیا تو اس کی زکوۃ ساقط ہو جائے گی [1] (ب) اور اگر (زکوۃ واجب ہونے کے بعد) بعض مال ہلاک ہوگیا تو اتنے کی زکوۃ ساقط ہوجائیگی [2]	ہدایہ
۴	اگرکسی نے (زکوۃ واجب ہونے کے بعد) نصاب کو خود ہلاک کردیا تو زکوۃ ساقط نہ ہوگی ۔	سراجیہ
۵	تجارت کے ایک مال کو تجارت کے دوسرے مال سے بدلنا ہلاک کرنا نہیں ہے اس حکم میں کوئی اختلاف نہیں ہے ۔ خواہ اسی جنس کے مال سے بدلے یا دوسری جنس کے مال سے بدلے لیکن اگر مذکورہ بدلنے میں اس نے اس قدر مال چھوڑ دیا جسقدر میں لوگ دھوکا نہیں کھایا کرتے تو جسقدر مال اس نے چھوڑ دیا ہے اس کی زکوۃ کا ضامن ہوگا [3]	بحرالرائق
۶	سال کے پورا ہونے کے بعد مال قرض دے دینا ہلاک کرنا نہیں ہے ۔ خواہ قرضدار کے پاس مال ہلاک ہو جائے [4]	بحرالرائق
۷	اگرکسی نے چرنے والے جانوروں کو چارہ اور پانی نہ دیا ۔ حتی کہ وہ ہلاک ہوگئے تو (اسکے متعلق) بعض کا قول ہے کہ وہ ہلاک کرنا ہے پس وہ (زکوۃ کیلئے) ضامن ہوگا اور بعض کا قول ہے کہ ضامن نہ ہوگا ۔	زاہدی
۸	(ا) اگرکسی نے (نصاب پر) سال تمام ہونے کے بعد نصاب سے اپنی ملک زائل کردی ۔ خواہ اسکا ایسا کرنا کسی معاوضہ کے بغیر تھا مثلاً ہبہ کردیا یا اس کا ایسا کرنا ایسے معاوضہ پر تھا جو مال نہیں ہے مثلاً مہر میں دے دیا یا اس کا ایسا کرنا ایسے معاوضہ پر تھا جو زکوۃ کا مال نہیں ہے ۔ مثلاً خدمت کا غلام تو (ان سب صورتوں میں) وہ ہلاک کرنے والے کے حکم میں ہے وہ مقدار زکوۃ کا ضامن ہوگا	

[3] حکم نمبر ۴۷/۲۵۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] پس قرض دینا ایسا ہی ہوگا جیساکہ اس نے مال کی حفاظت کی ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث۔ فی زکوۃ الذہب والفضۃ والعروض — مسائل شتی	حوالہ
۲۴۹-	ولورجع فی الهبة بقضاء وقبض زال الضمان وكذا بغير قضاء على الاصح	كذا فی الزاهدی
۹	ويؤخذ من سائمة بنی تغلب ضعف ما يؤخذ من المسلمين ولا يؤخذ من نقرائهم ولا من مواليهم الا الجزية	كذا فی محيط السرخسی
	وليس على الصبي من بنی تغلب فی سائمته شیٔ	كذا فی الهداية
۱۰	و على المرأة ما على الرجل منهم	كذا فی الهداية
۱۱	قال فی الكتاب لا يفرق بين مجتمع ولا يجمع بين متفرق	كذا فی فتاوی قاضيخان
۱۲	فاذا كان لرجل ثمانون شاة تجب فيها شاة و لا يفرق كانها لرجلين فيؤخذ شاتان وان كان لرجلين وجبت شاتان ولا يجمع كانها لرجل واحد فيؤخذ شاة واحدة	هكذا فی محيط السرخسی
۱۳	الخليطان فی المواشی كغير الخليطان فان كان نصيب كل واحد منهما يبلغ نصابا وجبت الزكوة والا فلا سواء كان شركتهما عنانا او مفاوضة او شركة ملك بالارث او غيره من اسباب الملك و سواء كان فی مرعى واحد او فی مراعی مختلفة فان كان نصيب احدهما يبلغ نصابا ونصيب الاخر لا يبلغ نصابا وجبت الزكاة على الذی يبلغ نصيبه نصابا دون الاخر وان كان احدهما ممن تجب عليه الزكاة دون الاخر فانها تجب على من تجب عليه اذا بلغ نصيبه نصابا	كذا فی السراج الوهاج
۱۴	ولو كان بينه و بين ثمانين رجلا ثمانون شاة كل شاة بينه و بين رجل	

ـــــه اس لئے کہ ان سے اسی پر صلح ہوئی تھی ۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۱۸۶ (مترجم) ــــــه حکم نمبر ۲۹/۲۵۰ و ۲۷، ۳۰/۲۵۲ ملاحظہ ہو

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب سونے۔ چاندی اور مال (تجارت) کی زکوٰۃ کے احکام (مذکورہ احکام سے متعلق) متفرق مسائل	حوالہ
۲۴۹-	خواہ وہ معاوضہ اس کے قبضہ میں باقی رہا یا نہ۔ (ب) اگر اس نے ہبہ میں قاضی کے حکم سے رجوع کرلیا اور اس پر قبضہ کرلیا تو (زکوٰۃ کی) ضمانت جاتی رہے گی۔ اور (مذکورہ صورت میں) قاضی کے حکم کے بغیر رجوع کرنے میں بھی زیادہ صحیح قول کی بنا پر یہی حکم ہے۔	زاہدی
۹	(ا) قوم بنی تغلب کے چرنے والے جانوروں میں مسلمانوں کے جانوروں سے دوگنا سے۱ زکوٰۃ لی جائے گی اور ان کے غریبوں اور غلاموں سے زکوٰۃ نہیں لی جائے گی مگر ان سے جزیہ لیا جائیگا۔	محیط سرخسی
	(ب) بنی تغلب کے لڑکوں پر چرنے والے جانوروں کی کوئی زکوٰۃ نہیں ہے سے۲	ہدایہ
۱۰	اور (بنو تغلب کی) عورتوں پر وہی زکوٰۃ ہے جو بنو تغلب کے مردوں پر ہے۔	ہدایہ
۱۱	الکتاب میں ہے کہ جو چیزیں (مِلک میں) مجتمع ہوں انہیں زکوٰۃ میں جدا جدا نہ کیا جائے اور جو چیزیں (مِلک میں) جدا جدا ہوں انہیں زکوٰۃ میں جمع نہ کیا جائے سے۳	فتاوی قاضیخان
۱۲	پس اگر کسی کے پاس اسّی بکریاں ہوں تو ان میں (سال گذرنے کے بعد) ایک بکری (زکوٰۃ) لازم ہوگی اور انہیں جدا جدا کرکے یوں حساب نہ کریں گے کہ گویا وہ دو آدمیوں کے پاس ہوں اور پھر دو بکریاں بطور زکوٰۃ لی جائیں۔ اور اگر وہ اسّی بکریاں دو آدمیوں کی مِلکیت (برابر برابر) ہوں تو پھر دو بکریاں بطور زکوٰۃ لازم ہوں گی اور انہیں جمع کرکے یوں حساب نہ کریں گے کہ گویا وہ ایک آدمی کی ہیں اور پھر ایک بکری بطور زکوٰۃ لی جائے۔	محیط سرخسی
۱۳	(ا) اگر جانوروں میں دو شخص شریک ہوں تو ان (دونوں) سے زکوٰۃ اس طرح لی جائے گی جس طرح کہ اگر وہ شریک نہ ہوتے تو لی جاتی۔ پس اگر ان میں سے ہر ایک کا حصہ بقدر نصاب ہے تو (حسب نصاب مال پر) زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اور اگر ہر ایک کا حصہ بقدر نصاب نہیں بنتا تو ان پر زکوٰۃ نہیں۔ خواہ اس کی شراکت اس طرح ہو کہ ہر ایک دوسرے کا وکیل ہو کفیل نہ ہو یا ان کی شراکت اس طرح ہو کہ ہر ایک دوسرے کا وکیل بھی ہو اور کفیل بھی ہو۔ یا ان دونوں کو وہ مال ورثہ میں ملا ہو یا کسی اور طرح سے وہ اس مال کے مالک ہوگئے ہوں اور خواہ وہ مویشی ایک چراگاہ میں ہوں یا مختلف چراگاہوں میں ہوں۔	
	(ب) پس اگر ان شریکوں میں سے ایک کا حصہ بقدر نصاب ہے اور دوسرے کا حصہ بقدر نصاب نہیں ہے تو اس شخص پر زکوٰۃ واجب ہوگی جسکا حصہ بقدر نصاب ہے۔ دوسرے پر نہیں۔ اور اگر ان میں سے ایک شخص ایسا ہے کہ جس پر زکوٰۃ واجب ہوسکتی ہے اور دوسرا شخص ایسا ہے کہ اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوسکتی تو جس شخص پر زکوٰۃ واجب ہوسکتی ہے اگر اس کا حصہ بقدر نصاب ہے۔ تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔	سراج وہاج
۱۴	(ا) اور اگر کسی شخص کے ساتھ اسّی آدمی اسّی بکریوں میں اس طرح شریک ہوں کہ ہر بکری آدھی	

(مترجم) سے۳ اسکی مثال حکم ۱۲/۲۴۹ میں ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی زکوٰۃ الذهب والفضة والعروض — مسائل شتی	حوالہ
۲۴۹۔	علی حدة تصار له من كل شاة نصفها حتى صار له اربعون شاة فعند ابی حنیفة رح و محمد رح لا شئی علیه	
	وكذا اذا كان بينه و بين ستين رجلا ستون بقرة	كذا فی السراج الوهاج
۱۵	وما كان بين الخليطين يتراجعان بالسوية فاذا كان بين الرجلين احدى وستون من الابل لاحدهما ست و ثلاثون و للاخر خمس وعشرون فاخذ المصدق منهما بنت مخاض و بنت لبون فان كل واحد يرجع على شريكه بحصة ما اخذ الساعی من ملكه زكوة شريكه	هكذا فی فتاوی قاضیخان
۱۶	الرجل اذا كان له سوائم فجاء المصدق يريد اخذ الصدقة فقال ليست هی لی فالقول قوله مع اليمين	كذا فی شرح الطحاوی
۱۷	ولو طلب الامام الزكوة فمنعه حتى هلك المال لا يضمن وهو الصحيح وعليه عامتهم	كذا فی التبيين
۱۸	واذا اخذ الخوارج الخراج وصدقة السوائم لا يثنى عليهم	كذا فی الهداية
۱۹	وفی التحفة الواجب فی الابل الانوثة حتى لا يجوز سوى الاناث ولا يجوز الذكور الا بطريق القيمة	كذا فی التتارخانية
۲۰	ويوخذ من زكوة الغنم الذكور والاناث لان اسم الشاة ينتظمهما بخلاف الابل لان الاسم خاص وهو بنت مخاض و بنت لبون	كذا فی السراج الوهاج

۱؎ خراجی اور عشری زمینوں اور خراج وعشر کے احکام کے متعلق فتاویٰ عالمگیری بحث ۱۲ باب ۷ ملاحظہ ہو۔ نیز کھیتوں اور پھلوں کے عشر کے متعلق حکم ۲۵۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۲؎ اس کے متعلق حکم ۲۱/۲۴۳ ، ۲/۲۴۳ مع حاشیہ اور ۲۰/۲۴۹ ملاحظہ ہو البتہ گائے بیل کی زکوٰۃ کی صورت میں

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب - سونے چاندی اور مال (تجارت) کی زکوٰۃ کے احکام (مذکورہ احکام سے متعلق) متفرق مسائل	حوالہ
۲۴۹-	اس کی ہے اور آدھی اکیلے ایک اور شخص کی ہے پس ہر بکری کا نصف اس شخص کا ہے اور اس طرح اس کی کل چالیس بکریاں قرار پاتی ہیں۔ تو (اس صورت میں) امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اس شخص پر زکوٰۃ سے کچھ لازم نہ ہو گا۔ (ب) اور اسی مذکورہ حکم کی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کوئی شخص ساٹھ آدمیوں کے ساتھ ساٹھ گائے بیلوں میں شریک ہو۔	سراج وہاج
۱۵	جو مال دو شریکوں میں ہو تو ہر (صاحب نصاب) شریک دوسرے شریک سے اپنے حصے کے برابر رجوع کرے گا پس اگر دو شخصوں کی شراکت میں اکسٹھ اونٹ تھے ایک کے چھتیس اونٹ تھے اور دوسرے کے پچیس تھے۔ اور صدقہ لینے پر مقرر شخص نے ان دونوں سے ایک اونٹنی جو دوسرے سال میں تھی اور ایک اونٹنی جو تیسرے سال میں تھی وصول کی تو (اس صورت میں) ہر شخص اپنے دوسرے شریک سے اس قدر رجوع کرے گا جسقدر اس کے حصہ میں سے اس کے شریک کی زکوٰۃ لی گئی ہے۔	قاضیخان
۱۶	کسی شخص کے پاس چرنے والے جانور تھے پس زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر شخص آیا اور اس نے اس سے زکوٰۃ وصول کرنا چاہی تو اس شخص نے کہا کہ یہ جانور میرے نہیں ہیں۔ تو قسم کے ساتھ اس کا قول قبول کیا جائے گا۔	شرح طحاوی
۱۷	اگر (کسی شخص سے) حاکم نے زکوٰۃ طلب کی تو اس نے نہ دی حتیٰ کہ مال ہلاک ہو گیا تو وہ شخص زکوٰۃ کا ضامن نہ ہو گا۔ یہی حکم صحیح ہے۔ اور عام فقہاءؒ کے ہاں یہی حکم ہے۔	تبیین
۱۸	اگر خوارج (باغیوں) نے (لوگوں سے) خراج ؎۱ یا چرنے والے جانوروں کی زکوٰۃ وصول کر لی تو ان لوگوں سے دوبارہ نہ لیا جائے گا۔ ※	ہدایہ
۱۹	(ا) تحفہ میں ہے کہ اونٹوں کی زکوٰۃ (ان میں سے دینے کی صورت) میں مادہ دینا واجب ہے مادہ کے علاوہ زکوٰۃ میں دینا جائز نہیں ؎۲ (ب) اور اونٹوں کی زکوٰۃ میں نر کا دینا صرف اس صورت میں جائز ہے۔ کہ بطور قیمت نر دے دے۔	تتارخانیہ
۲۰	بھیڑ بکریوں کی زکوٰۃ میں نر اور مادہ دونوں لئے جائیں گے۔ اس لئے کہ شاۃ (بکری) کا لفظ دونوں کو شامل ہے ؎۳ اور اونٹوں کی زکوٰۃ میں خاص نام ہیں مثلاً بنت مخاض یعنی وہ اونٹنی جو دوسرے سال میں ہو اور بنت لبون یعنی وہ اونٹنی جو تیسرے سال میں ہو (اور یہ الفاظ نر پر صادق نہیں آتے) ؎۴	سراج وہاج

۲-۳-۱۱/۲۴۴، ۲/۲۴۵ مع حاشیہ، اور بھیڑ بکریوں کی زکوٰۃ کی صورت میں حکم نمبر ۲۰/۲۴۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۳ جیسا کہ حکم نمبر ۲/۲۴۳ کے حاشیہ میں ہے۔ (مترجم) ؎۴ حکم ۴/۲۴۳ مع حاشیہ۔ ۲۱/۲۴۲ اور ۱۹/۲۴۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ※ حکم نمبر ۳۰/۲۵۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی زکوٰۃ الذھب والفضۃ والعروض — مسائل شتی	حوالہ
۲۴۹-۲۱	ویجوز دفع القیم فی الزکوٰۃ عندنا وکذا فی الکفارات وصدقۃ الفطر والعشر والنذر	کذا فی الہدایۃ
۲۲	فلوادی ثلاث شیاہ سمان عن اربع وسط اوبعض بنت لبون عن بنت مخاض جاز	کذا فی فتح القدیر
۲۳	واذا کان لرجل مائتا قفیز حنطۃ قیمتھا مائتا درھم فصاحبھا بالخیارات شاء ادی زکوتھا من العین وھی خمسۃ اقفزۃ حنطۃ وان شاء ادی زکوتھا من القیمۃ	کذافی شرح الطحاوی
۲۴	اذاباع السائمۃ فان کان المصدق حاضرا فھو بالخیارات شاء اخذ قیمۃ الواجب من البائع وتم البیع فی الکل وان شاء اخذ الواجب من العین المشتراۃ وبطل البیع فی القدر الماخوذ وان لم یکن حضر وقت البیع وحضر بعد التفرق عن المجلس فانہ لا یاخذ من المشتری وانما یأخذ قیمۃ الواجب من البائع ولوباع طعاما وجب فیہ العشر فالمصدق بالخیارات شاء اخذ من البائع وان شاء اخذ من المشتری سواء حضر قبل الافتراق اوبعدہ	کذافی البحرالرائق وشرح الطحاوی
۲۵	رجل آجر دارہ ثلث سنین کل سنۃ ثلثمائۃ درھم فحین مضی ثمانیۃ اشھر ملک مائتی درھم فینعقد علیہ الحول فاذا مضی حول بعد ذلک یزکی ثمانمائۃ الا ما وجب علیہ من زکوٰۃ خمسمائۃ	کذافی محیط السرخسی
۲۶	رجل لہ الف درھم لامال لہ غیرھا استاجر بھا دارا عشر سنین لکل سنۃ مائۃ فدفع الالف ولم یسکنھا حتی مضت السنون والدار فی ید الآجر یزکی الآجر فی السنۃ الاولی عن تسعمائۃ وفی الثانیۃ عن ثمانمائۃ الازکوٰۃ السنۃ الاولی	

۱؎ کفارہ میں قیمت دینے کے متعلق بین السطور ہدایہ ج ا ص۱۸۵ میں ہے کہ کفارہ مالیہ میں قیمت دینا جائز ہے۔ نیز اس کے متعلق حکم نمبر ۲/۲۴۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب - سونے چاندی اور مال (تجارت) کی زکوۃ کے احکام (مذکورہ احکام سے متعلق) متفرق مسائل	حوالہ
۲۱-۲۴۹	ہمارے ہاں زکوۃ میں قیمت کا دینا جائز ہے۔ اسی طرح کفاروں - صدقۃ الفطر، عشر اور نذر میں (قیمت دے دینا) جائز ہے [1]	ہدایہ
۲۲	اگر کسی نے چار درمیانی بکریوں کی قیمت میں تین موٹی بکریاں دے دیں یا اس اونٹنی کی قیمت میں جو دوسرے سال میں ہو اس اونٹنی کا بعض حصہ دے دیا جو تیسرے سال میں ہے تو جائز ہے	فتح قدیر
۲۳	اگر کسی شخص کے پاس (تجارت کے لئے) دو سو قفیز (پیمانہ) گندم ہو- جسکی قیمت دو سو درہم ہوتی ہو- تو اس کے مالک کو اختیار حاصل ہے کہ اگر چاہے تو اس گندم کی زکوۃ میں پانچ قفیز گندم ادا کر دے اور چاہے تو اس گندم کی زکوۃ بطریق قیمت ادا کر دے ۔	شرح طحاوی
۲۴	(ا) جب چرنے والے جانوروں کو فروخت کر دے تو ان کی زکوۃ کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر[1] اس وقت زکوۃ وصول کرنے پر مقرر شخص حاضر ہو تو اسے اختیار ہے۔ چاہے تو فروخت کرنے والے سے واجب زکوۃ کی قیمت لے لے اور (اس صورت میں) کل جانوروں کی بیع جائز قرار پائے گی اور چاہے تو ان بکے ہوئے جانوروں میں واجب زکوۃ کے جانور لے لے اور (اس صورت میں) زکوۃ میں لئے ہوئے جانوروں کی بیع باطل قرار پائے گی ۔ اور[2] اگر (مذکورہ صورت میں) زکوۃ وصول کرنے پر مقرر شخص بیع کے وقت حاضر نہ تھا اور وہ اس وقت حاضر ہوا جب بیع کی مجلس متفرق ہو چکی تھی تو پھر وہ خریدنے والے سے (کچھ) نہ لے گا اور بیچنے والے سے زکوۃ واجب کی قیمت لے لے گا۔ (ب) اگر کسی شخص نے ایسا اناج بیچا جس میں عشر واجب تھا تو زکوۃ پر مقرر شخص کو اختیار حاصل ہے چاہے تو بیچنے والے سے لے لے اور چاہے تو خریدنے والے سے لے خواہ وہ بیع کی مجلس متفرق ہونے سے پہلے حاضر ہوا ہو یا بعد میں حاضر ہوا ہو [2]	بحر الرائق شرح طحاوی
۲۵	کسی شخص نے اپنی زمین تین سال کے لئے تین سو درہم سالانہ کرایہ پر دی- جب آٹھ ماہ گذر چکے تو وہ دو سو درہم کا مالک ہو گیا تو اس پر سال چلنا شروع ہو جائے گا (یعنی اس کے بعد جب سال پورا ہو گا تو اس پر پانچ سو درہم کی زکوۃ واجب ہو گی) پھر جب اس سال کے بعد ایک سال اور گذرے گا تو وہ آٹھ سو درہم کی زکوۃ دے گا لیکن جس قدر زکوۃ پانچ سو درہم میں واجب ہوئی تھی آٹھ سو میں سے اتنی رقم کم ہو جائے گی ۔	محیط سرخسی
۲۶	کسی شخص کے پاس ہزار درہم تھے اس کے پاس اس کے سوا اور کچھ مال نہ تھا- اس نے ان ہزار درہموں سے ایک گھر سو درہم سالانہ کے حساب سے دس برس کے لئے کرایہ پر لیا اور کرایہ پر دینے والے کو وہ ہزار درہم دے دیئے البتہ اس گھر میں رہائش نہ رکھی-	

[2] حکم ۴۵/۲۵۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی زکوٰۃ الذہب والفضۃ والعروض — مسائل شتی	حوالہ
۲۴۹-	ثم یسقط لکل سنۃ زکوٰۃ مائۃ اخری وما وجب علیہ بالسنین الماضیۃ ولازکوٰۃ علی المستاجر فی السنۃ الاولی والثانیۃ بنقصان نصابہ فی الاولی وعدم تمامہ فی الثانیۃ ویزکی فی الثالثۃ ثلثمائۃ ثم یزکی لکل سنۃ مائۃ اخری وما استفاد قبلہا الا انہ یرفع عنہ زکوٰۃ السنین الماضیۃ	کذا فی محیط السرخسی
۲۷	ولوکان آجر الدار بجاریۃ للتجارۃ قیمتہما الف والمسئلۃ بحالہا فلازکوٰۃ علی الآجر لان عین الجاریۃ صارت مستحقۃ والاستحقاق بمنزلۃ الہلاک وعلی المستاجر زکوٰۃ کما وصفنا	کذا فی محیط السرخسی
۲۸	ولوکان الاجرۃ مکیلا اوموزونا بغیر عینہ فہو بمنزلۃ الدراہم وان کان بعینہ فہو بمنزلۃ الجاریۃ -	کذا فی محیط السرخسی
۲۹	ولو سلم الدار ولم یقبض الاجرۃ ینقلب فیصیر حکم المستاجر کحکم المؤجر وحکم المؤجر حکم المستأجر -	کذا فی محیط السرخسی

سلہ محیط سرخسی کی یہ عبارت فتاوی عالمگیری کے نسخہ امیریہ - میمنہ اور مصطفائیؒ میں اور محیط سرخسی قلمی میں بھی یوں ہی ہے - فتاوی قاضیخان میں مذکورہ نوعیت کے مسئلہ کے متعلق لکھا ہے - کہ اگر پیشگی اجرت نقدی کی صورت میں ہو - تو سال گزرنے کے بعد اسکی زکوٰۃ آجر پر ہے اسلئے کہ وہ اس رقم پر قبضہ کرلینے کے بعد مالک قرار پاتا ہے - اور اگر وہ اجارہ فسخ ہوجائے تو اس پر بعینہ اس نقدی کی بجائے اتنی مالیت لوٹانا واجب ہے - اور یہ ایسا ہے - کہ گویا اس پر زکوٰۃ کے مال پر سال گزرنے کے بعد قرض لاحق ہوگیا ہے - (اور مال پر سال گزرنے کے بعد قرض لاحق ہونے کے حکم کے متعلق $\frac{۳\ ج}{۲۳۹}$ ملاحظہ ہو) اور اگر مذکورہ اجرت نقدی کی بجائے کوئی اور معین چیز ہو اور وہ چیز اجارہ فسخ ہونے تک آجر کے قبضہ میں موجود ہو تو اسکی زکوٰۃ آجر سے ساقط ہوجاتی ہے اس لئے کہ عین مال زکوٰۃ پر دوسرے کا حق قائم ہوگیا ہے (اور مال میں دوسرے کا حق قائم ہونا بمنزلہ مال کے ہلاک ہونے کے ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۲۲ ملاحظہ ہو) ماخوذ از فتاوی قاضیخان ج ۱ ص ۲۵۴ - اور مذکورہ صورت کے متعلق مذکورہ حکم کے ماخذ محیط سرخسی کے قلمی نسخہ میں مندرجہ ذیل کا مفہوم یہ ہے کہ

دفعات دفتی نمبر	تیسرا باب۔ سونے چاندی اور مال (تجارت) کی زکوٰۃ کے احکام (مذکورہ احکام سے متعلق) متفرق مسائل	حوالہ
۲۴۹-	حتیٰ کہ (مذکورہ) سال گذر گئے اور وہ گھر کرایہ پر دینے والے کے قبضہ میں ہی رہا۔ تو (اس صورت میں اس کی زکوٰۃ کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ا) کرایہ پر دینے والا شخص پہلے سال میں نوسو درہم کی زکوٰۃ دے گا اور دوسرے سال میں آٹھ سو درہم کی زکوٰۃ دے گا مگر ان آٹھ میں سے پہلے سال کی زکوٰۃ کی رقم کم ہو جائے گی۔ پھر ہر سال میں ایک سو درہم اور جسقدر پچھلے سالوں کی زکوٰۃ ہے وہ رقم کم ہوتی رہیگی[1] (ب) اور مستاجر (کرایہ پر لینے والے شخص) پر پہلے اور دوسرے سال میں زکوٰۃ کچھ لازم نہ ہو گی۔ اسلیئے کہ پہلے سال میں اس کے نصاب میں کمی تھی اور دوسرے سال میں بھی نصاب پورا نہ ہوا تھا۔ اور تیسرے سال میں وہ تین سو درہم کی زکوٰۃ دے گا۔ پھر ہر سال میں سابقہ رقم اور مزید ایک سو درہم کی زکوٰۃ دے گا۔ لیکن سابقہ سالوں کی زکوٰۃ اس کے ذمہ سے اٹھ جائیگی	محیط سرخسی
۲۷	(ا) اگر مذکورہ صورت میں اس نے وہ گھر تجارت کی باندی کے عوض کرایہ پر دیا۔ اس باندی کی قیمت ہزار درہم تھی۔ اور مسئلہ کی نوعیت صورت مذکورہ (۲۶/۲۴۹) کی طرح رہی تو (اس کی زکوٰۃ کے متعلق حکم یہ ہے کہ) کرایہ پر دینے والے شخص پر زکوٰۃ واجب نہ ہو گی۔ اس لئے کہ اس باندی میں (اس کرایہ دار کا) حق قائم ہو گیا ہے۔ اور (مال میں) دوسرے کا حق قائم ہو جانا بمنزلہ مال کے ہلاک ہونے کے ہے۔[2]	
	(ب) اور کرایہ پر لینے والے پر اسی طرح زکوٰۃ واجب ہو گی۔ جیسا کہ (۲۶/۲۴۹ میں) بیان ہو چکا	محیط سرخسی
۲۸	اور اگر (مذکورہ صورت میں) اجرت میں کوئی ناپی جانے والی یا تولی جانے والی غیر معین چیز قرار پائی تھی۔ تو اس کا حکم درہموں کے حکم کی طرح ہے[3] اور اگر معین چیز دی گئی تھی تو اس کا حکم باندی کے حکم کی طرح ہے[4]	محیط سرخسی
۲۹	اور اگر (مذکورہ صورت میں) گھر (کرایہ دار کے) سپرد کر دیا (اور اجرت پر قبضہ نہ کیا تو مسئلہ کا حکم الٹ ہو جائے گا۔ پس کرایہ دار کیلئے وہ حکم ہو گا جو (مذکورہ صورت میں) کرایہ پر دینے والے کے لئے تھا۔ اور کرایہ پر دینے والے کیلئے وہ حکم ہو گا۔ جو کرایہ دار کے لئے تھا۔	محیط سرخسی

[1] اس صورت میں آجر (یعنی کرایہ پر دینے والا شخص) ساری رقم پیشگی وصول کرنیکی بنا پر دس ہزار درہم کا مالک ہو گیا تھا۔ پھر جب اس نے وہ مکان کرایہ دار کے سپرد نہیں کیا تو دس سالوں میں وہ اجارہ ٹوٹ گیا۔ اس لئے کہ اس نے معقود علیہ کو قبل التسلیم ہلاک کر دیا۔ پس (ایک سو درہم سالانہ طے پانے کی وجہ سے) پہلے سال ایک سو درہم سے اسکی ملکیت زائل ہو گی اور وہ ایک سو اسکے ذمہ کرایہ دار کے قرض میں مصروف ہو گیا (پس باقی نوسو کی زکوٰۃ دے گا) اسیطرح ہر سال ایک ایک سو اسپر قرض قرار پاکر اسکے نصاب سے کم ہو گیا۔ ماخوذ از محیط سرخسی قلمی ج ۱ ص ۱۲۷ (مترجم) [2] حکم نمبر ۳، ۴/۲۴۹ و حکم نمبر ۲۶/۲۴۹ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
[3] درہموں کی صورت کے متعلق حکم ۲۶/۲۴۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] باندی کی صورت کے متعلق حکم نمبر ۲۷/۲۴۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی زکوۃ الذهب والفضۃ والعروض مسائل شتی	حوالہ
۲۲۹-۳۰	رجل اشتری عبدا للتجارۃ یساوی مائتی درهم بمائتین ونقد الثمن ولم یقبض العبد حتی حال الحول فمات العبد عند البائع کان علی البائع زکوۃ المائتین وکذلک علی المشتری وان کانت قیمۃ العبد مائۃ کان علی البائع زکوۃ المائتین ولا زکوۃ علی المشتری	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۱	باع عبدا للخدمۃ بالف فحال الحول علی الثمن فرد بعیب بقضاء او رضا زکی الثمن ولو باع بعرض للتجارۃ فرد بعیب بعد حول بقضاء لم یزک البائع العرض والعبد ولم یزک المشتری العرض وزکی البائع العرض ان رد بلا قضاء لانه کالبیع الجدید وان نوی الخدمۃ ضمن زکوۃ العرض لانه استهلاک	کذا فی الکافی
۳۲	ولو اخر زکوۃ المال حتی مرض یؤدی سرا من الورثۃ وان لم یکن عنده مال واراد ان یستقرض لاداء الزکوۃ فان کان فی اکبر رأیه انه اذا استقرض وادی الزکوۃ واجتهد لقضاء دینه یقدر علی ذلک کان الافضل له ان یستقرض فان استقرض وادی ولم یقدر علی قضاء الدین حتی مات یرجی ان یقضی اللہ دینه فی الاخرۃ وان کان اکبر رأیه انه اذا استقرض لا یقدر علی قضاء الدین کان الافضل له ان لا یستقرض لان خصومۃ صاحب الدین کان اشد	هکذا فی محیط السرخسی

[1] اس لئے کہ نقد قیمت ہونا ختم ہوگیا۔ (مترجم) [2] مال پاس نہ ہونے کا مفہوم یہی قرار پاتا ہے کہ مذکورہ شخص نصاب کا مالک تو ہے۔ البتہ بوجہ بیماری مال اس کے قبضہ میں نہیں تو وہ قرض لینے کے متعلق مذکورہ حکم پر عمل کرے۔ اور اگر مال اپنے قبضہ میں ہے تو وہ زکوٰۃ وارثوں سے پوشیدہ

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب ۔سونے چاندی اور مال (تجارت) کی زکوۃ کے احکام (مذکورہ احکام سے متعلق) متفرق مسائل	حوالہ
۲۴۹-۳۰	(ا) کسی شخص نے دوسو درہم قیمت کا تجارتی غلام دوسو درہم سے خریدا اور دوسو درہم قیمت نقد دے دی البتہ غلام پر قبضہ نہ کیا ۔حتیٰ کہ سال گذر گیا اور وہ غلام بائع کے پاس مرگیا تو (اس صورت میں زکوۃ کے متعلق حکم یہ ہے کہ) بائع کو دوسو درہم کی زکوۃ دینا ہوگی ۔اور اسی طرح اسیقدر خریدنے والے شخص پر بھی زکوۃ ہوگی ۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) غلام کی قیمت سو درہم تھی تو بائع پر دوسو درہم کی زکوۃ لازم ہوگی اور خریدنے والے پر زکوۃ نہ ہوگی ۔	قاضیخان
۳۱	(ا) کسی شخص کے پاس خدمت کے لئے غلام تھا ۔اس نے اسے ہزار درہم میں بیچ دیا ۔اور اس کی قیمت پر سال گزر گیا ۔پھر کسی عیب کی وجہ سے عدالت کے حکم سے یا آپس کی رضامندی سے غلام واپس کیا گیا تو اس قیمت کی زکوٰۃ دے گا ۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے وہ غلام تجارت کے مال کے عوض بیچا تھا ۔اور ایک سال گزرنے کے بعد کسی عیب کی وجہ سے عدالت کے حکم سے واپس کیا گیا ۔تو بیچنے والے کے ذمہ اس تجارتی مال اور غلام کی زکوٰۃ نہ ہوگی ۔اور خریدنے والے پر بھی اس تجارتی مال کی زکوٰۃ نہ ہوگی [1] اور[2] اگر (مذکورہ صورت میں) عدالت کے حکم کے بغیر (اپنی خوشی سے) واپس کیا گیا تو بیچنے والا اس تجارتی مال کی زکوٰۃ دے گا ۔اس لئے کہ گویا وہ ایک نئی بیع ہوئی ہے ۔اور اگر اس نے اس غلام کو خدمت کے لئے رکھنے کی نیت کرلی تو مال کی زکوٰۃ کا ضامن ہوگا ۔اس لئے کہ اس نے اسے (قصداً) ضائع کیا ہے ۔	کافی
۳۲	(ا) کسی شخص نے مال کی زکوٰۃ نہ دی ۔حتیٰ کہ بیمار پڑ گیا تو وارثوں سے پوشیدہ زکوٰۃ دے [2] (ب) اور اگر مال اس کے پاس نہ ہو اور زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے قرض لینا چاہے تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) [1] اگر اس کا گمان غالب یہ ہو کہ جب وہ قرض لے کر زکوٰۃ ادا کرے گا ۔اور پھر اس قرض کی ادائیگی کے لئے کوشش کرے گا ۔تو ادا کر سکے گا ۔تو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ (زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے) قرض لے لے ۔پھر اگر اس نے قرض لے کر زکوٰۃ ادا کردی اور وہ قرض ادا کرنے پر قادر نہ ہوا حتیٰ کہ وفات پا گیا تو امید رکھی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کا قرض ادا فرمادیں ۔ اور[2] اگر اس کا گمان غالب یہ ہو کہ جب وہ (زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے) قرض لے گا ۔تو اسے ادا نہ کر سکے گا ۔تو (پھر) اس کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ قرض نہ لے اسلئے کہ قرضخواہ کی خصومت زیادہ سخت ہے ۔	محیط سرخسی

[2] دے تاکہ وہ ورثہ سے حق تلفی کا شک نہ کریں ۔اور اگر مذکورہ صورت میں اس کا مال ہلاک ہو چکا ہو تو بموجب حکم نمبر ۲۴۹/۳ اس سے وہ زکوٰۃ ساقط ہوجاتی ہے ۔(مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی زکوٰۃ الذھب والفضۃ والعروض — مسائل شتی	حوالہ
۲۴۹-۳۳	رجل تزوج امرأۃ علی الف ودفع الیہا ولم یعلم انہا امۃ فحال الحول عندھا ثم علم انہا کانت امۃ زوجت نفسہا بغیر اذن المولی ورد الالف علی الزوج روی عن ابی یوسف رح لازکوٰۃ علی واحد منہما	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۴	وکذلک رجل حلق لحیۃ انسان فقضی علیہ بالدیۃ ودفع الدیۃ فحال الحول ثم نبتت لحیتہ وردت الدیۃ لازکوٰۃ علی واحد منہما	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۵	وکذلک رجل اقر لرجل بدین الف درہم ودفع الالف الیہ ثم تصادقا بعد الحول انہ لم یکن علیہ دین لازکوٰۃ علی واحد منہما	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۶	وکذلک رجل وھب لرجل الفا ودفع الالف الیہ ثم رجع فی الھبۃ بعد الحول بقضاء او بغیر قضاء واسترد الالف لازکوٰۃ علی واحد منہما	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۷	رجل وجبت علیہ زکوٰۃ المائتین فافرز خمسۃ من مالہ ثم ضاعت منہ تلک الخمسۃ لاتسقط عنہ الزکوٰۃ	کذا فی التاتارخانیۃ ناقلا عن الظہیریۃ
۳۸	ولو مات صاحب المال بعدما افرز کانت الخمسۃ میراثا عنہ	کذا فی التاتارخانیۃ ناقلا من الظہیریۃ
۳۹	ولو تزوج امرأۃ علی اربعین شاۃ سائمۃ وقبضت وحال علیہا الحول ثم طلقہا قبل الدخول کان علیہا[۱][۲]	

[۱] البحر الرائق میں ہے کہ اس میں بظاہر ابتداء سے ہی زکوٰۃ واجب نہ قرار پائے گی۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۲۰۳

[۲] فتاوی قاضیخان کی یہ عبارت فتاوی عالمگیری نسخہ امیریہ اور میمنیہ میں یوں درج تھی۔ کان علیہ زکوٰۃ النصف الباقی الخ اور اصل قاضیخان علی ھامش عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۳ میں یوں ہے۔ کان علیہا زکوٰۃ النصف الباقی الخ

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب - سونے چاندی اور مال (تجارت) کی زکوۃ کے احکام (مذکورہ احکام سے متعلق) متفرق مسائل	حوالہ
۲۳-۲۴۹	کسی شخص نے کسی عورت سے ہزار درہم مہر پر نکاح کیا اور وہ رقم اسے ادا کر دی۔ اور اسے یہ بات معلوم نہ تھی وہ باندی ہے۔ پس اس کے ہاں سال گذر گیا پھر اسے معلوم ہوا کہ وہ باندی تھی۔ اور اس نے اپنے مالک کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح کر لیا تھا۔ اور پھر اس عورت نے وہ ہزار درہم خاوند کو واپس کر دئے تو (اس کی زکوٰۃ کے متعلق) امام ابو یوسف رحمہ سے یہ روایت ہے کہ ان دونوں میں سے کسی پر زکوٰۃ لازم نہیں [1]	قاضیخان
۲۴	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کسی شخص نے کسی آدمی کی داڑھی مونڈ دی پس مونڈنے والے پر قاضی نے دیت (تاوان) کا حکم دیا۔ وہ تاوان اسے دے دیا گیا۔ پس سال گزر گیا پھر اس کی داڑھی نکل آئی اور وہ تاوان واپس کیا گیا تو ان دونوں میں سے کسی پر اس رقم کی زکوٰۃ لازم نہ ہو گی۔	قاضیخان
۲۵	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کسی شخص نے اقرار کیا کہ کسی دوسرے آدمی کے ایک ہزار درہم اس پر قرض ہیں۔ اور وہ ہزار درہم ادا کر دئے۔ پھر ایک سال بعد ان دونوں میں یوں طے پا گیا کہ اس پر وہ قرض نہ تھا۔ تو ان دونوں میں سے کسی پر اس رقم کی زکوٰۃ لازم نہ ہو گی۔	قاضیخان
۲۶	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے۔ کہ کسی شخص نے کسی آدمی کو ہزار درہم ہبہ کیا اور وہ ہزار اسے دے دیا پھر سال گزرنے کے بعد قاضی کے حکم سے یا قاضی کے حکم کے بغیر اس ہبہ سے رجوع کر لیا۔ اور وہ ہزار درہم واپس کر لیا تو (اس صورت میں) ان میں سے کسی ایک پر بھی اس رقم کی زکوٰۃ لازم نہیں۔	قاضیخان
۲۷	کسی شخص پر دو سو درہم کی زکوٰۃ واجب تھی۔ اس نے اپنے مال میں سے (زکوٰۃ کے) پانچ درہم جدا کر دیئے۔ پھر اس سے وہ پانچ درہم ضائع ہو گئے۔ تو اس کے ذمہ سے زکوٰۃ ساقط نہ ہو گی۔	تتارخانیہ
۲۸	اگر (مذکورہ صورت میں) مال کے مالک نے (زکوٰۃ کے) پانچ درہم جدا کئے۔ پھر وہ وفات پا گیا تو وہ پانچ درہم اس سے میراث میں رہیں گے۔	تتارخانیہ
۲۹	اگر کسی شخص نے کسی عورت سے چالیس چرنے والی بکریوں کے مہر پر نکاح کیا اور اس عورت نے ان بکریوں پر قبضہ کر لیا۔ اور سال گزر گیا۔ پھر اس شخص نے اس عورت کو دخول سے پہلے طلاق دے دی۔ تو جو نصف اس	

[1] اور چونکہ مفہوم کے لحاظ اصل قاضیخان کی عبارت درست ہے لہذا وہی درج ہے۔ جیسا کہ اس صورت کے متعلق رد المحتار میں بھی بحوالہ محیط لکھا ہے کہ انھا تزکی النصف الخ رد المحتار ج ۲ صـ۵۰ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث ۔ فی زکوۃ الذہب والفضۃ والعروض — مسائل شتی	حوالہ
۲۴۹-	زکوۃ النصف الباقی	کذا فی فتاوی قاضیخان فی فصل مال التجارۃ
۴۰	واذا وجبت الزکوۃ علی رجل وھو لا یؤدیھا لا یحل للفقیر ان یأخذ من مالہ بغیر علمہ وان اخذ کان لصاحب المال ان یسترد ان کان قائما وان کان ھالکا یضمن	کذا فی التتارخانیۃ
۴۱	السلطان اذا اخذ الجبایات او مالا بطریق المصادرۃ ونوی صاحب المال عند الدفع الزکوۃ اختلفوا فیہ والصحیح انہ تسقط	کذا قال الامام السرخسی ھکذا فی المضمرات
۴۲	وللبدل حکم المبدل حتی لو تقایضا عبدا بعبد ولم ینویا شیئا فان کانا للتجارۃ فھما للتجارۃ وان کانا للخدمۃ فھما للخدمۃ وان کان احدھما للتجارۃ والاخر للخدمۃ فبدل ما کان للتجارۃ للتجارۃ وبدل ما کان للخدمۃ للخدمۃ	کذا فی الکافی
۴۳	تقایضا عبدا بعبد فی نصف الحول وھما للتجارۃ وقیمۃ احدھما الف وقیمۃ الاخر مائتان وتم حولھما وظھر بالاوکس عیب ینقصہ مائۃ لم یزک واحد منھما لعدم کمال النصاب فی طرفی الحول	

[1] جیساکہ رد المحتار میں ہے کہ اس صورت میں جب حق مہر چرنے والے جانوروں یا تجارتی سامان کا نصاب ہو اور عین نصاب کے نصف پر خاوند کا حق ثابت ہوجائے تو چونکہ دوسرے کا حق ثابت ہونا بمنزلہ ہلاک ہونے کے ہے ۔ لہٰذا مذکورہ نصاب پر زکوۃ واجب ہونے کے بعد گویا نصف نصاب ہلاک ہوگیا ۔ پس (بموجب $\frac{۳}{۲۴۹}$) اس عورت کے ذمہ صرف باقی نصف پر زکوۃ لازم ہوگی اور اگر مذکورہ صورت میں حق مہر ہزار درہم ہو تو چونکہ عقود اور فسوخ میں نقود کی تعیین نہیں ہوتی اور واپس کرنے کی صورت میں عینِ مقبوض نہیں بلکہ اس کا مثل لوٹانا واجب ہوتا ہے لہٰذا اس عورت پر مذکورہ نصاب کی زکوۃ واجب ہونے کے بعد خاوند کو نصف مال لوٹانا زکوۃ کا سال پورا ہونے کے بعد مقروض ہونا ہے ۔ اور قرض ہوجانے سے واجب شدہ زکوۃ ساقط نہیں ہوتی پس اس عورت سے واپس شدہ نصف مہر کی زکوۃ بھی ساقط نہ ہوگی ۔ اور خاوند پر کچھ زکوۃ لازم نہ ہوگی اس لئے کہ اسکی ملکیت اب لوٹی ہے ۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۵۰ وھکذا فی فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیریہ ج ۱ ص ۲۵۳ اور اگر مذکورہ صورت میں حق مہر میں غلام ہو تو اسکے صدقہ فطر کے متعلق حکم $\frac{۴۴}{۲۶۱}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] حکم نمبر $\frac{۴۵}{۲۴۹}$ و $\frac{۲۲}{۲۶۰}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

[3] جیساکہ حکم نمبر $\frac{۵۵}{۲۵۹}$ میں ہے اور البحر الرائق ج ۲ ص ۲۲۳ میں ہے کہ مذکورہ صورت میں ذمہ سے زکوۃ ساقط ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ایسے

دفعات و شق نمبر	تیسرا باب۔ سونے چاندی اور مال (تجارت) کی زکوٰۃ کے احکام (مذکورہ احکام سے متعلق) متفرق مسائل	حوالہ
-۲۴۹	عورت کے پاس باقی رہیں گی۔ اس پر ان کی زکوٰۃ لازم ہوگی سلہ	قاضیخان
۴۰	جب کسی شخص پر زکوٰۃ واجب ہو اور وہ اسے ادا نہ کرتا ہو تو غریب شخص کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ اس کے علم کے بغیر اس کے مال سے لے لے اور اگر غریب نے خود لے لیا اور مال ابھی قائم ہے تو مالک کو واپس لینے کا اختیار ہے۔ اور اگر (غریب سے) وہ مال ضائع ہوگیا تو وہ ضامن ہوگا سلہ ۲	تتارخانیہ
۴۱	سلطان نے جو مال بطور محصول یا کچھ مال بطور تاوان لے لیا اور مال والے نے اس کے دینے میں زکوٰۃ کی نیت کرلی تو اس کے حکم کے متعلق اختلاف ہے۔ صحیح حکم یہ ہے کہ (مذکورہ صورت میں وہ) زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی سلہ ۳	مضمرات
۴۲	کسی چیز کے بدل میں جو چیز لی جائے اس کا حکم وہی ہوتا ہے جو اصل چیز کا ہے۔ مثلاً کسی نے ایک غلام کسی اور کے غلام کے بدلہ میں لیا اور ان دونوں نے کچھ نیت نہ کی تو (ان کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر وہ دونوں غلام تجارت کے لئے تھے تو (تبادلہ کے بعد بھی) وہ دونوں تجارت کے ہیں اور اگر وہ دونوں غلام خدمت کے لئے تھے تو (تبادلہ کے بعد بھی) وہ دونوں خدمت کے لئے ہیں اور اگر ایک شخص کا غلام تجارت کے لئے تھا اور دوسرے کا غلام خدمت کے لئے تھا تو تجارت کے غلام کے بدلے کا غلام تجارت کے لئے ہے اور خدمت کے غلام کے بدلے کا غلام خدمت کے لئے ہے۔	کافی
۴۳	(۱) دو شخصوں نے ایک غلام کا دوسرے غلام کے ساتھ تبادلہ نصف سال گذرنے کے بعد کیا اور وہ دونوں غلام تجارت کیلئے تھے اور ان میں سے ایک کی قیمت ہزار درہم تھی اور دوسرے کی قیمت دوسو درہم تھی اور دونوں کا سال پورا ہوگیا پھر کم قیمت کے غلام میں کوئی عیب ظاہر ہوا جس سے اسکی قیمت ایک سو درہم اور کم ہوگئی تو (مذکورہ) دونوں شخصوں میں سے کسی پر زکوٰۃ لازم نہ ہوگی۔ اس لئے کہ	

سلطان کے ذمہ لوگوں کا حق اس کے مال سے زیادہ ہوتا ہے پس وہ غریبوں کے حکم میں ہے اور زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ اس زکوٰۃ کا اعادہ کیا جائے اور رد المحتار ج ۲ ص ۳۲، ص ۳۳ میں بحوالہ التجنس اور الوالوالجیہ لکھا ہے کہ مذکورہ صورت میں وہ زکوٰۃ دوبارہ ادا کرنے کا فتویٰ نہ دیا جائے گا اور زیادہ احتیاط اسمیں ہے کہ وہ زکوٰۃ دوبارہ ادا کرنے کا فتویٰ دیا جائے۔ اس لئے کہ انہیں وصولی کا صحیح اختیار نہیں ہے اور ص ۵۳ میں اختلاف مذکور ہے۔ اور درمختار کے حاشیہ رد المحتار ج ۲ ص ۳۲ میں ہے کہ ظالم سلطان اور باغی اگر جانوروں کی زکوٰۃ عشر اور خراج وصول کریں اور مصرف پر خرچ کریں تو اعادہ کی ضرورت نہیں اور اگر مصرف میں خرچ نہ کریں تو خراج کے علاوہ ازراہ تقویٰ اعادہ کیا جائے اور اگر وہ اموال باطنہ کی زکوٰۃ وصول کریں تو اس کے حکم میں اختلاف ہے۔ عدم کفایت بھی مذکور ہے اور زیادہ صحیح حکم میں صحیح ہو جانا بھی مذکور ہے نیز رد المحتار ج ۲ ص ۲۷ میں ہے کہ حکومت جو مصارف عوام کی بہتری کے کاموں کے لئے عوام سے وصول کرے تو وہ حق ہے۔ ظلم نہیں ہے البتہ حاکموں کو قدر مستحق سے جسارت نہیں کرنی چاہیئے۔ اس کے بعد صاحب رد المحتار نے اپنی رائے یہ لکھی ہے کہ مذکورہ حکم اس صورت میں ہونا چاہیئے جبکہ بیت المال کفایت نہ کرے ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۸ نیز حکم ۳۰/۲۵۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث۔ فی زکوٰۃ الذہب والفضۃ والعروض — مسائل شتی	حوالہ
۲۴۹-	فان تم الحول بعد الشراء زکی سید الارفع لانہ بقی فی یدہ الف حولا ولم یزک الاخر لعدم النصاب فان رد المعیب بلا قضاء لم یزک الراد وان حال الحول بعد الشراء وزکی المردود علیہ الفا لانہ بیع جدید فصار مستھلکا وان رد بقضاء زکی المردود ولو ظہر عیب بالارفع ینقص مائتین بعد نصف حول من وقت الشراء ولا عیب بالاخر فرد بقضاء او برضا زکی الراد المردود وزکی المردود علیہ المأخوذ	کذا فی الکافی
۴۴	رجلان دفع کل منہما زکوٰۃ مالہ الی رجل لیؤدی عنہ فخلط مالہما ثم تصدق ضمن الوکیل مال الدافعین وکانت الصدقۃ عنہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۵	ولو وضع الزکوٰۃ علی کفہ فانتہبہا الفقراء جاز	کذا فی الخلاصۃ
۴۶	ولو سقط مالہ من یدہ فرفعہ فقیر فرضی بہ جاز ان کان یعرفہ والمال قائم	کذا فی الخلاصۃ

لہ ردالمحتار میں بحوالہ تتارخانیہ اس حکم کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ اگر مذکورہ صورت میں وہ اجازت کی تجدید کرے یا مال کے مالک اس کی اجازت دے دیں یا حسب عادت دلالتاً مال ملا دینے کی اجازت پائی جائے تو پھر مذکورہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر مذکورہ صورت میں وہ زکوٰۃ ادا قرار پائے گی۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ صـ۱۰۷ وھکذا فی البزازیۃ علی ھامش عالمگیریہ ج ۴ صـ۸۶ اور البحرالرائق میں ہے کہ اگر مذکورہ

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب۔ سونے چاندی اور مال (تجارت) کی زکوٰۃ کے احکام (مذکورہ احکام سے متعلق) متفرق مسائل	حوالہ
۲۴۹۔	سال کے دونوں طرفوں میں نصاب پورا نہیں ہے۔ پھر اگر (مذکورہ صورت میں) خریدنے کے بعد سال پورا ہو تو زیادہ قیمت کے غلام کا مالک زکوٰۃ دے اس لئے کہ ہزار درہم کی قیمت کا مال اسکے قبضہ میں سال بھر رہا۔ اور دوسرے شخص پر زکوٰۃ نہیں اس لئے کہ اس کے پاس نصاب نہیں ہے۔ ۳؎ اور اگر عیب والا غلام قاضی کے حکم کے بغیر لوٹایا گیا تو لوٹانے والے پر زکوٰۃ لازم نہ ہوگی۔ اگرچہ خریدنے کے بعد سال گذر گیا ہو اور جس کے پاس لوٹایا گیا وہ ہزار درہم کی زکوٰۃ دے گا۔ اس لئے کہ اب نئی بیع ہے اور (اس سے) وہ اپنے مال کو ضائع کرنے والا قرار پائے گا۔ ۴؎ اور اگر قاضی کے حکم سے لوٹایا گیا تو وہ لوٹائے ہوئے کی زکوٰۃ دیگا (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) خریدنے کے وقت سے نصف سال گذرنے کے بعد زیادہ قیمت کے غلام میں عیب ظاہر ہو۔ جسکی وجہ سے اسکی قیمت دوسو درہم کم ہو جائے اور دوسرے میں کچھ عیب ظاہر نہ ہو پھر قاضی کے حکم سے یا آپس کی رضامندی سے لوٹایا جائے تو واپس کرنے والا لوٹائے ہوئے کی زکوٰۃ دے گا۔ اور جس کے ہاں لوٹایا گیا وہ لئے ہوئے کی زکوٰۃ دے گا۔	کافی
۴۴	دو شخصوں میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے مال کی زکوٰۃ ایک تیسرے آدمی کو اس لئے دی کہ وہ اس کی طرف سے ادا کردے۔ اس نے ان دونوں کے مال کو ملا دیا پھر غرباء پر صدقہ کر دیا تو (اس صورت میں) وہ وکیل زکوٰۃ دینے والوں کے مال کا ضامن ہوگا ۱؎ اور وہ صدقہ اس وکیل کی طرف سے ادا ہوگا۔	قاضیخان
۴۵	اگر کسی شخص نے زکوٰۃ کا مال اپنے ہاتھ پر رکھا اور غرباء نے اس مال کو بطور غنیمت لوٹ لیا تو زکوٰۃ ادا کرنا جائز ہوگا ۲؎	خلاصہ
۴۶	اور اگر (مذکورہ صورت میں) زکوٰۃ کا مال مالک کے ہاتھ سے گر گیا اور کسی غریب نے اٹھالیا اور مالک اس کے اٹھانے پر راضی ہوگیا تو اگر مالک اس غریب کو پہچانتا ہے اور مال قائم ہے تو زکوٰۃ کا ادا ہونا جائز ہوگیا ۳؎	خلاصہ

صورت میں دو آدمی غریبوں کی طرف سے بھی وکیل ہو تو اسپر ضمان نہیں آئیگا)۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۲۱۱ نیز حکم نمبر ۵۶/۲۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو
نیز ردالمحتار ج ۲ ص ۱۵ میں ہے لایشترط الدفع من عین مال الزکوٰۃ ولذا لو امر غیرہ بالدفع عنہ جاز الخ یعنی زکوٰۃ دینے میں عین مال زکوٰۃ سے دینا شرط نہیں
ہے۔ (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۴۰/۲۴۹ و ۲۲/۲۶۰ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ کیونکہ معین شخص کے پاس اس کا اصل مال موجود ہے اور اس کے اٹھانے پر
راضی ہوگیا تو گویا اب اسے مالک بنا رہا ہے تو یہ اباحت کی بجائے تملیک پائی گئی ہے پس جائز ہے۔ نیز حکم ۶۳/۲۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فیمن یمر علی العاشر	فیمن یمر علی العاشر	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الرابع فیمن یمر علی العاشر

دفعات ۲۵۰ تا ۲۵۰ عنوان ۱ تعداد شق ۳۲

۲۵۰- فیمن یمر علی العاشر

تعداد شق ۳۲

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	وهو من نصبه الامام على الطريق ليأخذ الصدقات ويأمن التجار به من اللصوص	كذا فى الكافى
۲	وكما ياخذ العاشر صدقات الاموال الظاهرة[1] ياخذ صدقات الاموال الباطنة التى تكون مع التاجر	كذا فى الكافى
۳	ويشترط فى العامل ان يكون حرا مسلما غير هاشمى	كذا فى البحر الرائق ناقلا عن الغاية
۴	واذا مر عليه مسلم بمال التجارة اخذ منه ربع العشر على شرائط الزكوة من النصاب[2] والحول ويضعه موضع الزكوة	كذا فى السراج الوهاج
۵	وان مر عليه الذمى ياخذ منه نصف العشر ويضعه موضع الجزية والخراج ولا يسقط عنه جزية رأسه فى تلك السنة ولا يأخذ منه اكثر من مرة فى الحول	كذا فى السراج الوهاج
۶	ومن مر على العاشر باقل من مائتى درهم لم يأخذ منه شيأ مسلما كان او ذميا او حربيا علم ان له مالا آخر فى منزله او لم يعلم	كذا فى محيط السرخسى

[1] اموال ظاہرہ جن کی زکوۃ حاکم وصول کرتا ہے مثلاً چرنے والے جانور اور جن چیزوں میں عشر اور خراج ہوتا ہے اور جن چیزوں سمیت عاشر پر سے گزرتا ہے ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ ص ۳۲ نیز حکم ۱۲/۲۵۰ مع حاشیہ وحکم ۳۲/۲۵۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

[2] اس لئے کہ اموال باطنہ یعنی نقدی اور تجارتی سامان سمیت جب عاشر کے پاس سے گذرے تو یہ اموال ظاہرہ سے ملحق ہو

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب - جو شخص عاشر پر گزرے اسکے احکام — عاشر پر گزرنے والے کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چوتھا باب - جو شخص عاشر پر گزرے اسکے احکام

دفعات ۲۵۰ تا ۲۵۰　عنوان ۱　تعداد شق ۳۲

۲۵۰ - جو شخص عاشر پر گزرے　اور اس میں ۳۲ شقیں ہیں

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	عاشر وہ شخص ہے جسے حاکم نے صدقات وصول کرنے کے لئے راستہ پر مقرر کیا ہو۔ اور وہ اس کے عوض میں تاجروں کو چوروں سے امن دیتا ہو۔	کافی
۲	عاشر جس طرح اموال ظاہرہ [۱] کا صدقہ لے گا اسی طرح وہ اموال باطنہ کا صدقہ بھی لیگا جو تاجر کے ساتھ ہیں [۲]۔	کافی
۳	جو شخص مقرر ہو اس میں شرط یہ ہے کہ وہ آزاد ہو۔ مسلمان ہو۔ ہاشمی نہ ہو۔	بحر الرائق
۴	جب عاشر کے پاس سے کوئی مسلمان تجارت کا مال لے کر گزرے تو عاشر اس سے نصاب اور سال گزرنے میں زکوٰۃ کی شرطوں کے ساتھ اس مال کا چالیسواں حصہ لے اور اسے زکوٰۃ کے حساب میں ڈالے۔	سراج وہاج
۵	(ا) اور اگر عاشر کے پاس سے کوئی ذمی [۳] شخص (تجارت کا مال لیکر) گزرے تو اس سے (بشرائط مذکورہ) بیسواں حصہ لے اور اسے جزیہ اور خراج کے حساب میں ڈالے۔ (ب) اور اس ذمی سے (مذکورہ ادائیگی کی بناپر) اس سال کا اس کی ذات کا جزیہ ساقط نہیں ہوگا۔ (ج) نیز عاشر اس سے ایک سال میں ایک بار سے زیادہ نہ لے گا	سراج وہاج
۶	جو شخص دوسو درہم سے کم مال کے ساتھ عاشر کے پاس سے گزرا تو عاشر اس سے کچھ نہ لے گا۔ گذرنے والا مسلمان ہو یا ذمی ہو یا جنگ کرنے والے کافروں میں سے ہو اور خواہ یہ معلوم ہو کہ اس کے گھر میں اس کا مال بھی ہے یا یہ معلوم نہ ہو۔	محیط سرخسی

جاتے ہیں۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۳۲ نیز حکم ۸/۲۵۰ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] ذمی کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۷/۱۸۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فیمن یمر علی العاشر — فیمن یمر علی العاشر	حوالہ
۲۵۰-۷	مر علی العاشر بمال فقال لم یحل علیہ الحول ولم یکن فی یدہ مال آخر[1] من جنس هذا المال قد حال علیہ الحول او قال علی دین مطالب من العباد او ادیت انا الی الفقراء قبل اخراجہ الی السفر او ادیت الی عاشر آخر وکان فی تلک السنة عاشر آخر وحلف صدق ولم یشترط فی الجامع الصغیر اخراج البراءۃ وهو الاصح	هکذا فی الکافی
۸	فان لم یکن فی تلک السنة مصدق آخر لا یصدق وکذا اذا ادعی الاداء الی الفقراء بعد الاخراج الی السفر	هکذا فی الکافی
۹	واذا اتی بالبراءۃ علی خلاف اسم ذلک المصدق یقبل قوله مع یمینه علی جواب ظاهر الروایة لان البراءۃ لیست بشرط	کذا فی البدائع
۱۰	وان حلف انه ادی الی ساع آخر فظهر کذبه بعد سنین یؤخذ منه	هکذا فی التتارخانیة ناقلا عن جامع الجوامع
۱۱	وکل شیئ صدق فیہ المسلم صدق فیہ الذمی	کذا فی الکنز
	ولا یمکن[2] اجراءہ علی عمومه فان ما یؤخذ من الذمی جزیة وفی الجزیة لا یصدق اذا قال ادیتها انا لان فقراء اهل الذمة لیسوا بمصارف بهذا الحق ولیس له ولایة الصرف الی مستحقه وهو مصالح المسلمین	هکذا فی التبیین
۱۲	ولو قال فی السوائم ادیت انا الی الفقراء فی المصر لا یصدق بل یؤخذ منه ثانیا وان علم الامام باداءہ	
	والزکوۃ[3] هو الثانی والاول ینقلب نفلا هو الصحیح	هکذا فی التبیین

[1] حکم نمبر ۸، ۹ / ۲۵۰ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] حکم نمبر ۲ / ۲۵۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
[3] اس لئے کہ اس کا لینا حاکم کا حق ہے وہ اسے باطل کرنے کا اختیار نہیں رکھتا۔ البتہ پوشیدہ مالوں کے متعلق یہ

دفعات دشق نمبر	چوتھا باب۔ جو شخص عاشر پر گذرے۔ اسکے احکام — عاشر پر گزرنے والے کا بیان	حوالہ
۲۵۰-۷	کوئی شخص عاشر کے پاس سے مال لیکر گذرا اور یوں کہا کہ اس کے مال پر سال نہیں گزرا ہے اور اس کے پاس اس جنس کا مزید ایسا مال نہ تھا جس پر سال گذر چکا ہو۔ یا یوں کہا کہ مجھ پر بندوں کی طرف سے قرض کا مطالبہ ہے یا اس نے یوں کہا کہ میں نے سفر میں نکلنے سے پہلے زکوٰۃ غریبوں کو ادا کر دی تھی یا یوں کہا کہ میں نے دوسرے عاشر کو دے دی ہے۔ اور اس سال میں (اس طرف) دوسرا عاشر بھی مقرر ہوا اور (ان مذکورہ بیان پر) اس شخص نے قسم کھائی تو اس کی تصدیق کی جائے گی اور جامع صغیر میں یہ شرط موجود نہیں ہے ۱ کہ وہ دوسرے عاشر کی سند دکھائے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	کافی
۸	(ا) اور اگر اس سال میں (وہاں) صدقہ لینے پر کوئی دوسرا شخص مقرر نہ تھا تو پھر اس کے بیان کی تصدیق نہ کی جائے گی۔ (ب) اور اسی طرح اگر اس نے یہ دعوی کیا کہ اس نے سفر میں نکلنے کے بعد زکوٰۃ غریبوں کو دے دی تھی (تو اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی) ۲	کافی
۹	اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے دوسرے عاشر کے نام کے خلاف سند دکھائی تو ظاہر روایت کے بموجب اس کا قول قسم کے ساتھ قبول کیا جائے گا۔ اس لئے کہ سند شرط نہیں۔	بدائع
۱۰	اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے قسم کھائی کہ اس نے دوسرے عاشر کو زکوٰۃ دے دی ہے اور چند سال بعد اس کا جھوٹ ظاہر ہو گیا تو اس سے وہ زکوٰۃ لی جائے گی۔	تتارخانیہ
۱۱	(ا) (مذکورہ صورت میں) ہر وہ قول جس میں مسلمان کی تصدیق ہو گی۔ اس میں ذمی کی بھی تصدیق ہو گی۔ (ب) (اور اس (مذکورہ) قاعدے کا جاری کرنا علی العموم نہیں ہے۔ اس لئے کہ جو کچھ ذمی سے لیا جاتا ہے وہ جزیہ ہے۔ اور جزیہ کے دینے میں اگر وہ یوں کہے کہ میں نے غریبوں کو دے دیا ہے تو اس کی تصدیق نہ کی جائے گی کیونکہ ذمی غربا اس حق کا مصرف نہیں اور جائز مصرف یعنی مسلمانوں کی مصلحتوں میں صرف کرنے کا اسے اختیار نہیں۔	کنز تبیین
۱۲	(ا) اگر (مذکورہ صورت میں) چرنے والے جانوروں کے متعلق کہنے یوں کہا کہ میں نے شہر کے غریبوں میں ان کی زکوٰۃ ادا کر دی ہے۔ تو اس کی تصدیق نہ کی جائے گی بلکہ اس سے دوبارہ وصول کی جائے گی خواہ امام کو معلوم ہو کہ اس نے پہلے ادا کر دی ہے ۳ اور (اس صورت میں) زکوٰۃ وہی قرار پائے گی جو دوسری بار ادا کی اور پہلی بار کا صدقہ نفل ہو جائے گا۔ یہی حکم صحیح ہے۔	تبیین

حکم نہیں ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۱۹۰ و رد المحتار ج ۲ ص ۵۴ نیز حکم نمبر ۲/۲۵۰ مع حاشیہ د حکم ۳۲/۲۵۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فیمن یمر علی العاشر — فیمن یمر علی العاشر	حوالہ
٢٥٠-	وفی الجامع ابی الیسر لو اجاز الامام اعطائہ لم یکن بہ بأس لانہ لو اذن الامام فی الابتداء ان یعطی الفقراء بنفسہ جاز فکذا اذا اجاز بعد الاعطاء	کذا فی البحر الرائق
١٣	مر بسوائم او نقود فقال لیست هی لی صدق	کذا فی السراج الوهاج
١٤	مر علی العاشر بعروض فقالت لیست هی للتجارۃ فالقول قولہ	کذا فی شرح الطحاوی
١٥	ولو مر بمائتی درهم بضاعۃ لم یعشرها	کذا فی الهدایۃ
١٦	وکذا المضاربۃ الا ان یکون فی المال ربح یبلغ نصیبہ نصابا فیؤخذ منہ لانہ مالک لہ	کذا فی الهدایۃ
١٧	وکذا لو مر عبد ماذون بمال فان کان مال المولی لا یأخذ وان کان کسبہ فکذلک وهو الصحیح وان کان مولاہ معہ یاخذ منہ الا اذا کان علی العبد دین یحیط بمالہ	کذا فی الکافی
١٨	ولو مر الذمی بالخمر والخنزیر بنیۃ التجارۃ وهما یساویان مائتی درهم فصاعدا اعشر الخمر من قیمتها ولم یعشر الخنازیر فی ظاهر الروایۃ وهو قول ابی حنیفۃ رح ومحمد رح	هکذا فی السراج الوهاج
١٩	ولم یذکر محمد رح حکم جلود المیتۃ اذا مر بها الذمی	

ـــــ ١ـــــ البحر الرائق میں بحوالہ المغرب لکھا ہے کہ بضاعت لغت میں پونجی کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں اس مال کو کہتے ہیں جسے اس کا مالک کسی آدمی کو دے تاکہ وہ تجارت کرے اور نفع سب مالک کا ہو اور کام کرنے والے کے لئے اس میں سے کچھ نہ ہو ماخوذ از البحر الرائق ج ٢ ص ٢٣٣ و حاشیہ ہدایہ ج ا ص ١٩١ (مترجم) ـــــ ٢ـــــ اس لئے کہ وہ تجارت کیلئے اجازت یافتہ ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے کیلئے اجازت یافتہ نہیں ماخوذ ہدایہ ج ا ص ١٩١ (مترجم) ـــــ ٣ـــــ مضاربت کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ١٨/٢٤٩

دفعات دشتی نمبر	چوتھا باب۔ جو شخص عاشر پر گذرے۔ اسکے احکام — عاشر پر گذرنے والے کا بیان	حوالہ
۲۵۰-	(ب) اور (مذکورہ صورت کے متعلق) جامع ابو الیسرؒ میں ہے۔ کہ اگر اس کے دینے کو حاکم نے جائز قرار دے دیا تو پھر کوئی حرج نہیں اس لئے کہ اگر امام ابتداء میں اسے یہ اجازت دے دے کہ غرباء کو خود زکوۃ دے دے تو اس کا دینا جائز ہوتا ہے اسیطرح اگر دینے کے بعد اس نے اجازت دے دی تو جائز ہوگا۔	بحر رائق
۱۳	اگر کوئی شخص چرنے والے جانور یا نقد مال لیکر عاشر کے پاس سے گذرا اور یوں کہا کہ یہ میرے نہیں ہیں تو اس کے بیان کی تصدیق کی جائے گی۔	سراج وہاج
۱۴	کوئی شخص کچھ مال لیکر عاشر کے پاس سے گذرا اور کہا کہ یہ مال تجارت کا نہیں ہے تو اس کے کہنے کا اعتبار کیا جائے گا۔	شرح طحاوی
۱۵	اگر کوئی شخص دو سو درہم بضاعت[1] کے ساتھ عاشر کے پاس سے گذرا تو اسکی زکوۃ نہ دے گا[2]	ہدایہ
۱۶	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کوئی شخص مضاربت[3] کا مال لیکر عاشر کے پاس سے گذرا تو اس سے اسکی زکوۃ نہ لی جائے گی[4] لیکن اگر اس مال میں اتنا نفع ہو کہ اس کا حصہ بقدر نصاب ہوجائے تو اس سے اس کی زکوۃ لی جائے گی۔ اس لئے کہ وہ اس کا مالک ہے۔	ہدایہ
۱۷	(ا) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح اگر ایسا غلام جسے تجارت کی اجازت ہے وہ کچھ مال لیکر عاشر کے پاس سے گذرا تو (اس مال کی زکوۃ کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر وہ مال مالک کا ہے تو عاشر اس غلام سے اس مال کی زکوۃ نہ لے گا اور اگر وہ مال اس غلام کی اپنی کمائی ہے تو بھی یہی حکم ہے (کہ اس سے اس مال کی زکوۃ نہ لے گا) اور یہی حکم صحیح ہے[5] (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس کا مالک اس کے ساتھ ہو تو عاشر اس مال کی زکوۃ لے گا لیکن اگر غلام پر اتنا قرض ہو کہ اس کے مال کو گھیرے ہوئے ہو (تو پھر یہ حکم نہیں ہے)۔	کافی
۱۸	اگر ذمی شخص شراب اور خنزیر تجارت کی غرض سے لیکر عاشر کے پاس سے گذرا اور وہ دونوں دو سو درہم یا اس سے زیادہ کے ہوں تو (ان کے متعلق حکم یہ ہے کہ) شراب کی قیمت سے عشر واجب[6] لیا جائے گا۔ اور ظاہر روایت کے بموجب خنزیروں سے کچھ عشر نہ لیا جائے گا۔ اور یہ قول امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کا ہے۔	سراج وہاج
۱۹	اگر ذمی شخص مردار کی کھالیں لے کر عاشر کے پاس سے گذرے تو امام محمدؒ نے	

کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] اس لئے کہ وہ زکوۃ ادا کرنے کیلئے نہ مالک ہے نہ نائب بلکہ وہ صرف تجارت کیلئے نائب ہے ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۱۹۲ اور مال مضاربت میں زکوۃ کے متعلق حکم ۱۸ — ۱۹ / ۲۴۸ ملاحظہ ہو — (مترجم)

[5] اس کے متعلق حکم نمبر ۱/۲۳۳ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] عشر کا مفہوم دسواں حصہ ہے مگر اس کا اطلاق ہر اس مال پر ہوتا ہے جو عاشر وصول کرتا ہے خواہ وہ دسواں حصہ ہو یا بیسواں یا چالیسواں ہو۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۵۱ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فیمن یمر علی العاشر — فیمن یمر علی العاشر	حوالہ
۲۵۰-	علی العاشر قالوا وینبغی لعاشر ان یعشرها	ھکذا فی المحیط
۲۰	ویأخذ من الحربی العشر الا ان یاخذوا من تجارنا اکثر او اقل فیؤخذ منھم کذلک وان لم یأخذوا منا شیاء لم نأخذ منھم شیأ مجازاۃ لھم علی ضیعھم وان اخذوا منا جمیع المال یؤخذ منھم جمیع المال الا قدر ما یبلغہ الی مأمنہ۔	کذا فی محیط السرخسی
۲۱	ولا یؤخذ من مکاتبی الحربیین وصبیانھم الا اذا اخذوا من صبیاننا ومکاتبینا	کذا فی محیط السرخسی
۲۲	ولا یصدق الحربی فی شیئ الا ان یدعی فی الجواری انھن امھات اولادہ وفی الغلمان انھم اولادہ لان اقرارہ بالنسب وامومیۃ الولد صحیح فانعدمت صفۃ المالیۃ فان قال ھم مدبرون لم یصدق لان التدبیر لا یصح منہ	کذا فی السراج الوھاج
۲۳	فان مر بخمسین درھما لم یؤخذ منہ الا ان یکونوا یأخذون من تجارنا من مثلھا	کذا فی السراج الوھاج
۲۴	وان لم نعلم ھل یعشرون تجارنا ام لا ونعلم ولکن لا نعلم قدر ما یأخذون منا اخذنا منھم العشر	کذا فی السراج الوھاج
۲۵	وان مر الحربی علی العاشر فعشرہ ثم مر مرۃ اخری لم یعشرہ	

[1] حکم نمبر ۲۲/۲۵۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] مکاتب کے مفہوم کے متعلق حکم ۲/۲۳۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
[3] یعنی عاشر حربی کافر کے مال میں سے اسکی تجارت کی نیت کے بغیر بھی عشر واجب کی قیمت وصول کر سکتا ہے۔ مفہوم ماخوذ از درمختار رد

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب - جو شخص عاشر پر گذرے - اسکے احکام / عاشر پر گذرنے والے کا بیان	حوالہ
۲۵۰ -	اس کے حکم کے متعلق کچھ ذکر نہیں کیا فقہاءؒ نے کہا ہے کہ عاشر کو چاہیئے کہ اس میں سے عشر واجب لے لے ۔	محیط
۲۰	(ا) جنگ کرنے والے کافروں میں سے کوئی کافر اگر عاشر کے پاس سے گذرے تو اس سے عشر واجب لے لے ۱ھ (ب) لیکن اگر جنگ کرنے والے کافر ہمارے تاجروں سے اس سے زیادہ یا کم لیتے ہوں تو ان سے بھی اسی قدر لیا جائے گا ۔ (ج) اور اگر وہ ہمارے تاجروں سے کچھ نہ لیتے ہوں تو ہم بھی انکی اس بھلائی کے بدلے میں انکے تاجروں سے کچھ نہ لیں گے ۔ (د) اور اگر وہ مسلمان تاجروں کا سارا مال لے لیتے ہوں تو انکے تاجروں سے بھی سارا مال لے لیا جائے گا ۔ لیکن اتنا مال چھوڑ دیا جائے گا کہ اس کے ذریعہ وہ اپنی جائے امن میں پہنچ جائے	محیط سرخسی
۲۱	اور جنگ کرنے والے کافروں کے مکاتبوں ۲ھ اور لڑکوں سے (اگر وہ عاشر کے پاس سے گزریں تو) کچھ نہ لیا جائے گا ۔ لیکن اگر وہ مسلمانوں کے لڑکوں اور مکاتبوں سے لیتے ہوں تو پھر ان سے بھی لیا جائے گا ۔	محیط سرخسی
۲۲	(ا) جنگ کرنے والے کافروں میں سے کسی کافر کی کسی بات کی تصدیق نہ کی جائے گی ۳ھ (ب) لیکن اگر وہ باندیوں کے متعلق یہ کہے کہ وہ اس کی ام ولد ۴ھ ہیں یا غلاموں کو اپنی اولاد بتائے تو اس کی تصدیق کی جائے گی ۔ اس لئے کہ نسب میں اور ام ولد قرار دینے میں اس کا اقرار صحیح ہے ۔ اور اس صورت وہ باندی اور غلام مال نہ رہیں گے (ج) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس کافر نے ان باندیوں کو مدبر ۵ھ بنایا تو اس کی تصدیق نہ کی جائے گی ۔ اس لئے کہ حربی کا مدبر کرنا صحیح نہیں ہوتا ۔	سراج وہاج
۲۳	(ا) اگر جنگ کرنے والے کافروں میں سے کوئی کافر پچاس درہم لیکر عاشر کے پاس سے گذرے تو اس سے کچھ نہ لیا جائے گا ۔ (ب) لیکن اگر وہ کافر ہمارے تاجروں سے مذکورہ مقدار میں سے لیتے ہوں تو ان کے تاجروں سے بھی مذکورہ مقدار میں سے لیا جائے گا ۔	سراج وہاج
۲۴	اور اگر (مذکورہ صورت میں) ہمیں یہ معلوم نہ ہو کہ وہ ہمارے تاجروں سے لیتے ہیں یا نہیں یا یہ تو معلوم ہو کہ وہ لیتے ہیں لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کتنا لیتے ہیں تو (اس صورت میں) ہم ان سے دسواں حصہ لیں گے ۔	سراج وہاج
۲۵	اگر جنگ کرنے والے کافروں میں سے کوئی کافر کسی عاشر کے پاس سے گذرا اور اس نے اس	

ردالمحتار ج ۲ ص۵۷ ۔ نیز حکم ۲۰/۲۵۰ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ھ ام ولد کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲/۲۳۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵ھ مدبر کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲/۲۳۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فيمن يمر على العاشر — فيمن يمر على العاشر	حوالہ
۲۵۰-	حتى يحول الحول	كذا فى الهداية
۲۶	وان عشره فرجع الى دار الحرب ثم خرج من يومه ذلك عشره ايضا	كذا فى الهداية
۲۷	ولو مر حربى بعاشر ولم يعلم به العاشر حتى خرج ودخل دار الحرب ثم خرج لم يعشر لما مضى	كذا فى التبيين
۲۸	ولو مر المسلم والذمى على العاشر ولم يعلم بهما ثم علم فى الحول الثانى يأخذ منهما	كذا فى محيط السرخسى والسراج الوهاج
	ولو مر عليه باربعين شاة وقد حال عليها حولان اخذ منه للاول دون الثانى	كذا فى السراج الوهاج
۲۹	ويؤخذ من بنى تغلب نصف العشر والماخوذ منهم عوض عن الجزية	
	ولو مر صبى او امرأة من بنى تغلب بمال فليس على الصبى شيئ وعلى المرأة ما على الرجل	كذا فى السراج الوهاج
۳۰	ومن مر بعاشر الخوارج وعشره ثم مر على عاشر اهل العدل عشره ثانيا	
	بخلاف ما اذا غلب الخوارج على بلد واخذوا زكوة سوائمهم فانه لا شيئ عليهم	كذا فى الكافى
۳۱	مر على العاشر بما يتسارع اليه الفساد كالفواكه والرطاب والبقول واللبن وقيمته نصاب لم يعشر عند ابى حنيفة رح	

۱ اس لئے کہ ولایت منقطع ہو جانے کی وجہ سے سابقہ عشر ساقط ہوگیا۔ ماخوذ از درمختار علی رد المحتار ج ۲ ص ۵۶ اور البحر الرائق ج ۲ ص ۲۳۳ اور ولایت منقطع نہ ہونے کے متعلق حکم ۲۸/۲۵۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ اسلئے کہ عشر واجب ہونے کے بعد اسے ساقط کرنیوالا کوئی امر موجود نہیں ہے ماخوذ از درمختار رد المحتار ج ۲ ص ۵۷ و البحر الرائق ج ۲ ص ۲۳۳ ۔ اور مذکورہ امر موجود ہونے کے متعلق حکم ۲۷/۲۵۰ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ جیسا کہ انکے متعلق چرنیوالے

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب - جو شخص عاشر پر گذرے - اسکے احکام / عاشر پر گذرنے والے کا بیان	حوالہ
۲۵۰-	سے عشر لے لیا پھر وہ کافر دوبارہ گذرا تو اس سال میں اس سے دوبارہ عشر نہ لے	ہدایہ
۲۶	اور اگر (مذکورہ صورت میں) عاشر نے اس کافر سے عشر لے لیا پھر وہ کافروں کے ملک میں چلا گیا پھر اسی دن وہاں سے نکل آیا تو عاشر اس سے پھر عشر لے لے۔	ہدایہ
۲۷	اگر جنگ کرنے والے کافروں میں سے کوئی کافر عاشر کے پاس سے گذرا اور عاشر کو معلوم نہ ہوا۔ حتیٰ کہ وہ کافر نکل گیا اور دار الحرب میں داخل ہو گیا پھر وہاں سے نکل آیا تو اس سے گذشتہ عشر واجب وصول نہیں کرے گا[1]	تبیین
۲۸	(ا) اگر مسلمان اور ذمی کسی عاشر کے پاس سے گذرے۔ اور ان دونوں کے متعلق عاشر[2] کو معلوم نہ ہوا پھر دوسرے سال میں اس کا علم ہوا تو ان دونوں سے سابقہ عشر واجب بھی لے لے گا	محیط سرخسی بسراج وہاج
	(ب) اگر عاشر کے پاس سے کوئی شخص چالیس بکریاں لیکر گذرے جن پر دو سال گذر چکے ہوں تو (اس صورت میں) عاشر پہلے سال کی زکوۃ لے گا دوسرے سال کی نہ لے گا۔	سراج وہاج
۲۹	بنو تغلب کے قبیلہ سے نصف عشر (بیسواں حصہ) لیا جائے گا[3] اور جو کچھ ان سے لیا جائیگا وہ جزیہ کے عوض میں ہو گا۔ اگر بنو تغلب کا لڑکا یا عورت مال لیکر عاشر کے پاس سے گذریں تو لڑکے پر کوئی چیز لازم نہیں[4] اور عورت پر عشر میں سے اسی قدر لازم ہے جسقدر کے مرد پر لازم ہوتا ہے[5]	سراج وہاج
۳۰	(ا) اگر کوئی شخص خوارج[6] کے عاشر کے پاس سے گذرا اور انہوں نے اس سے عشر لے لیا پھر وہ شخص اہل عدل کے عاشر کے پاس سے گذرا تو وہ اس سے دوبارہ عشر لے گا[7]	
	(ب) مگر اس حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ جب خوارج نے کسی شہر پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے لوگوں سے چرنے والے جانوروں کی زکوۃ لے لی تو پھر ان لوگوں پر (دوبارہ) کچھ لازم نہ ہو گا[8]	کافی
۳۱	(ا) کوئی شخص کسی عاشر کے پاس سے ایسی چیز لے کر گذرا جو جلد خراب ہو جاتی ہے مثلاً پھل۔ تر کھجوریں۔ ترکاریاں اور دودھ۔ اور اس چیز کی قیمت بقدر نصاب بنتی ہے تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) امام ابو حنیفہ رح کے ہاں اس سے عشر نہ لیا جائے گا۔	
	(ب) اور صاحبین (امام ابویوسف رح اور امام محمد رح) کے ہاں اس سے عشر لیا	

جانوروں کی زکوۃ کے احکام میں مذکور ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ا ص ۱۹۱ (مترجم) [4] حکم نمبر ۹/۲۴۹، ۲۷/۲۵۲ ملاحظہ ہو۔ نیز تغلبی لڑکے کی زمین کی پیداوار اور پھلوں کے عشر کے متعلق حکم نمبر ۳۰/۲۵۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم نمبر ۹، ۱۰/۲۴۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] خوارج یعنی خارجی اور باغی لوگ۔ اور باغی کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۴۰/۲۲۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اور اہل عدل جو ان کے مقابل ہوں (مترجم) [7] اسلئے کہ اسنے انکے پاس سے گذرنے کا قصور کیا ہے ماخوذ از ہدایہ ج ا ص ۱۹۲ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فیمن یمر علی العاشر — فیمن یمر علی العاشر	حوالہ
۲۵۰-	وعندھما یعشرہ	کذا فی السراج الوھاج وھکذا فی محیط السرخسی والکافی
۳۲	ولو مر بمواش سائمۃ دون النصاب وفی بیتہ مایکملہ نصابا اخذ منہ الواجب لان الکل داخل تحت الحمایۃ	کذا فی السراج الوھاج

۱؎ درمختار میں ہے کہ اگر عاشر کے پاس غریب لوگ ہوں تو عشر وصول کرکے انہیں دے دے۔ ماخوذ از درمختار ج ۲ ص ۵۸ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب۔ جو شخص عاشر پر گزرے۔ اسکے احکام عاشر پر گزرنے والے کا بیان	حوالہ
	جائے گا ؎۱	سراج وہاج محیط سرخسی کافی
۲۵۰۔ ۳۲	اگر کوئی شخص چرنے والے جانور قدر نصاب سے کم لے کر عاشر کے پاس سے گزرا اور اس کے گھر میں چرنے والے اور جانور بھی ہوں جن کے ملانے سے نصاب بن جاتا ہو تو اس سے صدقہ واجب کے بقدر لیا جائے گا۔ اس لئے کہ (مذکورہ) سارا مال زیر حفاظت قرار پاتا ہے ؎۲	سراج وہاج

؎۲ حکم ۱۲/۲۵۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی المعاون والرکاز — المعاون والرکاز	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	الباب الخامس فی المعاون والرکاز،	
	دفعات ۲۵۱ تا ۲۵۱ عنوان ۱ تعداد شق ۲۲	
	۲۵۱ـ المعاون والرکاز تعداد شق ۲۲	
۱	مایخرج من المعاون ثلاثة منطبع بالنار ومائع وماليس بمنطبع ولا مائع اما المنطبع كالذهب والفضة والحديد والرصاص والنحاس والصفر ففيه الخمس	كذا فى التهذيب
۲	سواء اخرجه حر اوعبد اوذمى اوصبى اوامرأة وما بقى فللآخذ	كذا فى التهذيب
۳	والحربى المستامن اذا عمل بغير اذن الامام لم يكن له شيئ وان عمل باذنه فله ماشرط	كذا فى محيط السرخسى
۴	وسواء وجد فى ارض عشرية اوخراجية	كذا فى محيط السرخسى
۵	اذا عمل رجلان فى طلب الركاز فاصابه احدهما كان للواجد	كذا فى البحر الرائق
۶	واذا استاجر اجراء للعمل فى المعدن فالمصاب للمستاجر	كذا فى البحر الرائق
۷	واما المائع كالقير[۳] والنفط[۴] والملح وماليس بمنطبع ولا مائع كالنورة والجص والجواهر واليواقيت فلا شئ فيها	كذا فى التهذيب
۸	ويجب الخمس فى الزنبق	كذا فى محيط السرخسى

۱؎ اور دوسری اور تیسری قسم کے احکام کے متعلق حکم نمبر ۷/۲۵۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ عشری اور خراجی زمین کا مفہوم فتاوی عالمگیری کی بحث ۱۳ باب ۷ اور حواشی حکم ۳۵/۲۵۲ میں اور عشر و خراج کے متعلق حکم نمبر ۲۵۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ القیر اسے الزفت اور القار بھی کہتے ہیں۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۲۳۹ اور رد المحتار میں ہے کہ القار اور القیر اور الزفت وہ چیز ہے جس سے کشتیوں کو لیپ کیا جاتا ہے ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۶۰ (مترجم) ۴؎ النفط وہ تیل جو پانی پر آجاتا ہے اور اس میں عشر اس لئے نہیں

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب - کانوں اور دفینوں کی زکوۃ کے احکام — کانوں اور دفینوں کا بیان	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	پانچواں باب کانوں اور دفینوں کی زکوۃ کے احکام	
	دفعات ۲۵۱ تا ۲۵۱ عنوان ۱ تعداد شق ۲۲	
۲۵۱-	کانیں اور دفینے — اور اسمیں ۲۲ شقیں ہیں	
۱	کانوں میں سے جو چیزیں نکلتی ہیں - تین قسم ہیں - (۱) وہ چیزیں جو آگ سے پگھل جاتی ہیں (۲) بہتی چیزیں (۳) اور وہ چیزیں جو نہ پگھلتی ہیں نہ بہتی ہیں - پس جو ۱ چیزیں آگ میں پگھلنے والی ہوتی ہیں - مثلاً سونا - چاندی - لوہا - سیسہ تانبا اور پیتل تو ان میں پانچواں حصہ (دینا) ٭ لازم ہوتا ہے -	تہذیب
۲	(مذکورہ صورت میں) خواہ اسے آزاد آدمی نکالے یا غلام نکالے یا ذمی شخص یا لڑکا یا عورت نکالے حکم برابر ہے - اور جو باقی رہے - وہ نکالنے والے کا حق ہے -	تہذیب
۳	(ا) حربی کافر جو امن حاصل کرکے آیا ہو اور وہ حاکم کی اجازت کے بغیر کانوں سے چیزیں نکالنے کا کام شروع کردے تو اسے کچھ نہ ملے گا -	
	(ب) اور اگر حاکم کی اجازت سے نکالے تو حسب معاہدہ ملے گا -	محیط سرخسی
۴	(مذکورہ چیزیں) عشری زمین میں پائی جائیں یا خراجی زمین میں پائی جائیں ۲ حکم برابر ہے -	محیط سرخسی
۵	جب دو آدمیوں نے دفینہ کی تلاش میں کام شروع کیا تو ایک کو مل گیا تو جسے ملا ہے اس کا حق ہے	بحر رائق
۶	جب کسی شخص نے کان کے کام کا اجارہ لے لیا تو جو کچھ اس کان سے ملے وہ اس اجارہ والے کا ہے	بحر رائق
۷	بہتی چیزیں مثلاً تارکول - مٹی کا تیل - نمک اور وہ چیزیں جو نہ پگھلتی ہیں نہ بہتی ہیں - مثلاً چونا - گچ - ہیرے - یاقوت تو ان سب میں کچھ لازم نہیں ہوتا ۵	تہذیب
۸	پارہ میں پانچواں حصہ (زکوۃ) واجب ہے -	محیط سرخسی

ہے کہ وہ زمین سے حاصل کردہ پیداوار کے حکم میں نہیں ہے بلکہ وہ پانی کے چشمہ کی طرح ہے - البتہ قیراور نفط والی زمین خراجی ہو اور وہ فارغ قابل زراعت ہو تو اس میں خراج واجب ہوگا - ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۲۳۹ (مترجم) ۵ جیساکہ البحر الرائق میں ہے، اس لئے کہ بموجب روایت پتھروں میں خمس نہیں - نیز لکھا ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ یہ چیزیں کان سے ملیں اور اگر بطور خزانہ اور دفینہ ملیں تو اس میں خمس (یعنی پانچواں حصہ) لازم ہوگا اسلئے کہ خزانہ پانے میں مالیت کا اعتبار ہوتا ہے - ماخوذ البحر الرائق ج ۲ ص ۲۳۶ اور جیساکہ ۱۹/۲۵۱ میں ہے نیز یہ چیزیں کان سے ملنے کی صورت میں بھی حکم نمبر ۳/۲۳۸ اور ۹/۲۴۸

ملاحظہ ہو (مترجم) ٭ اس پانچویں حصہ کے خرچ کرنیکی جگہیں وہ ہیں جو مال غنیمت خرچ کرنیکی جگہیں ہیں - ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۵۹ - نیز حکم ۲/۲۶۰ و ۶/۲۵۵ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی المعادن والرکاز — المعادن والرکاز	حوالہ
۲۵۱-۹	ولا یجب فیما وجد فی دارہ وارضہ من المعدن عند ابی حنیفۃ رح وقالا یجب	کذا فی التبیین
۱۰	ومن وجد کنزا فی دار الاسلام فی ارض غیر مملوکۃ کالفلاۃ فان کان علی ضرب اہل الاسلام کالمکتوب علیہ کلمۃ الشہادۃ فہو بمنزلۃ اللقطۃ	
	وان کان علی ضرب اہل الجاہلیۃ کالدراہم المنقوش علیہا الصلیب والصنم ففیہ الخمس واربعۃ اخماسہ للواجد	کذا فی محیط السرخسی
۱۱	ولو اشتبہ الضرب بان لم یکن فیہ شیٔ من العلامات یجعل جاہلیا فی ظاہر المذہب	کذا فی الکافی
۱۲	ویستوی ان یکون الواجد صغیرا اوکبیرا حرا او عبدا مسلما اوذمیا	کذا فی المحیط
۱۳	وان کان حربیا مستامنا لایعطی لہ شیٔ الا ان یکون الحربی عمل باذن الامام وشرطہ ومقاطعتہ فعلیہ ان یفی بالشرط	کذا فی المحیط
۱۴	وان وجد فی ارض مملوکۃ اتفقوا جمیعا علی وجوب الخمس فیہ ۔	کذا فی شرح الطحاوی
۱۵	واختلفوا فی اربعۃ اخماسہ قال ابو حنیفۃ رح ہی لصاحب الخطۃ	کذا فی شرح الطحاوی
	وفی الفتاوی العتابیۃ اذا کان صاحب الخطۃ ذمیا فلا شیٔ لہ فان لم یعرف المختط لہ ولا ورثتہ یصرف الی اقصی مالک فی الاسلام یعرف لہ	کذا فی التتارخانیۃ
	او لورثتہ	کذا فی البحر الرائق ناقلا عن البدائع وشرح الطحاوی
۱۶	والا یکون لبیت المال	کذا فی محیط السرخسی
۱۷	ولو وجد مسلم رکازا اومعدنا فی دار الحرب فی ارض غیر مملوکۃ لاحد فہو للواجد ولا خمس فیہ	کذا فی شرح الطحاوی

[1] پڑی ہوئی چیز پانے کے حکم کے متعلق فتاوی عالمگیری کی بحث ۱۵ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] خزانہ ملنے کی صورت میں یہ حکم ہے اور کان ملنے کی صورت حکم نمبر ۱ تا ۹ / ۲۵۱ ملاحظہ ہو ۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب - کانوں اور دفینوں کی زکوۃ کے احکام . کانوں اور دفینوں کا بیان	حوالہ
۲۵۱-۹	(ا) کسی کے گھر میں یا اس کی زمین میں کان نکل آئے تو امام ابوحنیفہؒ کے ہاں اس میں کچھ زکوۃ واجب نہیں ہے۔ (ب) اور صاحبین (امام ابو یوسف اور امام محمدؒ) کے ہاں اس میں پانچواں حصہ زکوۃ) واجب ہے۔	تبیین
۱۰	کسی شخص کو دارالاسلام کی زمین میں سے خزانہ ملا اور وہ زمین کسی کی ملکیت نہیں ہے۔ مثلاً بیابان میں ملا تو (اسکے لئے حکم یہ ہے کہ)(ا) اگر وہ اہل اسلام کا سکہ ہو مثلاً اسپر کلمہ شہادت لکھا ہو تو اس کا حکم وہی ہے جو پڑی ہوئی چیز پانے کا حکم ہے۔ ؎۱ (ب) اور اگر وہ جاہلیت کا سکہ ہو مثلاً ایسی درہمیں ہوں جن پر صلیب یا بُت بنا ہوا ہو تو اس میں پانچواں حصہ زکوۃ ہوگی اور باقی چار حصے پانے والے کے ہوں گے۔	محیط السرخسی
۱۱	اگر (مذکورہ) خزانہ میں سکہ کے متعلق شبہ ہو مثلاً اس میں ان علامتوں میں سے کوئی نہ ہو تو ظاہر مذہب کے بموجب وہ خزانہ جاہلیت کے زمانہ کا قرار دیا جائے گا۔	کافی
۱۲	(مذکورہ خزانہ) پانے والا چھوٹا ہو یا بڑا - آزاد ہو یا غلام - مسلمان ہو یا ذمی حکم برابر ہے۔	محیط
۱۳	اور اگر (مذکورہ) خزانہ پانے والا ایسا حربی کافر ہو جو امن حاصل کرکے آیا ہو تو اسے کچھ نہ دیا جائے گا لیکن اگر اسنے حاکم کی اجازت سے کام کیا ہو اور اس نے کچھ شرط کرلیا ہو اور کچھ ٹھہرالیا ہو تو اس پر لازم ہے۔ کہ اس شرط کو پورا کرے۔	محیط
۱۴	اگر کسی کی مملوکہ ؎۲ زمین میں خزانہ ملے تو اس پر فقہاءؒ کا اتفاق ہے کہ اس میں پانچواں حصہ زکوۃ واجب ہوگی۔	شرح طحاوی
۱۵	اور (مذکورہ صورت میں) باقی چار حصوں کے متعلق فقہاءؒ کا اختلاف ہے۔ (ا) امام ابوحنیفہؒ کا قول یہ ہے کہ وہ بقیہ صاحب الخطۃ کے لئے ہے (یعنی وہ ملک فتح ہونے پر حاکم کی طرف سے سب سے پہلے جسے وہ جگہ دی گئی تھی) ؎۳ ؎۲ اور فتاوی عتابیہ میں ہے کہ (مذکورہ صورت میں) صاحب الخطۃ ذمی شخص ہو تو اسے کچھ نہ ملے گا۔ (ب) اور ؎۱ اگر اس جگہ کے صاحب الخطۃ کی پہچان نہ ہو سکے اور نہ اسکے وارث کی پہچان ہو سکے تو وہ بقیہ اسے ملے گا۔ جو اسلام میں معلوم شدہ مالکوں میں سے سب سے پہلا مالک ہو۔ ؎۲ یا اس (مذکورہ) شخص کے وارثوں کو ملے گا۔	شرح طحاوی تتارخانیہ بحر رائق شرح طحاوی
۱۶	اور اگر (مذکورہ صورت میں) مذکورہ بھی نہ ہوں تو وہ بقیہ بیت المال (اسلامی خزانہ) کے لئے ہوگا۔	محیط سرخسی
۱۷	کسی مسلمان نے جنگ کرنے والے کافروں کی ایسی سرزمین میں دفینہ یا کان پائی جو زمین کسی کی مملوکہ نہیں ہے تو وہ دفینہ یا کان پانے والے کا حق ہے اور اس میں پانچواں حصہ بھی نہیں ہے۔	شرح طحاوی

؎۳۔ جیسا کہ ہدایہ ج ۱ ص ۱۹۳ میں ہے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی المعادن والرکاز المعادن والرکاز	حوالہ
۲۵۱-۱۸	ولو وجدہ فی ملک بعضهم فان دخل علیهم بامان ردّہ علیهم ولو لم یردّ واخرجه الی دار الاسلام یکون ملکاله الا انه لا یطیب[۱] ولو باعه یجوز بیعه ولکن لا یطیب للمشتری ایضا	کذا فی شرح الطحاوی
	وسبیله التصدق به	کذا فی البحر الرائق
	وان دخل بغیر امان یکون له من غیر خمس	کذا فی محیط السرخسی
۱۹	والمتاع من السلاح والآلات واثاث المنازل والفصوص والقماش فی هذا کالکنز حتی یخمس	کذا فی التبیین
۲۰	ولا شیئ فیما یستخرج من البحر کالعنبر واللؤلؤ والسمک	کذا فی فتاوی قاضیخان والخلاصة
۲۱	ولو اخرج النقدین من البحر لا شیئ فیهما	کذا فی التهذیب
۲۲	ولیس فی الفیروزج الذی یوجد فی الجبال خمس	کذا فی الهدایة

۱ـــہ خزانہ پانے کے متعلق حکم نمبر ۱۰ تا ۱۹ / ۲۵۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ـــہ حکم نمبر ۷ / ۲۵۱ کا حاشیہ ملاحظہ

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب- کانوں اور دفینوں کی زکوۃ کے احکام — کانوں اور دفینوں کا بیان	حوالہ
۲۵۱-۱۸	اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے وہ دفینہ یا کان ایسی زمین میں پائی جو ان کافروں میں سے کسی کی مملوکہ ہے تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر وہ ان کے ملک میں امان حاصل کرکے گیا تھا۔ تو انہیں لوٹا دے ــــ اور[۲] اگر اس نے نہ لوٹایا اور دارالاسلام کی طرف نکال لایا تو وہ اس کا مالک بن جائے گا- لیکن وہ اس کے لئے پاکیزہ مال نہ ہوگا- اور[۳] اگر اس نے اسے بیچ دیا تو بیع جائز ہو جائیگی لیکن خریدنے والے کیلئے وہ مال پاکیزہ نہ ہوگا- [۴] اور اسکی تدبیر یہ ہے کہ اسے صدقہ کردے - (ب) اور اگر وہ ان کے ملک میں امان حاصل کئے بغیر گیا تھا تو وہ اسی کا حق ہے اس میں پانچواں حصہ زکوۃ بھی نہ ہوگی -	شرح طحاوی بحر رائق محیط سرخسی
۱۹	دفینہ میں سازوسامان مثلاً ہتھیار- اوزار- گھریلو سامان- نگینے (قیمتی پتھر) اور عام چیزوں کا حکم وہی ہے۔ جو خزانہ پانے کی صورت میں حکم[۱] ہے- حتیٰ کہ اس میں پانچواں حصہ لازم ہوگا-	تبیین
۲۰	دریا (اور سمندر) میں سے جو چیزیں نکالی جاتی ہیں مثلاً عنبر- موتی اور مچھلی تو ان میں کچھ لازم نہیں ہے-	قاضیخان و خلاصہ
۲۱	اگر کسی نے دریا (اور سمندر) سے سونا یا چاندی نکالا تو اس میں کچھ لازم نہیں ہے-	تہذیب
۲۲	پہاڑوں میں جو فیروزہ ملے اس میں پانچواں حصہ نہیں ہے[۲]	ہدایہ

ہو- (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی زکوۃ الزرع والثمار / زکوۃ الزرع والثمار	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	الباب السادس فی زکوۃ الزرع والثمار	
	دفعات ۲۵۲ تا ۲۵۲ عنوان ۱ تعداد شق ۵۲	
۲۵۲-	**زکوۃ الزرع والثمار** تعداد شق ۵۲	
۱	وھو فرض وسببہ الارض النامیۃ بالخارج حقیقۃ بخلاف الخراج فان سببہ الارض النامیۃ حقیقۃ او تقدیرا بالتمکن فلو تمکن و لم یزرع وجب الخراج دون العشر و لو اصاب الزرع آفۃ لم یجب ۲	ھکذا فی البحر الرائق
۲	و رکنہ التملیک	ھکذا فی البحر الرائق
۳	و شرط ادائہ ما مر فی الزکوۃ	ھکذا فی البحر الرائق
۴	و شرط وجوبہ نوعان الاول شرط الاھلیۃ وھو الاسلام فانہ شرط ابتداءً فلا یبتدأ الا علی مسلم بلا خلاف والعلم بالفرضیۃ واما العقل والبلوغ فلیسا من شرائط الوجوب، حتی یجب العشر فی ارض الصبی والمجنون لان فیہ معنی المؤنۃ المؤنۃ و لھذا اجاز الامام ان یأخذ جبرا و یسقط عن صاحب الارض الا انہ لا ثواب لہ وکذا الوقات من علیہ العشر والطعام قائم یؤخذ منہ بخلاف الزکوۃ	

۱؎ پیداوار کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر $\frac{۵}{۲۵۲}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ اس عبارت کا ماخذ البحر الرائق ہے اور اس میں لم یجب کی بجائے لم یجبا کے الفاظ ہیں یعنی پھر عشر اور خراج میں سے کچھ واجب نہ ہوگا - ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۲۳۶ (مترجم) ۳؎ پیداوار اور عشری زمین کرایہ پر دینے کی صورت میں حکم $\frac{۳۷}{۲۵۲}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ زکوۃ کی ادائیگی کی شرطیں حکم نمبر $\frac{۲۳}{۲۳۲}$ میں ملاحظہ ہوں

دفعات و شق نمبر	چھٹا باب - کھیتی اور پھلوں کی زکوٰۃ کے احکام　　　کھیتی اور پھلوں کی زکوٰۃ کا بیان	حوالہ
	بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ	
	چھٹا باب - کھیتی اور پھلوں کی زکوٰۃ کے احکام	
	دفعات ۲۵۲ تا ۲۵۲　عنوان ۱　تعداد　شق ۵۲	
۲۵۲	کھیتی اور پھلوں کی زکوٰۃ　　اور اسمیں ۵۲ شقیں ہیں	
۱	کھیتی اور پھلوں کی زکوٰۃ فرض ہے اور اس فرضیت کا سبب ایسی قابل کاشت زمین ہے۔ جس کی پیداوار [1] حقیقتاً حاصل ہو۔ خراج کا حکم اسکے خلاف ہے اسکی فرضیت کا سبب ایسی قابلِ کاشت زمین ہے جس میں پیداوار حقیقتاً ہو یا حکماً ہو۔ بایں صورت کہ وہ پیداوار حاصل کرنے کی قدرت پائے۔ پس اگر کوئی شخص زمین سے پیداوار حاصل کرنے پر قادر تھا۔ اور اس نے کاشت نہ کی تو خراج واجب ہو سکے گا۔ عشر واجب نہ ہوگا۔ اور اگر کھیتی پر کوئی آفت آگئی تو کچھ واجب نہ ہوگا۔ [2]	بحر رائق
۲	کھیتی اور پھلوں کی زکوٰۃ میں رکن یہ ہے کہ (مصرف قرار پانے والے کو) مالک بنا دے۔	بحر رائق
۳	کھیتی اور پھلوں کی زکوٰۃ کی ادائیگی کی شرط وہی ہے جو زکوٰۃ کے احکام میں گزری ہیں [4]	بحر رائق
۴	کھیتی اور پھلوں کی زکوٰۃ واجب ہونے کی شرطیں دو قسموں پر ہیں شرائطِ وجوب کی پہلی قسم [5] یہ ہے کہ (ا) اہلیت ہو اور وہ یہ ہے کہ وہ مسلمان ہو اور یہ اسکے شروع کی شرط ہے پس کھیتی اور پھلوں کے عشر کا شروع ہونا ابتداً سوائے [6] مسلمان کے کسی پر واجب نہیں یہ حکم بلا خلاف ہے۔ (ب) اور اسے مذکورہ زکوٰۃ کے فرض ہونے کا علم ہو (ج) البتہ عاقل بالغ ہونا اس زکوٰۃ کے واجب ہونیکی شرطوں میں سے نہیں ہے۔ حتیٰ کہ لڑکے اور مجنون کی زمین میں بھی یہ زکوٰۃ واجب ہے [7] اسلئے کہ وہ حقیقت میں زمین کی اجرت ہے اسی لئے حاکم کو جائز ہے کہ جبراً لے اور جبراً لینے کی صورت میں زمین کے مالک سے (عشر) ساقط ہو جائے گا۔ البتہ اسے ثواب نہیں ملے گا۔ اسی طرح اگر وہ شخص مر جائے جسپر عشر واجب تھا اور وہ اناج ابھی موجود ہے۔ تو اس میں سے عشر لے لیا جائیگا۔ مگر (دوسری چیزوں کی) زکوٰۃ کے متعلق یہ حکم نہیں ہے [8]	

(مترجم) [5] دوسری قسم حکم $\frac{۵}{۲۵۲}$ میں ملاحظہ ہو (مترجم) [6] حکم $\frac{۳۸}{۲۵۲}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] اسیطرح ان پر صدقہ فطر واجب ہے اسکے متعلق حکم $\frac{۲۰-۲۱}{۲۶۱}$ ملاحظہ ہو البتہ مال کی زکوٰۃ واجب ہونے میں ان کے متعلق حکم ۲۳۵ ملاحظہ ہو (مترجم) [8] اس کے متعلق حکم $\frac{۲۴}{۲۴۱}$ ملاحظہ ہو۔ نیز البحر الرائق میں ہے کہ کسی پر قرض ہونا اسپر عشر یا خراج واجب ہونے کیلئے مانع نہیں ہے ماخوذ البحر الرائق ج ۲ ص ۲۰۶ و فتاویٰ قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ج ۲ ص ۲۷۵ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی زکوٰۃ الزرع والثمار — زکوٰۃ الزرع والثمار	حوالہ
۲۵۲۔	وکذا املاک الارض لیس بشرط للوجوب لوجوبه فی الارض الموقوفة ویجب فی ارض الماذون والمکاتب	هکذا فی البحر الرائق
۵	والنوع الثانی شرط المحلیة وهوان تکون عشریة فلا عشر فی الخارج من ارض الخراج ووجود الخارج وان یکون الخارج منها مما یقصد بزراعته نماء الارض	هکذا فی البحر الرائق
	فلا عشر فی الحطب والحشیش والقصب والطرفاء والسعف لان الارض لا تستنمی بهذه الاشیاء بل تفسدها حتی لو استنمی بقوائم الخلاف والحشیش والقصب وغصون النخل اوفیها دلب اوصنوبر ونحوها وکان یقطعه ویبیعه یجب فیه العشر	کذا فی محیط السرخسی
۶	ویجب العشر عند ابی حنیفة رح فی ما تخرجه الارض من الحنطة والشعیر والدخن والارز واصناف الحبوب والبقول والرحاحین والاوراد والرطاب وقصب السکر والذریرة والبطیخ والقثاء والخیار والباذنجان والعصفر واشباه ذلک مماله ثمرة باقیة اوغیر باقیة قل اوکثر	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۷	سواء یسقی بماء السماء او سیحا یقع فی الوسق اولا یقع	هکذا فی شرح الطحاوی
۸	ویجب فی الکتان وبذره لان کل واحد منهما مقصود	کذا فی شرح المجمع
۹	ویجب فی الجوز واللوز والکمون والکزبرة	هکذا فی المضمرات
۱۰	ویجب العشر فی العسل اذا کان فی ارض العشر	کذا فی خزانة المفتین
۱۱	وکذا المن اذا سقط علی الشوک الاخضر فی ارضه	کذا فی خزانة المفتین

[1] عشری اور خراجی زمینوں کے متعلق حکم ۳۵/۲۵۲ کے حواشی اور مزید احکام کے لئے فتاوی عالمگیری بحث ۱۳ باب ۷ میں ملاحظہ ہو (مترجم) [2] القصب یعنی القصب الفارسی جس سے قلمیں بنائی جاتی ہیں۔ ماخوذ از ہدایہ مع بین السطور ج ۱ ص ۱۹۵ (مترجم) [3] جب زمین سے کئی بار پیداوار حاصل ہوگی تو ہر بار عشر واجب لازم ہوگا۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۶۷ (مترجم) [4] حکم نمبر ۱۲، ۱۳/۲۵۲ ملاحظہ ہو نیز اگر کسی نے تجارت کیلئے عشری زمین خریدی تو اس میں زکوۃ واجب ہوگی اور اگر زمین میں کھیتی کی تو اسمیں عشر بھی واجب ہوگا۔ ماخوذ از قاضیخان علی هامش عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۲ اور اگر تجارتی جانور چرنے والے بھی ہوں تو حکم ۴/۲۴۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] یعنی زمین پر جاری پانی (مثلاً چشموں اور نالوں کا پانی (جو نہر کھودنے

دفعات وشق نمبر	چھٹا باب۔کھیتی اور پھلوں کی زکوٰۃ کے احکام کھیتی اور پھلوں کی زکوٰۃ کا بیان	حوالہ
۲۵۲-	اسیطرح عشر کے واجب ہونے میں زمین کی ملکیت بھی شرط نہیں ہے۔اس لئے کہ وقف زمین میں بھی عشر واجب ہوتا ہے اور ماذون غلام اور مکاتب غلام کی زمین میں بھی عشر واجب ہوتا ہے	بحر رائق
۵	کھیتی اور پھلوں کی زکوٰۃ کے شرائط وجوب کی دوسری قسم یہ کہ (ا) مذکورہ زکوٰۃ واجب ہونے کا محل ہو اور وہ یہ ہے کہ وہ زمین عشری ہو[۱] پس خراجی زمین کی پیداوار میں عشر نہیں ہے*(ب) اور اس زمین میں پیداوار پائی جائے۔(ج) اور یہ کہ وہ پیداوار اس قسم سے ہو جس کی کاشت سے زمین کا فائدہ مقصود ہوتا ہو۔ پس جلانے کی لکڑی، گھاس، نرٹ، جھاؤ اور کھجور کے پٹھوں میں عشر واجب نہ ہو گا۔ اسلیئے کہ اس قسم کی چیزوں سے زمینوں سے فائدہ نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ چیزیں زمین کو خراب کر دیتی ہیں۔تا آنکہ اگر کوئی شخص بید کے درختوں، گھاس نرٹ،[۲] اور کھجور کے پٹھوں سے بطور پیداوار فائدہ حاصل کرتا ہو یا اس زمین میں چنار یا صنوبر یا اس قسم کے درخت ہوں جنہیں وہ کاٹ کر بیچتا ہو۔ تو اس میں عشر واجب ہو گا۔	بحر رائق محیط سرخسی
۶	امام ابوحنیفہؒ کے ہاں جو چیزیں زمین سے پیداوار میں حاصل ہوتی ہیں[۳] مثلاً گیہوں، جو، چنا، چاول ہر طرح کے دانے۔ترکاریاں۔خوشبودار پھول اور گلاب۔کھجوریں۔گنا۔زریرہ۵۔تربوز۔کھیرا۔ککڑی بینگن۔کسم بوٹی اور اس قسم کی چیزیں۔خواہ ان کے وہ پھل باقی رہتے ہوں یا نہ تھوڑے ہوں یا زیادہ ان سب سے عشر واجب ہو گا[۴]	قاضیخان
۷	خواہ (مذکورہ پیداوار) بارش کے پانی سے سیراب ہو یا چشمہ[۵] کے پانی سے سیراب ہو۔ایک وسق بھر ہو یا نہ ہو[۶]	شرح طحاوی
۸	اور السی اور اس کے بیج میں (عشر) واجب ہوتا ہے۔اس لئے کہ ان دونوں سے فائدہ مقصود ہوتا ہے۔	شرح مجمع
۹	اخروٹ۔بادام۔زیرہ اور دھنیا میں (عشر) واجب ہوتا ہے۔	مضمرات
۱۰	جو شہد عشری زمین میں ہو تو اس میں بھی عشر واجب ہوتا ہے۔[۷]	خزانۃ المفتین
۱۱	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح اگر شوک الاخضر (جو السہ کے درخت) پر منّ (میٹھا گوند) لگے تو اسمیں بھی عشر واجب ہو گا۔	خزانۃ المفتین

دغیرہ کی محنت کے لغیر) زمین پر بہتا ہے ردالمحتار ج ۲ ص ۶۷ (مترجم) وسق یعنی اونٹ کا بوجھ بقدر ساٹھ صاع۔ماخوذ از المنجد اردو ص ۱۳۶۸ اور صاع کے متعلق حکم ۱۳/۱۸۹ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۷] البحر الرائق میں بحوالہ مبسوط لکھا ہے کہ اگر کسی کی جگہ میں شہد لگے تو وہ شخص اس کا مالک بن جاتا ہے۔حتیٰ کہ اگر کوئی اور آدمی لے لے تو اس سے وہ شہد وصول کر سکتا ہے۔لیکن اگر کسی کی جگہ پرندہ گھونسلہ بنالے تو اس سے وہ شخص مالک نہیں بن جاتا حتیٰ کہ اگر کوئی اور آدمی وہ پرندہ پکڑ کر لے جائے تو وہ پکڑنے والے کا ہے۔ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۲۳۷ (مترجم) * اسلئے اور خرج دونوں جمع نہیں ہوتے ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۲۳۷ اور عشر اور زکوٰۃ جمع ہونے کے متعلق حکم ۶/۲۵۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵ قصب الذریرہ جیسے گھانے

سے خوشبو پیدا ہوتی ہے۔ماخوذ از حاشیہ ہدایہ ج ۱ ص ۱۹۵ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی زکوۃ الزرع والثمار — زکوۃ الزرع والثمار	حوالہ
۱۲-۲۵۲	وما يجمع من ثمار الاشجار التی ليست بمملوكة كاشجار الجبال يجب فيها العشر	كذا فی الظهيرية
۱۳	ولا عشر فيما هو تابع للارض كالنخل والاشجار وكل ما يخرج من الشجر كالصمغ والقطران[2] لانه لا يقصد به الاستغلال	كذا فی البحر الرائق
۱۴	ولا يجب فی البزور التی لا تصلح الا للزراعة والتداوی كبزر البطيخ والنانخواه والشونيز	كذا فی المضمرات
۱۵	ولا يجب فی القنب والصنوبر وشجر القطن والباذنجان والكندر والموز والتين	هكذا فی خزانة المفتين
۱۶	ولو كان فی دار رجل شجرة مثمرة لا عشر فيه	كذا فی شرح المجمع لابن الملك
۱۷	وما سقی بالدولاب والدالية ففيه نصف العشر وان سقی سيحا وبدالية يعتبر اكثر السنة فان استويا يجب نصف العشر	كذا فی خزانة المفتين
۱۸	ووقته وقت خروج الزرع وظهور الثمر عند ابی حنيفة رح	كذا فی البحر الرائق
۱۹	فلو عجل عشر ارضه قبل الزرع لا يجوز	هكذا فی شرح الطحاوی
۲۰	ولو عجل بعد الزراعة بعد النبات فانه يجوز	هكذا فی شرح الطحاوی
۲۱	ولو عجل بعد الزراعة قبل النبات فالاظهر انه لا يجوز	هكذا فی شرح الطحاوی
۲۲	ولو عجل عشر الثمار ان كان بعد طلوعها يجوز وان كان	

[1] جیسا کہ درمختار میں ہے۔ نیز لکھا ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ حاکم اس جگہ کی حفاظت کرے ورنہ وہ شکار کے حکم میں ہے۔ اور ردالمحتار میں ہے کہ حاکم کی حفاظت سے مراد یہ ہے کہ وہ جنگ کرنے والے کافروں، باغیوں اور ڈاکوؤں سے حفاظت کرے کیونکہ عام مسلمانوں کے لئے ایسے پہاڑوں کا پھل مباح ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المختار ج ۲ صـ ۶۶ (مترجم) [2] القطران - ایک روغنی سیال مادہ ہے جو صنوبر جیسے درخت سے حاصل کیا جاتا ہے ماخوذ از المنجد اردو صـ ۱۰۱۲ (مترجم) [3] جیسا کہ البحر الرائق میں ہے کہ جو چیز زمین کی ذیل میں ہے مثلاً کھجور کا درخت اور دوسرے درخت جو زمین کی فرخت میں (الگ ذکر کئے بغیر) اسکی ذیل میں ہونے کی وجہ سے زمین کی جز ہیں اور وہ چیزیں جو درخت سے نکلتی ہوں، مثلاً گوند اور قطران ان میں عشر نہیں اسلئے کہ وہ اگر پیداوار مقصود نہیں ہوتیں۔ نیز لکھا ہے کہ زمین سے اگی ہوئی ہر وہ چیز جو بطور پیداوار مقصود نہیں ہوتی اسمیں عشر واجب نہیں ہوتا۔ جیسا کہ کھجور کے پتے اور بھوسہ وغیرہ۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ صـ ۲۳۸ ہر کھودتے ہیں کہ بھوسہ میں عشر نہیں لیکن اگر دانہ بننے سے پہلے فصل کاٹ لے تو پھر اس بھوسہ میں بوجہ مقصود ہونے کے عشر واجب ہوگا ماخوذ از رد المحتار ج ۲ صـ ۶۸ اور پیداوار مقصود ہونے کی صورت میں حکم

دفعات و شق نمبر	چھٹا باب - کھیتی اور پھلوں کی زکوۃ کے احکام — کھیتی اور پھلوں کی زکوۃ کا بیان	حوالہ
۲۵۲-۱۲	جو پھل ایسے درختوں سے جمع کئے جاتے ہیں جو کسی کی ملکیت نہیں ہیں مثلاً پہاڑوں کے درخت تو ان میں بھی عشر واجب ہوتا ہے [۱]	ظہیریہ
۱۳	جو چیزیں کہ زمین کی ذیل میں ہوتی ہیں مثلاً کھجور کا درخت اور دوسرے درخت [۲] اور وہ چیزیں جو درخت میں سے خارج ہوتی ہیں مثلاً گوند اور سیال مادہ (رال) ان میں عشر نہیں ہے اس لئے کہ یہ چیزیں زمین سے بطور غلہ (پیداوار) مقصود نہیں ہوتیں۔	بحرالرائق
۱۴	وہ بیج جو کہ زراعت یا دوا کے سوا اور کسی کام نہیں آتے مثلاً تربوز کے بیج۔ اجوائن اور کلونجی تو ان میں بھی (عشر) واجب نہیں ہوتا ہے۔	مضمرات
۱۵	بھنگ۔ صنوبر، کپاس، بینگن اور کندر کے پودے اور کیلے، انجیر کے درختیں (عشر) واجب نہیں ہوتا ہے [۴]	خزانۃ المفتین
۱۶	اگر کسی کے گھر میں پھلدار درخت [۵] ہو تو اس میں عشر واجب نہ ہوگا۔	شرح مجمع
۱۷	(ا) جس (کھیتی یا پھلدار قابل زکوۃ درخت) کو رہٹ [۶] یا چرسہ سے پانی دیا جائے اس میں بیسواں حصہ زکوۃ واجب ہوگی۔ (ب) اور اگر (قدرتی) چشمہ سے بھی پانی دیا جائے اور چرسہ سے بھی پانی دیا جائے تو اکثر سال کا اعتبار ہوگا۔ (ج) اور اگر دونوں کا عرصہ برابر ہو تو بیسواں حصہ زکوۃ واجب ہوگی۔	خزانۃ المفتین
۱۸	امام ابوحنیفہ رح کے ہاں کھیتی اور پھلوں کی زکوۃ اور عشر واجب ہونے کا وقت وہ ہے کہ جب کھیتی نکلے اور پھل ظاہر ہوں۔	بحرالرائق
۱۹	اگر کسی شخص نے اپنی زمین کا عشر کھیتی بونے سے پہلے ہی دے دیا تو یہ جائز نہیں ہے۔	شرح طحاوی
۲۰	اور اگر کسی شخص نے اپنی زمین کا عشر کھیتی بونے اور اگنے کے بعد (مگر پھل آنے سے پہلے) دے دیا تو جائز ہوجاتا ہے۔	شرح طحاوی
۲۱	اور اگر کسی شخص نے اپنی زمین کا عشر کھیتی بونے کے بعد اور اس کے لگنے سے پہلے دے دیا تو زیادہ ظاہر حکم یہ ہے کہ جائز نہ ہوگا	شرح طحاوی
۲۲	(ا) اگر کسی شخص نے پھلوں کا عشر قبل از وقت دے دیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ان پھلوں کے	

[۴] - اور خود تربوز خربوزہ۔ کپاس اور بینگن میں عشر واجب ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۶۸ - نیز حکم نمبر ۲۶۵/۲۵۲ - ۶/۲۵۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] جیسا کہ رد المحتار میں ہے کہ گھر کے باغ کے پھل میں کچھ لازم نہیں۔ اسلئے کہ وہ گھر کی ذیل میں ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۷۱، ص ۶۶ اور پھل سے مراد کسی جڑ دار (درخت یا پودے) پر لگنے والی چیز ہے۔ خواہ کھانے کی ہو یا پہننے کی ہو۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۶۶ نیز حکم نمبر ۱۳/۲۵۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [۶] الدولاب التی تدورها الدابۃ یعنی جسے جانور چکر دیتا ہے (اور اس کے ذریعہ پانی نکالا جاتا ہے) ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۶۹ نیز در مختار اور رد المحتار میں ہے کہ اگر زمین کو اس پانی سے سیراب کرے جس کی قیمت ادا کرتا ہو تو اس پیداوار میں بھی نصف عشر یعنی بیسواں حصہ زکوۃ لازم ہوگی اس لئے کہ عشر کی بجائے نصف عشر لازم ہونے کی علت اجرت اور مشقت کی زیادتی ہے اور یہ علت قیمتاً پانی کی صورت میں بھی موجود ہے۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۲ ص ۶۹ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی زکوۃ الزرع والثمار	حوالہ
-۲۵۲		
	قبل طلوعها لا یجوز فی ظاهر الروایة	هکذا فی شرح الطحاوی
۲۳	ویسقط بهلاک الخارج من غیر صنعه	هکذا فی البحر الرائق
۲۴	وبهلاک البعض یسقط بقدره	هکذا فی البحر الرائق
۲۵	وان استهلکه غیر المالک اخذ الضمان منه وادی عشره	هکذا فی البحر الرائق
۲۶	وان استهلکه المالک ضمن عشره وصار دینا فی ذمته ویسقط بالردة وبموت المالک من غیر وصیة اذا کان قد استهلکه	هکذا فی البحر الرائق
۲۷	تغلبی له ارض عشریة علیه العشر مضاعفا وان اشتراها ذمی من تغلبی فهی علی حالها عندهم	کذا فی الهدایة
۲۸	وکذا اذا اشتراها منه مسلم او اسلم التغلبی عند ابی حنیفة رح سواء کان التضعیف اصلیا او حادثا	هکذا فی الهدایة
۲۹	ولو کانت الارض لمسلم باعها من ذمی غیر تغلبی وقبضها فعلیه الخراج عند ابی حنیفة رح	
	فان اخذها منه مسلم بالشفعة او ردت علی البائع لفساد البیع فهی عشریة کما کانت	هکذا فی الهدایة
۳۰	وفی ارض الصبی والمرأة التغلبیین ما فی ارض الرجل	هکذا فی الهدایة
۳۱	ولیس علی المجوسی فی داره شیئ	هکذا فی الهدایة
۳۲	وان جعل مسلم داره بستانا فمؤنته تدور مع مائه فان سقاه	

۱ رد المحتار میں ہے کہ اگر پیداوار کاٹ لی اور پھر ہلاک ہو گئی۔ تو اسکا عشر واجب ساقط نہ ہوگا۔ اور اگر وہ پیداوار کٹنے سے پہلے ہلاک ہو جائے۔ تو اسکا عشر واجب ساقط ہو جائیگا۔ بشرطیکہ وہ کسی ناقابل دفاع آفت سے ہلاک ہوئی ہو مثلاً غرق ہونے، جل جانے، مکڑی کے کھا جانے، لو لگنے یا ٹھنڈ سے ہلاک ہو جائے۔ اور اگر اسے کوئی چوپایہ کھا جائے تو عشر واجب ساقط نہ ہوگا اسلئے کہ بالعموم اس سے حفاظت ممکن ہوتی ہے۔ نیز ہلاک ہونے سے مراد یہ ہے کہ پیداوار ہلاک ہونے کے بعد اس کھیتی کا موسم نہ رہا ہو۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۷۳ والبزازیة علی هامش عالمگیریة ج ۴ ص ۹۰ (مترجم) ۲ اسلئے کہ ان سے اسی پر صلح ہوئی تھی ماخوذ از

دفعات وشق نمبر	چھٹا باب۔ کھیتی اور پھلوں کی زکوۃ کے احکام — کھیتی اور پھلوں کی زکوۃ کا بیان	حوالہ
۲۵۲-	ظاہر ہونے کے بعد دیا تو جائز ہوگا۔ (ب) اور اگر ان پھلوں کے ظاہر ہونے سے پہلے دے دیا تو ظاہر روایت کے بموجب جائز نہ ہوگا۔	شرح طحاوی
۲۳	اگر پیداوار مالک کے کسی فعل کے بغیر ضائع ہو جائے تو اس کا عشر ساقط ہو جاتا ہے۔	بحرالرائق
۲۴	بعض پیداوار ضائع ہو جائے تو ضائع شدہ کا عشر ساقط ہو جائے گا [1]	بحرالرائق
۲۵	اگر مالک کے علاوہ کسی شخص نے پیداوار کو ضائع کر دیا تو مالک اس سے ضمان لے گا اور اس میں سے اس پیداوار کا عشر ادا کرے گا۔	بحرالرائق
۲۶	(ا) اگر مالک نے پیداوار کو ضائع کر دیا تو وہ اس کے عشر کا ضامن ہوگا اور وہ عشر اس کے ذمے قرض ہوگا۔ (ب) اور یہ عشر اس کے مرتد ہو جانے سے اور اس کے متعلق وصیت کئے بغیر مر جانے سے ساقط ہو جائے گا جبکہ اس نے خود اسے ضائع کر دیا تھا۔	بحرالرائق
۲۷	(ا) قبیلہ تغلب میں سے کسی کے پاس عشری زمین ہو تو اس پر دوگنا عشر (یعنی پانچواں حصہ) لازم ہوگا [2] (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) تغلبی کی وہ زمین کسی ذمی نے خرید لی تو بھی اس زمین کا حکم وہی باقی رہے گا یہ حکم سب کے ہاں ہے۔	ہدایہ
۲۸	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح امام ابوحنیفہ رح کے ہاں یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب (مذکورہ صورت میں) تغلبی کی وہ زمین کسی مسلمان نے خریدی یا وہ تغلبی اسلام لے آیا۔ خواہ اس زمین پر اصل میں ہی دوگنا عشر مقرر ہوا یا بعد میں دوگنا ہوا ہو حکم برابر ہے۔	ہدایہ
۲۹	(ا) اور اگر وہ زمین کسی مسلمان کی تھی۔ اس نے تغلبی کے سوا کسی ذمی کے ہاتھ بیچی اور اس نے اس زمین پر قبضہ کر لیا تو امام ابوحنیفہ رح کے ہاں اس پر خراج واجب ہوگا۔ (ب) پھر اگر کسی مسلمان نے شفع کے ذریعے اس ذمی سے زمین لے لی یا بیع فاسد ہو جانے کی وجہ سے فروخت کرنے والے مسلمان کو واپس مل گئی تو وہ زمین پھر عشری ہو جائے گی۔	ہدایہ
۳۰	اور تغلبی لڑکے اور [3] عورت کی زمین پر (کھیتی اور پھلوں کی زکوۃ میں) وہی کچھ واجب ہوگا جو تغلبی مرد پر واجب ہوتا ہے	ہدایہ
۳۱	اور مجوسی کے گھر پر کچھ واجب نہ ہوگا [4]	ہدایہ
۳۲	(ا) اگر کسی مسلمان نے اپنے گھر کو باغ [5] بنا لیا تو اس کی اُجرت کا حکم اس کے پانی پر ہوگا اگر اسے عشر کا پانی دیگا	

ہدایہ ج ا ص۱۹۷ (مترجم) [2] [3] حکم نمبر ۹/۲۲۶ اور حکم نمبر ۲۹/۲۵۰ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] یہودی اور نصرانی کے لئے بھی بطریق اولی یہی حکم ہے۔ ماخوذ البحرالرائق ج ۲ ص۲۳۹ (مترجم) [5] قاضیخان میں ہے کہ وہ احاطہ زمین جس میں متفرق درخت ہوں جنکے درمیان زراعت ہو سکتی ہو وہ بستان (باغ) ہے۔ اور اگر وہ درخت اتنے گنجان ہوں کہ ان کے درمیان زراعت نہ ہو سکے تو وہ الکرم (گنجان باغ) ہے۔ ماخوذ فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیریۃ ج ۱ ص۲۷۱۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی زکوۃ الزرع والثمار — زکوۃ الزرع والثمار	حوالہ
۲۵۲-	بماء العشر فھو عشری وان سقاہ بماء الخراج فھو خراجی بخلاف ما اذا جعل ذمی دارہ بستانا حیث یجب علیہ الخراج کیفما کان ودارہ حرۃ	کذا فی التبیین
۳۳	وکذا المقابر	کذا فی البحر الرائق
۳۴	ولو ان المسلم اوالذمی سقاہ مرۃ بماء العشر ومرۃ بماء الخراج فالمسلم احق بالعشر والذمی بالخراج	کذا فی معراج الدرایۃ
۳۵	ثم ماء العشر ماء البئر التی حفرت فی ارض العشر وماء العین التی تظھر فی ارض العشر وکذلک ماء السماء وماء البحار العظام عشری	کذا فی المحیط
	وماء انھار شقھا عجم وماء بئر حفرت فی ارض خراجیۃ خراجی	
	واما ماء سیحون ودجلۃ والفرات فخراجی عند ابی حنیفۃ رح ابی یوسف رح	کذا فی الکافی
۳۶	ولو آجر ارضا عشریۃ کان العشر علی الآجر عند ابی حنیفۃ رح وعندھما علی المستاجر	کذا فی الخلاصۃ
۳۷	ولو ھلک الخارج قبل الحصاد لا یجب العشر علی الآجر وان ھلک بعد الحصاد لا یسقط عن الآجر	
	وعندہ لو ھلک قبل الحصاد او بعدہ فانہ یھلک بما فیہ	ھکذا فی شرح الطحاوی
۳۸	ولو اعارھا من مسلم فزرعھا فالعشر علی المستعیر ولو اعارھا من کافر فالعشر علی المعیر عند ابی حنیفۃ رح وعندھما	

۱؎ عشری پانی اور خراجی پانی کے متعلق حکم ۳۵/۲۵۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۳۱/۲۵۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۳؎ عشری زمین یعنی عرب کی سرزمین یا وہ زمین جہاں کے رہنے والے خود اسلام لے آئے ہوں یا وہ زمین جو فتح کی گئی ہو اور پھر غانمین میں تقسیم کردی گئی ہو ماخوذ البحرالرائق ج ۲ ص ۲۳۹۔ نیز عشری زمین کے مزید احکام فتاویٰ عالمگیری بحث ۱۳ باب ۷ میں ملاحظہ ہوں۔ (مترجم) ۴؎ اور وہ چشمے جو بیت المال کے مال سے بنائے گئے ہوں۔ ان کا پانی خراجی ہے۔ ماخوذ البحرالرائق ج ۲ ص ۲۴۰ (مترجم) ۵؎ خراجی زمین جو فتح

حوالہ	چھٹا باب۔ کھیتی اور پھلوں کی زکوۃ کے احکام / کھیتی اور پھلوں کی زکوۃ کا بیان	دفعات وشق نمبر
	تو وہ زمین عشری ہوگی اور اگر اسے خراج کا پانی دیگا تو وہ زمین خراجی ہوگی [1]	۲۵۲-
تبیین	(ب) اور اس کے حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ جب کسی ذمی نے اپنے گھر کو باغ بنالیا تو اس پر خراج ہی واجب ہوگا خواہ کیسا ہی پانی دے (ج) اور اس کے گھر پر کچھ واجب نہ ہوگا [2]	
بحرالرائق	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح (ذمیوں کے) قبرستان پر بھی کچھ واجب نہ ہوگا	۳۳
معراج الدرایۃ	اور اگر مسلمان یا ذمی نے ایک بار عشر کا پانی دیا اور ایک بار خراج کا پانی دیا تو (اس زمین کی زکوۃ کے متعلق) حکم یہ ہے کہ مسلمان عشر کا زیادہ حقدار ہے اور ذمی خراج کا زیادہ حقدار ہے	۳۴
محیط	(ا) پھر عشری پانی سے مراد ایسے کنوؤں کا پانی ہے۔ جو عشری زمین میں کھودے گئے ہوں۔ اور ان چشموں کا پانی جو عشری زمین[3] میں ظاہر ہوں۔ اسی طرح بارش کا پانی اور بڑے دریاؤں کا پانی بھی عشری ہے	۳۵
	(ب) ان نہروں کا پانی جو اہل عجم (غیر عرب) نے کھودی[4] ہوں اور خراجی زمین کے [5] کنوؤں کا پانی خراجی ہے۔	
کافی	اور دریائے سیحون۔ دجلہ اور فرات کا پانی امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے ہاں خراجی ہے۔	
	اگر کسی شخص نے عشری زمین اجارہ پر دی تو امام ابو حنیفہ رح کے ہاں عشر کرایہ پر دینے والے (یعنی مالک) پر لازم ہوگا۔	۳۶
خلاصہ	(ب) اور صاحبین (امام ابو یوسف اور امام محمد رح) کے ہاں مستاجر (کرایہ لینے والے پر) لازم ہوگا۔	
	(ا) اگر (مذکورہ صورت میں) پیداوار کاٹنے سے پہلے ضائع ہو جائے تو کرایہ پر دینے والے (یعنی مالک) پر عشر واجب نہ ہوگا۔ اور اگر پیداوار کاٹنے کے بعد ضائع ہو جائے تو کرایہ پر دینے والے سے عشر ساقط نہ ہوگا۔	۳۷
شرح طحاوی	(ب) اور امام ابو حنیفہ رح کے ہاں پیداوار خواہ کاٹنے سے پہلے ضائع ہو یا کاٹنے کے بعد ضائع ہو۔ تو عشر بھی پیداوار کے ساتھ ہلاک قرار پائے گا [6]	
	اگر کسی شخص نے کسی مسلمان کو مانگے کی زمین دی اور اس نے زراعت کی تو اس کا عشر مانگنے والے پر ہوگا۔ اور اگر کسی شخص نے کسی کافر کو مانگے کی زمین دی	۳۸

کی گئی ہو۔ مگر وہاں کے لوگوں کے قبضہ میں ہی رہنے دی گئی ہو۔ اور بنو تغلب کے نصاریٰ کی زمین اور وہ غیر آباد زمین جسے ذمی نے حاکم کی اجازت سے آباد کیا ہو یا مسلمان کی وہ زمین جس میں خراجی پانی لگتا ہو۔ یہ سب زمینیں خراجی ہیں۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ۲ ص ۲۳۹ نیز خراجی زمین کے مزید احکام فتاوی عالمگیری بحث ۱۳ باب ۶ میں ملاحظہ ہوں۔ (مترجم) [6] حکم ۱/۲۵۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی زکوٰۃ الزرع والثمار — زکوٰۃ الزرع والثمار	حوالہ
-۲۵۲	علی الکافر ولکن عند محمد رحمہ عشر واحد و عند ابی یوسف رحمہ عشران	کذا فی المحیط
۳۹	وفی المزارعۃ علی قولهما العشر علیهما* بالحصۃ وعلی قولہ علی رب الارض لکن یجب فی حصتہ فی عینہ وفی حصتہ المزارع یکون دینا فی ذمتہ	کذا فی البحر الرائق
۴۰	ولو هلك الخارج سقط العشر عنهما عندهما[۱] وعند ابی حنیفۃ قبل الحصاد کذلك وبعده لا یسقط عنہ عشر حصۃ المزارع ویسقط فی حصتہ	کذا فی محیط السرخسی
۴۱	ولو استهلکہ رجل بعد الاستقصاء قبل الحصاد او سرقہ فلا عشر حتی یؤدی المستهلك الضمان فیجب علی رب الارض عشر البدل وعندهما[۲] علیهما	کذا فی محیط السرخسی
۴۲	ولو غصب ارضا عشریۃ فزرعها ان لم تنقصها الزراعۃ فلا عشر علی رب الارض وان نقصتها الزراعۃ کان العشر علی رب الارض	کذا فی الخلاصۃ
۴۳	واذا باع الارض العشریۃ وفیها زرع قد ادرك مع زرعها او باع الذرع خاصۃ فعشره علی البائع دون المشتری	کذا فی شرح الطحاوی
۴۴	ولو باعها والزرع بقل ان فصلہ المشتری فی الحال یجب علی البائع ولو ترکہ حتی ادرکہ فعشره علی المشتری	کذا فی شرح الطحاوی

۱ حکم $\frac{۴}{۲۵۲}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ یعنی اگر بموجب $\frac{۶}{۲۵۲}$ عشر واجب دسواں حصہ لازم تھا تو وہ پانچواں حصہ ہو جائے گا اور اگر بموجب $\frac{۱۷}{۲۵۲}$ بیسواں حصہ لازم تھا تو وہ دسواں حصہ ہو جائیگا (مترجم) ۳ کیونکہ اس صورت میں یوں قرار پائے گا کہ اس نقصان کا جو ضمان دہ چھینے

دفعات وشق نمبر	چھٹا باب۔ کھیتی اور پھلوں کی زکوۃ کے احکام — کھیتی اور پھلوں کی زکوۃ کا بیان	حوالہ
۳۸۔۲	توامام ابو حنیفہ رح کے ہاں زمین دینے والے پرعشر واجب ہوگا اور صاحبین (امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح) کے ہاں کافر پر عشر واجب لازم ہوگا[1]۔ لیکن امام محمد رح کے ہاں ایک عشر لازم ہوگا اور امام ابو یوسف رح کے ہاں عشر واجب دو لازم ہوں گے[2]۔	محیط
۳۹	(ا) اگر کسی کی زمین میں کسی نے مزارعت کی (یعنی بعض پیداوار کی شرکت پر معاملہ کیا) تو صاحبین کے قول کے بموجب ان دونوں پر اپنے اپنے حصہ کے مطابق عشر لازم ہوگا۔ (ب) اور امام ابو حنیفہ رح کے قول کے بموجب زمین کے مالک پر ہوگا۔ لیکن مالک کے حصہ کا عین پیداوار پر ہوگا اور کاشتکار کے حصہ کا مالک کے ذمے قرض ہوگا۔	بحرالرائق
۴۰	اور (مذکورہ صورت میں) اگر پیداوار ضائع ہوگئی تو صاحبین رح کے ہاں ان دونوں سے عشر ساقط ہوجائے گا۔ اور امام ابو حنیفہ رح کے ہاں اگر پیداوار کاٹنے سے پہلے ضائع ہوگئی تو یہی حکم ہے (یعنی دونوں سے عشر ساقط ہوجائے گا) اور اگر پیداوار کاٹنے کے بعد ضائع ہوگئی تو کاشتکار کے حصہ کا عشر زمین کے مالک کے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا۔ اور خود مالک کے حصہ کا عشر ساقط ہوجائے گا۔	محیط سرخسی
۴۱	(ا) اگر (مذکورہ صورت میں) پیداوار کے تیار ہونے کے بعد اسکے کاٹنے سے پہلے اس پیداوار کو کسی شخص نے ضائع کردیا یا چرالیا تو عشر لازم نہ ہوگا۔ حتی کہ ضائع کرنے والا ضمان ادا کرے گا۔ اور پھر زمین کے مالک پر اس بدل میں عشر واجب ہوگا۔ (ب) اور صاحبین (امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح) کے ہاں (مالک اور مستھلک) دونوں پر عشر واجب ہوگا۔	محیط سرخسی
۴۲	(ا) اگر کسی نے عشری زمین کو چھین لیا اور اس میں کھیتی کی تو (اس صورت میں) اگر زراعت سے اس زمین کا نقصان نہیں ہوا تو زمین کے مالک پر عشر لازم نہ ہوگا۔ (ب) اور اگر زراعت سے اس زمین میں نقصان ہوا ہو تو زمین کے مالک پر عشر لازم ہوگا[3]۔	خلاصہ
۴۳	کسی شخص نے عشری زمین فروخت کی۔ اس میں تیار کھیتی تھی اور اس نے وہ زمین کھیتی سمیت فروخت کی یا اس نے صرف کھیتی فروخت کی تو اس کا عشر بیچنے والے کے ذمہ ہوگا۔ خریدنے والے کے ذمہ نہ ہوگا۔	شرح طحاوی
۴۴	(ا) اگر (مذکورہ صورت میں) اس شخص نے زمین فروخت کی اور اس میں کھیتی ابھی صرف سبزی تھی تو اگر خریدنے والے نے اسے اسوقت کاٹ دیا تو اسکا عشر بیچنے والے پر واجب ہوگا۔ (ب) اور اگر خریدنے والے نے اسے باقی رکھا حتی کہ وہ تیار ہوگئی تو اس کا عشر خریدنے والے کے ذمہ ہے۔	شرح طحاوی

[1] والے سے لے گا اس پر اس نے وہ زمین اجرت پر دی ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۴۷ وھکذا فی البحرالرائق ج د ص ۲۳۷۔ اور اجرت پر زمین دینے کے حکم کے متعلق حکم $\frac{۳۶}{۲۵۲}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] فتاوی ہذا کے نسخہ امیریہ میمنیہ میں "علیھما" تھا اور اس حکم کے ماخذ البحرالرائق ج ۲ ص ۲۳۷ میں "علیھما" ہے اور چونکہ یہی درست ہے لہذا یہی درج ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی زکوٰۃ الزرع والثمار	حوالہ
۲۵۲-۴۵	واذا باع الطعام المعشور فللمصدق ان یاخذ عشرہ من المشتری وان تفرق وان شاء اخذ من البائع	کذا فی محیط السرخسی
۴۶	ولو باعه باکثر من قیمته و لم یقبضه المشتری فللمصدق ان یأخذ عشر الطعام وان شاء اخذ عشر الثمن	کذا فی محیط السرخسی
۴۷	وان کان البائع حابی فیه بما لا یتغابن الناس فیه فلیس للمصدق الا اخذ عشر الطعام	کذا فی محیط السرخسی
۴۸	وان استهلکه اخذ من البائع عشر طعام مثله الا ان یعطیه مقدار قیمته من الثمن	
	وان کان المشتری استهلکه فالمصدق بالخیار ان شاء ضمن البائع وان شاء ضمن المشتری مثل عشرہ لان کل واحد منهما متلف حقه	کذا فی محیط السرخسی
۴۹	ولو باع العنب اخذ العشر من ثمنه	کذا فی محیط السرخسی
۵۰	وکذلک لو اتخذه عصیرا ثم باعه فعلیه عشر ثمن العصیر	کذا فی محیط السرخسی
۵۱	ولا تحسب اجرة العمال ونفقة البقر وکری الانهار واجرة الحافظ وغیر ذلک فیجب اخراج الواجب من جمیع ما اخرجته الارض عشرا اونصفا	کذا فی البحر الرائق
۵۲	ولا یأکل شیئا من طعام العشر حتی یؤدی عشره	کذا فی الظهیریة
	وان افرز العشر یحل له اکل الباقی وقال ابو حنیفة رح ما اکل من الثمرة او اطعم غیرہ ضمن عشرہ	کذا فی محیط السرخسی فی باب ما یحتسب لصاحب الارض

۱؎ حکم ۲۴/۲۴۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۵/۲۴۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ جیساکہ البحر الرائق میں ہے کہ جن صورتوں میں پیداوار کا دسواں حصہ واجب ہوتا ہے اور جن صورتوں میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ واجب ہوتا ہے اسکی ادائیگی زمین پر اخراجات نکالنے کے بعد نہ ہوگی بلکہ پوری پیداوار پر ہوگی۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۲۳۸ (مترجم) ۴؎ جیساکہ رد المحتار میں ہے۔ نیز

دفعات وشق نمبر	چھٹا باب - کھیتی اور پھلوں کی زکوۃ کے احکام — کھیتی اور پھلوں کی زکوۃ کا بیان	حوالہ
۲۵۲-۴۵	اگر کسی نے عشری اناج بیچا تو صدقہ وصول کرنے پر مقرر شخص کو اختیار حاصل ہے کہ اس کا عشر خریدنے والے سے لے لے خواہ بیع کی مجلس متفرق ہو چکی ہو - اور چاہے تو اس کا عشر بیچنے والے سے لے لے [1]	محیط سرخسی
۴۶	اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے عشری اناج زیادہ قیمت پر بیچا اور ابھی خریدنے والے نے اس پر قبضہ نہیں کیا تو صدقہ وصول کرنے پر مقرر شخص کو اختیار حاصل ہے کہ چاہے تو اناج سے عشر لے لے یا قیمت کا عشر لے لے -	محیط سرخسی
۴۷	اور اگر (مذکورہ صورت میں) بیچنے والے نے اسقدر قیمت کم کی کہ اس قدر لوگ دھوکا نہیں کھاتے تو پھر صدقہ وصول کرنے پر مقرر شخص اس اناج کا عشر ہی لے گا [2]	محیط سرخسی
۴۸	(ا) اگر (مذکورہ صورت میں) اس (بیچنے والے) نے وہ عشری اناج ضائع کر دیا تو صدقہ وصول کرنے پر مقرر شخص بیچنے والے سے اس اناج کے مثل دوسرے اناج سے عشر لے گا - لیکن اگر وہ اسکی قیمت میں سے عشر کی قیمت کے بقدر دے تو پھر اناج سے نہ لے گا - (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) خریدنے والے نے وہ اناج ضائع کر دیا تو صدقہ وصول کرنے پر مقرر شخص کو اختیار حاصل ہے کہ چاہے تو بیچنے والے سے لے لے اور چاہے تو خریدنے والے سے اس کے عشر کے بقدر ضمان لے لے اسلئے کہ ان دونوں نے اس کا حق تلف کیا ہے -	محیط سرخسی
۴۹	اگر کسی نے عشری انگور بیچے تو صدقہ لینے پر مقرر شخص اسکی قیمت سے عشر لے گا -	محیط سرخسی
۵۰	اور اسی (مذکورہ حکم) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر اس نے انگوروں کا شیرہ نکالا اور پھر اسے بیچا تو اس کے ذمہ شیرے کی قیمت کا عشر لازم ہوگا -	محیط سرخسی
۵۱	عشری کھیتی اور پھلوں کے لئے کام کرنے والوں کی اجرت - بیلوں کا خرچ - نہریں کھودنے کا خرچ - نگران کی اجرت وغیرہ کو شمار نہ کیا جائے گا - پس جسقدر پیداوار حاصل ہوئی ہے اس سب میں سے عشر یا نصف عشر نکالنا واجب ہوگا [3]	بحر رائق
۵۲	(ا) عشری اناج میں سے جب تک عشر ادا نہ کرے تب تک اس اناج کو نہ کھائے [4] (ب) اور اگر اس نے اناج میں سے عشر الگ کر دیا تو باقی اناج کا کھانا اس کے لئے حلال ہوگا - (ج) امام ابوحنیفہ رح نے کہا ہے کہ (عشر نکالے بغیر) عشری کھیتی اور پھلوں میں سے جسقدر اس نے خود کھایا یا اوروں کو کھلایا اس کے عشر کا ضامن ہوگا -	ظہیریہ محیط سرخسی

بحوالہ الواقعات عن البزازیہ لکھا ہے کہ خراج کی ادائیگی سے پہلے اس سے کھانا حلال نہیں ہے اور عشر ادا کرنے سے پہلے اس سے کھانے کے متعلق بھی یونہی حکم ہے - لیکن اگر مالک عشر ادا کرنے کا پختہ ارادہ رکھتا ہو تو پھر حکم یہ نہیں ہے اور بحوالہ شرح الملتقی عن المضمرات لکھا ہے کہ اگر اس نے تھوڑا سا معروف طریقہ پر کھالیا تو اس سے اس پر کچھ نہیں اور فقیہ رح نے کہا ہے کہ ہم اس حکم کو اختیار کرتے ہیں ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۲ ص ۷۲-۷۳ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی المصارف — المصارف	حوالہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الباب السابع فی المصارف

دفعات ۲۵۳ تا ۲۶۰ عنوانات ۸ تعداد شق ۱۰۶

۲۵۳- منها الفقیر

تعداد شق ۲

دفعات وشق نمبر	المصارف	حوالہ
۱	(منها الفقیر) وهو من له ادنی شیٔ وهو مادون النصاب[1] اوقدر نصاب غیر نام[2] وهو مستغرق فی الحاجة[3] فلا یخرجه عن الفقر ملك نصب کثیرة غیر نامیة اذا کانت مستغرقة بالحاجة[4]	کذا فی فتح القدیر
۲	التصدق علی الفقیر العالم افضل من التصدق علی الجاهل	کذا فی الزاهدی

۲۵۴- منها المسکین

تعداد شق ۲

دفعات وشق نمبر	المصارف	حوالہ
۱	(ومنها المسکین) وهو من لا شیٔ له ـ فیحتاج الی المسئلة لقوته اومایواری بدنه	کذا فی فتح القدیر
۲	ویحل له ذلك بخلاف الاول حیث لا تحل المسئلة له فانها لا تحل لمن یملك قوت یومه بعد سترة بدنه	کذا فی فتح القدیر

۲۵۵- منها العامل

تعداد شق ۸

دفعات وشق نمبر	المصارف	حوالہ
۱	(ومنها العامل) وهو من نصبه الامام لاستیفاء الصدقات	

[1] نصاب کے متعلق حکم ۲۳۶، ۲۴۳ تا ۲۴۵، ۲۴۷، ۲۴۸ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] بڑھنے والے مال کے متعلق حکم ۲۴۰ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] ضرورت سے زائد مال ہونے کے متعلق حکم ۲۳۸، ۲۳۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] اور اگر اس کے پاس بقدر نصاب مال ہے جو بڑھنے والا (مثلاً بغرض تجارت) تو نہیں لیکن وہ مال اسکی ضرورت سے زائد ہے تو اگرچہ خود ایسے مالدار پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی مگر ایسا شخص زکوۃ کا مصرف بھی نہیں قرار پاسکتا اسکے متعلق حکم نمبر ۲۲/۲۵۹ ملاحظہ ہو نیز ایسے شخص پر صدقہ فطر

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب - زکوۃ کے مصارف کے احکام — زکوۃ خرچ کرنے کی جگہوں کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ساتواں باب زکوۃ کے مصرف (خرچ کرنیکی جگہوں کے) احکام

دفعات ۲۵۳ تا ۲۶۰ عنوانات ۸ تعداد شق ۱۰۶

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۲۵۳	زکوۃ کے مصرف (یعنی خرچ کرنیکی جگہوں) میں سے ایک یہ ہے کہ وہ فقیر ہو اور اسمیں ۲ شقیں ہیں	
۱	(ا) زکوۃ خرچ کرنے کی جگہوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ شخص فقیر ہو اور فقیر ایسا غریب شخص ہے جس کے پاس تھوڑا سا مال ہو۔ اور تھوڑے مال سے مراد یہ ہے کہ وہ نصاب سے کم ہو یا وہ مال بقدر نصاب [1] ہو لیکن بڑھنے والا نہ ہو [2] جبکہ وہ اس کی ضرورت سے زائد نہ ہو [3]	
	(ب) پس اگر کوئی شخص بہت سے نصابوں کا مالک ہو۔ اور وہ نصاب بڑھتے والے نہ ہوں تو جب وہ اسکی ضرورت سے زائد نہیں ہیں [4] تو وہ فقیر کے حکم میں ہے۔ [5]	فتح قدیر
۲	جاہل فقیر کو صدقہ دینے کی نسبت عالم فقیر کو صدقہ دینا افضل ہے [6]	زاہدی
۲۵۴	زکوۃ کے مصرف میں سے ایک یہ ہے کہ وہ شخص مسکین ہو۔ اور اس میں ۲ شقیں ہیں۔	
۱	(ا) زکوۃ خرچ کرنے کی جگہوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ شخص مسکین ہو۔ اور مسکین وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو۔	
	(ب) پس وہ اپنی خوراک اور بدن ڈھانکنے کے لئے سوال کا محتاج ہو۔	فتح قدیر
۲	اور ایسے شخص کیلئے سوال کرنا حلال ہے اور پہلی قسم (یعنی فقیر) کیلئے حلال نہیں ہے۔ کہ وہ سوال کرے اس لئے کہ جو شخص اپنا بدن ڈھکنے کے بعد ایک دن کی خوراک کا مالک ہو اسے سوال کرنا حلال نہیں ہوتا۔ [7]	فتح قدیر
۲۵۵	زکوۃ کے مصرف میں سے ایک یہ ہے کہ وہ زکوۃ وصول کرنے پر مقرر ہو اور اسمیں ۸ شقیں ہیں۔	
۱	زکوۃ خرچ کرنے کی جگہوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ شخص زکوۃ وصول کرنے پر مقرر ہو اور ایسا	

اور نفقہ اقارب واجب ہو جاتا ہے اسکے متعلق حکم نمبر ۲/۲۶۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم ۹/۲۳۹ ، ۲۹ ، ۳۱ تا ۳۸/۲۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] اس نوعیت کا حکم نمبر ۲/۲۵۷ اور ۴/۲۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] درمختار اور رد المحتار میں ہے کہ جس شخص کے پاس ایکدن کی خوراک موجود ہو یا وہ تندرست اور کمانے کے قابل ہو تو اسے خوراک کیلئے (کمانے کی بجائے) بطور بھیک مانگنا جائز نہیں ہے اور اگر بغیر سوال ملے تو جائز ہے۔ البتہ اگر وہ بدن ڈھانکنے کیلئے کپڑے یا ضرورت کے گھر کیلئے کرایہ یا اسکی مرمت کیلئے سوال کرے یا مجاہد اور طالبعلم جو جہاد اور تعلیم کیوجہ سے کما نہیں سکتے تو وہ خواہ تندرست اور کمانے کے قابل ہوں انہیں بنا پر احتیاج

سوال کرنا جائز ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۲ ص ۹۴-۹۵ والبحر الرائق ج ۲ ص ۲۵۰۔ نیز حکم نمبر ۲۹ تا ۳۸ ، ۲۳/۲۵۹ ملاحظہ ہو۔ نیز رد المحتار میں ہے کہ طالبعلم سے مراد علم شرعی کا طالبعلم ہے۔

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی المصارف — المصارف	حوالہ
۲۵۵۔	والعشور۔	کذا فی الکافی
۲	ویعطیہ مایکفیہ واعوانہ بالوسط مدۃ ذھابھم وایابھم مادام المال باقیا الا اذا استغرقت کفایتہ الزکوۃ فلا یزاد علی النصف	کذا فی البحر الرائق
۳	وان حمل رجل زکوۃ مالہ بنفسہ الی الامام لا یستحق العامل من ذلک	کذا فی الینابیع وھکذا فی محیط السرخسی
۴	ولا یحل للعامل الھاشمی تنزیھا لقرابۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن شبھۃ الوسخ	کذا فی التبیین
۵	وتحل للغنی	کذا فی التبیین
۶	فان عمل الھاشمی علیھا ورزق من غیرھا لا بأس بہ	ھکذا فی الخلاصۃ
۷	ولو ھلک المال فی ید العامل اوضاع سقط حقہ واجزأہ عن الزکوۃ عن المؤدین	کذا فی السراج الوھاج
۸	المصدق اذا اراد ان یعجل حق عمالتہ قبل الوجوب جاز لہ الاخذ والافضل ان لا یأخذ	کذا فی الخلاصۃ

۲۵۶۔ منھا الرقاب
تعداد شق ۳

دفعات وشق نمبر	المصارف	حوالہ
۱	(ومنھا الرقاب) ھم المکاتبون ویعاونون فی فک رقابھم	کذا فی محیط السرخسی
۲	ویجوز الدفع الی مکاتب غنی علم بذلک او لم یعلم	کذا فی الخلاصۃ ومحیط السرخسی
۳	ولا یجوز لمکاتب ھاشمی لان الملک یقع للمولی من وجہ والشبھۃ ملحقۃ بالحقیقۃ	کذا فی محیط السرخسی

ؔ۱ وہ ساعی جو قبائل میں سے چرنے والے جانوروں کی زکوۃ جمع کرتا ہے اور وہ عاشر جو حاکم کی طرف سے راستوں پر عشر لینے پر مقرر ہوتا ہے یہ سب عامل میں شامل ہیں۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۲ صـ۸۰ (مترجم) ؔ۲ ہاشمی کے متعلق حکم نمبر ۳۹ تا ۴۳ / ۲۵۹ ، ۶ / ۲۵۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب - زکوۃ کے مصارف کے احکام — زکوۃ خرچ کرنے کی جگہوں کا بیان	حوالہ
۲۵۵-	شخص وہ ہے جسے حاکم نے صدقات اور عشر وصول کرنے پر مقرر کیا ہو ـــہ ۱	کافی
۲	(ل) حاکم (مذکورہ) عامل کو اس قدر دے کہ اسکے اور اس کے مددگاروں کے اوسط درجہ کے خرچ کیلئے آنے جانے کی مدت تک جبتک کہ مال باقی ہے - کافی ہو جائے (ب) لیکن اگر اس قدر دینے میں اس زکوٰۃ کا سارا مال خرچ ہو جاتا ہو تو پھر نصف زکوٰۃ سے زیادہ نہ دے	بحرالرائق
۳	اگر کوئی شخص اپنے مال کی زکوٰۃ خود جاکر حاکم تک پہنچا دے تو اس میں سے (مذکورہ) عامل کچھ لینے کا حق نہیں رکھتا -	ینابیع - محیط سرخسی
۴	اگر (مذکورہ) عامل ہاشمی ہو ـــہ ۲ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ داری (کے اکرام) کی بنا پر اسے لوگوں (کے مال) کے میل کچیل کے شبہہ سے بچنے کیلحاظ زکوٰۃ کے مال سے کچھ لینا حلال نہیں ہے -	تبیین
۵	اور اگر (مذکورہ) عامل غنی ہو تو اسے (بطریق مذکور) زکوٰۃ کے مال سے لینا حلال ہے -	تبیین
۶	اگر ہاشمی شخص زکوٰۃ وصول کرنے کا کام سرانجام دے تو اسے (زکوٰۃ کے علاوہ) کسی اور مال میں سے رزق دے دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ـــہ ۳	خلاصہ
۷	(ل) اگر (مذکورہ) عامل کے پاس زکوٰۃ کا مال ہلاک یا بیکار ہو جائے تو اس کا حق ساقط ہو جاتا ہے - (ب) اور (یہ صورت مال) زکوٰۃ دینے والوں کی زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے کفایت کر جاتی ہے	سراج وہاج
۸	صدقہ وصول کرنے پر مقرر شخص اگر اپنے کام کا حق واجب ہونے سے پہلے لے لے تو جائز ہے - اور افضل یہ ہے کہ (یوں) نہ لے ـــہ ۴	خلاصہ
۲۵۶-	زکوٰۃ کے مصرف میں سے ایک یہ ہے کہ زکوٰۃ غلاموں کو آزاد کرانے کیلئے دے - اور اسمیں ۳ شقیں ہیں -	
۱	زکوٰۃ خرچ کرنے کی جگہوں میں سے ایک یہ ہے کہ غلام کو آزاد ہونے میں مدد کیلئے دے اور ایسے غلام مکاتب ـــہ ۵ ہیں - ان غلاموں کو آزادی حاصل کرنے کیلئے زکوٰۃ کے مال سے مدد دی جائے ـــہ ۶	محیط سرخسی
۲	مکاتب غلام اگر مالدار ہو تو تب بھی اسے دینا جائز ہے - خواہ اس کا مالدار ہونا معلوم ہو یا نہ ہو -	خلاصہ محیط سرخسی
۳	ہاشمی شخص کے مکاتب غلام کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہیں ہوتا ہے - اس لئے کہ اس مال کی ملکیت ایک لحاظ سے اس غلام کے آقا کی ہوتی ہے - اور شبہہ کیلئے حقیقت کا حکم قرار پاتا ہے	محیط سرخسی

ـــہ ۳ حکم نمبر ۳۹ تا ۴۲ / ۲۵۹ — و ۴/۲۵۵ ملاحظہ ہو ـــہ ۴ حکم نمبر ۲۰/۲۶۰ ملاحظہ ہو مترجم ـــہ ۵ مکاتب کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲/۲۳۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــہ ۶ حکم نمبر ۱۴/۲۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی المصارف — المصارف	حوالـہ
۲۵۷	**منها الغارم** تعداد شق ۲	
۱	(ومنها الغارم) وهو من لزمه دين ولا يملك نصابا فاضلا عن دينه او كان له مال على الناس لا يمكنه اخذه	كذا فی التبيين
۲	والدفع الى من عليه الدين اولى من الدفع الى الفقير	كذا فی المضمرات
۲۵۸	**منها فی سبيل الله تعالى** تعداد شق ۲	
۱	(ومنها فی سبيل الله تعالى) وهم منقطعو الغزاة الفقراء منهم عند ابی يوسفؒ وعند محمدؒ منقطعو الحاج الفقراء منهم	هكذا فی التبيين
۲	والصحيح قول ابی يوسفؒ	كذا فی المضمرات
۲۵۹	**منها ابن السبيل** تعداد شق ۶[1]	
۱	(ومنها ابن السبيل) وهو الغريب المنقطع عن ماله	كذا فی البدائع
۲	جاز الاخذ من الزكوة قدر حاجته ولم يحل له ان يأخذ اكثر من حاجته والحق به كل من هو غائب عن ماله وان كان فی بلده لان الحاجة هی المعتبرة	كذا فی التبيين
۳	ثم لا يلزمه ان يتصدق بما فضل فی يده عند قدرته على ماله كالفقير اذا استغنى	كذا فی التبيين
۴	والاستقراض لابن السبيل خير من قبول الصدقة	كذا فی الظهيرية
۵	فهذه جهات الزكوة وللمالك ان يدفع الى كل واحد وله ان يقتصر على صنف واحد	كذا فی الهداية
۶	وله ان يقتصر على شخص واحد	كذا فی فتح القدير

[1] حکم نمبر ۳۵ تا ۳۷ / ۲۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] اس نوعیت کا حکم نمبر ۲/۲۵۳ ، ۴/۲۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات دشق نمبر	ساتواں باب - زکوۃ کے مصارف کے احکام — زکوۃ خرچ کرنے کی جگہوں کا بیان	حوالہ
۲۵۷-	زکوۃ کے مصرف میں سے ایک یہ ہے کہ وہ شخص مقروض ہو۔ اور اسمیں ۲ شقیں ہیں	
۱	زکوٰۃ خرچ کرنے کی جگہوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ شخص مقروض ہو اور وہ ایسا شخص ہے کہ جس پر قرض لازم ہو۔ (ا) اور وہ اس قرض سے زیادہ کسی نصاب کا مالک نہ ہو۔ (ب) یا لوگوں کے پاس اس کا مال ہو لیکن اس کے لئے اس مال کا لینا ممکن نہ ہو[1]	تبیین
۲	زکوٰۃ کا مال کسی غریب شخص کو دینے کی نسبت مقروض شخص کو دینا اولی ہے[2]	مضمرات
۲۵۸-	زکوۃ کے مصرف میں سے ایک یہ ہے کہ زکوۃ فی سبیل اللہ تع دے۔ اور اسمیں ۲ شقیں ہیں	
۱	زکوٰۃ خرچ کرنے کی جگہوں میں سے ایک یہ ہے کہ زکوٰۃ فی سبیل اللہ تع دے اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں اس سے مراد ان لوگوں کو دینا ہے۔ جو غازی غربت کی وجہ سے اللہ کی راہ میں لڑنے والے غازیوں کے لشکر سے جدا ہو گئے ہوں اور امام محمدؒ کے ہاں اس سے مراد ان لوگوں کو دینا ہے جو حاجی غربت کی وجہ سے حاجیوں کے قافلہ سے جدا ہو گئے ہوں۔	تبیین
۲	اور (مذکورہ اقوال میں سے) صحیح قول امام ابو یوسفؒ کا ہے۔	مضمرات
۲۵۹-	زکوۃ کے مصرف میں سے ایک یہ ہے کہ زکوۃ مسافر کو دے۔ اور اسمیں ۶ شقیں ہیں	
۱	زکوٰۃ خرچ کرنے کی جگہوں میں سے ایک یہ ہے۔ کہ زکوٰۃ مسافر کو دے اور مسافر سے مراد ایسا مسافر ہے جو اپنے مال سے جدا ہو گیا ہو۔	بدائع
۲	(ا) (ان کے لئے) بقدر ضرورت زکوٰۃ کے مال سے لینا جائز ہے۔ اور ضرورت سے زیادہ لینا حلال نہیں ہے۔ (ب) اور مذکورہ مصرف میں ہر وہ شخص شامل ہے جو اپنے مال سے غائب ہے۔ اس لئے کہ اعتبار ضرورت کا ہے	تبیین
۳	پھر اگر (مذکورہ صورت میں) ضرورت پوری ہونے کے بعد مذکورہ شخص کے پاس زکوٰۃ کا کچھ مال بچ رہے تو اسے اپنے مال پر قدرت حاصل ہونے کے بعد اس بچے ہوئے مال کو صدقہ کرنا ضروری نہیں جیسا کہ غریب اگر مال دار ہو جائے تو اسے زکوٰۃ کا بچا ہوا مال صدقہ کرنا ضروری نہیں۔	تبیین
۴	مسافروں کو صدقہ قبول کر لینے کی نسبت قرض لے لینا بہتر ہے	ظہیریہ
۵	زکوٰۃ خرچ کرنے کے لئے یہ مذکورہ (سات) جہتیں ہیں۔ مالک کو اختیار حاصل ہے کہ ان میں سے ہر قسم کے آدمی کو (تھوڑا تھوڑا) دے یا ایک ہی قسم کے آدمی کو دیدے[3]	ہدایہ
۶	(و) اور مالک کو اختیار حاصل ہے کہ وہ (مذکورہ اصناف میں سے) کسی ایک شخص کو زکوٰۃ دے دے۔	فتح قدیر

[3] حکم نمبر ۶، ۷ / ۲۵۹ و ۵۳، ۵۸ / ۲۶۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی المصارف — المصارف	حوالہ
٢٥٩	والدفع الی الواحد افضل اذا لم یکن المدفوع نصابا	کذا فی الزاهدی
	ویکره ان یدفع الی رجل مائتی درهم فصاعدا وان دفعه جاز	کذا فی الهدایة
	هذا اذا لم یکن الفقیر مدیونا فان کان مدیونا فدفع الیه مقدار مالو قضی به دینه لا یبقی له شیئ او یبقی دون المائتین لابأس به	
	وکذا لوکان معیلا جاز ان یعطی له مقدار مالو وزع علی عیاله یصیب کل واحد منهم دون المائتین	کذا فی فتاوی قاضیخان
٧	وندب الاغناء عن السوال فی ذلک الیوم	کذا فی التبیین
٨	واما اهل الذمة فلا یجوز صرف الزکوٰة الیهم بالاتفاق -	کذا فی شرح الطحاوی
٩	ویجوز صرف صدقة التطوع الیهم بالاتفاق	کذا فی شرح الطحاوی
١٠	واختلفوا فی صدقة الفطر والنذور والکفارات قال ابوحنیفة رح ومحمد رح یجوز الا ان فقراء المسلمین احب الینا	کذا فی شرح الطحاوی
١١	واما الحربی المستأمن فلا یجوز دفع الزکوٰة والصدقة الواجبة الیه بالاجماع ویجوز صرف التطوع الیه	کذا فی السراج الوهاج
١٢	ولا یجوز ان یبنی بالزکوٰة المسجد وکذا القناطر والسقایات واصلاح الطرقات وکری الانهار والحج والجهاد وکل مالا تملیک فیه	کذا فی التبیین
١٣	ولا یجوز ان یکفن بها میت ولا یقضی بها دین المیت	کذا فی التبیین
١٤	ولا یشتری بها عبد یعتق	کذا فی الکافی
١٥	ولا یدفع الی اصله وان علا	کذا فی الکافی

[1] ردالمحتار میں ہے کہ کسی شخص کو زکوٰۃ کا مال اتنا دینا کہ زکوٰۃ لینے والے کا نصاب مکمل ہوجائے یہ ایسا ہی ہے کہ گویا اس نے اسے بقدر نصاب دے دیا ہے۔
ماخوذ از ردالمختار ج ٢ صـ ٩٣ وحاشیہ البحر الرائق ج ٢ صـ ٢٤٩ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب ۔ زکوٰۃ کے مصارف کے احکام — زکوٰۃ خرچ کرنیکی جگہوں کا بیان	حوالہ
۲۵۹	(ب) اور ایک شخص کو زکوٰۃ کا مال دینا افضل ہے بشرطیکہ دیا ہوا مال بقدر نصاب نہ ہو۔	زاہدی
	(ج) (اور زکوٰۃ کے مال میں سے بقدر نصاب یعنی) دو سو درہم یا زیادہ ایک شخص کو دینا مکروہ ہے[1] اور اگر دے دیا تو (زکوٰۃ کی ادائیگی) جائز ہے۔	ہدایہ
	(د) یہ مذکورہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب وہ فقیر مقروض نہ ہو اور اگر وہ مقروض تھا اور اسے زکوٰۃ کا مال اتنا دیا کہ اگر وہ اپنا قرض ادا کرے تو اس کے پاس کچھ نہ بچے یا دو سو درہم سے کم بچے تو اتنا دینے میں کوئی حرج نہیں۔	-
	(ہ) اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے۔ جب کہ وہ فقیر بال بچے دار تھا تو اسے اس مقدار تک زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے کہ اگر وہ اس مال کو بال بچوں پر تقسیم کرے تو ہر ایک کو دو سو درہم سے کم ملے (تو اتنی مقدار تک دینے میں کوئی حرج نہیں)	قاضیخان
۷	زکوٰۃ لینے والے کو اس دن سوال کرنے سے بے نیاز کرنے کی مقدار تک زکوٰۃ دینے کی فضیلت ہے۔	تبیین
۸	ذمی[2] لوگوں پر زکوٰۃ کا مال خرچ کرنا بالاتفاق جائز نہیں ہے۔	شرح طحاوی
۹	اور ان مذکورہ (یعنی ذمی لوگوں) پر نفلی صدقہ خرچ کرنا بالاتفاق جائز ہے	شرح طحاوی
۱۰	اور (ذمی لوگوں کو) صدقہ فطر ۔ منت مانی ہوئی چیز ۔ کفارہ میں دی ہوئی چیز دینے کے متعلق فقہاء رح کا اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کا قول ہے کہ جائز ہے۔ لیکن ان کی نسبت مسلمانوں کے غریبوں کو دینا ہمارے ہاں زیادہ پسندیدہ ہے۔	شرح طحاوی
۱۱	(ا) جنگ کرنے والے کافروں میں سے امن حاصل کر کے آنے والے کافر کو صدقات واجبہ دینا بالاجماع جائز نہیں ہوتا۔ (ب) البتہ ان پر نفلی (صدقہ) خرچ کرنا جائز ہوتا ہے۔	سراج وہاج
۱۲	زکوٰۃ کے مال میں سے مسجد بنانا ۔ پل بنانا ۔ پانی پلانے کی جگہ اور راستے درست کرنا ۔ نہریں کھودنا ۔ حج اور جہاد کے لئے دینا اور ہر وہ کام جس میں کسی کو مالک نہ بنانا ہو ۔ ان سب صورتوں میں زکوٰۃ کا مال خرچ کرنا جائز نہیں ہوتا۔	تبیین
۱۳	زکوٰۃ کے مال سے میت کو کفن پہنانا اور میت کا قرضہ ادا کرنا جائز نہیں ہوتا ہے۔	تبیین
۱۴	آزاد کرنے کے لئے زکوٰۃ کے مال سے غلام نہیں خریدا جا سکتا[3]	کافی
۱۵	زکوٰۃ کا مال اپنی اصل کو یعنی اپنے ماں باپ اور ان کے ماں باپ کو اوپر کے سلسلہ تک دینا جائز نہیں[4]	کافی

[2] ذمی کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۷/۱۸۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ۱/۲۵۲ اور حکم نمبر ۲/۲۳۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم نمبر ۲۸/۲۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی المصارف — المصارف	حوالہ
۲۵۹-۱۶	وفرعه وان سفل	کذا فی الکافی
۱۷	ولا یعطی للولد المنفی ولا المخلوق من مائه بالزنا	کذا فی التمرتاشی
۱۸	ولا یدفع الی امرأته للاشتراک فی المنافع عادة ولا تدفع المرأة الی زوجها عند ابی حنیفة رح	کذا فی الهدایة
۱۹	ولا یجوز الدفع الی عبده ومکاتبه ومدبره وام ولده -	کذا فی التبیین
۲۰	ولا الی معتق البعض عند ابی حنیفة رح	کذا فی التبیین
۲۱	وصورته ان یعتق مالک الکل جزأً شائعا منه او یعتقه شریکه فیستسعیه الساکت فیکون مکاتبا له اما اذا اختار التضمین او کان اجنبیا عن العبد جاز له ان یدفع الزکوة الیه لانه کمکاتب الغیر	کذا فی التبیین
۲۲	ولا یجوز دفع الزکوة الی من یملک نصابا ای مال کان دنانیر او دراهم او سوائم او عروضا للتجارة او لغیر التجارة فاضلا عن حاجته فی جمیع السنة	هکذا فی الزاهدی
	والشرط ان یکون فاضلا عن حاجته الاصلیة وهی مسکنه واثاث مسکنه وثیابه وخادمه ومرکبه وسلاحه ولا یشترط النماء اذ هو شرط وجوب الزکوة لا الحرمان	کذا فی الکافی

۱؎ حکم نمبر ۲۶ - ۲۷ / ۲۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ مکاتب و مدبر اور ام ولد کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲ / ۲۳۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۱ / ۲۵۳ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب۔ زکوٰۃ کے مصارف کے احکام — زکوٰۃ خرچ کرنے کی جگہوں کا بیان	حوالہ
۲۵۹-۱۶	اور اسی مذکورہ حکم کی طرح زکوٰۃ کا مال اپنی فرع کو یعنی اپنے بیٹے۔ بیٹی اور ان کے بیٹے۔ بیٹی کو نیچے کے سلسلہ تک دینا جائز نہیں [1]	کافی
۱۷	(ا) جس بیٹے کی نسب سے اس نے انکار کیا ہو اسے اپنی زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہیں ہے۔ (ب) اسی طرح جو اس کے نطفہ سے بوجہ زنا پیدا ہوا ہو اسے بھی اپنی زکوٰۃ کا مال نہ دے	تمرتاشی
۱۸	(ا) زکوٰۃ کا مال اپنی بیوی کو دینا جائز نہیں ہے اس لئے کہ وہ عادۃً منافع میں شریک ہوتی ہے۔ (ب) اور امام ابوحنیفہ رح کے ہاں عورت زکوٰۃ کا مال اپنے خاوند کو نہ دے۔	بدایہ
۱۹	اپنے غلام۔ مکاتب۔ مدبر اور ام ولد[2] کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔	تبیین
۲۰	اور امام ابوحنیفہ رح کے ہاں اپنے بعض آزاد شدہ غلام کو بھی (زکوٰۃ) دینا جائز نہیں ہے۔	تبیین
۲۱	(ا) اور بعض آزاد شدہ غلام یوں ہے کہ وہ اس غلام کے کل کا مالک تھا۔ پھر اس کی جزو شائع یعنی اسکا اہم حصہ آزاد کردیا یا اس کے غلام کی ملکیت میں اسکے ساتھ کوئی اور شریک تھا۔ اس شریک نے اپنا حصہ آزاد کردیا اور جس نے اپنا حصہ آزاد نہیں کیا اس نے اپنے حصہ کی قیمت کے لئے غلام سے کام کرا لینا اختیار کیا تو وہ اس کا مکاتب ہے (اسے زکوٰۃ نہ دے)۔ (ب) لیکن اگر اس نے آزاد کرنے والے شریک سے اپنے حصہ کا ضمان لینا اختیار کیا یا زکوٰۃ دینے والا اجنبی شخص ہے تو پھر اسکے لئے جائز ہے کہ بعض آزاد شدہ غلام کو زکوٰۃ دے اس لئے کہ وہ غلام غیر کے مکاتب کی طرح ہوگیا۔	تبیین
۲۲	(ا) جو شخص کسی مال کے نصاب کا مالک ہو۔ مثلاً دیناروں کے نصاب کا۔ درہموں کے نصاب کا۔ چرنے والے جانوروں کے نصاب کا۔ تجارتی مال کے نصاب کا یا ایسے غیر تجارتی مال بقدر نصاب کا مالک ہو۔ جو سارا سال اسکی ضرورت سے زائد ہو۔ تو ان سب کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہیں ہے [3]۔ (ب) اور مذکورہ صورت میں (زکوٰۃ کا مصرف نہ قرار پانے کیلئے) شرط یہ ہے کہ وہ مال اسکی اصل ضرورت سے زائد ہو اور اصل ضرورت سے مراد رہنے کا گھر۔ گھر کا اثاثہ۔ کپڑے خادم۔ سواری اور ہتھیار ہیں اور اس میں یہ شرط نہیں ہے کہ وہ مال بڑھنے والا (مثلاً تجارتی مال) ہو۔ اسلئے کہ وہ زکوٰۃ واجب ہونے کی شرط ہے۔ زکوٰۃ (کے مصرف) سے محروم ہونے کی شرط نہیں ہے۔ [4]	زاہدی، کافی

[4] حکم ۱/۲۵۳ کا حاشیہ نمبر ۳۳ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع المصارف — المصارف	حوالہ
۲۵۹-۲۳	ویجوز دفعها الی من یملک اقل من النصاب وان کان صحیحا مکتسبا	کذا فی الزاهدی
۲۴	ولا یدفع الی مملوک غنی غیر مکاتبه	کذا فی معراج الدرایة
۲۵	ولا یجوز دفعها الی ولد الغنی الصغیر	کذا فی التبیین
۲۶	ولو کان کبیرا فقیرا جاز	کذا فی الکافی
۲۷	ویدفع الی امرأة غنی اذا کانت فقیرة وکذلك الی البنت الکبیرة اذا کان ابوها غنیا لان قدر النفقة لا یغنیها وبغنی الاب والزوج لا تعد غنیة	کذا فی الکافی
۲۸	ویجوز صرفها الی الاب المعسر وان کان ابنه موسرا	کذا فی شرح الطحاوی
۲۹	ویجوز صرفها الی من لا یحل له السوال اذا لم یملك نصابا وان کانت له کتب تساوی مائتی درهم الا انه یحتاج الیها للتدریس او للتحفظ او للتصحیح یجوز صرف الزکوة الیه	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۰	سواء کانت فقها او حدیثا او ادبا	هکذا فی محیط السرخسی
۳۱	وکذا لو کان عنده من المصاحف وهو یحتاج الیه وان کان لا یحتاج الیه وهو یساوی مائتی درهم لا یجوز صرف الزکوة الیه ولا یجوز له اخذها .	هکذا فی فتاوی قاضیخان

ـــــہ ۱ مالدار یعنی جس کے پاس اصلی ضرورت سے زائد بقدر نصاب، مال موجود ہے۔ حکم نمبر ۱/۲۵۳ کا حاشیہ و ۲۲، ۲۹/۲۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــــہ ۲ یعنی پھر وہ زکوۃ کا مصرف ہے جیساکہ حکم ۲۵۶ میں ہے (مترجم)۔ ـــــہ ۳ مالدار کے مفہوم کے متعلق حکم ۲۴/۲۵۹ کا حاشیہ

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب - زکوٰۃ کے مصارف کے احکام زکوٰۃ خرچ کرنے کی جگہوں کا بیان	حوالہ
۲۵۹-۲۳-۲۲	جو شخص (زکوٰۃ کا جائز مصرف ہے اور وہ) نصاب سے کم کا مالک ہے تو وہ خواہ تندرست اور کمانے والا ہو اسے زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے۔	زاہدی
۲۴	مالدار[۱] شخص کے غلام کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہیں۔ لیکن اگر وہ غلام مالدار شخص کا مکاتب ہے تو پھر یہ حکم نہیں ہے[۲]	معراج درایہ
۲۵	مالدار[۳] شخص کے چھوٹے بچے کو بھی زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہیں ہے	تبیین
۲۶	اور اگر (مذکورہ صورت میں مالدار شخص کے چھوٹے بچے کی بجائے) بڑی عمر کا ہو اور وہ غریب ہو تو اسے زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے	کافی
۲۷	(ا) مالدار شخص کی بیوی اگر غریب ہو تو اسے زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے۔ (ب) اسی طرح مالدار شخص کی لڑکی اگر بڑی عمر کی (اور غریب) ہو تو اسے زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے۔[۴] (ج) اسلئے کہ نفقہ (گزارہ کیلئے خرچ) کے بقدر اسے مالدار نہیں کرتا اور باپ اور خاوند کے مالدار ہونے سے وہ مال دار نہیں قرار پاتی۔	کافی
۲۸	اگر باپ غریب ہو اور اسکا بیٹا مال دار ہو تو (کسی اجنبی کیلئے) یہ جائز ہے کہ وہ اس غریب باپ کو زکوٰۃ کا مال دے[۵]	شرح طحاوی
۲۹	(ا) جس شخص کو سوال کرنا حلال نہیں[۶] ہے اگر وہ نصاب کا مالک نہیں تو اسے زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے۔ (ب) اور اگر کسی کے پاس اتنی کتابیں ہیں جنکی قیمت دو سو درہم کے بقدر ہے۔ مگر درس و تدریس کے لئے یا حفظ کیلئے یا تصحیح کے لئے اسے ان کی ضرورت ہے تو اسے زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے[۷]	قاضیخان
۳۰	(مذکورہ صورت میں) خواہ وہ کتابیں فقہ کی ہوں یا حدیث کی ہوں یا ادب کی ہوں۔ حکم برابر ہے۔	محیط سرخسی
۳۱	(ا) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس بہت سے قرآن مجید ہوں ان کی اسے ضرورت ہوتی ہو (تو اسے زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے) (ب) اور اگر اسے ان قرآن مجیدوں کی ضرورت نہ ہوتی ہو اور وہ قیمت میں دو سو درہم کی مالیت کے ہوں تو اسے زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہ ہوگا۔ اور اسے زکوٰۃ کا مال لینا بھی جائز نہ ہوگا۔	قاضیخان

ملاحظہ ہو نیز حکم ۱۹/۲۶۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] یعنی جب زکوٰۃ دینے والا اجنبی ہو حکم نمبر ۱۶—۱۸/۲۵۹ ملاحظہ ہو نیز ۲۵/۲۵۹ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [۵] حکم ۱۵/۲۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [۶] سوال حلال ہونیکے متعلق حکم نمبر ۱/۲۵۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [۷] حکم نمبر ۹/۲۳۹، ۱/۲۵۳، ۳۱، ۳۸/۲۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی المصارف — المصارف	حوالہ
۲۹-۳۲	وکذا لو کان له حوانیت اودار غلة تساوی ثلاثة آلاف درهم و غلتها لا تکفی لقوته وقوت عیاله یجوز صرف الزکاة الیه فی قول محمد رح	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۳۳	ولو کان له ضیعة تساوی ثلاثة آلاف ولا تخرج ما یکفی له ولعیاله اختلفوا فیه قال محمد بن مقاتل رح یجوز له اخذ الزکاة	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۳۴	ولو کان له دار فیها بستان وهو یساوی مائتی درهم قالوا ان لم یکن فی البستان ما فیه مرافق الدار من المطبخ والمغتسل وغیره لا یجوز صرف الزکوة الیه وهو بمنزلة من له متاع وجواهر	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۳۵	والذی له دین مؤجل علی انسان اذا احتاج الی النفقة یجوز له ان یأخذ الزکوة قدر کفایته الی حلول الاجل	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۳۶	وان کان الدین غیر مؤجل فان کان من علیه الدین معسرا یجوز له اخذ الزکوة فی اصح الاقاویل لانه بمنزلة ابن السبیل	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۳۷	وان کان المدیون موسرا معترفا لا یحل له اخذ الزکوة وکذلک اذا کان جاحدا وله علی الدین بینة عادلة وان لم تکن بینة عادلة لا یحل له اخذها مالم یرفع الامر الی القاضی فیحلّفه فاذا حلّفه وحلف بعد ذلک یحل له اخذها	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۳۸	رجل له دار یسکنها یحل له الصدقة وان لم یسکن الکل هو الصحیح	کذا فی الزاهدی

لہ حکم نمبر ۱/۲۵۷ ملاحظہ ہو (مترجم)

حوالہ	ساتواں باب - زکوٰۃ کے مصارف کے احکام — زکوٰۃ خرچ کرنے کی جگہوں کا بیان	دفعات وشق نمبر
قاضیخان	اسی طرح اگر کسی کے پاس دکانیں ہوں یا کرایہ پر چلانے کا گھر ہو جسکی قیمت تین ہزار درہم ہو۔ اور ان کا کرایہ اس کے لئے اور اس کے اہل وعیال کے گزارہ کیلئے کافی نہ ہوتا ہو تو امام محمدؒ کے ہاں اسے زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہوگا۔	۲۵۹-۳۲
قاضیخان	اور اگر اس کے پاس زمین ہو جس کی قیمت تین ہزار درہم ہو اور اسکی پیداوار اس کیلئے اور اسکے اہل وعیال کے گزارہ کے لئے کافی نہ ہوتی ہو تو اسکے حکم کے متعلق فقہاءؒ کا اختلاف ہے۔ محمد بن مقاتلؒ کا قول یہ ہے کہ اسے زکوٰۃ کا مال لینا جائز ہوگا۔	۳۳
قاضیخان	اور اگر کسی کے پاس گھر ہو جس میں باغ ہو اور وہ باغ دو سو درہم کا ہو تو اسکے حکم کے متعلق فقہاءؒ نے کہا ہے کہ اگر اس باغ میں گھر کے لوازمات۔ باورچی خانہ۔ غسل خانہ وغیرہ موجود نہ ہوں تو اسے زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہ ہوگا۔ اس لئے کہ وہ اس شخص کی طرح ہے جس کے پاس اسباب اور جواہر ہوں۔	۳۴
قاضیخان	جس شخص کا کسی اور آدمی پر مقررہ مدت تک کے لئے قرض ہو اور اسے اپنے گذارہ کے لئے ضرورت ہو تو اسے جائز ہے کہ وہ قرض وصول ہونے کی میعاد تک زکوٰۃ کے مال سے بقدر کفایت لے لے۔	۳۵
قاضیخان	اور (مذکورہ صورت میں) اگر اس کا قرض غیر مقررہ مدت کے لئے ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر مقروض تنگدست ہے تو زیادہ صحیح قول کے بموجب اس قرض خواہ کو زکوٰۃ کے مال سے لینا جائز ہوگا اسلئے کہ وہ ابن سبیل کی طرح ہے۔	۳۶
قاضیخان	(ا) اور اگر (غیر مقررہ مدت کے لئے قرض دینے کی صورت میں) اس کا مقروض مال دار ہو اور قرض کا اقرار کرتا ہو تو اسکے اس قرضخواہ کے لئے زکوٰۃ کا مال لینا جائز نہ ہوگا۔ (ب) اور اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس کا مقروض مالدار ہو مگر قرض کا منکر ہو اور قرضخواہ کے پاس قرض پر معتبر گواہ موجود ہوں (تو اس قرضخواہ کو زکوٰۃ کے مال سے لینا جائز نہ ہوگا) (ج) اور اگر مذکورہ صورت میں قرضخواہ کے پاس معتبر گواہ نہ ہوں تو جب تک قاضی کے سامنے معاملہ پیش نہ کرے اور قاضی مقروض سے قسم نہ لے اس قرضخواہ کے لئے زکوٰۃ کے مال سے لینا جائز نہ ہوگا۔ (د) اور جب قاضی نے اس مقروض سے قسم لی اور اس نے قسم اٹھالی تو اسکے بعد اس قرض خواہ کو زکوٰۃ کے مال سے لینا حلال ہوگا۔	۳۷
زاہدی	(اگر کوئی شخص زکوٰۃ کا مصرف بن سکتا ہو مگر) اس کے پاس رہنے کا گھر ہے تو خواہ وہ سارے مکان میں نہ رہتا ہو اسے زکوٰۃ کا مال لینا حلال ہوگا۔ یہی حکم صحیح ہے۔	۳۸

حوالہ	الباب السابع - فی المصارف / المصارف	دفعات وشق نمبر
کذا فی الهدایة	ولا یدفع الی بنی هاشم وهم آل علی رض وآل عباس رض وآل جعفر رض وآل عقیل رض وآل الحارث رض بن عبد المطلب	۳۹-۲۵۹
کذا فی السراج الوهاج	ویجوز الدفع الی من عداهم من بنی هاشم کذریة ابی لهب لانهم لم ینا صروا النبی صلی الله علیه وسلم	۴۰
کذا فی الکافی	هذا فی الواجبات کالزکاة والنذر والعشر والکفارة فاما التطوع فیجوز الصرف الیهم	۴۱
کذا فی العینی شرح الکنز	وکذا لا یدفع الی موالیهم	۴۲
کذا فی الجوهرة النیرة	ویجوز صرف خمس الرکاز والمعدن الی فقراء بنی هاشم	۴۳
کذا فی الخلاصة	والوکیل اذا اعطی ولده الکبیر او الصغیر او امرأته وهم محاویج جاز ولا یمسک شیأ	۴۴
هکذا فی شرح الطحاوی	اذا شک وتحری فوقع فی اکبر رائیه انه محل الصدقة فدفع الیه او سأل منه فدفع او رآه فی صف الفقراء فدفع فان ظهر انه محل الصدقة جاز بالاجماع وکذا اذا لم یظهر حاله عنده	۴۵
هکذا فی شرح الطحاوی	واما اذا ظهر انه غنی او هاشمی او کافر او مولی الهاشمی او الوالدان او المولودون او الزوج او الزوجة فانه یجوز وتسقط عنه الزکوة فی قول ابی حنیفة رح ومحمد رح	۴۶

۱ـه جیسا کہ حکم نمبر ۴/۲۵۵ میں ہے نیز حکم نمبر ۴۱ تا ۴۳/۲۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ـه اور دفینے اور کانوں کے پانچویں حصہ سے دینے کے متعلق حکم نمبر ۴۳/۲۵۹ ملاحظہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ـه دفینے اور کان سے پانچویں حصے کے متعلق حکم

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب - زکوٰۃ کے مصارف کے احکام — زکوٰۃ خرچ کرنے کی جگہوں کا بیان	حوالہ
۲۵۹-۳۹	زکوٰۃ کا مال بنی ہاشم کو دینا جائز نہیں ہے ؎۱ اور بنو ہاشم سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ - حضرت جعفر رضی اللہ عنہ - حضرت عقیل رضی اللہ عنہ اور حارث رضؓ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی اولاد ہے	ہدایہ
۴۰	اور ان (مذکورہ) کے سوا بنو ہاشم کی اولاد مثلاً ابو لہب کی (مسلمان) اولاد کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے اس لئے کہ مذکورہ کے علاوہ بنو ہاشم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہیں کی تھی -	سراج وہاج
۴۱	یہ مذکورہ حکم (۳۹/۲۵۹) صرف صدقات واجبہ کے لئے ہے مثلاً زکوٰۃ - منت مانی ہوئی چیز - پیداوار کا عشر اور کفارہ (یہ سب مذکورہ بنو ہاشم کو دینا جائز نہیں ہے) اور انہیں نفلی صدقات دینا جائز ہوتا ہے ؎۲	کافی
۴۲	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح بنو ہاشم کے غلاموں کو بھی (مذکورہ صدقات واجبہ) دینا جائز نہیں ہے -	عینی
۴۳	بنو ہاشم کے لوگ اگر غریب ہوں تو انہیں دفینے اور کان کے مال کا پانچویں ؎۳ حصہ میں سے دینا جائز ہے -	جوہرہ نیرہ
۴۴	(ا) زکوٰۃ دینے کے لئے وکیل شخص نے اگر زکوٰۃ کا مال اپنے بیٹے کو بڑا ہو یا چھوٹا ہو یا اپنی بیوی کو دے دیا اور وہ سب محتاج (جائز مصرف) ہوں تو جائز ہے - (ب) البتہ وہ وکیل خود اپنے پاس کچھ نہ رکھے -	خلاصہ
۴۵	(ا) اگر کسی شخص نے (کسی آدمی کے متعلق زکوٰۃ کا مصرف ہونے میں) شک ؎۴ کیا اور اس کا غالب گمان ؎۵ یہ ٹھہرا کہ وہ زکوٰۃ کا مصرف ہے پس اس نے اسے دے دیا - یا اس سے پوچھا اور پھر دے دیا یا اسے غریبوں کی قطاروں میں دیکھا اور اسے زکوٰۃ دے دی پھر معلوم ہوا کہ وہ زکوٰۃ لینے کے لائق تھا تو بالاجماع زکوٰۃ کا ادا کرنا جائز ہو گیا - (ب) اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب (مذکورہ صورت میں دینے کے بعد) اسے کچھ معلوم نہ ہوا (تو زکوٰۃ دینا جائز ہو گیا)	شرح طحاوی
۴۶	اور اگر (مذکورہ صورت میں زکوٰۃ دینے کے بعد) یہ معلوم ہو گیا کہ وہ مالدار تھا - یا ہاشمی تھا - یا ہاشمی کا غلام تھا - اس کی ماں یا باپ تھا یا اسکی اولاد تھی - یا اس کا خاوند تھا یا اس کی بیوی تھی تو (اس صورت میں) امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے ہاں اسکے ذمہ سے وہ زکوٰۃ ساقط قرار پائے گی -	شرح طحاوی

نمبر ۲۵۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۴ اور اگر اسے شک نہ ہو تو اس کے متعلق حکم نمبر ۴۸/۲۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۵ اور اگر گمان غالب سے کام نہ لیا یا گمان غالب میں وہ زکوٰۃ لینے کے لائق معلوم نہ ہو تو حکم نمبر ۴۹/۲۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشقی نمبر	الباب السابع۔ فی المصارف / المصارف	حوالہ
۴۷-۲۵۹	ولو ظهر انه عبده او مدبره او ام ولده او مكاتبه فانه لا يجوز وعليه ان يعيدها بالاجماع وكذا المستسعى عند ابى حنيفة رح	هكذا فى شرح الطحاوى
۴۸	واذا دفعها ولم يخطر بباله انه مصرف ام لا فهو على الجواز الا اذا تبين انه غير مصرف	هكذا فى التبيين
۴۹	واذا دفعها اليه وهو شاك ولم يتحر او تحرى ولم يظهر له انه مصرف او غلب على ظنه انه ليس بمصرف فهو على الفساد الا اذا تبين انه مصرف	هكذا فى التبيين
۵۰	ويكره نقل الزكوة من بلد الى بلد الا ان ينقلها الانسان الى قرابته او الى قوم هم احوج اليها من اهل بلده ولو نقل الى غيرهم اجزاه وان كان مكروها وانما يكره نقل الزكوة اذا كان الاخراج فى حينها بان اخرجها بعد الحول۔ اما اذا كان الاخراج قبل حينها فلا بأس بالنقل	كذا فى السراج الوهاج
۵۱	والافضل فى الزكوة والفطر والنذر الصرف اولا الى الاخوة	

[1] اور درمختار میں ہے کہ اگر دوسرے شہر کے لوگ زیادہ محتاج ہوں یا زیادہ نیک اور زیادہ پرہیزگار ہوں یا وہاں بھیجنا مسلمانوں کے لئے زیادہ نفع بخش ہو یا دار الحرب سے دار الاسلام کو بھیجنا ہو یا (دینی) طلباء کو بھیجنا ہو تو دوسرے شہر میں

دفعات و شق نمبر	ساتواں باب - زکوٰۃ کے مصارف کے احکام زکوٰۃ خرچ کرنے کی جگہوں کا بیان	حوالہ
۲۵۹-۴۷	(ا) اور اگر (مذکورہ صورت میں زکوٰۃ دینے کے بعد) یہ ظاہر ہوا کہ وہ اس کا غلام تھا یا اس کا مدبر یا اسکی ام ولد یا اس کا مکاتب تھا تو (اس صورت میں) جائز نہ ہوگا۔ اور وہ بالاجماع زکوٰۃ دوبارہ دے گا۔ (ب) اور امام ابو حنیفہ رح کے ہاں (مذکورہ صورت میں) اگر یہ ظاہر ہو کہ وہ مستسعی غلام تھا۔ تو بھی وہ زکوٰۃ دوبارہ دے گا۔ *	شرح طحاوی
۴۸	(ا) اگر زکوٰۃ دیتے وقت اسے یہ خیال نہ ہوا کہ وہ زکوٰۃ کا مصرف ہے یا نہیں تو اسکی زکوٰۃ کا ادا ہونا جائز ہے۔ (ب) لیکن اگر یہ واضح ہو گیا کہ وہ زکوٰۃ کا مصرف نہ تھا تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر اس زکوٰۃ کا ادا ہونا جائز نہیں ہوا۔)	تبیین
۴۹	(ا) اور اگر زکوٰۃ دیتے وقت اسے شک تھا اور اس نے سوچ کر گمان غالب سے کام نہ لیا یا اس نے سوچا اور اس کی رائے میں اس کا زکوٰۃ لینے کے لئے اہل ہونا معلوم نہ ہوا یا اس کا گمان غالب یہ ہوا کہ وہ زکوٰۃ کا مصرف نہیں ہے تو (ان صورتوں میں) زکوٰۃ ادا ہونا صحیح نہیں ہوا۔ (ب) لیکن اگر یہ واضح ہو جائے کہ وہ زکوٰۃ کا مصرف تھا تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر اس زکوٰۃ کا ادا ہونا جائز ہو جائے گا)	تبیین
۵۰	(ا) زکوٰۃ کا مال اس شہر سے دوسرے شہر میں لے جانا مکروہ ہے۔ (ب) لیکن اگر کوئی آدمی (اپنے مال کی) زکوٰۃ اسلئے دوسرے شہر لے جائے کہ وہاں اس کے رشتہ دار (زکوٰۃ لینے کا مصرف) ہیں یا اسکے اپنے شہر کی نسبت دوسرے شہر کے لوگ زیادہ محتاج ہیں۔ ۱؎ تو پھر دوسرے شہر میں زکوٰۃ کا مال لے جانا مکروہ نہیں ہے۔ (ج) اور اگر مذکورہ (دو صورتوں) کے علاوہ زکوٰۃ کا مال اس شہر سے دوسرے شہر میں لے جائے تو اگرچہ مکروہ ہوگا مگر زکوٰۃ کی ادائیگی جائز ہونے کے لئے کفایت کر جائے گا۔ (د) اور زکوٰۃ کا مال اس شہر سے دوسرے شہر لے جانا تب مکروہ ہوتا ہے۔ جبکہ اس نے زکوٰۃ اپنے وقت پر نکالی ہو یعنی پورا سال ہونے کے بعد زکوٰۃ نکالی ہو۔ اور اگر (زکوٰۃ کا سال پورا ہونے کے) وقت سے پہلے زکوٰۃ نکالی تو وہ زکوٰۃ اس شہر سے دوسرے شہر میں لے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔	سراج وہاج
۵۱	زکوٰۃ۔ صدقہ فطر اور منت مانی ہوئی چیز کے دینے میں افضل یہ ہے۔ کہ اپنے بھائی بہنوں	

۱؎ زکوٰۃ کا مال بھیجنا مکروہ نہیں ہے نیز لکھا ہے کہ دارالاسلام کے غریب مسلمان دارالحرب کے غریب مسلمانوں سے افضل ہیں البتہ دارالحرب میں مسلمان قیدی مستثنیٰ ہونے چاہئیں ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۲ ص ۹۴ نیز حکم نمبر ۵۲/۲۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

* ام ولد۔ مکاتب اور مستسعی کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲، ۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السابع - فی المصارف — المصارف	حوالہ
٢٥٩-	والا[1] ثم الی اولادھم ثم الی الاعمام والعمات ثم الی اولادھم ثم الی الاخوال والخالات ثم الی اولادھم ثم الی ذوی الارحام ثم الی الجیران ثم الی اھل حرفتہ ثم الی اھل مصرہ او قریتہ	کذا فی السراج الوھاج
٥٢	ثم المعتبر فی الزکوۃ مکان المال حتی لوکان ھو فی بلد ومالہ فی بلد آخر یفرق فی موضع المال	کذا فی التبیین
٥٣	وفی صدقۃ الفطر یعتبر مکانہ لا مکان اولادہ الصغار وعبیدہ فی الصحیح	کذا فی التبیین
٥٤	وعلیہ الفتوی	کذا فی المضمرات
٥٥	واما اخذ ظلمۃ زماننا فی الصدقات والعشور والزکوۃ والجبایات والمصادرات فالا صح انہ یسقط جمیع ذلک عن ارباب الاموال اذا نووا عند الدفع التصدق علیھم	کذا فی التتارخانیۃ فی الفصل الثامن من الزکوۃ
٥٦	ولو قضی دین الفقیر بزکوۃ مالہ ان کان بامرہ یجوز وان کان بغیر امرہ لا یجوز وسقط الدین	کذا فی الزاھدی
٥٧	ولو دفع الیہ دارا یسکنھا عن الزکوۃ لا یجوز	کذا فی الزاھدی
٥٨	نوی الزکوۃ بما یدفع لصبیان اقربائہ اولمن یاتیہ بالبشارۃ اویأتی بالباکورۃ اجزأہ	کذا فی معراج الدرایۃ
٥٩	ولو نوی الزکوۃ بما یدفع المعلم الی الخلیفۃ ولم یستأجرہ ان کان الخلیفۃ بحال لو لم یدفعہ یعلم الصبیان ایضا	

[1] البحرالرائق میں ہے کہ الشیخ ابوحفص الکبیرؒ کا قول ہے کہ جس شخص کے رشتہ دار ضرورتمند ہوں تو اس شخص کا صدقہ اس وقت تک قبول نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنا صدقہ رشتہ داروں سے شروع نہ کرے پس ان کی ضرورت پوری ہونے کے بعد اگر چاہے تو غیر رشتہ داروں میں صدقہ دے۔ ماخوذ

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب - زکوٰۃ کے مصارف کے احکام — زکوٰۃ خرچ کرنے کی جگہوں کا بیان	حوالہ
۲۵۹-	کو دے [1] پھر ۲ افضل یہ ہے کہ ان کی اولاد کو دے۔ پھر ۳ افضل یہ ہے کہ چچاؤں اور پھوپھیوں کو دے۔ پھر ۴ افضل یہ ہے کہ ان کی اولاد کو دے۔ پھر ۵ افضل یہ ہے کہ ماموں اور خالاؤں کو دے۔ پھر ۶ افضل یہ ہے کہ ان کی اولاد کو دے۔ پھر ۷ افضل یہ ہے کہ دوسرے ذوالارحام رشتہ داروں کو دے۔ پھر ۸ افضل یہ ہے کہ پڑوسیوں کو دے۔ پھر ۹ افضل یہ ہے کہ اپنے شہر یا گاؤں والوں کو دے۔	سراج وہاج
۵۲	زکوٰۃ (کی تقسیم) میں اس جگہ کا اعتبار ہے جہاں وہ مال ہو* حتی کہ اگر مالک کسی شہر میں ہو اور اس کا مال کسی اور شہر میں ہو تو زکوٰۃ کا مال وہاں تقسیم کیا جائے گا۔ جہاں مال ہے۔	تبیین
۵۳	اور صدقہ فطر (کی صورت) میں صحیح قول کے بموجب صدقہ فطر دینے والے کی جگہ کا اعتبار ہے۔ اس کی چھوٹی اولاد یا اسکے غلاموں کی جگہ کا اعتبار نہیں ہے۔	تبیین
۵۴	اور اسی مذکورہ حکم پر فتویٰ ہے۔	مضمرات
۵۵	ہمارے زمانہ میں ظالم حاکم جو صدقہ۔ عشر۔ زکوٰۃ۔ محصول اور تاوان لے لیتے ہیں۔ اس کے متعلق زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اگر مال کے مالک مال دیتے وقت صدقہ میں دینے کی نیت کرلیں تو ان سے وہ سب ساقط ہو جاتے ہیں [2]	تتارخانیہ
۵۶	اگر کسی شخص نے زکوٰۃ کے مال سے کسی غریب آدمی کا قرض ادا کر دیا تو (زکوٰۃ ادا ہونے کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر اس نے اس غریب کے حکم سے ایسا کیا ہے تو زکوٰۃ کا ادا کرنا جائز ہو گیا۔ (ب) اور اگر اس نے اس غریب کے حکم کے بغیر ایسا کر دیا تو زکوٰۃ کا ادا ہونا جائز نہ ہوگا البتہ اس غریب کا وہ قرض ساقط ہو جائے گا۔	زاہدی
۵۷	اور کسی شخص نے زکوٰۃ کے مال کے بدلے کسی شخص کو رہنے کیلئے گھر دے دیا تو اس سے زکوٰۃ کا ادا ہونا جائز نہ ہوگا۔	زاہدی
۵۸	رشتہ دار لڑکوں کو یا خوشخبری لانے والے یا نیا پھل لانے والے کو جو کچھ دیتا ہے اس میں اس نے زکوٰۃ دینے کی نیت کرلی تو زکوٰۃ ادا ہونے کیلئے کفایت کر جائے گی۔	معراج درایہ
۵۹	معلم (تعلیم دینے والے) نے اپنے نائب سے اجرت مقرر نہیں کی اور وہ معلم جو کچھ اس نائب کو دیتا ہے اس میں اس نے زکوٰۃ کی نیت کرلی تو (زکوٰۃ ادا ہونے کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر وہ نائب ایسا ہو کہ اگر اسے نہ بھی دے تب بھی وہ لڑکوں کو تعلیم دیتا ہے۔ تو زکوٰۃ ادا	

۱ البحر الرائق ج ۲ ص ۲۵۶ اور یہی حکم بحوالہ ظہیریہ در مختار علی رد المحتار ج ۲ ص ۹۳ میں ہے نیز نور الایضاح ص ۲۰۷ میں ہے۔ (مترجم) ۲ اس کے متعلق حکم نمبر ۴۱/۲۴۹ مع حاشیہ، ۳۰/۲۵۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

* حکم نمبر ۵۰/۲۵۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع - فی المصارف / المصارف	حوالہ
۲۵۹-	اجرته والا فلا	كذا في معراج الدراية
۶۰	وكذا ما يدفعه الى الخدم من الرجال والنساء في الاعياد وغيرها بنية الزكوة	كذا في معراج الدراية
۶۱	اذا دفع الزكوة الى الفقير لا يتم الدفع ما لم يقبضها او يقبضها للفقير من له ولاية عليه نحو الاب والوصي يقبضان للصبي والمجنون	كذا في الخلاصة
	او من كان في عياله من الاقارب او الاجانب الذين يعولونه	كذا في فتاوى قاضيخان
۶۲	والملتقط يقبض اللقيط	كذا في فتاوى قاضيخان
۶۳	ولو دفع الزكوة الى مجنون او صغير لا يعقل فدفع الى ابويه او وصيه قالوا لا يجوز كما لو وضعها على دكان ثم قبضها فقير لا يجوز	كذا في فتاوى قاضيخان
۶۴	ولو قبض الصغير وهو مراهق جاز وكذا لو كان يعقل القبض بان كان لا يرمي ولا يخدع عنه	كذا في فتاوى قاضيخان
۶۵	ولو دفع الى فقير معتوه جاز	كذا في فتاوى قاضيخان

سے ۱ اگر کسی غریب کو زکوۃ کے مال سے کھانا کھلا دیا تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی اور اگر زکوۃ کا کھانا کسی غریب کو دے دیا۔ تو بنا بر تملیک زکوۃ ادا ہونے کے لئے کفایت کر جائے گا۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ صـ ۸۵ (مترجم)۔ سے ۲ حکم نمبر

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب۔ زکوٰۃ کے مصارف کے احکام زکوٰۃ خرچ کرنے کی جگہوں کا بیان	حوالہ
۲۵۹	ہونے کیلئے کفایت کر جائے گا ورنہ نہیں۔	معراج درایہ
۶۰	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ عیدوں وغیرہ کے موقع پر اپنے خادموں کو خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں ہوں جو کچھ دیتا ہے اس میں اس نے زکوٰۃ دینے کی نیت کرلی (تو اگر وہ ایسے ہوں کہ انہیں نہ دے تب بھی وہ خدمت کرتے ہیں تو زکوٰۃ ادا ہونے کے لئے کفایت کر جائے گا ورنہ نہیں)	معراج درایہ
۶۱	(ا) جب زکوٰۃ کا مال غریب کو دے تو ادا کرنا اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک وہ غریب یا اس غریب کی طرف سے اس کا ولی (سرپرست) قبضہ نہ کرے ۱ مثلاً لڑکے اور مجنون کے لئے لڑکے کا باپ اور مجنون کا ذمہ دار شخص قبضہ کریں گے۔	خلاصہ
	(ب) یا اسکے رشتہ داروں یا اجنبی لوگوں میں سے جو اس کی دیکھ بھال اور خبر گیری کرتے ہیں وہ قبضہ کرینگے۔	قاضیخان
۶۲	اور جیسے پڑا ہوا بچہ ملے اس بچہ کی طرف سے (زکوٰۃ کا مال وصول کرنے میں) اس بچے کو پانے والا قبضہ کرے گا۔	قاضیخان
۶۳	(ا) اگر کسی نے زکوٰۃ کا مال مجنون یا بے سمجھ چھوٹے لڑکے کو دے دیا اور اس نے وہ مال اپنے ماں باپ یا اپنے ذمہ دار شخص کو دے دیا تو (اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہونے کے متعلق) فقہاء رح نے کہا ہے کہ جائز نہیں ہوتا۔	
	(ب) جیسا کہ اگر کوئی شخص زکوٰۃ کا مال دکان پر رکھدے اور پھر کوئی غریب اس پر قبضہ کرلے تو زکوٰۃ کا ادا کرنا جائز نہیں ہوتا ۲	قاضیخان
۶۴	(ا) اور اگر (مذکورہ صورت میں) جس چھوٹے لڑکے نے زکوٰۃ کے مال پر قبضہ کیا ہے اور وہ قریب البلوغ ہے تو (پھر) زکوٰۃ کا ادا ہونا جائز ہے۔	
	(ب) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر (مذکورہ صورت میں) وہ چھوٹا لڑکا ایسا ہو کہ وہ قبضہ کرنا سمجھتا ہے۔ بایں صورت کہ اس مال کو نہ پھینکتا ہے نہ کوئی اور شخص اس سے دھوکے سے لے سکتا ہے (تو پھر زکوٰۃ کا ادا ہونا جائز ہے۔)	قاضیخان
۶۵	اور اگر کسی نے زکوٰۃ کا مال کم عقل غریب کو دے دیا تو جائز ہے۔	قاضیخان

۴۶/۲۴۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السابع فی المصارف — فصل - مایوضع فی بیت المال اربعۃ انواع	حوالہ
	فصل - مایوضع فی بیت المال اربعۃ انواع دفعات ۲۶۰ تا ۲۶۰ عنوان ۱ تعداد شق ۲۲	
	۲۶۰ - مایوضع فی بیت المال اربعۃ انواع تعداد شق ۲۲	
۱	(الاولیٰ) زکوٰۃ السوائم والعشور وما اخذہ العاشر من تجار المسلمین الذین یمرون علیہ و محلہ ماذکرنا من المصارف	کذا فی السراج الوہاج
۲	(والثانی) خمس الغنائم والمعاون والرکاز[۱] ویصرف الیوم الی ثلاثۃ اصناف الیتامی[۳] - والمساکین وابن السبیل -	کذا فی السراج الوہاج
۳	(والثالث) الخراج والجزیۃ وماصولح علیہ بنو نجران من حلل وبنو تغلب من الصدقۃ المضاعفۃ وما اخذہ العاشر من المستامنین وتجار اہل الذمہ	کذا فی السراج الوہاج
۴	وتصرف تلک الی عطایا المقاتلۃ وسد الثغور وبناء الحصون ثمۃ والی مراصد الطریق فی دار الاسلام حتی یقع الامن من قطع اللصوص الطرق والی اصلاح القناطر والجسور	کذا فی محیط السرخسی
۵	والی کری الانہار العظام التی لا ملک لاحد فیہا کالجیحون والفرات ودجلۃ	کذا فی شرح الطحاوی
۶	والی بناء الرباطات المساجد وسد البثق[۵] وتحصین مایخاف علیہ البثق والی ارزاق الولاۃ واعوانہم والقضاۃ	

۱ ان مصارف کا ذکر حکم ۲۵۳ تا ۲۵۹ میں ہے (مترجم) ۲ غنیمت - کانوں اور دفینوں کا پانچواں حصہ دینا واجب ہے مگر وہ زکوٰۃ نہیں بلکہ اس کا مصرف وہی ہے جو مال غنیمت کا مصرف ہوتا ہے - ماخوذ از درمختار علی رد المحتار ج ۲ ص ۷۹ و رد المحتار ج ۲ ص ۵۹ نیز حکم $\frac{۴۳}{۲۵۹}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ تفسیر جلالین میں ہے کہ الیتمی اطفال المسلمین الذین ہلکت آباؤہم وہم فقراء - یعنی یتیموں سے مراد مسلمانوں کے وہ نابالغ بچے ہیں جن کے والد وفات پاگئے اور وہ غریب ہیں۔ ماخوذ از جلالین ص ۱۴۹ زیر یتیموں

دفعات و شق نمبر	ساتواں باب - زکوٰۃ کے مصارف کے احکام — بیت المال میں رکھے جانے والے مال کی چار قسمیں	حوالہ
	فصل - بیت المال میں رکھے جانے والے مال کی چار قسموں کا بیان	
	دفعات ۲۶۰ تا ۲۶۱ عنوان ۱ تعداد شق ۲۲	
۲۶۰ -	بیت المال میں رکھے جانے والے مال کی چار قسمیں ہیں اور اسمیں ۲۲ شقیں ہیں	
۱	بیت المال میں رکھے جانے والے مال کی پہلی قسم چرنے والے جانوروں کی زکوٰۃ - عشر اور وہ مال جو صدقہ وصول کرنے پر مقرر شخص ان تاجروں سے وصول کرتا ہے جو اسکے پاس سے گزرتے ہیں اور ان سب مالوں کے خرچ کرنے کی جگہ وہی ہے - جو (سات قسم کے مصرف) ہم ذکر کر چکے ہیں۔ ۱	سراج وہاج
۲	بیت المال میں رکھے جانے والے مال کی دوسری قسم غنیمتوں - کانوں اور دفینوں کا پانچواں حصہ ہے اور اسے خرچ کرنے کی جگہیں اس زمانہ میں تین قسم کے لوگ ہیں ۲ اور وہ یتیم ۳ - مسکین ۳ اور ابن السبیل ۴ ہیں -	سراج وہاج
۳	بیت المال میں رکھے جانے والے مال کی تیسری قسم خراج - جزیہ اور کپڑوں کے جوڑے جن پر بنو نجران سے صلح ہوئی ہے - اور وہ دگنا صدقہ جس پر بنو تغلب سے صلح ہوئی ہے اور وہ مال جو صدقہ پر مقرر شخص امن حاصل کر کے آنے والوں اور ذمی تاجروں سے لیتا ہے - *	سراج وہاج
۴	اور یہ مذکورہ تیسری قسم کا مال جنگ ۱ کرنے والوں کے عطیہ میں - سرحدوں ۲ کی حفاظت میں اور وہاں ۳ قلعے بنانے میں اور اسلامی ۴ حکومت کے راستوں کی پہرہ داری میں تاکہ راستوں میں چوروں سے امن رہے اور پلوں ۵ اور پلیوں ۶ کی درستی میں خرچ کیا جاتا ہے -	محیط السرخسی
۵	نیز (یہ مذکورہ تیسری قسم کا مال) بڑی نہروں ۷ کے کھودنے میں جو کسی کی ملک نہیں ہوتی خرچ کیا جاتا ہے - مثلاً جیحون - فرات اور دجلہ -	شرح طحاوی
۶	نیز (مذکورہ تیسری قسم کا مال) مسافر ۸ خانوں کی تعمیر - مسجدوں ۹ کی تعمیر - نہروں ۱۰ کے کناروں کے کٹاؤ کو بند کرنے میں (یعنی پانی کے روکنے میں) اور ۱۱ اس جگہ کی حفاظت میں جہاں کٹاؤ سے نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو اور ۱۲ حاکموں اور ان کے مددگاروں ۱۳ - قاضیوں ۱۴ -	

کو سرپرستی کا احتیاج غریبوں اور مسکینوں کی نسبت زیادہ ہے - نیز حکم نمبر ۱/۲۶۰ کا حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳-۴ مسکین اور ابن السبیل کے مفہوم کے متعلق علی الترتیب حکم ۲۵۴، ۲۵۹ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)۔ ۵ قوله البثق بالمثلثة بين الموحدة والفاف معناه كسر شط النهر و يطلق على نفس ذلك الموضع كما في القاموس - عربی حاشیہ فتاوی
ہذا یعنی البثق نہر کا کنارہ ٹوٹنے کو کہتے ہیں اور اس ٹوٹی ہوئی جگہ کو بھی کہا جاتا ہے - قاموس (مترجم)

* رد المحتار میں ہے کہ جنگ کرنیوالے کافروں کے تحفے - اور جو مال ان سے بغیر جنگ حاصل ہو - اسی قسم میں شامل ہے - ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۸ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی المصارف — فصل - مایوضع فی بیت المال اربعۃ انواع	حوالہ
۲۶۰-۶	والمفتین والمحتسبین	کذا فی محیط السرخسی
۷	والمعلمین والمتعلمین .	کذا فی السراج الوھاج
۸	ویصرف الی کل من تقلد شیئاً من امور المسلمین والی ما فیہ صلاح المؤمنین	کذا فی محیط السرخسی
۹	(والرابع) اللقطات	ھکذا فی محیط السرخسی
۱۰	وما اخذ من ترکۃ المیت الذی مات ولم یترک وارثا او ترک زوجا وزوجۃ	کذا فی شرح الطحاوی
۱۱	وھذا النوع یصرف الی نفقۃ المرضی وادویتھم وھم فقراء	کذا فی شرح الطحاوی
۱۲	والی کفن الموتی الذین لا مال لھم	کذا فی شرح الطحاوی
۱۳	والی اللقیط وعقل جنایتہ	کذا فی شرح الطحاوی
۱۴	والی نفقۃ من ھو عاجز عن الکسب ولیس لہ من تجب علیہ نفقتہ وما اشبہ ذلک	کذا فی شرح الطحاوی
۱۵	فعلی الامام ان یجعل بیت المال اربعۃ لکل نوع بیتا لان لکل نوع حکما یختص بہ لایشارکہ مال آخر فیہ فان لم یکن فی بعضھا شیٔ فللامام ان یستقرض علیہ مما فیہ مال	کذا فی محیط السرخسی
۱۶	فان استقرض من بیت مال الصدقۃ علی بیت مال الخراج فاذا اخذ الخراج یقضی المستقرض من الخراج الا ان یکون المقاتلۃ فقراء لان لھم حظا فیھا فلا یصیر قرضا	کذا فی محیط السرخسی
۱۷	وان استقرض علی بیت مال الصدقات من بیت مال الخراج وصرفہ الی الفقراء لایصیر قرضا علیھم لان الخراج لہ	

سلہ جیساکہ حکم نمبر ۲۷/۱ ۲۵۳ میں ہے (مترجم)

دفعات دستی نمبر	ساتواں باب - زکوۃ کے مصارف کے احکام — بیت المال میں رکھے جانے والے مال کی چار قسمیں	حوالہ
۲۶۰	مفتیوں اور محتسبوں کے روزینوں میں خرچ کیا جاتا ہے۔	محیط سرخسی
۷	نیز (تیسری قسم کا مال) تعلیم دینے والوں اور تعلیم حاصل کرنے والوں پر خرچ کیا جاتا ہے	سراج وہاج
۸	نیز (تیسری قسم کا مال) ہر اس شخص پر خرچ کیا جاتا ہے جو مسلمانوں کے امور میں سے کسی کام کو یا جن کاموں میں مسلمانوں کی بہتری ہو ان میں کوئی خدمت سرانجام دیتا ہو۔	محیط سرخسی
۹	بیت المال میں رکھے جانے والے مال کی چوتھی قسم وہ مال ہے جو گرا پڑا ملے۔	محیط سرخسی
۱۰	اور وہ حاصل شدہ مال جو ایسے میت کا ہو جو وفات پاگیا اور اس کا کوئی وارث نہیں یا صرف خاوند وارث ہو یا صرف بیوی وارث ہو	شرح طحاوی
۱۱	اور یہ (مذکورہ) چوتھی قسم کا مال ایسے مریضوں اور ان کی دواؤں پر خرچ کیا جاتا ہے جو غریب ہوں۔	شرح طحاوی
۱۲	اور (یہ مذکورہ چوتھی قسم کا مال) ان مُردوں کے کفن پر خرچ کیا جاتا ہے۔ جن کا کچھ مال نہ تھا۔	شرح طحاوی
۱۳	اور (یہ مذکورہ چوتھی قسم کا مال) ان بچوں پر خرچ کیا جاتا ہے جو پڑے ہوئے ملیں اور ان کے جرم کے جرمانہ میں خرچ کیا جاتا ہے۔	شرح طحاوی
۱۴	اور (یہ مذکورہ چوتھی قسم کا مال) اس شخص کے گزارہ کے لئے خرچ کیا جاتا ہے جو کمانے سے عاجز ہوگیا ہے اور کوئی ایسا شخص نہ ہو جس پر اس کا نفقہ واجب ہو۔ اور اس پر خرچ کیا جاتا ہے جس کی حالت مذکورہ شخص کے مشابہ ہو۔	شرح طحاوی
۱۵	(ا) پس حاکم پر لازم ہے کہ وہ چار بیت المال بنا دے ہر قسم کے لئے الگ مال خانہ ہو اس لئے کہ (مذکورہ) ہر قسم کے لئے مخصوص حکم ہے۔ جسمیں دوسری قسم کا مال شریک نہیں (ب) پس اگر کسی ایک قسم میں مال نہ رہے تو امام کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اس مذکورہ قسم کے نام کسی ایسی قسم سے قرض لیکر ڈال دے جس میں مال موجود ہے۔	محیط سرخسی
۱۶	(ا) پس اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) صدقہ کے بیت المال سے خراج کے بیت المال کے نام قرض لیا تو جب خراج حاصل کرے تو خراج کے بیت المال کیلئے حاصل کردہ قرض ادا کرے گا۔ (ب) لیکن اگر جنگ کرنے والے مجاہد غریب لوگ ہوں تو پھر یہ حکم نہیں ہے۔ کیونکہ صدقہ کے بیت المال میں غریبوں کا حق (بھی) ہے پس ان پر کیا ہوا خرچ قرض نہ قرار پائے گا۔	محیط سرخسی
۱۷	(ا) اور اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) خراج کے بیت المال سے صدقات کے بیت المال کے نام قرض لیا اور غرباء پر خرچ کیا تو یہ (بھی) قرض نہ ہوگا۔ اس لئے کہ	

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی المصارف — فصل۔ مایوضع فی بیت المال اربعہ انواع	حوالہ
۲۶۰-	حکم الفیئ و الغنیمۃ و للفقراء حظ فیھا و انما لا یعطی لھم لاستغنائھم بالصدقات	کذا فی محیط السرخسی
۱۸	والواجب علی الائمۃ ان یوصلوا الحقوق الی اربابھا ولا یحبسونھا عنھم	کذا فی السراج الوھاج
۱۹	ولا یحل للامام واعوانھم من ھذہ الاموال الا مایکفیھم و عائلتھم ولا یجعلونھا کنوزا۔ وما فضل من ھذہ الاموال قسم بین المسلمین فان تقصر الائمۃ فی ذلک فوباله علیھم	کذا فی السراج الوھاج
۲۰	والافضل للامام والمصدق ان لا یتعجل رزقه لشھرثان بل یأخذ رزقه فی کل شھر یدخل	کذا فی السراج الوھاج
۲۱	ولا شیٔ لاھل الذمۃ فی بیت المال الا ان یری الامام ذمیا یھلک جوعا فعلیه ان یعطیه من بیت المال لانه من اھل دار الاسلام وکان علیه احیاءہ	کذا فی محیط السرخسی
۲۲	ومن له حظ فی بیت المال ظفر بما ھو وجه لبیت المال فله ان یأخذہ دیانۃ وللامام الخیار فی المنع والاعطاء فی الحکم	کذا فی القنیۃ

1؎ فیئ وہ مال ہے جو جزیہ اور خراج کی طرح دشمن سے جنگ کے بغیر حاصل ہو اور جو مال دشمن سے جنگ کے ذریعہ حاصل ہو وہ مال غنیمت ہے ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ابواب

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب - زکوۃ کے مصارف کے احکام　　　بیت المال میں رکھے جانے والے مال کی چار قسمیں	حوالہ
۲۶۰	خراج اس مال کے حکم میں ہے جو مال دشمن سے بغیر جنگ[۱] یا بطور غنیمت حاصل ہو اور اسے مال میں غریبوں کا حق بھی ہے۔ (ب) البتہ غریبوں کو خراج کے مال سے اس لئے نہیں دیا جاتا کہ صدقات کے مال کی وجہ انکے لئے اسکی ضرورت نہیں رہتی۔	محیط سرخسی
۱۸	حاکموں پر واجب ہے کہ وہ (مذکورہ مالوں سے) حقداروں کے حقوق انہیں ادا کریں اور ان حقوق کو ان سے روک کر نہ رکھیں۔	سراج وہاج
۱۹	(ا) اور حاکم اور اس کے مددگاروں کو مذکورہ مالوں سے اس قدر حلال ہے جو ان کے لئے اور ان کے اہل وعیال کے گزارہ کیلئے کافی ہو۔ (ب) اور وہ ان مالوں کو خزانہ نہ بنالیں۔ (ج) اور ان مالوں میں سے جو کچھ بچ رہے اسے مسلمانوں میں تقسیم کردیں۔ (د) اگر حکام اس میں کوتاہی کرینگے تو اس کا وبال انکی گردنوں پر ہوگا۔	سراج وہاج
۲۰	اور حاکم اور صدقہ وصول کرنے پر مقرر شخص کے لئے افضل یہ ہے کہ اپنا روزینہ آئندہ ماہ کے لئے نہ لے بلکہ جو مہینہ شروع ہے اس کا روزینہ لے لے[۲]	سراج وہاج
۲۱	(ا) بیت المال میں ذمیوں کا کچھ حق نہیں ہے۔ (ب) لیکن اگر حاکم یہ دیکھے کہ کوئی ذمی بھوک کے مارے ہلاک ہو رہا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس ذمی کو بیت المال سے دے (ج) اس لئے کہ دارالاسلام کے رہنے والے باشندوں میں سے ہے اور اس کے زندہ رکھنے کی کوشش حاکم کے ذمہ ہے۔	محیط سرخسی
۲۲	(ا) جس شخص کا بیت المال میں سے حق ہو اسے ایسا مال ملا جو بیت المال میں پہنچنا چاہیئے تو اسے یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ مال دیانتداری کے ساتھ لے لے[۳] (ب) اور حاکم کو اپنے حکم میں اختیار حاصل ہے کہ چاہے تو اسے منع کردے یا دے دے۔	قنیہ

[۲] حکم نمبر $\frac{۸}{۲۵۵}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] حکم نمبر $\frac{۴۰}{۲۴۹}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن فی صدقة الفطر — صدقة الفطر	حوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الباب الثامن فی صدقة الفطر

دفعات ۲۶۱ تا ۲۶۱ عنوان ۱ تعداد شق ۵۸

۲۶۱- صدقة الفطر

تعداد شق ۵۸

شق	متن	حوالہ
۱	وهی واجبة علی الحر المسلم المالك لمقدار النصاب فاضلا عن حوائجه الاصلية	كذا فی الاختيار شرح المختار
۲	ولا يعتبر فيه وصف النماء ويتعلق بهذا النصاب وجوب الاضحية و وجوب النفقة الاقارب	هكذا فی فتاوی قاضيخان
۳	وانما تجب صدقة الفطر من اربعة اشياء من الحنطة والشعير والتمر والزبيب	كذا فی خزانة المفتين وشرح الطحاوی
۴	وهی نصف صاع من بر او صاع من شعير او تمر ودقيق الحنطة والشعير وسويقهما مثلهما والخبز لا يجوز الا باعتبار القيمة وهو الاصح واما الزبيب فقد ذكر فی الجامع الصغير نصف صاع عند ابی حنيفة رح لانه يوكل بجميع اجزائه وروی عن ابی حنيفة رح	

۱؎ اس لئے کہ زکوٰۃ کا وجوب تو قدرت میسرہ پر ہے اور صدقة الفطر کا وجوب قدرت ممکنہ پر ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۲۵۲ (مترجم) ۲؎ حکم $\frac{1}{253}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ پس جسے زکوٰۃ کا مال لینا جائز ہے اس پر صدقہ فطر واجب نہیں اور جسے زکوٰۃ کا مال لینا جائز نہیں خواہ خود اس پر

دفعات وشق نمبر	آٹھواں باب صدقہ فطر کے احکام	صدقہ فطر	حوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آٹھواں باب- صدقہ فطر کے احکام

دفعات ۲۶۱ تا ۲۶۱ عنوان ۱ تعداد شق ۵۸

اور اسمیں ۵۸ شقیں ہیں

۲۶۱- صدقہ فطر

شق	متن	حوالہ
۱	صدقہ فطر اس شخص پر واجب ہے جو آزاد ہو- مسلمان ہو اور ایسے نصاب کی مقدار کا مالک ہو جو اسکی اصلی ضروریات سے زائد ہو-	اختیار
۲	(ا) اس مذکورہ نصاب میں اس کا اعتبار نہیں ہے کہ وہ نصاب بڑھنے [1] والا (مثلاً بغرض تجارت) ہو (ب) اور اسی قسم کے نصاب سے قربانی اور رشتہ داروں کا نفقہ واجب ہو جاتا ہے [2]	قاضیخان
۳	صدقہ فطر میں یہ واجب ہے کہ (مقررہ وزن کی جنس دینے کی صورت میں) چار قسم کی چیزوں میں سے دے- گیہوں- جو- کھجوریں اور کشمش-	خزانۃ المفتین شرح طحاوی
۴	اور (ان کے وزن کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ا) صدقہ فطر گیہوں سے ہو تو نصف صاع اور جو یا کھجوروں سے ہو تو ایک صاع واجب ہے- (ب) اور گیہوں اور جو کے آٹے اور انکے ستوں کے لئے وہی حکم ہے جو گیہوں اور جو کیلئے ہے [3] (ج) اور صدقہ فطر میں روٹی دینا جائز نہیں لیکن قیمت کے حساب سے روٹی دینا جائز ہے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے- (د) اور [1] کشمش کے متعلق جامع صغیر میں ذکر ہے کہ امام ابو حنیفہ رح کے ہاں نصف صاع ہے اس لئے کہ اسکے تمام اجزا کھالئے جاتے ہیں- اور [2] امام ابو حنیفہ رح سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ کشمش ایک صاع ہو اور صاحبین کا قول بھی یہی ہے- پھر [3]	

[1] زکوۃ واجب نہیں اس پر صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے (مترجم) [3] گیہوں اور جو ملے جلے ہوں تو جو غالب ہے اس کی رو سے حکم ہوگا ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۱۰۴ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن فی صدقۃ الفطر — صدقۃ الفطر	حوالہ
۲۶۱-	صاع وهو قولهما ثم قيل يجوز اداءه باعتبار العين والاحوط ان يراعى فيه القيمة	هكذا فی محيط السرخسی
۵	ثم الدقيق اولى من البر والدراهم اولى من الدقيق لدفع الحاجة وماسواه من الحبوب لا يجوز الا بالقيمة وذكر فی الفتاوی ان اداء القيمة افضل من عين المنصوص عليه وعليه الفتوى	كذا فی الجوهرة النيرة
۶	ولو ادى ربع صاع من حنطة جيدة يبلغ قيمته قيمة نصف صاع منها او نصف صاع من شعير جيد مكان صاع من شعير لا يجوز عن الكل بل يقع عن نفسه وعليه تكميل الباقى وكذا لا يجوز ربع صاع من حنطة عن صاع من شعير	هكذا فی محيط السرخسی
۷	فان ادى نصف صاع من شعير ونصف صاع من تمر او نصف صاع من تمر ومنا واحدا من الحنطة او نصف صاع شعير وربع صاع حنطة جاز عندنا	كذا فی البحر الرائق
۸	والصاع ثمانية ارطال بالبغدادی والرطل البغدادی عشرون استارا والاستار اربعة مثاقيل ونصف مثقال	كذا فی التبيين كذا فی شرح الوقاية
۹	ثم يعتبر نصف صاع من بر او صاع من غيره بالوزن فيما روى ابو يوسف رحمه الله عن ابی حنيفة رحمه الله لان اختلاف العلماء فی الصاع بانه كم رطلا وهو اجماع منهم بانه معتبر بالوزن	كذا فی التبيين

ا ـــه صدقہ فطر کے متعلق حکم نمبر ۳۲/۲۱۵ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ ـــه ایک شرعی من ایک سو اسّی مثقال کا ہوتا ہے۔ ماخوذ از شرح وقایہ ج ۱ ص ۲۳۱ اور صاع کے متعلق حکم ۸/۲۶۱ اور مثقال کے متعلق حکم ۸/۲۴۷ مع حواشی ملاحظہ ہو پس ایک شرعی من چوتھائی صاع ہوا (مترجم) ۳ ـــه اور مثقال اور قیراط کے متعلق حکم نمبر ۲/۹۱ اور ۸/۲۴۷ مع حواشی

حوالہ	آٹھواں باب ۔ صدقۂ فطر کے احکام — صدقۂ فطر	دفعات وشق نمبر
محیط سرخسی	بعض کا قول یہ ہے کہ کشمش کے ادا کرنے میں عین اس کا اعتبار کرے اور زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ قیمت کی رعایت کرے ۔ ۱ھ	۲۶۱
جوہرہ نیرہ	(ا) پھر ضرورت پوری کرنے کی رو سے صدقہ فطر میں گیہوں دینے کی نسبت اس کا آٹا دینا اولی ہے ۔ اور نقد درہم دے دینا آٹا دینے سے اولی ہے ۔ (ب) اور مذکورہ اناجوں کے علاوہ اور اناجوں کی صورت میں صدقہ فطر دینا صرف قیمت کے حساب سے جائز ہے ۔ (ج) اور الفتاوی میں ذکر ہے کہ عین وہ جنس جسکے دینے کا حکم صریحاً دیا گیا ہے اس کی نسبت اس کی قیمت دے دینا افضل ہے اور اسی پر فتوی ہے ۔	۵
محیط سرخسی	(ا) اگر کسی شخص نے صدقہ فطر میں عمدہ قسم گیہوں سے چوتھائی صاع دیا جس کی قیمت نصف صاع (عام) گندم کی قیمت جتنی بنتی ہو یا کسی نے ایک صاع (عام قسم کے) جو کی بجائے عمدہ قسم کے نصف صاع جو دے دئے تو یہ ادائیگی صدقہ فطر کی پوری ادائیگی کے لئے جائز نہ ہوگی ۔ بلکہ اتنی ہی مقدار ادا ہوگی اور باقی کی تکمیل اس پر واجب ہوگی (ب) اسیطرح اگر کسی نے صدقہ فطر میں ایک صاع جو کے بدلے چوتھائی صاع عمدہ قسم کی گندم دے دی تو (صدقہ فطر کی پوری ادائیگی کیلئے) جائز نہ ہوگا ۔	۶
بحرالرائق	اگر کسی شخص نے صدقہ فطر میں نصف صاع جو اور نصف صاع کھجوریں ادا کیں ۔ یا اس نے نصف صاع کھجوریں اور ایک من ۲ھ (یعنی دو رطل) گیہوں دئے یا اس نے نصف صاع جو اور چوتھائی صاع گیہوں دیئے تو ہمارے ہاں جائز ہو جائے گا ۔	۷
تبیین شرح وقایہ	(ا) ایک صاع آٹھ بغدادی رطلوں کا ہوتا ہے اور ایک رطل بیس بغدادی استار کا ہوتا ہے ۔ (ب) اور ایک استار ساڑھے چار مثقال کا ہوتا ہے ۳ھ	۸
تبیین	پھر نصف صاع گیہوں یا ایک صاع دوسری مذکورہ اجناس میں امام ابوحنیفہ رح سے امام ابو یوسف رح کی روایت کے بموجب صاع بلحاظ وزن معتبر ہوگا اسلئے کہ ایک صاع میں کتنے رطل ہوتے ہیں اسکے متعلق اہل علم کا اختلاف اس بات پر اجماع ہے کہ صاع باعتبار وزن معتبر ہوتا ہے ۔	۹

ملاحظہ ہو اور اس حساب سے نصف صاع دو سو ستر تولہ مروجہ کا ہوا یعنی نصف صاع ایک سیر گیارہ چھٹانک مروجہ ہوا جسے بعض اہل علم نے احتیاطاً پونے دو سیر قرار دیا ہے ۔ صاع کا ذکر حکم $\frac{۱۳}{۱۸۹}$ مع حاشیہ میں ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن فی صدقة الفطر — صدقة الفطر	حوالہ
۲۶۱-۱۰	ووقت الوجوب بعد طلوع الفجر الثانی من یوم الفطر فمن مات قبل ذلك لم تجب علیه الصدقة ومن ولد او اسلم قبله وجبت ومن ولد او اسلم بعده لم تجب	كذا فی محیط السرخسی
۱۱	وكذا الفقیر اذا ایسر قبله تجب ولو افتقر الغنی قبله لم تجب	كذا فی محیط السرخسی
۱۲	ومن مات بعد طلوع الفجر فهی واجبة علیه وكذا اذا افتقر بعد یوم الفطر	كذا فی الجوهرة النیرة
۱۳	وان قدموها علی یوم الفطر جاز ولا تفصیل بین مدة ومدة وهو الصحیح	كذا فی الهدایة
۱۴	وان اخروها عن یوم الفطر لم تسقط وكان علیهم اخراجها	كذا فی الهدایة
۱۵	ولو عجل صدقة الفطر قبل النصاب ثم ملكه صح	كذا فی البحر الرائق
۱۶	وفی تجنیس الملتقط من سقط عنه صوم الشهر لكبر او لمرض لا تسقط عنه صدقة الفطر	كذا فی المضمرات
۱۷	والمستحب للناس ان یخرجوا الفطر بعد طلوع الفجر یوم الفطر قبل	

ـــه۱ جیساکہ ہدایہ میں ہے ووجوب الفطرة یتعلق بطلوع الفجر من یوم الفطر الخ ہدایہ ج ۱ صـ۲۰۴ یعنی صدقہ فطر کے واجب ہونے کا تعلق عید کی فجر طلوع ہونے سے ہے وهكذا فی درمختار ج ۲ صـ۱۰۶ (مترجم) ـــه۲ جیساکہ درمختار میں ہے کہ اگر صدقہ فطر واجب ہونے کے بعد مال ہلاک ہوجائے تو وہ صدقہ فطر ساقط نہیں ہوتا۔ جیساکہ گواہوں کی موت سے نکاح باطل نہیں ہوتا اسلئے کہ صدقہ فطر قدرتِ ممکنہ سے واجب ہوجاتا ہے اور زکوٰۃ کیلئے ایسا حکم نہیں ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۲ صـ۱۰۰ نیز حکم نمبر ۳/۲۴۹ ، ۲/۲۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	آٹھواں باب ـ صدقہ فطر کے احکام — صدقہ فطر	حوالہ
۱۰-۲۶۱	(ا) صدقہ فطر واجب ہونے کا وقت عید کے دن صبح صادق طلوع ہونے کے (معاً [۱]) بعد والا وقت ہے۔ (ب) پس [۱] جو شخص صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے وفات پاگیا اس پر صدقہ فطر واجب نہ ہوا۔ اور [۲] جو شخص صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے پیدا ہوا یا اسلام لایا اس پر صدقہ فطر واجب ہوگیا۔ اور [۳] جو شخص صبح صادق طلوع ہو جانے کے بعد پیدا ہوا یا اسلام لایا تو اس پر صدقہ واجب نہ ہوگا۔	محیط سرخسی
۱۱	(ا) اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر غریب شخص (مذکورہ) طلوعِ فجر سے پہلے مالدار ہوگیا تو اس پر صدقہ فطر واجب ہو جائے گا۔ (ب) اور جو مالدار شخص (مذکورہ) طلوعِ فجر سے پہلے غریب ہوگیا اس پر صدقہ فطر واجب نہ ہوگا۔	محیط سرخسی
۱۲	(ا) اور جو شخص (مذکورہ) فجر طلوع ہو جانے کے بعد وفات پاگیا تو اس پر صدقہ فطر واجب رہے گا۔ (ب) اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب وہ عید کا دن آچکنے کے بعد غریب ہوگیا تو اس پر بھی صدقہ فطر واجب رہے گا [۲]	جوہرہ نیرہ
۱۳	اگر عید کے دن سے پہلے صدقہ فطر دے دیں تو جائز ہوگا۔ اور (پہلے دینے کی) مدت کی مقدار کی تفصیل نہیں ہے [۳] اور یہی حکم صحیح ہے۔	ہدایہ
۱۴	اگر صدقہ فطر دینے میں تاخیر کر دیں اور عید کا دن گزر جائے تو صدقہ فطر ساقط نہ ہوگا۔ (اور اس کا نکالنا ان پر واجب ہوگا [۴]	ہدایہ
۱۵	اگر کسی شخص نے نصاب کا مالک ہونے سے پہلے صدقہ فطر دے دیا پھر نصاب کا مالک ہوگیا۔ تو صدقہ فطر کا ادا کرنا صحیح ہوگیا [۵]	بحر رائق
۱۶	تجنیس الملتقط میں ہے کہ جس شخص سے (رمضان المبارک کے) مہینہ بھر کے روزے بڑھاپے یا بیماری کی وجہ سے ساقط ہو جائیں۔ تو اس سے صدقہ فطر ساقط نہیں ہوتا	مضمرات
۱۷	لوگوں کے لئے مستحب یہ ہے کہ صدقہ فطر عید الفطر کے دن طلوع فجر کے بعد اور عیدگاہ	

[۳] اس لئے کہ اس کا سبب رأسِ انسان ہے اور وہ موجود ہے۔ البتہ عملی لحاظ سے پہلے دینے میں رمضان المبارک شروع ہو چکنے کے بعد دینا چاہیئے۔ ماخوذ از البحر رائق ج ۲ ص ۲۵۵ (مترجم) [۴] البتہ اگر عید کے (پہلے) دن کے بعد دیا تو وہ ادا کرنے والا نہیں بلکہ وہ قضا کرنے والا قرار پائے گا ماخوذ از البحر رائق ج ۲ ص ۲۵۵ نیز حکم ۱۸/۲۶۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] اور زکوۃ میں مذکورہ صورت کے متعلق حکم نمبر ۱۵/۲۴۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن فی صدقة الفطر — صدقة الفطر	حوالہ
۲۶۱-	الخروج الی المصلی	كذا فی الجوهرة النيرة
۱۸	واما وقت ادائها فجميع العمر عند عامة مشائخنا رح	كذا فی البدائع
۱۹	وتجب عن نفسه وطفله الفقير	كذا فی الکافی
۲۰	والمعتوه والمجنون بمنزلة الصغير سواء كان الجنون اصليا او عارضيا وهو الظاهر من المذهب	كذا فی المحيط
۲۱	ثم اذا كان للولد الصغير او المجنون مال فان الاب او وصيه او جدّهما او وصيه يخرج صدقة فطر انفسهما ورقيقهما من مالهما عند ابی حنيفة رح و ابو يوسف رح	هكذا فی السراج الوهاج
۲۲	ولا يؤدی عن الجنين لانه لا يعرف حياته	هكذا فی السراج الوهاج
۲۳	وليس على الاب ان يؤدی الصدقة عن مماليك ابنه الصغير من مال نفسه وكذا المعتوه فی قول ابی حنيفة رح وابو يوسف رح	
۲۴	وليس على الجد ان يؤدی الصدقة عن اولاد ابنه المعسر اذا كان الاب حيا	كذا فی فتاوی قاضيخان
	وكذا لو كان الاب ميتا فی ظاهر الرواية	كذا فی فتاوی قاضيخان
۲۵	والولد بين الابوين على كل واحد منهما صدقة تامة	كذا فی الظهيرية
	وان كان احدهما موسرا والاخر معسرا او ميتا فعلى الآخر صدقة تامة	

[۱] حکم ۱۴/۲۶۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] مالدار باپ کا چھوٹا بچہ مالدار کے حکم میں ہے اسکے متعلق حکم نمبر ۲۵/۲۵۹ ملاحظہ ہو اور اگر کسی شخص کا (صرف) بچہ مالدار ہو مثلاً اسے ننہال سے مال مل گیا ہو تو اسکے متعلق حکم نمبر ۲۱/۲۶۱ ملاحظہ ہو اور ماں پر اسکی چھوٹی اولاد کا صدقۃ الفطر واجب نہیں ہوتا ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۱۰۱ (مترجم) [۳] اصل اور عارضی مجنون کے متعلق حکم ۳ تا ۵/۲۳۵ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] حکم ۲۳/۲۶۱، ۴/۲۵۲، ۲۳۵ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] اگر اپنے چھوٹے بچے کا مال ہو تو اس

دفعات وشق نمبر	آٹھواں باب - صدقہ فطر کے احکام — صدقہ فطر	حوالہ
۲۶۱ -	جانے سے پہلے ادا کریں۔	جوہرہ نیرہ
۱۸	اور صدقہ فطر کی ادائیگی (جائز ہو جانے) کا وقت ہمارے عام مشائخ کے ہاں ساری عمر ہے سے ۱	بدائع
۱۹	صدقہ فطر اپنی طرف سے اور اپنے اس چھوٹے بچہ کی طرف سے جو غریب ہو دینا واجب ہوتا ہے سے ۲	کافی
۲۰	کم عقل اور مجنون چھوٹے بچے کے حکم میں ہیں۔ خواہ اس کا جنون اصلی ہو یا عارضی ہو سے ۳۔ اور ظاہر مذہب کا حکم یہی ہے۔	محیط
۲۱	پھر اگر چھوٹے بچے یا مجنون کے پاس مال ہو تو امام ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے ہاں ان کا باپ یا اس کا وصیت یافتہ یا ان کا دادا یا اس کا وصیت یافتہ شخص چھوٹے بچے اور مجنون سے ۴ کے مال سے خود ان کا اور ان کے غلاموں کا صدقہ فطر دے گا۔	سراج وہاج
۲۲	جو بچہ ماں کے پیٹ میں ہو اسکی طرف سے صدقہ فطر ادا نہیں کیا جائے گا۔ اسلئے کہ اسکی زندگی معروف نہیں ہے۔	سراج وہاج
۲۳	باپ کے ذمہ اپنے چھوٹے بچے کے غلاموں کا صدقۃ الفطر اپنے مال سے ادا کرنا لازم نہیں ہے اور اسی طرح امام ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے قول کے بموجب خفیف العقل بچے (کے غلاموں کے صدقہ الفطر) کے متعلق یہی حکم ہے (کہ ان کا صدقۃ الفطر باپ کے ذمہ نہیں ہے) سے ۵	قاضیخان
۲۴	(ا) دادا پر واجب نہیں ہے کہ اپنے غریب بیٹے کی اولاد کا صدقہ فطر ادا کرے۔ جب کہ ان بچوں کا باپ زندہ ہو۔ (ب) اور اسیطرح ظاہر روایت میں یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ ان کا باپ وفات پاگیا ہو۔	قاضیخان
۲۵	(ا) جو بچہ دو باپوں کے درمیان ہو سے ۶ تو اس کا صدقہ فطر ان میں سے ہر ایک پر پورا پورا لازم ہوگا۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) ان دونوں باپوں میں سے ایک مال دار ہو اور دوسرا غریب ہو یا وفات پا چکا ہو تو اس مالدار پر مذکورہ پورا صدقہ واجب ہوگا۔	ظہیریہ

سے اس کے غلاموں کا صدقہ فطر ادا کرے گا ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ج ۱ ص ۲۲۸ ـ حکم نمبر ۲۱/۲۶۱ ملاحظہ ہو (مترجم) سے ۶ مثلاً گرا پڑا بچہ ملا اور دو آدمیوں نے اس کا باپ ہونے کا دعوی کیا۔ یا مشترکہ باندی کی اولاد کا دونوں مالکوں نے دعوی کیا۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۱۰۱ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن فی صدقۃ الفطر — صدقۃ الفطر	حوالہ
۲۶۱-	ولا صدقۃ علی واحد منھما لاجل ام ھذا الولد	کذا فی الخلاصۃ
۲۶	زوج ابنتہ الصغیرۃ من رجل وسلمھا الیہ ثم جاء یوم الفطر لا تجب علی الاب صدقۃ الفطر	کذا فی التتارخانیۃ
۲۷	ویؤدی عن مملوکہ للخدمۃ مسلما کان او کافرا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۸	ویجب عن مدبریہ وامھات اولادہ عندنا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۹	وتجب علیہ صدقۃ فطر عبدہ المستاجر وعبدہ المأذون وان کان علی العبد دین مستغرق	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۰	ولو کان العبد موصی بخدمتہ کان صدقۃ الفطر علی مالک الرقبۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۱	وکذا عبد العاریۃ والودیعۃ والعبد الجانی عمدا او خطأ لان ملک المالک انما یزول بالدفع الی المجنی علیہ مقصورا علی الحال لا قبلہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۲	وعن مرھون تجب فی المشھور ان فضل بعد الدین قدر النصاب وکذا بسببہ تجب علیہ عن نفسہ	کذا فی التبیین
۳۳	ولا تجب عن عبیدہ للتجارۃ عندنا ولا عن عبید عبدہ الماذون	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۴	ولا یخرج عن مکاتبہ لقصور الملک فیہ ولا یخرج المکاتب ایضا عن نفسہ لفقرہ	

۱ حکم نمبر ۲۸،۳۷/۲۶۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ اس لئے کہ اگر ان پر صدقہ فطر واجب قرار پائے تو ایک مال میں دو قسم کے صدقے واجب ہونا لازم آئے گا اور وہ ممنوع ہے) ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۲۵۳ اور

دفعات وشق نمبر	آٹھواں باب - صدقہ فطر کے احکام — صدقہ فطر	حوالہ
۲۶۱-	(ج) اور ان دونوں میں سے کسی پر اس بچہ کی ماں (باندی) کیطرف سے صدقہ فطر واجب نہ ہوگا ۱ ۔	خلاصہ
۲۶	کسی شخص نے اپنی چھوٹی لڑکی کا نکاح کسی آدمی سے کردیا اور لڑکی اسکے حوالہ کردی پھر عیدالفطر کا دن آیا تو باپ پر (اس لڑکی کا) صدقہ فطر واجب نہ ہوگا۔	تتارخانیہ
۲۷	صدقہ فطر ان غلاموں کی طرف سے (بھی) دینا واجب ہے جو خدمت کیلئے ہوں خواہ وہ غلام مسلمان ہوں یا کافر ہوں۔	قاضیخان
۲۸	اور ہمارے ہاں اپنے مدبر غلاموں اور ام ولد باندیوں کی طرف سے بھی صدقہ فطر دینا واجب ہے۔ ※	قاضیخان
۲۹	اس غلام کا صدقہ فطر دینا بھی واجب ہے جو کرایہ پر لیا ہو اور وہ غلام جو تجارت کے لئے اجازت یافتہ ہو خواہ اس غلام پر اتنا قرض ہو کہ اسکے سارے مال کو گھیرے ہوئے ہو۔	قاضیخان
۳۰	اگر غلام ایسا ہو کہ اس کا مالک اس غلام کو کسی شخص کی خدمت کیلئے وصیت کرگیا تھا تو ایسے غلام کا صدقہ فطر مالک کے ذمہ ہے۔	قاضیخان
۳۱	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ وہ غلام مانگے کا ہو یا بطور امانت ہو یا اس غلام نے جان بوجھ کر یا خطا سے کوئی جرم کیا ہو (تو اس کا صدقہ فطر اسکے مالک کے ذمہ ہے) اسلئے کہ اس سے مالک کی ملکیت صرف جب حال اس وقت زائل ہوتی ہے جب وہ اس غلام کو اس شخص کے حوالے کرے جس کا اس نے قصور کیا ہے اور اس سے پہلے مالک کی ملک زائل نہیں ہوتی۔	قاضیخان
۳۲	رہن میں رکھے ہوئے غلام کی قیمت اگر (اسکے بدلے لئے ہوئے) قرض سے بقدر نصاب زیادہ ہو تو مشہور حکم کے بموجب اس غلام کا صدقہ فطر واجب ہوگا۔ اور اس (مذکورہ نصاب) کی وجہ سے خود اپنی طرف سے بھی صدقہ فطر واجب ہوجائیگا۔	تبیین
۳۳	جو غلام بغرض تجارت (یعنی بطور تجارتی مال) ہوں ان کی طرف سے ہمارے ہاں صدقہ فطر واجب نہیں ہے۔ اور تجارت کے لئے اجازت یافتہ غلام کے غلاموں کی طرف سے بھی صدقہ فطر دینا واجب نہیں ۲ ہے۔	قاضیخان
۳۴	(د) مکاتب غلام کی طرف سے صدقہ فطر دینا (واجب) نہیں ہے۔ کیونکہ مکاتب میں مالک کی ملکیت پوری نہیں اور خود مکاتب پر بھی اپنا صدقہ فطر واجب نہیں ہے	

وہ غلام جو تجارت کے لئے اجازت یافتہ ہو خود اس کے صدقہ فطر کے متعلق حکم ۲۹/۲۶۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ※ مدبر اور ام ولد مفہوم کے متعلق حکم ۲/۲۳۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن فی صدقۃ الفطر — صدقۃ الفطر	حوالہ
۳۴	ولا یخرج المولی عن رقیق مکاتبہ ولا یخرج المکاتب ایضا عنہ	کذا فی السراج الوہاج
۳۵	واما المعتق بعضہ فعند ابی حنیفۃ رح ہو کالمکاتب فلا یلزم المولی فطرتہ وعندہما[1] کحر مدیون فان کان غنیا وجبت علیہ و الا فلا	کذا فی السراج الوہاج
۳۶	واذا عجز المکاتب ورد فی الرق لا تجب علی المولی زکوۃ السنین الماضیۃ ولا صدقۃ الفطر الا اذا کان للخدمۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۷	ولا تجب عن عبد او عبید مشترک بین اثنین	کذا فی التبیین
۳۸	ولو کان لہ عبد آبق او مأسور او مغصوب مجحود لا تجب علی المولی فطرتہ ولا تجب علیہ ایضا عن نفسہ بسببہم	کذا فی التبیین
	فان عاد الآبق عن الاباق او رد المغصوب علیہ بعد ما مضی یوم الفطر کان علیہ صدقۃ ما مضی	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۹	ولو اشتری عبدا بشرط الخیار للبائع او للمشتری او لہما جمیعا او شرط الخیار لغیرہ فمر یوم الفطر فی مدۃ الخیار فان صدقۃ الفطر موقوفۃ ان تم البیع تجب علی المشتری وان فسخ فعلی البائع	کذا فی خزانۃ المفتین

[1] اس لئے کہ جو کچھ اس کے پاس ہے وہ اسکے آقا کا ہے اور جب تک ایک درہم بھی باقی ہے وہ (رقبۃ) غلام ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۱۰۳ نیز اسکے متعلق حکم ۱/۲۳۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] بعض آزاد شدہ غلام کے

دفعات وشق نمبر	آٹھواں باب - صدقہ فطر کے احکام — صدقہ فطر	حوالہ
۲۶۱-	کیونکہ وہ تو غریب کے حکم میں ہے [1] (ب) مالک پر اپنے مکاتب کے غلام کی طرف سے بھی صدقہ فطر دینا واجب نہیں ہے اور مکاتب پر بھی اپنے غلام کی طرف صدقہ فطر دینا واجب نہیں ہے۔	سراج وہاج
۳۵	(ا) اور وہ غلام جس کا بعض حصہ آزاد شدہ ہو [2] تو امام ابو حنیفہ رح کے ہاں (صدقہ فطر کے متعلق) اس کا حکم مکاتب کی طرح ہے۔ پس مالک پر اس کا صدقہ فطر دینا واجب نہ ہوگا۔ (ب) اور صاحبین رح (امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح) کے ہاں مذکورہ غلام آزاد اور مقروض شخص کی طرح ہے اگر وہ مالدار ہے تو اس پر صدقہ فطر واجب ہے ورنہ نہیں۔	سراج وہاج
۳۶	(ا) جب مکاتب (زر مکاتبت) دینے سے عاجز ہو جائے اور پھر باقاعدہ غلام قرار پائے تو مالک پر سابقہ سالوں کی زکوۃ اور صدقہ فطر واجب نہ ہوگا۔ (ب) لیکن اگر وہ خدمت کے لئے تھا تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر سابقہ سالوں کے لئے وجوب ہوگا)	قاضیخان
۳۷	ایک غلام یا کئی غلام جو دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہوں تو ان مالکوں پر ان کا صدقہ فطر دینا واجب نہ ہوگا [3]	تبیین
۳۸	(ا) اگر کسی شخص کا غلام بھاگ گیا ہو [4] یا قید کر لیا گیا ہو یا کسی نے چھین لیا اور چھیننے والا اس کا انکار کرتا ہو تو ان صورتوں میں مالک پر مذکورہ غلام کی طرف سے صدقہ فطر دینا واجب نہ ہوگا۔ (ب) اور مذکورہ غلاموں کی وجہ سے (نصاب کی صورت میں) خود مالک پر اپنا صدقہ فطر بھی واجب نہ ہوگا۔	تبیین
	(ج) پھر اگر بھاگا ہوا غلام واپس آجائے یا چھینا ہوا غلام مل جائے اور عید الفطر کا دن گزر چکا ہو تو مالک پر (ان کا) وہ گزشتہ صدقہ فطر دینا لازم ہوگا۔	قاضیخان
۳۹	اگر کسی نے کوئی غلام اس شرط پر خریدا کہ بیچنے والے کو یا خریدنے والے کو یا دونوں کو یا کسی اور کو بیع فسخ کرنے کا اختیار ہوگا پھر مذکورہ اختیار کی مدت کے دوران عید کا دن گزرا تو اس کا صدقہ فطر موقوف رہے گا۔ اگر بیع مکمل ہو گئی تو اس کا صدقہ فطر خریدنے والے پر واجب ہوگا۔ اور اگر بیع فسخ ہو گئی تو اس کا صدقہ فطر بیچنے والے پر واجب ہوگا۔	خزانۃ المفتین

مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۱/۲۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] اسلئے کہ ہر ایک کی سرپرستی اور ذمہ داری پوری نہیں ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۲۰۲
اسکے متعلق حکم ۵۲/۲۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو نیز حکم ۲۵/۲۶۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] اور مذکورہ صورت میں زکوۃ کے متعلق حکم نمبر ۳/۲۳۷ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن فی صدقۃ الفطر — صدقۃ الفطر	حوالہ
۴۰-۲۶۱	ولو ردہ المشتری علی البائع بخیار رؤیۃ او عیب ان ردہ قبل القبض تجب علی البائع وان ردہ بعد القبض تجب علی المشتری	کذا فی خزانۃ المفتین
۴۱	ولو اشتراہ بعقد بات فمر یوم الفطر قبل القبض فعلی المشتری ان قبض وان مات العبد قبل القبض فلا تجب علی احد منہما	کذا فی السراج الوہاج
۴۲	ولو کان العبد مبیعا بیعا فاسدا فمر یوم الفطر قبل قبض المشتری ثم قبضہ المشتری واعتقہ فالصدقۃ علی البائع وکذا اذا مر یوم الفطر وھو مقبوض للمشتری ثم استردہ البائع وان لم یستردہ البائع واعتقہ المشتری فصدقۃ الفطر علی المشتری	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۳	وتجب عن عبدہ المنذور بالتصدق	کذا فی التتارخانیۃ
۴۴	والعبد المجعول مہرا ان کان بعینہ تجب علی المرأۃ قبضتہ اولم تقبضہ لانہا ملکتہ بنفس العقد وان طلقہا قبل الدخول بہا ثم مر یوم الفطر ان لم یکن المہر مقبوضا فلا صدقۃ علی احد وان کان مقبوضا فکذلک علی الاصح	کذا فی خزانۃ المفتین
	وان کان بغیر عینہ فلا صدقۃ علی احد	کذا فی التتارخانیۃ

دفعات وشق نمبر	آٹھواں باب ـ صدقہ فطر کے احکام — صدقہ فطر	حوالہ
۲۶۱-۴۰	اور اگر (مذکورہ صورت میں) خریدنے والے نے دیکھ لینے کے اختیار کی بنا پر یا کسی عیب کی بنا پر وہ غلام بیچنے والے کو واپس کر دیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر خریدنے والے نے قبضہ کرنے سے پہلے ہی واپس کر دیا تو اس کا صدقہ فطر بیچنے والے پر واجب ہوگا۔ (ب) اور اگر اس نے قبضہ کرنے کے بعد واپس کیا تو اس کا صدقہ فطر خریدنے والے پر واجب ہوگا۔	خزانۃ المفتین
۴۱	(ا) اگر کسی نے قطعی بیع سے غلام خریدا پھر اس پر قبضہ کرنے سے پہلے عید الفطر کا دن آیا تو اگر خریدنے والے نے قبضہ کیا تو اس غلام کا صدقہ فطر خریدنے والے کے ذمہ ہوگا (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) قبضہ کرنے سے پہلے غلام وفات پا گیا تو اس کا صدقہ فطر ان دونوں میں سے کسی پر واجب نہ ہوگا۔	سراج وہاج
۴۲	(ا) اگر کوئی غلام بطور بیع فاسد کے فروخت ہوا اور خریدنے والے کے قبضہ کرنے سے پہلے عید الفطر کا دن آگیا پھر خریدنے والے نے مذکورہ غلام پر قبضہ کر کے اسے آزاد کر دیا تو اس کا صدقہ فطر بیچنے والے کے ذمہ ہے۔ (ب) اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جب کہ (مذکورہ صورت میں) عید الفطر کا دن آیا تو وہ خریدنے والے کے قبضہ میں تھا پھر بیچنے والے نے اسے واپس کر لیا (تو اس کا صدقہ فطر بیچنے والے کے ذمہ ہے۔) (ج) اور اگر (مذکورہ صورت میں) بیچنے والے نے وہ غلام واپس نہ لیا اور خریدنے والے نے اسے آزاد کر دیا تو اس غلام کا صدقہ فطر خریدنے والے کے ذمہ ہے۔	قاضیخان
۴۳	جس غلام کو صدقہ کرنے کی منت مانی تو اس غلام کی طرف سے بھی (مالک پر) صدقہ فطر واجب ہوگا۔	تتارخانیہ
۴۴	(ا) غلام مہر میں دے دیا گیا ہو تو اگر وہ معیّن غلام بطور مہر ہے تو اس کا صدقہ فطر عورت پر واجب ہوگا۔ خواہ (اس عورت نے اس غلام پر قبضہ کیا یا نہ۔ اسلئے کہ عقد نکاح کے ساتھ ہی وہ اس کی مالک بن گئی ہے۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس عورت کو دخول سے پہلے طلاق دے دی پھر عید الفطر کا دن آگیا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر مہر (یعنی اس غلام) پر قبضہ نہیں کیا گیا تھا۔ تو اس کا صدقہ فطر کسی پر واجب نہیں اور اگر قبضہ کر لیا گیا تھا تو بھی زیادہ صحیح حکم کے بموجب یہی حکم ہے۔ (ج) اور اگر (مذکورہ صورت میں) مہر میں وہ غلام معین نہیں ہوا تھا تو بھی اس کا صدقہ	خزانۃ المفتین

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن فی صدقة الفطر — صدقة الفطر	حوالہ
۲۶۱۔		
۴۵	ولوقال لعبده اذا جاء یوم الفطر فانت حر فجاء یوم الفطر عتق العبد وتجب علی المولی فطرته قبل العتق بلا فصل	کذا فی الجوهرة النیرة وفتاوی قاضیخان
۴۶	ولا یؤدی عن زوجته ولا عن اولاده الکبار وان کانوا فی عیاله ولو ادی عنهم اوعن زوجته بغیر امرهم اجزأهم استحسانا	کذا فی الهدایة
۴۷	وعلیه الفتوی	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۸	ولا یجوز ان یعطی عن غیر عیاله الا بامره	کذا فی المحیط
۴۹	ولا یؤدی عن اجداده وجداته ونوافله	کذا فی التبیین
۵۰	ولا یلزم الرجل الفطرة عن ابیه وامه وان کانا فی عیاله لانه لا ولایة له علیهما کالاولاد الکبار	کذا فی الجوهرة النیرة
۵۱	ولا یجب ان یؤدی عن اخوته الصغار ولا عن قرابته وان کانوا فی عیاله	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۲	والاصل ان صدقة الفطر متعلقة بالولایة والمؤنة فکل من کان علیه ولایته ومؤنته ونفقته فانه تجب علیه صدقة الفطر فیه والافلا	کذا فی شرح الطحاوی
۵۳	ویجب دفع صدقة فطر کل شخص الی مسکین واحد حتی لو فرقه علی مسکینین اواکثر لم یجز	کذا فی التبیین

۱؎ اور اگر صورت مذکورہ میں چرنے والے جانوروں یا تجارتی سامان کا نصاب حق مہر میں تھا تو اس کی زکوۃ کے متعلق حکم نمبر ۳۹/۲۲۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم ۵۲/۲۶۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ اصول مندرجہ حکم نمبر ۵۲/۲۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۴۶، ۴۷/۲۶۱ و ۵۲/۲۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ پوتے

دفعات وشق نمبر	آٹھواں باب - صدقہ فطر کے احکام صدقہ فطر	حوالہ
۲۶۱-	فطر کسی پر واجب نہ ہوگا [1]	تتارخانیہ
۴۵	اگر کسی شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ جب عیدالفطر کا دن آئے تو تو آزاد ہے پھر عیدالفطر کا دن آگیا تو وہ غلام آزاد ہو جائے گا - اور مالک پر اس غلام کے آزاد ہونے سے بلا فصل پہلے صدقہ فطر واجب ہوگا۔	جوہرہ نیرہ. قاضیخان
۴۶	(ا) اپنی بیوی [2] اور بڑی عمر کی اولاد کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب نہیں ہے - خواہ وہ اس کے عیال میں ہوں (یعنی انکا نان نفقہ اٹھاتا ہو) (ب) اور اگر بڑی عمر کی اولاد کی طرف سے یا اپنی بیوی کی طرف سے صدقہ فطر ان کے کہے بغیر ادا کردے تو استحساناً ان کی طرف سے کفایت کر جائے گا [3]	ہدایہ
۴۷	اور اسی (مذکورہ) حکم پر فتوی ہے -	قاضیخان
۴۸	(ا) جو لوگ اس کے عیال میں نہ ہوں (یعنی انکا نفقہ اس کے ذمے نہ ہو تو ان کے کہے بغیر) ان کا صدقہ فطر دینا جائز نہیں ہوتا - (ب) لیکن اگر ان کے کہنے سے دے تو پھر جائز ہو جاتا ہے -	محیط
۴۹	اپنے دادوں اور دادیوں اور ان لوگوں کی طرف سے جنہیں بطور احسان نفقہ دیتا ہے صدقہ فطر ادا کرنا واجب نہیں ہوتا [4]	تبیین
۵۰	کسی آدمی پر اس کے باپ یا ماں کی طرف سے صدقہ فطر دینا لازم نہیں ہوتا خواہ وہ اس کے عیال میں ہوں - اس لئے کہ وہ ان کا سرپرست نہیں قرار پاتا جیسا کہ بڑی اولاد کے متعلق حکم ہے [5]	جوہرہ نیرہ
۵۱	کسی شخص پر اپنے چھوٹے بھائیوں اور دوسرے رشتہ داروں کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب نہیں ہے - خواہ وہ اس کے عیال میں شامل ہوں [6]	قاضیخان
۵۲	اور (مذکورہ احکام میں) اصول یہ ہے کہ صدقۃ الفطر کا تعلق سرپرست ہونے اور ذمہ دار ہونے سے ہے - پس جو شخص کسی کا سرپرست ہو اس (کے تاوان وغیرہ کے بوجھ اٹھانے) کا ذمہ دار قرار پاتا ہو اور اس کا نان نفقہ اس کے ذمہ ہو تو اس پر اس کا صدقہ فطر بھی واجب ہے ورنہ نہیں [7]	شرح طحاوی
۵۳	(کم از کم) بر (ایک) شخص کا صدقہ فطر کسی ایک غریب شخص کو دینا واجب ہے - حتی کہ اگر کسی نے ایک شخص کا صدقہ فطر دو یا زیادہ مسکینوں پر تقسیم کیا تو یہ جائز نہیں	تبیین

[1] اولاد کے صدقہ فطر کے متعلق حکم نمبر ۴۶/۲۶۱ ملاحظہ ہو نیز اس کے اصول کے متعلق حکم نمبر ۵۲/۲۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] حکم نمبر ۴۶/۲۶۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] چنانچہ صدقۃ الفطر کے سبب کے متعلق رد المحتار میں ہے کہ مؤنۃ واجبۃ [illegible] مطلقۃ الخ اور لکھا ہے کہ مؤنۃ واجبہ کی قید سے مؤنۃ الاجنبی لوجہ اللہ تعالی خارج ہوگی اور کاملۃ کی قید عبد مشترک اور مطلقۃ کی قید سے زوجہ خارج ہوگئی

مؤنۃ الزوجۃ انتظام مصالح نکاح کی وجہ سے ضرورۃً ہے اسلئے دوا وغیرہ کو شامل نہیں - ماخوذ از رد المحتار ج ۲ صفحہ ۱۰۲ چنانچہ حکم ۳۷، ۴۶، ۴۹/۲۶۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

حرفِ آخر

جلد سوم یعنی زکوٰۃ کی مکمل بحث کا نیا ایڈیشن بفضلہ تعالیٰ تکمیل پذیر ہوا۔ واللہ الحمد۔
اس ایڈیشن میں بعض ضروری اصلاحات شامل ہیں۔ اسکے بعد انشاء اللہ تعالیٰ دیگر جلدوں کے نئے ایڈیشن شائع ہونگے۔
وھوالموفق۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

قارئین کرام فتاوی ہذا کی اس اشاعت میں جملہ احکام بعینہٖ حسب سابق ہیں۔ اشاعت کا اسلوب جدید تعارفی کتاب میں ملاحظہ ہو۔ مجلس نے اس عظیم کام کی نزاکت، عظمت اور اہمیت کے پیشِ نظر بساط بھر کوشش کی ہے کہ عربی عبارت صحیح ہو۔ اردو میں اسکے مفہوم کی ترجمانی محتاط ہو۔ سابقہ متعین شدہ عنوانات اور انکی شقوں میں نکھار ہو۔ حوالہ جات میں وضاحت و وزونیت ہو کاغذ اور طباعت معیاری ہو۔ نیز استفادہ میں آسانی بہم پہنچانے کیلئے اہم مقامات میں علماء کرام و مفتی صاحبان سے مشورہ کے بعد حسب ضرورت حاشیہ پر ایسے معلوماتی۔ تائیدی اور وضاحتی مستند نوٹ بھی دیئے گئے ہیں جن سے دوسرے نسخوں کی عبارت کی نشاندہی۔ مندرجہ حکم سے ملتے جلتے دوسرے احکام کی طرف اشارہ۔ مذکورہ حکم کی مثال۔ اسکی نوعیت وحیثیت کی وضاحت میں مدد ملتی ہے۔ اور اس محنت میں فتاوی ہذا کے دیگر نسخوں۔ فقہ و فتاوی کی کئی دوسری کتابوں۔ قدیم تراجم اور مستند عربی لغات سے بھی استفادہ بھی کیا گیا ہے۔

سیعرف قدر الترجمان وجھدہ　　ومحنتہ من یبتلی بیلائھا

اعتذار و استدعا تاہم مجلس سہو و خطا سے مبرّا نہیں ہے۔ ہمیں اپنی بے بضاعتی۔ تہی دستی اور علمی فرومایگی کا احساس ہے۔ اہلِ علم حضرات اگر کہیں کوئی غلطی ملاحظہ فرمائیں تو درست فرما کر ممنون فرمائیں۔ اور اگر اپنے زرین مشوروں سے سرفراز فرمانا چاہیں تو ناظم مجلس کو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔ ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا وکف عنہ لسان المجادلین اللھم ھذا منک ولک فتقبلہ واجعلہ ذخیرۃ لنجاتی وثقلا فی میزانی واغفرلی ولوالدی ولجمیع اساتذتی ومشائخی ولمن سعی فیہ۔ بدعوۃ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ آمین۔　　بارگاہ ایزدی میں بغایت عجز و انکساری التجاء ہے۔ کہ وہ قبولیت عطا فرمائے۔ رکاوٹوں کو دور اور مشکلات کو حل فرمائے اور اس کام کو اس گنہگار کیلئے۔ میرے رفقا کار کیلئے، والدین اور اساتذہ کرام اور مشائخ عظام سبھی کیلئے سرمایہ آخرت بنائے۔ آمین۔

لکل بنی الدنیا مراد ومقصد　　وان مرادی صحۃ وفراغ
لابلغ فی علم الشریعۃ مبلغا　　یکون بہ لی فی الجنان بلاغ

غرض نقشے است کز ما یاد ماند　　کہ ہستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحبدلے روزے برحمت　　کند بر حالِ این مسکین دعائے

دعاجو:- خویدم اہل السنت والجماعت: محمد صادق عفی عنہ مترجم و ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ
میانہ موہڑہ　حال سہگل آباد ضلع جہلم (پاکستان)

مجلس منتظمہ اشاعتِ فتاویٰ عالمگیریہ کے زیرِ اہتمام فتاویٰ عالمگیریہ مترجم (عربی متن مع اردو ترجمہ نمبروار احکام یکجا) کی اشاعت پر

اہل علم حضرات کے تبصروں کا خلاصہ

سلطنت مغلیہ کے درویش صفت سلطان، حافظ قرآن، عالمِ دین۔ محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر ؒ نے اپنے دور میں شیخ نظام الدین برہانپوری ؒ کی زیرِ نگرانی اور علماءِ ربانی کی عظیم جماعت کی وساطت سے مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی ضرورت کے پیش نظر فقہ اسلامی کی ترتیب کا جو سنہری کارنامہ

فتاویٰ عالمگیریہ

کے نام سے سرانجام دیا ہے وہ زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی اور اسلام کے تفصیلی احکام کا ایسا بے نظیر مجموعہ ہے جس سے امت محمدیہ ہر دور میں رہنمائی حاصل کر سکتی ہے۔ اسلامی احکام کا یہ شہرۂ آفاق مجموعہ فقہ حنفی کا ایسا جامع معتمد اور مستند فتاویٰ ہے کہ اس کا نام آتے ہی سب قیل و قال دھری رہ جاتی ہے۔

اس فتاویٰ کے متعلق ایک عرصہ سے یہ ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی تھی کہ اس کا ترجمہ موجودہ سلیس اردو میں عمدہ طباعت کے ساتھ ہو۔ اللہ تعالیٰ عز برہانہ نے اس اہم اور مہتم بالشان کام کے لئے مجلسِ منتظمہ اشاعتِ فتاویٰ عالمگیریہ کو اپنے خصوصی فضل و کرم سے اس گرانمایہ خدمت کے آغاز کی توفیق عطا فرمائی۔ مجلس کے ناظم فاضل عالم محقق حضرت مولانا ابو السعید محمد صادق بن حافظ قادری ؒ نے دینی جذبہ کے عزم کے ساتھ کافی محنت، تندہی اور سعی سے اس عظیم کام کو شروع کیا ہے۔

انہوں نے دین کے انمول موتیوں کو نکھار نکھار کر پیش کرنے اور اس کی افادیت عام کرنے کے لئے ایک طرف عربی عبارت اور دوسری طرف سلیس اردو میں ترجمہ پیش کیا ہے۔ نمبروار عنوانات اور باحوالہ شقیں سونے پر سہاگہ ہیں۔ ترجمہ محتاط انداز میں اور عام فہم ہے۔ اور اردو ایسی شگفتہ ہے کہ یہ ترجمہ ایک علیحدہ کتاب میں بھی مفید ہو سکتا ہے۔ عربی اور اردو یکجا ہونے سے ائمۂ مساجد اور اردو دان سبھی اربابِ ذوق فقہ کے تفصیلی مسائل خود معلوم کر سکتے ہیں۔ اور یہ کتاب تمام مسلمانوں کے لئے ہر لحاظ سے مفید ہے۔

اس اشاعت میں کاغذ اعلیٰ سفید، دیدہ زیب ٹائیٹل اور طباعت آفسٹ ہے۔ اور بایں ہمہ اس حسین و جمیل مرقع کی قیمت بھی مناسب رکھی گئی ہے۔ اس فتاویٰ کی ہمہ گیر مقبولیت تو پہلے ہی بین الاقوامی ہے۔ اور اب مذکورہ خصوصیات کے ساتھ منظرِ عام پر آنے سے اس کی افادیت بھی عام ہو گئی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اس نادر تحفہ سے ہزاروں، لاکھوں مسلمان فائدہ اٹھائیں گے۔ ہمارے تعلیمی ادارے اور لائبریریاں مستفید ہوں گی۔ اور یہ اشاعت پاکستان کی جدید اسلامی مملکت کے لئے دلیلِ راہ ثابت ہو گی۔

مجلس منتظمہ اشاعتِ فتاویٰ عالمگیریہ کا یہ کام ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ یہ کوشش دنیائے علم اور دنیائے اسلام کی عظیم خدمت ہے۔ اس کی یہ محنت پوری قوم کے شکریہ اور حوصلہ افزائی کی مستحق ہے۔ اور یہ کوشش سعی مشکور کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ مترجم کو ہمت، فرصت صحت اور اسباب بخشے۔ مجلس منتظمہ کو توفیق اور ذرائع مہیا کرے۔ اور جملہ رفقاء و معاونین کے لئے اس دینی خدمت کے صدقۂ جاریہ کو شرفِ قبولیت عطا فرما کر سب کے لئے سعادتِ دارین کا ذریعہ بنا دے۔ آمین۔

ناظم نشر و اشاعت مجلس منتظمہ اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ

سہگل آباد، ضلع جہلم۔ مغربی پاکستان

فتاویٰ عالمگیریہ عربی اور اردو میں ترجمہ

اسلامی طرز زندگی ہی ایک مبارک، مجرب اور بلحاظ نتائج کامیاب ترین نظام زندگی ہے جو ہر دور میں نفع بخش ہر شعبہ میں افراط و تفریط سے پاک اور ہر لحاظ سے اعتدال و توازن کا شاہکار ہے۔ اس کی مقدس تعلیمات کی رُو سے

معتقدات، عبادات اور معاملات میں توازن ہے

خواہشات، اخلاقیات اور معاشیات میں توازن ہے

انفرادی و اجتماعی زندگی کے حقوق و فرائض میں توازن ہے

آزادی اور پابندی، حدود اور جسمانی و روحانی ضروریات میں توازن ہے

دُنیوی خوشحالی اور آخروی کامیابی کے تقاضوں میں توازن ہے

لادیں ہو تو ہے زہر ہلاہل سے بھی بڑھ کر ہو دیں کی حفاظت میں تو ہر زہر کا تریاق "اقبال"

اسی معتدل، متوازن اور پاکیزہ طرز زندگی کے تفصیلی احکامات کا اہم مجموعہ

فتاویٰ عالمگیریہ

ہے جس میں سلف صالحین کی ہزار سالہ فقہی محنت کا عطر جمع ہے جس کی تالیف میں سینکڑوں علماء ربانی نے سالہا سال کی محنت صرف کی ہے اور جس کی جامعیت، افادیت اور معتمد علیہ ہونے پر اہل السنت والجماعت حنفی علماء کا اتفاق ہے جو

پہلی بار

عربی متن مع اردو ترجمہ نمبروار [illegible] حسب منصوبہ اشاعت پذیر ہے اور یہ عظیم الشان فتاویٰ علماء اور طلباء، وکلاء اور فضلاء عربی دان [illegible] ارباب [illegible] کے لیے اسلامی احکام کا لازوال خزانہ ہے۔

[illegible] جلد [illegible] پر فرمائش [illegible] ہیں:

[illegible] فتاویٰ عالمگیریہ

اسلامی قوانین کا شہرۂ آفاق اور مایۂ ناز مجموعہ

فتاوی عالمگیریہ ۳

تالیف

نامور علماءِ اسلام کی عظیم ترجماعت

اہتمام

سلطان ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

نگرانی

الشیخ نظام الدین برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ صدر مجلس علماء

معاون نظر ثانی

حضرت شاہ عبدالرحیم والد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما

عربی متن مع اردو ترجمہ نمبروار احکام کے ساتھ

پیشکش: مجلس منتظمہ اشاعت "فتاوی عالمگیریہ"

اسلامی قوانین کا شہرۂ آفاق اور مایۂ ناز مجموعہ

جلد ۴

فتاویٰ عالمگیریہ

[illegible]

نامور علماءِ اسلام کی عظیم ترین جماعت

[illegible]

سلطان ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

نگرانی

الشیخ نظام الدین برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ صدر مجلس علماء

معاونِ نظرِ ثانی

حضرت شاہ عبدالرحیم والد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما

عربی متن مع اردو ترجمہ نمبروار احکام کے ساتھ

پیشکش: مجلسِ منتظمہ اشاعتِ "فتاویٰ عالمگیریہ"

۱۳۸۹ھ

اسلامی قوانین کا شہرۂ آفاق اور مایۂ ناز مجموعہ

جلد ۴

فتاویٰ عالمگیریہ

تالیف

نامور علماءِ اسلام کی عظیم ترجماعت

اہتمام

سلطان ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

نگرانی

الشیخ نظام الدین برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ صدر مجلس علماء

معاون نظر ثانی

حضرت شاہ عبد الرحیم والد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما

عربی متن مع اردو ترجمہ نمبروار احکام کے ساتھ

پیشکش: مجلسِ منتظمہ اشاعتِ فتاویٰ عالمگیریہ

۱۳۸۹ھ

فتاوی عالمگیری مترجم، اردو مع عربی، نمبروار احکام کیساتھ

(جلد ۴)

مترجم ـــــ حضرت مولٰنا ابو السعید محمد صادق بن حافظ قادری

کتابت ـــــ خوشنویس راجہ غلام رسول راولپنڈی

طباعت ـــــ عکسی

تعداد اشاعت ـــــ ایک ہزار

ناشر ـــــ ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ

نظر ثانی ـــــ اراکین مجلس منتظمہ و ممتاز علماء کرام و مفتیان عظام

کاغذ ـــــ اعلی سفید،

تاریخ اشاعت ـــــ صفر ۱۴۰۰ھ بمطابق جنوری ۱۹۸۰ء

مطبع ـــــ المکتبہ پریس شارع فاطمہ جناح لاہور

مقام اشاعت ـــــ سہگل آباد ـ ضلع جہلم پاکستان،

فہرست طبع شدہ

طبع شدہ کی قیمتیں علاوہ محصول ڈاک

(جلد ۱) طہارت کی بحث، عنوانات ۹۴، احکام ۱۳۳۶، قیمت ۳۰.۰۰ (جلد ۲) نماز کی بحث، عنوانات ۱۳۳، احکام ۲۲۱۹، قیمت ۷۰.۰۰

(جلد ۳) زکوٰۃ کی بحث، " ۳۲، " ۵۳۱، " ۱۷.۰۰ (جلد ۴) روزہ کی بحث، " ۲۶، " ۵۱۰، " ۱۷.۰۰

(جلد ۵) حج کی بحث، " ۳۳، " ۱۰۱۹، " ۵۰.۰۰ (جلد ۱۱) حدود کی بحث، " ۳۰، " ۸۵۵، " ۳۸.۰۰

(جلد ۱۳) احکام المرتدین، " ۱۳، " ۳۹۰، " ۳۰.۰۰ (جلد ۵۵) جنایات یعنی قصاص و دیت کی بحث " ۱۹، " ۹۸۸، " ۴۶.۰۰

(جلد ۲۱) ذکر مصحف و مسجد، " ۲، " ۱۹۵، " ۱۲.۰۰ (جلد ۴۳) نظر کھانے و قبروں کی زیارت، " ۱۳، " ۴۴۴، " ۲۶.۰۰

(جلد ۶) نکاح باب ۱ تا ۵، " ۲۰، " ۵۰۷، " ۴۸.۰۰ علمی شاہکار (تعارفی کتاب) مجلد " ۲۲.۰۰

مذکورہ کتب کا ایک سیٹ، قیمت ـــــ ۴۰۶.۰۰

کی بحثوں اور احکام المرتدین کا سیٹ }

سکولوں اور کالجوں کی لائبریریوں کے لئے منظور شدہ

محکمہ تعلیم سے منظور شدہ بموجب چٹھی نمبر 71-10-2/2-GM/97009/16904 ـ ایجوکیشن ڈائریکٹر ریجن راولپنڈی پنجاب ـ

" " " " 71-4-13/A.D.S.C/2-M/28386/56 B 2 ڈائریکٹر محکمہ تعلیم صوبہ سرحد ـ

" " " " 71-7-14/ E/F.P.U.B/11-B/19650/1974 ایجوکیشن ڈائریکٹر ریجن کراچی ـ

" " " " 72-12-13 /33145/ 33035 / ناظم تعلیمات حکومت آزاد کشمیر مظفر آباد ـ

العارض :- معاون ناظم نشر و اشاعت سعید صادق مغل میانہ موہڑہ ـ ڈاک خانہ فریال ضلع راولپنڈی

ملنے کا پتہ: مولانا محمد صادق صاحب ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ سہگل آباد ـ ضلع جہلم ـ پاکستان ـ

المکتبہ پریس شارع فاطمہ جناح لاہور

فہرست جلد ۴ جزء ۹

روزہ کی تعریف۔ قسمیں۔ سبب۔ وقت۔ شرطیں۔ چاند دیکھنا۔ مکروہ اور مفسد امور۔ عذر۔ روزہ کی منت۔ اعتکاف متعلقہ مسائل اور متفرق احکام

ابواب ۷۔ دفعات ۲۶۲ تا ۲۸۷ ۔ عنوانات ۲۶ ۔ تعداد شق ۵۱۰

مجلس منتظمہ اشاعتِ فتاویٰ عالمگیریہ کے زیرِ اہتمام فتاویٰ عالمگیریہ مترجم (عربی متن مع اردو ترجمہ بمبر وار احکام کے تھا) کی اشاعت پر

اہلِ علم حضرات کے تبصروں کا خلاصہ

سلطنتِ مغلیہ کے درویش صفت سلطان، حافظِ قرآن، عالمِ دین، محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر رحؒ نے اپنے دور میں شیخ نظام الدین برہانپوریؒ کی زیرِ نگرانی اور علمائے ربانی کی عظیم جماعت کی وساطت سے مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی ضرورت کے پیشِ نظر فقہ اسلامی کی ترتیب کا جو سنہری کارنامہ

فتاویٰ عالمگیریہ

کے نام سے سرانجام دیا ہے وہ زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی اسلام کے تفصیلی احکام کا ایسا بے نظیر مجموعہ ہے جس سے امتِ محمدیہ ہر دور میں رہنمائی حاصل کر سکتی ہے اسلامی احکام کا یہ شہرۂ آفاق مجموعہ فقہ حنفی کا ایسا جامع، معتمد اور مستند فتاویٰ ہے کہ اس کا نام آتے ہی سب قیل وقال دھری رہ جاتی ہے۔

اس فتاویٰ کے متعلق ایک عرصہ سے یہ ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی تھی کہ اس کا ترجمہ موجودہ سلیس اردو میں عمدہ طباعت کے ساتھ ہو۔ اللہ تعالیٰ عزّ برہانہ نے اس اہم اور عظیم بالشان کام کے لئے مجلس منتظمہ اشاعتِ فتاویٰ عالمگیریہ کو اپنے خصوصی فضل وکرم سے اس گرانمایہ خدمت کے آغاز کی توفیق عطا فرمائی۔ مجلس کے ناظم فاضل عالم محقق حضرت مولانا ابو السعید **محمد صادق بن حافظ قادری** رحؒ نے دینی جذبہ کے عزم کے ساتھ کافی محنت، تندہی اور سعی سے اس عظیم کام کو شروع کیا ہے۔

انہوں نے دین کے انمول موتیوں کو نکھار نکھار کر پیش کرنے کے لئے اور اس کی افادیت عام کرنے کے لئے ایک طرف عربی عبارت اور دوسری طرف سلیس اردو میں ترجمہ پیش کیا ہے۔ نمبر وار عنوانات اور با حوالہ حاشیے سونے پر سہاگہ ہیں۔ ترجمہ محتاط انداز میں اور عام فہم ہے۔ اور اردو ایسی شگفتہ ہے کہ یہ ترجمہ ایک علیٰحدہ کتاب میں بھی مفید ہو سکتا ہے۔ عربی اور اردو یک جا ہونے سے ائمۂ مساجد اور اردو دان سبھی اربابِ ذوق فقہ کے تفصیلی مسائل خود معلوم کر سکتے ہیں اور یہ کتاب تمام مسلمانوں کے لئے ہر لحاظ سے مفید ہے۔

اس اشاعت میں کاغذ اعلیٰ سفید، دیدہ زیب ٹائیٹل اور طباعت آفسٹ ہے۔ اور بایں ہمہ اس حسین وجمیل مرقع کی قیمت بھی مناسب رکھی گئی ہے۔ اس فتاویٰ کی ہمہ گیر مقبولیت تو پہلے ہی بین الاقوامی ہے۔ اور اب مذکورہ خصوصیات کے ساتھ منظرِ عام پر آنے سے اس کی افادیت بھی عام ہو گئی ہے ہمیں امید ہے کہ اس نادر تحفے سے ہزاروں، لاکھوں مسلمان فائدہ اٹھائیں گے ہمارے تعلیمی ادارے اور لائبریریاں مستفید ہوں گی۔ اور یہ اشاعت پاکستان کی جدید اسلامی مملکت کے لئے دلیلِ راہ ثابت ہوگی۔

مجلس منتظمہ اشاعتِ فتاویٰ عالمگیریہ کا یہ کام ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ یہ کوشش دنیائے علم اور دنیائے اسلام کی عظیم خدمت ہے۔ اس کی یہ محنت پوری قوم کے شکریہ اور حوصلہ افزائی کی مستحق ہے۔ اور یہ کوشش سعی مشکور کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ مترجم کو ہمت، فرصت صحت اور اسباب بخشے۔ مجلسِ منتظمہ کو توفیق اور ذرائع مہیا کرے۔ اور جملہ رفقاء و معاونین کے لئے اس دینی خدمت کے صدقۂ جاریہ کو شرفِ قبولیت عطا فرما کر سب کے لئے سعادتِ دارین کا ذریعہ بنا دے۔ آمین!

ناظمِ نشر واشاعت مجلس منتظمہ اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ

سہگل آباد، ضلع جہلم، مغربی پاکستان

وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا
اور تیرے رب کی بات سچائی اور انصاف میں پوری ہے
مجلس منتظمہ اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ

اسلامی احکام کا مستند مرتب مجموعۂ زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی اور حنفیوں کے ہر مکتبِ فکر میں مقبول

فتاویٰ عالمگیریہ

المعروفة بين الناس بالفتاوى الهندية في مذهب الامام الاعظم ابي حنيفة النعمان رح صاحب لقدر الافخم
تاليف جماعة من علماء الهند الاعلام رح وكان رئيسهم في تاليفها العلامة الهمام مولانا الشيخ نظام رحمه الله. وذلك بامر
السلطان ابي المظفر محي الدين محمد اورنگزيب بهادر عالمگير عليه وعليهم رحمة المولى اللطيف الخبير - آمين

الجلد الرابع - كتاب الصوم

ابواب ۷

تعريف الصوم وتقسيمه وسببه ووقته وشرطه
رؤية الهلال - فيما يكره للصائم وما لا يكره
فيما يفسد وما لا يفسد - الاعذار التي تبيح الافطار
النذر - الاعتكاف - ما يتصل بذلك مسائل المتفرقات

دفعات ۲۶۲ تا ۲۸۷

چوتھی جلد - روزہ کی بحث

عنوانات ۲۶

روزہ کی تعریف۔ قسمیں۔ سبب۔ وقت اور شرطیں
چاند دیکھنا، روزہ دار کیلئے مکروہ اور غیر مکروہ امور
روزہ دار کیلئے مفسِد اور غیر مفسِد امور۔ عذر
روزہ کی منت ماننا۔ اعتکاف۔ متعلقہ مسائل اور متفرق احکام

تعداد شق ۵۱۰

عربی متن مع اردو ترجمہ نمبروار احکام کے ساتھ

پیشکش :- ابو السعید محمد صادق بن حافظ قادری ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ

میانہ موہڑہ۔ ڈاک خانہ فریال ضلع راولپنڈی (حال) سہگل آباد۔ ضلع جہلم

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تعریفه وتقسیمه وسببه ووقته وشرطه ۔ تفسیر الصوم	حوالہ

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم وعلی اله واصحابه اجمعین

کتاب الصّوم

وفیه سبعة ابواب

دفعات ۲۶۲ تا ۲۸۷ عنوانات ۲۶ تعداد شق ۵۱۰

الباب الاول فی تعریفه وتقسیمه وسببه ووقته وشرطه

دفعات ۲۶۲ تا ۲۶۶ عنوانات ۵ تعداد شق ۷۵

۲۶۲ ۔ تفسیر الصوم تعداد شق ۱

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	اما تفسیره فهو عبارة عن ترک الاکل والشرب والجماع من الصبح الی غروب الشمس بنیة التقرب من الاهل	کذا فی الکافی

۲۶۳ ۔ انواع الصوم تعداد شق ۳

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	وانواعه فرض وواجب ونفل والفرض نوعان معین کرمضان وغیر معین کالکفارات وقضاء رمضان	کذا فی التبیین
۲	والواجب نوعان معین کالنذر المعین وغیر معین کالنذر المطلق	کذا فی التبیین
۳	والنفل کله نوع واحد	کذا فی التبیین

۲۶۴ ۔ سبب الصوم تعداد شق ۷

ـــــــ

۱ روزہ دین کے بڑے ارکان میں سے ہے ۔ چونکہ قرآن پاک میں خاشعین پھر متصدقین پھر صائمین کا ذکر ہے اور احادیث میں اسلام کی بنیادی کے ذکر میں اقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ وصوم شہر رمضان کی ترتیب سے ذکر ہے چنانچہ فقہاءؒ نے اس ترتیب سے ان بحثوں کی

دفعات وشق نمبر	پہلا باب۔ روزہ کی تعریف۔قسمیں۔سبب۔وقت اور اسکی شرطوں کے احکام۔　　روزہ کی تعریف کا بیان	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	ہم خدا کی تعریف کرتے ہیں۔ اور اسکے بزرگ رسول اور انکی آل اور اصحاب پر درود بھیجتے ہیں	
	روزہ کی بحث [۱]	
	اس بحث میں سات باب ہیں	
	دفعات ۲۶۲ تا ۲۸۷ عنوانات ۲۶ تعداد شق ۵۱۰	
	پہلا باب۔روزہ کی تعریف۔قسمیں۔سبب۔وقت اور اسکی شرطوں کے احکام	
	دفعات ۲۶۲ تا ۲۶۶ عنوانات ۵ تعداد شق ۷۵	
۲۶۲	**روزہ کی تفسیر**　　اور اسمیں ۱ شق ہے	
۱	روزہ کی تفسیر یہ ہے کہ جو شخص روزہ کی اہلیت رکھتا ہو وہ خدا کی رضا حاصل کرنے کی نیت سے صبح سے سورج غروب ہونے تک نہ کھائے نہ پیئے نہ جماع کرے۔	کافی
۲۶۳	**روزہ کی قسمیں**　　اور اسمیں ۳ شقیں ہیں	
۱	(الف) روزہ کئی قسم کا ہے۔ فرض ہے۔ واجب ہے۔ اور نفل ہے (ب) پھر فرض روزہ کی دو قسمیں ہیں۔ معین [۱] فرض مثلاً رمضان المبارک کے روزے اور غیر معین [۲] فرض مثلاً کفارہ کے روزے اور ماہ رمضان کی قضا کے روزے۔	تبیین
۲	واجب روزہ بھی دو قسم ہے۔ معین [۱] واجب۔ مثلاً کوئی شخص کسی خاص دن کا روزہ رکھنے کی منت ماننے اور غیر معین [۲] واجب مثلاً کوئی شخص محض روزہ رکھنے کی منت مانے۔	تبیین
۳	اور نفل روزہ کی ایک ہی قسم ہے۔	تبیین
۲۶۴	**روزہ واجب ہونے کا سبب**　　اور اسمیں ۷ شقیں ہیں	

۱ه ترتیب رکھی ہے اس کی فرضیت ہجرت کے بعد (تقریباً) ڈیڑھ سال گزرنے اور قبلہ کی تبدیلی کے حکم کے بعد دس شعبان المعظم کو ہوئی۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۲ ص ۱۰۹ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تعریفه وتقسیمه وسببه ووقته وشرطه - تفسیر الصوم	حوالہ
۲۶۴-۱	وسببه مختلف ففی المنذور النذر وفی صوم الكفارة اسبابها من الحنث والقتل وسبب القضاء هو سبب وجوب الاداء	هكذا فی فتح القدیر
۲	واما سبب صوم رمضان فذهب القاضی الامام ابو زید فخر الاسلام رح وصدر الاسلام ابو الیسر رح الی انه الجزء الاول الذی لا یتجزاء من كل یوم	كذا فی كشف الكبیر
۳	قال فی غاية البیان وهو الحق عندی وصححه الامام الهندی	كذا فی النهر الفائق
۴	فاذا افاق فی اللیلة الاولی ثم اصبح مجنونا واستوعب الشهر كله ذكر شمس الائمة الحلوانی رح لا قضاء علیه وهو الصحیح	كذا فی البحر الرائق
۵	وعلیه الفتوی	هكذا فی معراج الدراية
۶	وعلی هذا اذا افاق فی لیلة فی وسط الشهر ثم اصبح مجنونا لا قضاء علیه	كذا فی المحیط والبحر الرائق
۷	والافاقة بزوال جمیع ما به من الجنون فاما اذا اصاب فی بعض كلامه فلا	كذا فی الزاهدی
۲۶۵-	**وقت الصوم** تعداد شق ۱۹	
۱	ووقته من حین یطلع الفجر الثانی وهو المستطیر المنتشر فی الافق الی غروب الشمس	هكذا فی المحیط
۲	وقد اختلف فی ان العبرة لاول طلوع الفجر الثانی او لاستطارته وانتشاره فیه قال شمس الائمة الحلوانی رح القول الاول احوط والثانی اوسع والیه مال اكثر العلماء	هكذا فی المحیط كذا فی خزانة الفتاوی فی كتاب الصوم
۳	تسحر علی ظن ان الفجر لم یطلع وهو طالع او افطر علی ظن ان الشمس قد غربت ولم تغرب قضاه ولا كفارة علیه لانه ما تعمد الافطار	كذا فی محیط السرخسی

ـــہ ۱ قسم توڑنے کے کفارہ کا ذکر فتاوی عالمگیری بحث ۱ باب ۲ میں ہے۔ اور قتل کے کفارہ کا ذکر فتاوی ہذا کی بحث ۵۵

دفعات وشق نمبر	پہلا باب روزہ کی تعریف۔قسمیں۔سبب۔وقت اور اس کی شرطوں کے احکام — روزہ کی تعریف کا بیان	حوالہ
۲۶۴-۱	روزہ واجب کے سبب مختلف ہوتے ہیں۔پس (ا) منت ماننے ہوئے روزہ میں روزہ واجب ہونے کا سبب وہ منت ہے (ب) اور کفارہ کا روزہ واجب ہونے کا سبب وہ امور ہیں جن کی وجہ سے کفارہ لازم ہوا۔ مثلاً قسم توڑنا اور قتل[1]۔(ج) اور قضا روزہ واجب ہونے کا سبب وہی ہے جو ادا روزہ واجب ہونے کا ہے۔	فتح قدیر
۲	اور ماہ رمضان کا روزہ واجب ہونے کے سبب کے متعلق قاضی امام ابوزید فخر الاسلامؒ اور صدر الاسلام ابویسرؒ نے کہا ہے کہ اس کے فرض ہونے کا سبب ہر دن کا وہ پہلا جز ہوتا ہے جس جز کی مزید تقسیم نہیں ہو سکتی۔	کشف الکبیر
۳	غایۃ البیان میں ہے کہ میرے ہاں (مذکورہ حکم) ہی حق ہے اور امام ہندیؒ نے اس کو صحیح کہا ہے	نہر فائق
۴	پس اگر کسی شخص کو ماہ رمضان کی پہلی رات کو افاقہ تھا اور صبح جنون کی حالت تھی اور مہینہ بھر اسی پاگل پن کی حالت میں رہا۔ تو (اس کے حکم کے متعلق) شمس الائمہ الحلوانیؒ نے کہا ہے کہ اس پر (ان روزوں کی) کچھ قضا واجب نہ ہوگی اور یہی حکم صحیح ہے۔	بحر رائق
۵	اور اسی (مذکورہ) حکم پر فتویٰ ہے۔	معراج درایہ
۶	اور اس (مذکورہ) حکم کی بنا پر اگر (مذکورہ صورت میں) اس شخص کو مہینہ کے درمیان کی رات کو افاقہ ہوگیا پھر صبح جنون کی حالت تھی تو اس پر (ان روزوں کی) کچھ قضا واجب نہ ہوگی۔	محیط۔بحر رائق
۷	اور (جنون سے) افاقہ اس وقت قرار دیا جائے گا کہ جب جنون کی علامتیں بالکل نہ رہیں۔ اور اگر مجنون شخص بعض باتیں ٹھیک کرنے لگے تو یہ افاقہ معتبر نہیں ہے۔	زاہدی
۲۶۵	**روزہ واجب ہونے کا وقت** اور اس میں ۱۹ شقیں ہیں۔	
۱	روزہ کا وقت فجر ثانی (یعنی صبح صادق) کے طلوع ہونے سے لیکر سورج غروب ہونے تک ہے۔ اور صبح صادق وہ ہے جو آسمان کے کناروں میں بچھی ہوئی پھٹتی اور پھیلتی ہے۔[2]	محیط
۲	اور اس میں اختلاف ہے کہ (روزہ کا وقت شروع ہونے میں) صبح صادق شروع ہونے کا وقت معتبر ہے یا پھٹ کر اس کے پھیل جانے کا وقت معتبر ہے۔ شمس الائمہ الحلوانیؒ نے کہا ہے کہ پہلے قول میں احتیاط زیادہ ہے اور دوسرے قول میں آسانی زیادہ ہے۔ اکثر علماء اسی (مذکورہ) حکم کی طرف مائل ہیں۔	محیط خزانۃ الفتاوی
۳	کسی شخص نے سحری کھائی اور اس کا گمان یہ تھا کہ ابھی فجر طلوع نہیں ہوئی اور (بعد میں پتہ چلا کہ) دراصل فجر طلوع ہو چکی تھی۔ یا کسی شخص نے روزہ افطار کیا اور اس کا گمان یہ تھا کہ سورج غروب ہو چکا ہے۔ اور (پھر معلوم ہوا کہ) دراصل سورج غروب نہیں ہوا تھا تو (ان صورتوں میں) اس شخص پر اس روزہ کی قضا لازم ہوگی اور اس پر کفارہ نہیں اس لئے کہ اس نے عمداً روزہ نہیں توڑا[3]	محیط سرخسی

[1] باب ۱ میں ہے (مترجم) [2] صبح صادق اور صبح کاذب کے متعلق حکم نمبر ۱/۹۹ ملاحظہ ہو۔ اور غروب کے متعلق رد المحتار میں ہے کہ غروب سے مراد وہ وقت ہے کہ جب سورج کی ٹکیہ چھپ جائے اور مشرق کی طرف سے اندھیرا ظاہر ہو جائے جیسا کہ روایت میں آتا ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۱۱ نیز حکم نمبر ۹/۲۶۵ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ۵،۴ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تعریفه وتقسیمه وسببه ووقته وشرطه - تفسیر الصوم	حوالہ
۲۶۵-۴	اذا شک فی الفجر فالافضل ان یدع الاکل ولو اکل فصومه تام مالم یتیقن انه اکل بعد الفجر فیقضی حینئذ	کذا فی فتح القدیر
	وان کان اکبر رأیه انه تسحر والفجر طالع فعلیه قضاؤه عملا بغالب الرأی وفیه الاحتیاط وعلی ظاهر الروایة لا قضاء علیه	کذا فی الهدایة
	وهو الصحیح	کذا فی السراج الوهاج
	هذا اذا لم یظهر له شیئ ولو ظهر انه اکل والفجر طالع یجب علیه القضا ولا کفارة علیه	هکذا فی التبیین
۵	واذا شهد اثنان علی طلوع الفجر وشهد اثنان علی انه لم یطلع فافطر ثم ظهر انه قد طلع علیه القضا والکفارة بالاتفاق وتقبل الشهادة علی الاثبات ولا یعارضها الشهادة علی النفی کما فی حقوق العباد	کذا فی فتاوی قاضیخان
۶	وان شهد واحد علی طلوع الفجر وشهد آخر علی انه لم یطلع فاکل ثم ظهر انه قد طلع لا تجب الکفارة لان شهادة الواحد علی الطلوع لیست بحجة تامة	کذا فی فتاوی قاضیخان
۷	ولو دخل علیه جماعة وهو یتسحر فقالوا الفجر طالع فقال الرجل اذن لم أصر صائما وصرت مفطرا فأکل بعد ذلک ثم ظهر ان اکله الاول کان قبل طلوع الفجر وأکله الثانی بعد طلوع الفجر قال الحاکم ابو محمد ان کانوا جماعة وصدقهم لا کفارة علیه وان کان واحدا فعلیه الکفارة عدلا کان او غیر عدل لان شهادة الواحد لا تقبل فی مثل هذا	کذا فی الخلاصة
۸	اذا قال الرجل لامرأته انظری ان الفجر طالع او لا فنظرت ورجعت وقالت لم یطلع فجامعها زوجها ثم ظهر ان الفجر	

۱ شک ہو یعنی جب کسی طرف گمان غالب نہ ہو فجر طلوع ہونے اور نہ ہونے کے متعلق اس کے گمان میں دونوں جانبیں برابر ہوں ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۲۱۹ (مترجم) ۲ فجر طلوع ہونے کے مفہوم کے متعلق حکم $\frac{۲،۱}{۲۶۵}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ اس لئے کہ یقین اس قسم کے گمان غالب سے زائل نہیں

دفعات وشق نمبر	پہلا باب روزہ کی تعریف۔قسمیں۔سبب۔وقت اور اسکی شرطوں کے احکام — روزہ کی تعریف کا بیان	حوالہ
۲۶۵-۴	(و) اگر کسی شخص کو فجر طلوع ہونے میں شک[۱] ہو تو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ کھانا چھوڑ دے۔ اور اگر[۲] (مذکورہ صورت میں) اس نے کھالیا تو اس کا روزہ پورا ہو جائیگا۔ جبتک کہ اسے یہ یقین نہ ہو کہ اس نے فجر ہونے کے بعد کھایا ہے اور اگر مذکورہ یقین ہو تو پھر وہ اس روزہ کی قضا کرے گا۔	فتح قدیر
	(ب) اگر (مذکورہ صورت میں) اس کا گمان غالب یہ ہو کہ اس نے سحری ایسے وقت کھائی ہے کہ فجر طلوع ہو چکی تھی تو اس[۱] کے گمان غالب کے بموجب اس پر اس روزہ کی قضا لازم ہوگی۔ اور اس حکم میں احتیاط ہے۔	
	اور[۲] ظاہر روایت کے بموجب اس پر قضا لازم نہ ہوگی[۳]	ہدایہ
	اور[۳] یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	سراج وہاج
	(ج) یہ مذکورہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب (پھر) کچھ واضح نہ ہو اور اگر یہ واضح ہو گیا کہ اس نے (مذکورہ صورت میں) فجر شروع ہونے کے بعد کھایا ہے تو اس پر قضا واجب ہوگی۔ کفارہ لازم نہ ہوگا۔	تبیین
۵	(و) اگر دو آدمیوں نے یہ گواہی دی کہ فجر طلوع ہو چکی۔ اور دو آدمیوں نے یہ گواہی دی کہ فجر طلوع نہیں ہوئی پھر اس نے کھانا کھالیا اس کے بعد واضح ہوا کہ فجر طلوع ہو چکی تھی تو اس پر بالاتفاق قضا اور کفارہ لازم ہوں گے[۴] (اس لئے کہ) کسی چیز کے ثابت کرنے کے حق میں شہادت قبول کی جاتی ہے اور اس کی نفی کی شہادت اس کا مقابلہ نہیں کرتی۔ جیساکہ بندوں کے حقوق کے حکم میں ہوتا ہے۔	قاضیخان
۶	اگر ایک شخص نے گواہی دی کہ فجر طلوع ہو چکی ہے اور دوسرے نے گواہی دی کہ فجر طلوع نہیں ہوئی پھر اس نے کھانا کھا لیا اس کے بعد واضح ہوا کہ فجر طلوع تھی تو (اس صورت میں) اس پر کفارہ واجب نہ ہوگا اس لئے کہ فجر طلوع ہونے پر ایک شخص کی شہادت پوری دلیل نہیں ہے۔	قاضیخان
۷	کوئی شخص سحری کھا رہا تھا۔ اس کے پاس ایک جماعت نے آکر کہا کہ فجر طلوع ہوگئی ہے تو اس شخص نے کہا کہ پھر تو میں روزہ دار نہ رہا اور بے روزہ رہ گیا۔ اس کے بعد اس نے کھانا کھالیا پھر واضح ہوا کہ پہلی بار اس کا کھانا کھانا فجر طلوع ہونے سے پہلے تھا اور دوسری بار اس کا کھانا فجر طلوع ہونے کے بعد تھا۔ تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ)	
	(و) حاکم ابو محمد رح نے کہا ہے کہ اگر (مذکورہ وضاحت کرنے والی) ایک جماعت تھی اور اس نے ان کی تصدیق کی تو اس پر کفارہ نہ ہوگا	
	(ب) اور اگر وہ ایک آدمی تھا خواہ قابل اعتبار تھا یا نہ تو اس شخص پر کفارہ ہوگا۔ اس لئے کہ ایک آدمی کی شہادت اس قسم کی باتوں میں قبول نہیں ہوتی[۵]	خلاصہ
۸	کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ دیکھ فجر طلوع ہوئی ہے یا نہ۔ اس نے دیکھا اور واپس آکر کہا فجر طلوع نہیں ہوئی۔ پس اس کے شوہر نے اس سے مجامعت کی بعد میں واضح ہوا کہ فجر طلوع ہو چکی تھی۔ تو (اسکے حکم کے	

ہوتا (یعنی رات یقینی تھی اب وہ یقین فجر طلوع کے یقین سے زائل ہوگا۔ فجر طلوع ہونے کے گمان غالب سے زائل نہ ہوگا)۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۲۱۹۔ اور غروب میں شک ہو تو اسکے متعلق حکم نمبر $\frac{۹}{۲۶۵}$ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [۴] روزہ کے کفارہ کے متعلق حکم نمبر $\frac{۲۲}{۲۸۷}$ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [۵] کیونکہ اس صورت میں جب اسکا پہلی بار کھانا فجر طلوع ہونے کے بعد ثابت نہ ہوا تو اس کا دوسری بار کھانا بے روزہ حالت میں کھانے کی بجائے روزہ کی حالت میں کھانا قرار پایا۔ پس کفارہ لازم ہوگا۔ واللہ اعلم۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تعریفة وتقسیمه وسببه ووقته وشرطه۔ تفسیر الصوم	حوالہ
۲۶۵-		
	کان طالعا قال بعضهم ان صدقها وهی ثقة لاکفارة علیه والصحیح انه لاکفارة علیه مطلقا	
	وعلی المرأة الکفارة ان افطرت مع العلم بالطلوع	هکذا فی فتاوی قاضیخان۔ والخلاصة
۹	ولوشک فی غروب الشمس لا یحل له الفطر	کذا فی الکافی
۱۰	ولو اکل ولم یتبین له شیٔ فعلیه القضاء وفی الکفارة روایتان .	هکذا فی التبیین
	ومختار الفقیه ابی جعفر[۱] لزوم الکفارة	هکذا فی فتح القدیر
۱۱	وان تبین انه اکل قبل الغروب تجب علیه الکفارة .	کذا فی التبیین
۱۲	وان افطر واکبر رأیه ان الشمس لم تغرب فعلیه القضاء والکفارة لان النهار کان ثابتا وقد انضم الیه اکبر رأیه فصار بمنزلة الیقین	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۳	سواء تبین انه اکل قبل الغروب اولم یتبین له شیٔ	هکذا فی التبیین
۱۴	اذا شهد اثنان ان الشمس غابت وشهد آخران انها لم تغب فافطر ثم ظهر انها لم تغب فعلیه القضاء دون الکفارة بالاتفاق	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۵	ولو اراد ان یتسحر بالتحری فله ذلك اذا کان بحال لا یمکنه مطالعة الفجر بنفسه او بغیره وذکر الشیخ شمس الائمة الحلوانی[۲] ان من تسحر باکبر الرأی لا بأس به اذا کان الرجل ممن لا یخفی علیه مثل ذلك وان کان ممن یخفی علیه فسبیله ان یدع الاکل .	کذا فی المحیط
۱۶	وان اراد ان یتسحر بصوت الطبل السحری فان کثر ذلك الصوت	

۱ـہ شک کے مفہوم کے متعلق حکم $\frac{۴}{۲۶۵}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ تمّ المختار میں ہے کہ جو شخص اونچی جگہ پر مثلاً منارہ پر ہو تو جب تک اس کے ہاں سورج غروب نہ ہو اسے روزہ افطار کرنا جائز نہیں البتہ اگر بستی والوں کے ہاں سورج غروب ہے تو انہیں روزہ افطار کرنا جائز ہوگا اسی طرح

دفعات وشق نمبر	پہلا باب روزہ کی تعریف ـ قسمیں ـ سبب ـ وقت اور اسکی شرطوں کے احکام — روزہ کی تعریف کا بیان	حوالہ
۲۶۵ـ	متعلق) بعض فقہاءؒ نے کہا ہے کہ اگر اس شخص نے اس عورت کی بات کو سچ جانا تھا اور وہ ثقہ (قابل اعتبار) تھی تو اس شخص پر کفارہ لازم نہ ہوگا اور صحیح حکم یہ ہے کہ اس شخص پر (مذکورہ صورت میں) کسی طرح بھی کفارہ لازم نہ ہوگا۔	
	(ب) اور اس عورت کو اگر یہ معلوم تھا کہ فجر طلوع ہوگئی ہے پھر اس نے روزہ توڑا تو اس پر کفارہ لازم ہوگا۔	قاضیخان ـ خلاصہ
۹	اگر کسی شخص کو سورج غروب ہونے میں شک ۱؎ ہو تو اسے روزہ افطار کرنا حلال نہیں ہے۔	کافی
۱۰	(و) اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے کھالیا اور (پھر) اسے کچھ واضح نہ ہوا (کہ سورج غروب ہوچکا تھا یا نہ) تو اس پر قضا لازم ہوگی۔	
	(ب) اور اسپر کفارہ لازم ہونے کے متعلق دونوں روایتیں ہیں۔	تبیین
	(ج) اور فقیہ ابوجعفرؒ کے ہاں اختیار کردہ حکم یہ ہے کہ کفارہ لازم ہوگا ۲؎	فتح قدیر
۱۱	اگر (مذکورہ صورت میں) یہ واضح ہوگیا کہ اس نے سورج غروب ہونے سے پہلے کھایا تھا تو اس پر کفارہ واجب ہے۔	تبیین
۱۲	اگر کسی نے روزہ افطار کیا اور اس کا گمان غالب ۳؎ یہ تھا کہ سورج غروب نہیں ہوا تو اس پر قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے اس لئے کہ دن کا ہونا پہلے سے ثابت تھا۔ اس پر اس کا گمان غالب بھی مل گیا تو گویا یقینی ہوگیا۔	قاضیخان
۱۳	(مذکورہ صورت میں) خواہ (بعد میں) یہ واضح ہوگیا کہ اس نے سورج غروب ہونے سے پہلے کھایا ہے یا کچھ واضح نہ ہوا ۴؎	تبیین
۱۴	اگر (کسی شخص کے سامنے) دو آدمیوں نے گواہی دی کہ سورج غروب ہوگیا ہے اور دوسرے دو آدمیوں نے گواہی دی کہ (ابھی) سورج غروب نہیں ہوا۔ پھر اس نے روزہ چھوڑ دیا۔ بعد میں واضح ہوا کہ سورج نہیں چھپا تھا تو اس شخص پر اس روزہ کی قضا ہے کفارہ نہیں ہے اس حکم پر اتفاق ہے۔	قاضیخان
۱۵	(و) جو شخص نہ خود طلوع فجر کو دیکھ سکتا ہو۔ اور نہ کوئی اور شخص دیکھ کر اسے بتا سکتا ہو اور وہ یوں کرنا چاہے کہ غور کرکے گمان غالب کے مطابق سحری کے وقت میں سحری کھالے۔ تو وہ ایسا کرے	
	(ب) شیخ شمس الائمۃ الحلوانیؒ نے ذکر کیا ہے کہ جس شخص نے غور کرکے گمان غالب سے سحری کے وقت کھانا کھالیا اور وہ شخص ایسا ہو کہ اس قسم کا امر اس پر مخفی نہ ہوتا ہو۔ تو کوئی حرج نہیں۔ اور اگر وہ شخص ایسا ہو کہ اس قسم کا امر اس پر واضح نہ ہوتا ہو تو اس کے لئے طریقہ یہ ہے کہ وہ کھانے سے رک جائے۔	محیط
۱۶	اگر کوئی شخص سحری کے نقارہ کی آواز پر سحری کھانا چاہیئے تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر سحری کے نقارہ کی	

سحری اور صبح کی نماز کے حق میں طلوع کے متعلق حکم ہے ماخوذ رد المحتار ج ۲ ص ۱۵۷ (مترجم) ۲؎ روزہ کے کفارہ کے متعلق حکم ۱۶/۲۸۷ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ اور اگر یقین گمانِ غالب نہ تھا تو حکم ۱۹/۲۶۵ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۱۹/۲۶۵ ملاحظہ ہو (مترجم) ۔

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تعریفہ وتقسیمہ وسببہ ووقتہ وشرطہ — شروط الصوم	حوالہ
۲۶۵-	من کل جانب وفی جمیع اطراف البلدۃ فلا بأس بہ	کذا فی المحیط
۱۷	وان کان یسمع صوتا واحدا فان علم عدالتہ یعتمد علیہ وان لم یعرف حالہ یحتاط ولا یأکل	کذا فی المحیط
۱۸	وان اراد ان یعتمد بصیاح الدیک فقد انکر ذلک بعض مشائخنا وقال بعضھم لا بأس بہ اذا کان قد جربہ مرارا وظھر لہ انہ یصیب الوقت	کذا فی المحیط
۱۹	وذکر شمس الائمۃ الحلوانیؒ ان ظاھر مذھب اصحابنا فی ظاھر الروایۃ انہ یجوز الافطار بالتحری	کذا فی المحیط
۲۶۶-	**شروط الصوم** تعداد شق ۴۵	
۱	(اما شروطہ) فثلاثۃ انواع (شرط) وجوبہ الاسلام والعقل والبلوغ و (شرط) وجوب الاداء الصحۃ والاقامۃ (وشرط) صحۃ الاداء النیۃ والطھارۃ عن الحیض والنفاس	کذا فی الکافی والنھایۃ
۲	والنیۃ معرفتہ بقلبہ ان یصوم	کذا فی الخلاصۃ ومحیط السرخسی
۳	والسنۃ ان یتلفظ بھا	کذا فی النھر الفائق
۴	ثم عندنا لا بد من النیۃ لکل یوم فی رمضان	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵	والتسحر فی رمضان نیۃ ذکرہ نجم الدین النسفیؒ	کذا فی السراج الوھاج
۶	وکذا اذا تسحر لصوم آخر	کذا فی السراج الوھاج
۷	وان تسحر علی انہ لا یصبح صائما لا یکون نیۃ	کذا فی السراج الوھاج
۸	ولو نوی من اللیل ثم رجع عن نیتہ قبل طلوع الفجر صح رجوعہ فی الصیامات کلھا	کذا فی السراج الوھاج
۹	ولو قال نویت ان صوم غدا ان شاء اللہ تعالی صحت نیتہ ھو الصحیح	کذا فی الظھیریۃ

۱؎ اور اگر گمان غالب نہ تھا تو اس کے متعلق حکم ۱۲/۲۶۵ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم ۱/۱۱۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ روزے کی نیت زبان سے اور عربی میں کرے تو ان کا ذکر حکم نمبر ۲۳/۲۶۸ میں افطار کی دعا میں ہے اور ردالمحتار میں ہے کہ رات کو نیت کرے تو) نیت کے لئے الفاظ یوں کہے نَوَیْتُ اَصُوْمُ غَدًا لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ فَرْضِ رَمَضَانَ یعنی میں اللہ تعالی کیلئے رمضان المبارک کے فرض روزوں میں سے کل کے روزہ کی نیت کرتا ہوں

دفعات و شق نمبر	پہلا باب روزہ کی تعریف، قسمیں، سبب، وقت اور اس کی شرطوں کے احکام - روزہ کی شرطوں کا بیان	حوالہ
۲۶۵-	آواز ہر طرف سے اور شہر کی سب طرفوں میں بہت آتی ہو تو کوئی حرج نہیں۔	محیط
۱۷	اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ ایک آواز ہی سنتا ہو تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (۱) اگر اسے معلوم ہے کہ نقارہ بجانے والا معتبر آدمی ہے تو اس (کے نقارہ بجانے کے وقت) پر اعتماد کرے (ب) اور اگر اسے نقارہ بجانے والے کا حال معلوم نہ ہو تو احتیاط کرے اور (اس نقارہ کے وقت کی بنا پر) سحری نہ کھائے۔	محیط
۱۸	اگر کسی شخص نے (سحری کے وقت کیلئے) مرغ کی آواز پر بھروسہ کرنا چاہا (تو اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (۱) ہمارے بعض مشائخ نے اس کا انکار کیا ہے۔ (ب) اور بعض کا قول ہے کہ اگر کئی بار کے تجربہ سے واضح ہو گیا ہو کہ وہ (مرغ) ٹھیک وقت پر بولتا ہے تو (اس کی آواز کے وقت کی بنا پر سحری کھانے میں) کوئی حرج نہیں۔	محیط
۱۹	شمس الائمہ حلوانی نے ذکر کیا ہے کہ ظاہر روایت کے بموجب ہمارے اصحاب کا ظاہر مذہب یہ ہے کہ غور کر کے گمان غالب پر افطار کر لینا جائز ہے۔	محیط
۲۶۶-	**روزہ کی شرطیں** اور اسمیں ۴۵ شقیں ہیں	
۱	روزہ کی شرطیں تین قسم ہیں ۱ روزہ واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ روزہ دار مسلمان ہو۔ عاقل ہو اور بالغ ہو۔ ۲ روزہ کی ادائیگی واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ روزہ دار تندرست ہو اور مقیم ہو (مسافر نہ ہو) ۳ روزہ کی ادائیگی صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ روزہ دار روزہ کی نیت کرے۔ اور وہ حیض و نفاس سے پاک ہو۔	کافی۔نہایہ
۲	نیت سے مراد یہ ہے کہ وہ دل میں جانتا ہو کہ وہ روزہ رکھ رہا ہے ۲	خلاصہ۔محیط سرخسی
۳	نیت میں سنت یہ ہے کہ زبان سے بھی کہے ۳	نہر فائق
۴	ہمارے ہاں ماہ رمضان کے ہر دن کے روزہ کیلئے نیت کرنا ضروری ہے۔	قاضیخان
۵	ماہ رمضان میں (روزہ کے لئے) سحری کھانے سے نیت ہو جاتی ہے۔ یہ نجم الدین نسفی نے ذکر کیا ہے۔	سراج وہاج
۶	اسی (مذکورہ) حکم کی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر دوسرے روزوں کیلئے سحر کھائے تو نیت ہو جاتی ہے۔	سراج وہاج
۷	اگر کسی شخص نے سحری کھائی اور نیت یہ کی کہ صبح روزہ نہ رکھوں گا تو نیت نہ ہو گی۔	سراج وہاج
۸	اگر کسی شخص نے رات کو روزہ کی نیت کی اور پھر فجر طلوع ہونے سے پہلے اس نیت سے رجوع کر لیا (نیت بدل دی) تو اس کا یوں رجوع کرنا سب روزوں میں صحیح ہے۔	سراج وہاج
۹	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو کل روزہ رکھوں گا تو اس کی نیت کرنا صحیح ہو گیا۔ یہی حکم صحیح ہے۔	ظہیریہ

اور اگر دن کو نیت کرے تو یوں کہے نَوَیْتُ اَصُوْمُ هٰذَا الْیَوْمَ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ فَرْضِ رَمَضَانَ۔ یعنی میں اللہ تعالیٰ کے لئے رمضان المبارک کے فرض روزوں میں سے آج کے روزہ کی نیت کرتا ہوں۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۱۱۹۔ دن میں نیت کے متعلق حکم ۱۵/۲۶۶ ملاحظہ ہو۔ اور نماز کی نیت زبان سے کہنے کے متعلق حکم نمبر ۲/۱۱۳ ملاحظہ ہو اور رات کے وقت روزہ کی نیت کرنیکے متعلق حکم نمبر ۱۳/۲۶۶ ملاحظہ ہو۔ ۳ حکم نمبر ۴/۲۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تعریفۃ وتقسیمہ وسببہ ووقتہ وشرطہ شروط الصوم	حوالہ
۲۶۶-۱۰	وان نوی ان یفطر غدا ان دعی الی دعوۃ وان لم یدع یصوم لا یصیر صائما بھذہ النیۃ	کذا فی المحیط
۱۱	فان اصبح فی رمضان لا ینوی صوما ولا فطرا وھو یعلم انہ عن رمضان ذکر شمس الائمۃ الحلوانی[۱] عن الفقیہ ابی جعفر[۲] عن اصحابنا فی صیرورتہ[۳] صائما روایتین والاظھر انہ لا یصیر صائما	کذا فی المحیط
۱۲	اذا نوی الصائم الفطر ولم یحدث شیأ غیر النیہ فصومہ تام	کذا فی ایضاح الکرمانی
۱۳	ووقت النیۃ کل یوم بعد غروب الشمس ولا یجوز قبلہ	کذا فی محیط السرخسی
۱۴	ولو نوی قبل ان تغیب الشمس ان یکون صائما غدا ثم نام او اغمی علیہ او غفل حتی زالت الشمس من الغد لم یجز وان نوی بعد غروب الشمس جاز	کذا فی الخلاصۃ
۱۵	جاز صوم رمضان والنذر المعین والنفل بنیۃ ذلک الیوم او بنیۃ مطلق الصوم او بنیۃ النفل من اللیل الی ما قبل نصف النہار وھو المذکور فی الجامع الصغیر وذکر القدوری ما بینہ و بین الزوال والصحیح الاول ولا فرق بین المسافر والمقیم والصحیح والسقیم	ھکذا فی التبیین
	وانما تجوز النیۃ قبل الزوال اذا لم یوجد قبل ذلک بعد طلوع الفجر ما ینافی الصوم واذا وجد قبلہ ما ینافیہ من الاکل والشرب والجماع عامدا او ناسیا فلا تجوز النیۃ بعد ذلک	ھکذا فی شرح الطحاوی
۱۶	واذا نوی من النھار ینوی انہ صائم من اولہ حتی لو نوی انہ صائم من حین نوی لا یصیر صائما	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ والسراج الوھاج

[۱] حکم نمبر ۵،۴/۲۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] حکم نمبر ۵/۲۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] آدھے دن کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۰۱ کا حاشیہ

دفعات وشق نمبر	پہلا باب روزہ کی تعریف ۔ قسمیں ۔ سبب ۔ وقت اور ادا کی شرطوں کے احکام ۔ روزہ کی شرطوں کا بیان	حوالہ
۲۶۶-۱۰	اگر کسی شخص نے یوں نیت کی کہ کل اگر کسی دعوت میں بلایا گیا تو روزہ نہ رکھے گا اور دعوت نہ کی گئی تو روزہ رکھے گا ۔ تو اس نیت سے وہ روزہ دار نہ قرار پائے گا ۔	محیط
۱۱	اگر کسی شخص نے رمضان المبارک کے دن میں نہ روزہ کی نیت کی اور نہ بغیر روزہ کے ہونے کی نیت کی اور اسے معلوم ہے کہ یہ دن رمضان المبارک کا ہے تو (اس کے حکم کے متعلق) شمس الائمۃ الحلوانی رحؒ نے فقیہ ابوجعفرؒ سے انہوں نے ہمارے اصحابؒ سے ذکر کیا ہے کہ اس کے روزہ دار قرار پانے کے متعلق دو روایتیں ہیں ۔ زیادہ ظاہر روایت یہ ہے کہ وہ روزہ دار نہ قرار پائے گا [1]	محیط
۱۲	اگر کسی روزہ دار شخص نے روزہ چھوڑنے کی نیت کر لی تھی البتہ اس سے مذکورہ نیت کرنے کے علاوہ روزہ توڑنے والا کوئی فعل نہ پایا گیا تو اس کا روزہ مکمل ہے ۔	ایضاح الکرمانی
۱۳	ہر روز سورج ڈوبنے کے بعد (آنے والے دن کے) روزہ کی نیت کرنے کا وقت ہے ۔ اور اس سے پہلے نیت کرنا جائز نہیں ہوتا ہے [2]	محیط سرخسی
۱۴	اگر کسی نے سورج غروب ہونے سے پہلے یہ نیت کی کہ وہ کل روزہ رکھے گا پھر وہ سو گیا ۔ یا بیہوش ہو گیا یا غافل ہو گیا حتیٰ کہ دوسرے دن کا سورج ڈھل گیا تو (اس کی اس نیت سے اس کا وہ روزہ) جائز نہ ہوگا اور اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) سورج غروب ہونے کے بعد نیت کی تھی تو جائز ہوگا ۔	خلاصہ
۱۵	(ا) رمضان المبارک کا روزہ یا معین منت کا روزہ یا نفل روزہ اس دن کے روزہ کی نیت سے یا محض روزہ کی نیت سے یا نفل روزہ کی نیت سے جائز ہے ۔ جبکہ مذکورہ نیت رات شروع ہونے سے لیکر آدھے دن [3] سے پہلے تک (کسی وقت) کرے یہی حکم جامع صغیر میں مذکور ہے (ب) اور قدوری میں ہے کہ (مذکورہ نیت کا وقت) رات شروع ہونے سے لیکر زوال ہونے کے درمیان تک ہے ۔ (ج) اور صحیح حکم پہلا ہے ۔ (د) اور (مذکورہ حکم میں) مسافر غیر مسافر تندرست اور بیمار میں کچھ فرق نہیں ۔	تبیین
	(س) (مذکورہ صورتوں میں) زوال سے پہلے نیت تب صحیح ہوتی ہے جبکہ زوال سے پہلے اور فجر طلوع ہونے کے بعد کوئی امر روزہ کے خلاف نہ پایا گیا ہو اور اگر قبل زوال کوئی ایسا امر پایا گیا ہو جو روزہ کے منافی ہو ۔ مثلاً کھانا ۔ پینا یا جماع کرنا خواہ جان بوجھ کر ہو یا بھولے سے ہو تو پھر اس امر کے بعد روزہ کی نیت کرنا جائز نہ ہوگا ۔	شرح طحاوی
۱۶	اگر (مذکورہ صورت میں) دن میں نیت کرے تو یوں نیت کرے کہ میں دن کے شروع سے روزہ دار ہونے کی نیت کرتا ہوں اور اگر اس نے یوں نیت کی کہ میں نیت کرنے کے وقت سے روزہ کی نیت کرتا ہوں تو اس سے وہ روزہ دار نہ قرار پائے گا ۔	جوہرہ نیرہ ۔ سراج وہاج

ملاحظہ ہو اور یہاں آدھے دن سے مراد شرعی دن کا نصف یعنی ضحوۃ الکبریٰ ہے ماخوذ از ردالمحتار ۲ ص ۱۱۶ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تعریفه وتقسیمه وسببه ووقته وشرطه　تفسیر الصوم	حوالہ
۲۶۶-۱۷	ولو اغمی علیه فی لیلة من رمضان او فی یوم منه فان افاق قبل الزوال ونوی الصوم اجزأ[1] وكذا المجنون	كذا فی محیط السرخسی
۱۸	وكذا اذا ارتد رجل عن الاسلام اول الیوم من رمضان ثم رجع الی الاسلام فنوی الصوم قبل الزوال فهو صائم	كذا فی فتاوی قاضیخان
۱۹	والافضل ان یبیت النیة فی موضع تجوز نیته من النهار	هكذا فی الخلاصة
۲۰	وان یعین النیة	كذا فی الاختیار شرح المختار
۲۱	واذا نوی واجبا آخر فی یوم رمضان یقع عن رمضان ولا فرق بین المسافر والمقیم عند ابی یوسف رح ومحمد رح وعند ابی حنیفة رح اذا صام المسافر بنیة واجب آخر یقع عنه ولو نوی النفل ففیه روایتان	كذا فی الكافی
	والاصح انه یقع عن رمضان	كذا فی محیط السرخسی
۲۲	واما المریض فالصحیح ان صومه یقع عن رمضان	كذا فی الكافی
۲۳	ولو نوی المسافر والمریض مطلقا یقع عن رمضان	كذا فی محیط السرخسی
۲۴	النذر المعین اذا صامه بنیة واجب اخر كقضاء رمضان والكفارة كان عن الواجب وعلیه قضاء ما نذر	كذا فی السراج الوهاج
۲۵	وهو الاصح	كذا فی البحر الرائق
۲۶	وشرط القضاء والكفارات ان یبیت ویعین	كذا فی النقایة
۲۷	وكذا النذر المطلق	هكذا فی السراج الوهاج

سے ۱ حکم نمبر ۱۵ر/۲۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم) سے ۲ حکم نمبر ۱۵ و ۲۱/۲۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم) سے ۳ حکم نمبر ۱۵ د/۲۶۶

دفعات وشق نمبر	پہلا باب روزہ کی تعریف قسمیں سبب۔ وقت اور اسکی شرطوں کے احکام — روزہ کی شرطوں کا بیان	حوالہ
۲۶۶-۱۷	(ا) اگر کوئی شخص رمضان المبارک کی رات یا دن میں بیہوش ہو گیا تو اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اسے زوال سے پہلے افاقہ ہو گیا اور اس نے اس روزہ کی نیت کر لی تو اسے کفایت کر جائے گا۔ (ب) اسی طرح مجنون کے متعلق بھی یہی حکم ہے۔	محیط سرخسی
۱۸	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کوئی شخص دن کے شروع میں (العیاذ باللہ) اسلام سے مرتد ہو گیا پھر زوال سے پہلے اسلام لا کر اس نے روزہ کی نیت کر لی تو وہ روزہ دار قرار پائے گا ۔۱ے	قاضیخان
۱۹	افضل یہ ہے کہ جس روزہ کی نیت دن کے وقت (زوال سے قبل) کرنا جائز ہو جاتا ہے اس کی نیت رات کے وقت کرے۔	خلاصہ
۲۰	نیز (یہ بھی) افضل ہے کہ (وہ) نیت کو معین کرے ۔۲ے	اختیار شرح مختار
۲۱	(ا) اگر کسی شخص نے رمضان المبارک میں کسی اور واجب روزہ کی نیت کی تو وہ روزہ رمضان المبارک کا ہی قرار پائے گا۔ امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کے ہاں اس حکم میں مسافر اور مقیم کے درمیان کوئی فرق نہیں (ب) اور امام ابو حنیفہ رح کے ہاں جب کسی مسافر نے (رمضان المبارک میں) کسی اور واجب روزہ کی نیت کی تو وہ روزہ (مذکورہ) واجب کا روزہ ہی قرار پائے گا (ج) اگر کسی مسافر نے رمضان المبارک میں نفل روزہ کی نیت کی تو اس کے حکم کے متعلق دو روایتیں ہیں۔ اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ (مذکورہ صورت میں) وہ روزہ رمضان المبارک کا ہی قرار پائے گا۔	کافی محیط سرخسی
۲۲	مریض (نے) اگر رمضان المبارک میں نفل روزہ کی نیت کی تو اس) کے روزہ کے متعلق صحیح حکم یہ ہے کہ اس کا روزہ رمضان المبارک کا ہی قرار پائے گا۔	کافی
۲۳	اگر مسافر اور مریض نے (رمضان المبارک میں) محض روزہ کی نیت سے روزہ رکھا (اور نفل وغیرہ کی تخصیص نہ کی) تو اس کا وہ روزہ رمضان المبارک کا ہی قرار پائے گا ۔۳ے	محیط سرخسی
۲۴	کسی شخص نے کسی خاص دن روزہ رکھنے کی منت مانی اور (پھر) اس دن کسی اور واجب روزہ مثلاً رمضان المبارک کی قضا یا کفارہ کے روزہ کی نیت سے روزہ رکھا تو اس کا وہ روزہ اس واجب (یعنی رمضان المبارک یا کفارہ) کا روزہ قرار پائے گا اور منت کے روزہ کی قضا اس کے ذمہ ہو گی۔	سراج وہاج
۲۵	یہی (مذکورہ) حکم زیادہ صحیح ہے۔	بحر رائق
۲۶	قضا روزہ اور کفارہ کے روزہ میں شرط یہ ہے کہ اس روزہ کی نیت رات سے کرے اور معین (یعنی خاص اس روزہ کی نیت) کرے ۔۴ے	نقایہ
۲۷	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ محض منت۵ے کا روزہ ہو۔	سراج وہاج

۱ے ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ے ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ے حکم نمبر $\frac{۳۳ \text{ تا } ۳۵}{۲۶۶}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ے ملاحظہ ہو (مترجم) ۵ے اور معین نذر کے روزہ کے متعلق حکم نمبر $\frac{۲۳}{۲۶۶}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

حوالہ	الباب الاول فی تعریفہ وتقسیمہ وسببہ ووقتہ وشرطہ تفسیر الصوم	دفعات وشق نمبر
کذا فی محیط السرخسی	ولو اشتبہ علی المأسور شهر رمضان فصام متحریا جاز ان کان بعدہ ولوی من اللیل سوی یوم العید وایام التشریق ولا یجوز قبلہ	۲۶۶-۲۸
ھکذا فی البدائع	ولا تشترط نیۃ القضاء وھو الصحیح لانہ نوی ما علیہ من صوم رمضان	۲۹
ھکذا فی السراج الوھاج	فاذا وافق صومہ شوالا فان کانا کاملین اوناقصین فعلیہ قضاء یوم وان کان رمضان کاملا وشوال ناقصا فعلیہ قضاء یومین وان کان رمضان ناقصا وشوال کاملا لم یلزمہ شیئ	۳۰
ھکذا فی السراج الوھاج	ولو وافق صومہ ذا الحجۃ فان کانا کاملین اوناقصین فعلیہ قضاء اربعۃ ایام وان کان ناقصا وذو الحجۃ کاملا فثلاثۃ ایام وان کان کاملا وذو الحجۃ ناقصا فخمسۃ ایام	۳۱
ھکذا فی السراج الوھاج	وان وافق صومہ ذا القعدۃ او شهرا آخر فان کانا کاملین اوناقصین اوالشهر الآخر کاملا لم یلزمہ شیئ وان کان کاملا والآخر ناقصا فیوم	۳۲
	ولو صام رمضان فی دار الحرب قبل رمضان سنین لا یجوز صوم السنۃ الاولی بالاتفاق	۳۳

[1] ایام تشریق کے متعلق حکم نمبر ۲۱۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] جیساکہ البحر الرائق ج ۲ ص ۲۶۳ میں مذکورہ قیدی کے لئے یونہی حکم

حوالہ	پہلا باب روزہ کی تعریف قسمیں ۔ سبب ۔ وقت اور اس کی شرطوں کے احکام — روزہ کی شرطوں کا بیان	دفعات وشق نمبر
محیط سرخسی بدائع سراج وہاج	اگر کسی قیدی (کی صورت حال یہ ہو کہ اس) پر رمضان المبارک کا مہینہ مشتبہ ہوگیا اور اس نے غور کرکے گمان غالب سے روزے رکھے تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر اس کے روزے رمضان المبارک کے بعد واقع ہوئے اور اس نے روزوں کی نیت رات سے کی ہو اور وہ روزے عید اور ایام تشریق[1] کے نہ ہوں تو وہ روزے (رمضان المبارک کے روزوں کے لئے) جائز قرار پائیں گے ۔ (ب) اور اگر اس کے وہ روزے رمضان المبارک سے پہلے واقع ہوئے تو وہ روزے (رمضان کے روزوں کے لئے) جائز نہ قرار پائیں گے ۔ اور (مذکورہ صورت میں) ان[2] روزوں میں قضا کی نیت کرنا شرط نہیں ہے یہی حکم صحیح ہے ۔ اس لئے کہ اس نے اپنے ذمہ رمضان کے فرض روزے رکھنے کی نیت کی ہے ۔ پس اگر (مذکورہ صورت میں) اس کے روزے شوال کے مہینہ میں واقع ہوئے تو (ان کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر (اس سال) رمضان المبارک اور شوال دونوں مہینے تیس تیس دن کے تھے یا دونوں انتیس انتیس دن کے تھے تو اس پر ایک دن کی (مزید) قضا لازم[3] ہوگی ۔ (ب) اور اگر ماہ رمضان المبارک تیس دن کا تھا اور شوال انتیس دن کا تھا تو اس پر (مزید) دو دن کی قضا لازم ہوگی ۔ (ج) اور اگر رمضان المبارک انتیس دن کا تھا اور شوال تیس دن کا تھا تو اس پر (مزید) کچھ (قضا لازم نہ ہوگی)	۲۶۶-۲۸
سراج وہاج	اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس کے روزے ذوالحجہ کے مہینہ میں واقع ہوئے تو (ان کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر (اس سال) رمضان المبارک اور ذوالحجہ دونوں مہینے تیس تیس دن کے تھے یا دونوں انتیس انتیس دن کے تھے تو اس پر چار[4] دن کی (مزید) قضا لازم ہوگی (ب) اور اگر رمضان المبارک انتیس دن کا تھا اور ذوالحجہ تیس دن کا تھا تو اس پر تین دن کی (مزید) قضا لازم ہوگی (ج) اور اگر رمضان المبارک تیس دن کا تھا اور ذوالحجہ انتیس دن کا تھا تو اس پر (مزید) پانچ دن کی قضا لازم ہوگی ۔	۳۱
سراج وہاج	اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس کے روزے ذوالقعدہ یا کسی اور مہینہ میں واقع ہوئے تو ان کے متعلق حکم یہ ہے کہ (ا) اگر (اس سال) رمضان المبارک اور وہ مہینہ تیس تیس دن کے تھے یا دونوں انتیس انتیس دن کے تھے یا وہ دوسرا مہینہ تیس دن کا تھا تو اس پر (مزید) کچھ قضا لازم نہ ہوگی ۔ (ب) اور اگر رمضان المبارک تیس دن کا تھا اور وہ دوسرا مہینہ انتیس دن کا تھا تو اس پر ایک دن کی (مزید) قضا لازم ہوگی ۔	۳۲
	کوئی شخص دارالحرب (جنگ کرنے والے کافروں کی سرزمین) میں تھا اس نے (معلوم نہ ہونے کی وجہ سے) وہاں کئی سال رمضان المبارک کے روزے رمضان المبارک سے پہلے رکھے تو پہلے سال کے اسکے وہ روزے	۳۳

ہے (مترجم) [3] یہ عید کے ایک دن کی قضا ہوگی (مترجم) [4] یہ چار دن ذوالحجہ کی دسویں تا تیرہویں کی قضا ہوگی (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تعریفہ وتقسیمہ وسببہ ووقتہ وشرطہ شروط الصوم	حوالہ
۳۳۔	وھل یجوز صوم السنۃ الثانیۃ قضاء عن الاولی والثالثۃ قضاء عن الثانیۃ قال الفقیہ ابوجعفرؒ ان نوی صوم رمضان مبھما یجوز وان نوی عن الثانیۃ مفسرا لایجوز وھوالاصح	ھکذا فی محیط السرخسی
۳۴	اذاوجب علیہ قضاء یومین من رمضان واحد ینبغی ان ینوی اول یوم وجب علیہ قضاؤہ من ھذا الرمضان وان لم یعین الاول یجوز وکذالوکان علیہ قضاء یومین من رمضانین ھوالمختار ولونوی القضاء لاغیر یجوز وان لم یعین	کذافی الخلاصۃ
۳۵	اذاافطر رمضان متعمدا وھوفقیر فصام احدا وستین یوما للقضاء والکفارۃ ولم یعین الیوم للقضاء جاز کذا ذکرہ فقیہ ابوالیثؒ	کذافی فتاوی قاضیخان
۳۶	ومتی نوی شئیین مختلفین متساویین فی الوکادۃ والفریضۃ ولا رجحان لاحدھما علی الاخر بطلا ومتی ترجح احدھما علی الاخر ثبت الراجح	کذافی محیط السرخسی
۳۷	فاذانوی عن قضاء رمضان والنذر کان عن قضاء رمضان استحسانا[1]	کذافی السراج الوھاج
۳۸	وان نوی النذر المعین والتطوع لیلا اونھارا اونوی النذر المعین وکفارۃ من اللیل یقع عن النذر المعین بالاجماع	کذافی السراج الوھاج
۳۹	ولونوی قضاء رمضان وکفارۃ الظھار کان عن القضاء استحسانا[2]	کذافی فتاوی قاضیخان
۴۰	واذانوی قضاء بعض رمضان والتطوع یقع عن رمضان فی	

[1] روزہ کے کفارہ کے متعلق حکم نمبر $\frac{16}{287}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] حکم نمبر $\frac{24}{276}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پہلا باب روزہ کی تعریف قسمیں سبب ۔ وقت اور اس کی شرطوں کے احکام روزہ کی شرطوں کا بیان	حوالہ
۲۶۶-	رمضان المبارک کے لئے بالاتفاق جائز نہ قرار پائیں گے ۔ (ب) اور کیا (مذکورہ صورت میں) دوسرے سال کے روزے پہلے سال کے روزوں کی قضا کے طور پر اور تیسرے سال کے روزے دوسرے سال کے روزوں کی قضا کے طور پر جائز قرار پائیں گے یا نہ (اس کے متعلق) فقیہ ابو جعفرؒ نے کہا ہے کہ اگر اس[1] نے بغیر وضاحت کے مبہم طور پر رمضان کے روزے رکھنے کی نیت کی تو وہ روزے (گذشتہ رمضان المبارک کے روزوں کے لئے) جائز قرار پائیں گے ۔ اور اگر اس نے واضح طور پر دوسرے (یعنی بعد کے) روزوں کی نیت کی تو وہ روزے (گذشتہ رمضان المبارک کے روزوں کے لئے) جائز قرار پائیں گے ۔ اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے ۔	محیط سرخسی
۳۴	(و) جب کسی شخص پر ایک رمضان المبارک کے دو روزوں کی قضا واجب ہو تو اسے اس رمضان المبارک کے اس پہلے دن کے روزے کی نیت کرنی چاہیئے جس کی قضا اس پر واجب ہے ۔ (ب) اور اگر اس نے (مذکورہ) پہلے دن کی تعین نہ کی تو بھی جائز ہے ۔ (ج) اور (اسی مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس پر دو رمضانوں کے دو دن کی قضا لازم ہو ۔ یہی حکم مختار ہے ۔ (د) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے صرف روزہ قضا کرنے کی نیت کی کچھ اور نیت نہ کی تو بھی جائز ہوگا خواہ اس نے دن کی تعین نہ کی ہو ۔	خلاصہ
۳۵	کسی شخص نے رمضان المبارک کا روزہ (بغیر عذر) جان بوجھ کر توڑا وہ غریب تھا اس نے اکٹھے روزے اس روزہ کی قضا اور کفارہ[1] کے رکھے اور قضا کے دن کی تعین نہ کی تو جائز ہے ۔ یونہی فقیہ ابو اللیثؒ نے ذکر کیا ہے ۔	قاضیخان
۳۶	اگر کسی شخص نے دو مختلف قسم کے روزوں کی نیت کی جو تاکید اور فرض ہونے میں برابر ہیں اور ان میں سے ایک کو دوسرے پر کچھ ترجیح نہیں ہے تو وہ دونوں باطل ہو جائیں گے اور اگر ایک کو دوسرے پر ترجیح ہے ۔ تو جس کو ترجیح ہے وہ ثابت ہوگا ۔	محیط سرخسی
۳۷	اگر کسی نے رمضان المبارک کے قضا روزے اور منت مانے ہوئے روزے کی نیت کی تو وہ روزہ از روئے استحسان رمضان المبارک کی قضا کا روزہ قرار پائے گا[2] ۔	سراج وہاج
۳۸	اگر کسی شخص نے رات کو یا دن کو معین منت کے روزے اور نفل روزے کی نیت کی یا اس نے رات کو معین منت اور کفارہ کے روزہ کی نیت کی تو وہ روزہ بالاجماع معین منت کا روزہ قرار پائے گا[3] ۔	سراج وہاج
۳۹	اگر کسی شخص نے (کسی روزے کے لئے) رمضان المبارک کی قضا روزے اور کفارہ ظہار کے روزے کی نیت کی تو اس کا وہ روزہ از روئے استحسان رمضان المبارک کی قضا کا روزہ قرار پائے گا[4] ۔	قاضیخان
۴۰	اگر کسی شخص نے (کسی روزے کیلئے) رمضان المبارک کے بعض روزے قضا کرنے اور نفل روزہ رکھنے	

[3] حکم نمبر ۱۵، ۲۶ / ۲۶۶ ملاحظہ ہو ۔ (مترجم) [4] حکم نمبر ۲۴ / ۲۶۶ ملاحظہ ہو ۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تعریفة وتقسیمه وسببه ووقته وشرطه — شروط الصوم	حوالہ
۲۶۶ ۔	قول ابی یوسف رح وهو روایة عن ابی حنیفة رح	کذا فی الذخیرة
۴۱	ولو نوی الصوم عن کفارة الظهار والقتل اوعن قضاء رمضان وعن کفارة القتل یقع عن القتل بالاتفاق	کذا فی محیط السرخسی
۴۲	ولو نوی عن کفارة وتطوع جاز عن الواجب استحسانا	کذا فی الذخیرة
۴۳	ولو نوت المرأة فی الحیض ثم طهرت قبل الفجر صح صومها	کذا فی السراج الوهاج
۴۴	ولو نوی صوم القضاء وکفارة الیمین لم یکن عن واحد منهما عند ابی یوسف رح للتعارض وعند محمد رح لمکان التنافی ولکن یصیر تطوعا	کذا فی المحیط
۴۵	واذا نوی الصوم للقضاء بعد طلوع الفجر حتی لا تصح نیته عن القضاء یصیر شارعا فی التطوع فان افطر یلزمه القضاء	کذا فی الذخیرة

ا؎ کفارہ قتل کے ذکر کے متعلق حکم نمبر ۱/۲۶۴ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ قضاروزہ کی نیت کے متعلق حکم ۲۶/۲۶۶

دفعات وشق نمبر	پہلا باب روزہ کی تعریف قسمیں سبب۔ وقت اور اسکی شرطوں کے احکام — روزہ کی شرطوں کا بیان	حوالہ
۳۶۶-	کی نیت کی تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے بموجب وہ روزہ رمضان المبارک کی قضاء کا روزہ قرار پائے گا اور یہی روایت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہے ۔	ذخیرہ
۴۱	اگر کسی شخص نے (کسی روزہ کیلئے) کفارہِ ظہار اور کفارہِ قتل کے روزہ کی نیت کی یا اس نے رمضان المبارک کی قضا اور کفارہِ قتل[۱] کے روزہ کی نیت کی تو اسکا وہ روزہ بالاتفاق کفارہِ قتل کا روزہ قرار پائے گا ۔	محیط سرخسی
۴۲	اگر کسی شخص نے (کسی روزہ کیلئے) کفارہ کے روزہ اور نفل روزہ کی نیت کی تو اس کا روزہ از روئے استحسان (کفارہِ) واجب کیلئے قرار پائے گا ۔	ذخیرہ
۴۳	اگر کسی عورت نے حیض کی حالت میں روزہ کی نیت کی پھر وہ فجر طلوع ہونے سے پہلے (حیض سے) پاک ہو تو اس کا وہ روزہ صحیح ہوگیا	سراج وہاج
۴۴	اگر کسی شخص نے (کسی روزہ کے لئے) قضا کے روزہ اور کفارہ یمین کے روزہ کی نیت کی تو (الف) امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں تعارض کیوجہ سے اس کا وہ روزہ قضا اور کفارہِ یمین میں سے کسی کے لئے نہ قرار پائے گا ۔ (ب) اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں تنافی کی وجہ سے اس کا وہ روزہ قضا اور کفارہ یمین میں سے کسی کے لئے نہ قرار پائے گا (ج) لیکن اس کا وہ روزہ نفل ہو جائے گا ۔	محیط
۴۵	اگر کسی شخص نے فجر طلوع ہونے کے بعد قضا روزہ کے لئے نیت کی تو قضا روزہ کے لئے وہ نیت صحیح نہ قرار پائے گی[۲] اور وہ نفل روزہ شروع کرنے والا قرار پائے گا ۔ پس اگر اسے توڑے گا تو اس پر اس کی قضا لازم ہوگی[۳]	ذخیرہ

[۱] ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] حکم نمبر $\frac{۱۳،۹}{۲۸۷}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی رویۃ الھلال — رؤیۃ الھلال	حوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الباب الثانی فی رؤیۃ الھلال

دفعات ۲۶۷ تا ۲۶۷ عنوان ۱ تعداد شق ۴۰

۲۶۷ - رؤیۃ الھلال

تعداد شق ۴۰

شق	متن	حوالہ
۱	یجب ان یلتمس الناس الھلال فی التاسع والعشرین من شعبان وقت الغروب فان رأوہ صاموہ وان غم اکملوہ ثلاثین یوما	کذا فی الاختیار شرح المختار
۲	وکذا ینبغی ان یلتمسوا ھلال شعبان ایضا فی حق اتمام العدد	کذا فی السراج الوھاج
۳	وھل یرجع الی قول اھل الخبرۃ العدول ممن یعرف علم النجوم الصحیح انہ لا یقبل	کذا فی السراج الوھاج
۴	ولا یجوز للمنجم ان یعمل بحساب نفسہ	کذا فی معراج الدرایۃ
۵	وتکرہ الاشارۃ عند رؤیۃ الھلال	کذا فی الظھیریۃ
۶	واذا رأوا الھلال قبل الزوال اوبعدہ لا یصام بہ ولا یفطر وھو من اللیلۃ المستقبلۃ ھو المختار	کذا فی الخلاصۃ

ـــ ۱ ـــ واضح رہے کہ چونکہ اسلام میں کئی عبادات کے اوقات کا مدار قمری تقویم پر ہے - لہٰذا رویت الہلال کے احکام میں یہ امر ملحوظ رہے کہ علم نجوم کے حساب سے چاند ہونے اور رویت الھلال کے مفہوم میں فرق ہے - رویت عربی میں آنکھوں سے دیکھنے کو کہتے ہیں اور رویۃ الھلال کا مفہوم افق پر چاند کا موجود ہونا نہیں بلکہ رویۃ الھلال کا مفہوم قمری مہینہ کے شروع کا چاند عام آنکھوں سے دیکھنا مراد ہے اسی طرح چاند نظر آنے کے ثبوت کے لئے چاند نظر آنے کی خبر اور چاند نظر آنے کی شہادت کے احکام مختلف ہیں - اسی طرح رمضان المبارک کے چاند اور عید الفطر کے چاند کے احکام اور پھر مطلع صاف ہونے کی صورت میں اور مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں چاند کے احکام مختلف ہیں - (مترجم) ـــ ۲ ـــ اور ماہ شوال (یعنی عید الفطر) کے چاند کی تلاش کے متعلق حکم نمبر ۲۴/۲۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــ ۳ ـــ چاند نظر آنے کے ثبوت کے لئے ہر مطلع پر اور ہر شخص کے دیکھنے پر مدار نہیں چنانچہ نور الایضاح

حوالہ	چاند دیکھنے کا بیان / دوسرا باب - چاند دیکھنے کے احکام	دفعات وشق نمبر
	بسم اللہ الرحمن الرحیم	
	# دوسرا باب - چاند دیکھنے کے احکام	
	دفعات ۲۶۷ تا ۲۶۷ - عنوان ۱ تعداد شق ۴۰	
	چاند دیکھنا ۱ اور اسمیں ۴۰ شقیں ہیں	۲۶۷
اختیار شرح مختار	لوگوں پر واجب ہے کہ وہ ماہ شعبان کی انتیسویں تاریخ کو غروب کے وقت ۲ چاند تلاش کریں۔ پس اگر چاند دیکھ لیں ۳ تو اس چاند کے حساب سے روزہ رکھیں اور اگر بادل (وغیرہ) ہوں تو ماہ شعبان کے تیس دن پورے کریں	۱
سراج وہاج	اسی طرح ماہ شعبان کی پوری گنتی معلوم رکھنے کے لئے ماہ شعبان کا چاند بھی تلاش کرنا چاہیے	۲
سراج وہاج	نجومیوں میں سے جو لوگ سمجھدار اور معتبر ہوں کیا (چاند کے متعلق) ان کے قول کی طرف رجوع (کو قبول) کیا جائے گا۔ ؟ - اس کے متعلق صحیح حکم یہ ہے کہ (ان کے حساب کی بنا پر چاند کے متعلق) ان کے قول کو قبول نہیں کیا جائے گا ۴	۳
معراج الدرایہ	خود نجومی کے لئے (بھی) جائز نہیں ہے کہ وہ (چاند کے متعلق محض) اپنے حساب پر عمل کرے	۴
ظہیریہ	چاند دیکھتے وقت اشارہ کرنا مکروہ ہے ۵	۵
خلاصہ	اگر لوگوں نے زوال سے پہلے یا بعد چاند دیکھا تو اس چاند کی وجہ سے روزہ رکھنے اور چھوڑنے کے احکام ثابت نہ ہوں گے اور وہ چاند آنے والی رات کو قرار پائے گا۔ یہی حکم مختار ہے۔	۶

میں ہے کہ جب کسی مطلع پر چاند نظر آنے کا شرعی ثبوت مل جائے تو ظاہر مذہب کے بموجب اس چاند کے نظر آنے پر مبنی احکام سب لوگوں کے لئے لازم ہوں گے اسی پر فتوی ہے۔ مفہوم ماخوذ از نور الایضاح ص ۶۳ البتہ اس کے متعلق حکم نمبر ۳۶،۳۵/۲۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴ جیسا کہ درمختار و رد المحتار ج ۲ ص ۱۲۵ میں ہے اور رد المحتار میں شمس الائمۃ الحلوانی سے منقول ہے کہ روزہ واجب ہونے اور روزے چھوڑنے (یعنی عید الفطر) کے لئے رویۃ الھلال یعنی قمری مہینہ کے شروع کا چاند کا دیکھا جانا شرط ہے۔ اور یہ شرط محض نجومیوں کے قول پر عمل کرنے کی صورت میں حاصل نہیں ہوتی۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۱۲۶ (مترجم)

۵ جیسا کہ درمختار و رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ یہ عمل جاہلیت کا ہے۔ اور اس وجہ سے ظاہر یہی ہے کہ یہ کراہت تنزیہی ہے ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۲ ص ۱۳۲ (مترجم)

دفعات وسلسلہ نمبر	الباب الثانی فی رؤیۃ الھلال رؤیۃ الھلال	حوالہ
۲۶۷-۷	ان کان بالسماء علۃ فشھادۃ الواحد علی ھلال رمضان مقبولۃ اذا کان عدلا مسلما عاقلا بالغا حرا کان او عبدا ذکرا کان او انثی	ھکذا فی فتاوی قاضیخان

سلہ درمختار میں ہے کہ آسمان پر علت سے مراد بادل یا غبار ہے - ماخوذ از درمختار ج ۲ صـ۱۲۳ یعنی مطلع صاف نہ ہو - اور مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں ماہ رمضان کے چاند کے متعلق حکم نمبر ۷ تا ۲۲/۲۶۷ اور ماہ شوال یعنی عیدالفطر کے چاند کے متعلق حکم نمبر ۲۸/۲۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں - اور مطلع صاف ہونے کی صورت میں ماہ رمضان - ماہ شوال و ذوالحجہ کے چاند کے متعلق حکم نمبر ۲۳، ۲۹/۲۶۷ اور باقی نومہینوں کے چاند کے متعلق حکم نمبر ۳۰/۲۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) سلہ۲ جیساکہ ہدایہ میں ہے کہ مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں ماہ رمضان کے چاند کے متعلق ایک شخص کی گواہی قبول کر لی جائے گی - ماخوذ از ہدایہ ج ۱ صـ۲۰۸ - البتہ اس گواہی میں گواہی کی شرطوں کے متعلق حکم نمبر ۱۴/۲۶۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) سلہ۳ (و) شہادت یعنی گواہی کی تعریف کے متعلق فتاوی عالمگیری میں ہے کہ کسی کے حق کو ثابت کرنے کے لئے مجلس قضا میں حاضر ہو کر لفظ شہادت (یعنی گواہی) کے ساتھ سچی خبر دینا شہادت کہلاتا ہے اور شہادت کا حکم یہ ہے کہ جب شہادت کی شرطیں پائی جائیں تو حاکم پر لازم ہے کہ وہ شہادت کے مقتضی کے مطابق فیصلہ دے - ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث سـ۲۵ کتاب الشہادات باب سـ۱ (ب) چنانچہ حاشیہ شرح وقایہ میں ہے کہ شہادت مجلس قضا میں ہی قبول کی جاتی ہے - اور حاکم کے فیصلہ سے ہی حجتِ ملزمہ ہوتی ہے - ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ ج ۲ صـ۱۴۷ (ج) اور فتاوی عالمگیری میں ہے کہ دیانات میں مثلاً حلال وحرام اور پاک وناپاک کے احکام میں ایک معتبر شخص کی خبر مقبول ہوتی ہے اور اس میں لفظ شہادت شرط نہیں (معتبر شخص کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۷/۲۶۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو) اور روزہ ایک امر دینی ہونے کی بنا پر اس کے وجوب کے ثبوت کے لئے لفظ شہادت شرط نہ ہونے کے متعلق حکم نمبر ۱۴/۲۶۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو) نیز فتاوی عالمگیری میں ہے کہ معاملات میں مثلاً وکالت - خط وکتابت - اور خرید وفروخت کی اجازت وغیرہ میں بنا پر ضرورت محض ایک شخص کی خبر مقبول ہوتی ہے - خواہ خبر دینے والا شخص معتبر ہو یا نہ ہو بشرطیکہ اس خبر کے متعلق اس کی غالب رائے یہ ہو کہ خبر دینے والا سچا ہے - نیز فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے کہ سلطان کی طرف سے (اس کی حدود ولایت میں) منادی کرنے والے کی خبر مقبول ہوتی ہے خواہ منادی کرنے والا شخص معتبر ہو یا فاسق ہو ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث سـ۴۸ کتاب الکراھیۃ الباب الاول فی العمل بخبر الواحد فصل سـ۱، سـ۲ - اور حاشیہ البحر الرائق میں ہے کہ مہینہ شروع ہونے کے فیصلہ کے اعلان کے متعلق شہر میں مروجہ واضح علامتیں مثلاً توپ داغنا روشنی کرنا جو عادۃً ایسے موقع پر ہی ہوتی ہوں - ان علامتوں کو سنکر یا دیکھ کر مہینہ شروع ہونے کے احکام پر عمل کرنا لازم ہو جاتا ہے - ماخوذ از حاشیہ البحر الرائق ج ۲ صـ۲۷۰ پس ان مذکورہ احکام کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ (ا) چاند کے متعلق کسی شرعی حاکم یا قاضی کی طرف سے اس کے فیصلہ کا اعلان اس کی حدود ولایت میں بطور خبر پہنچنا کافی ہوگا - خواہ وہ خبر اطلاعات کے قدیم ذرائع مثلاً منادی - خط وکتابت یا زبانی پیغام سے پہنچے یا مذکورہ مخصوص علامتوں سے معلوم ہو یا جدید ذرائع اطلاعات مثلاً ٹیلیفون - وائرلیس - ریڈیو - ٹیلیگراف - سائرن یا اخبارات کے ذریعے پہنچے

حوالہ	دوسرا باب - چاند دیکھنے کے احکام چاند دیکھنے کا بیان	دفعات وشق نمبر
قاضیخان	اگر آسمان پر علت [۱] ہو (یعنی مطلع صاف نہ ہو) تو ماہ رمضان کا چاند نظر نہ آنے میں ایک [۲] شخص کی شہادت [۳] (یعنی گواہی) قبول کی جائے گی بشرطیکہ وہ گواہ معتبر [۴] شخص ہو مسلمان ہو۔ عاقل اور بالغ ہو۔ خواہ وہ شخص آزاد ہو یا غلام ہو۔ مرد ہو یا عورت ہو۔	۲۶۷-۷

خواہ خبر دہندہ معتبر ہو یا نہ ہو بشرطیکہ غالب رائے یہ ہو کہ خبر دینے والا سچا ہے × (۲) اور چاند کے ثبوت کے لئے جن صورتوں میں صرف ایک ایسے شخص کی خبر مقبول ہوتی ہے جو معتبر شخص ہو تو پھر صرف اسی شخص کی خبر مقبول ہوگی جس کے متعلق اطمینان ہو جائے کہ خبر دہندہ ایسا معتبر شخص ہے جس کا ذکر حکم نمبر $\frac{۷}{۲۶۷}$ کے حاشیہ میں ہے اور اس میں جدید آلات کی اطلاعات کے ذرائع میں سے بھی صرف ان ذرائع کی خبر مقبول ہوگی، جن میں خبر دینے والے کی پہچان ہو مثلاً ٹیلیفون۔ ٹیلیویژن یا ریڈیو پر جب شناخت ہو جائے۔ اور خبر دینے والے کا معتبر ہونا بھی معلوم ہو۔ (۳) اور چاند کے ثبوت کے لئے جن صورتوں میں شہادت اور نصابِ شہادت شرط ہے انہیں قدیم یا جدید ذرائع سے حاصل شدہ محض خبر کافی نہ ہوگی خواہ خبر دینے والا شخص جانا پہچانا اور معتبر ہی کیوں نہ ہو بلکہ اس صورت میں جب اس معتبر شخص کی شہادت ان شرطوں اور نصابِ شہادت کے ساتھ ہوگی جن کا ذکر $\frac{۷}{۲۶۷}$ کے حواشی متعلقہ شہادت میں اور اس چاند کے ثبوت کے احکام میں درج ہے۔ تب مقبول ہوگی۔ جیسا کہ شہادت پر مبنی امور کے لئے موجودہ عدالتیں بھی ٹیلیفون یا ریڈیو وغیرہ پر کسی گواہ کا بیان کافی نہیں سمجھتیں بلکہ ضابطہِ شہادت کی رو سے یہ ضروری قرار دیا جاتا ہے کہ گواہ عدالت میں حاضر ہو تاکہ اس کی شخصیت۔ کردار۔ اس کے چہرے بشرے۔ اس کی طرز گفتگو۔ اس پر جرح وتنقید اور تنقیح کے بعد اس کے بیان کی صحت کو جانچا جاسکے۔ اسی طرح شریعت اسلام نے بھی شہادت پر مبنی امور میں گواہ کے معتبر ہونے۔ شرائط شہادت کو پورا کرنے اور نصاب شہادت کو ملحوظ رکھنے کو ضروری قرار دیا ہے تب وہ شہادت حجتِ ملزمہ قرار پاتی ہے ورنہ وہ محض خبر ہے جو خواہ سچی ہو مگر حجت ملزمہ نہیں قرار پاتی (۴) البتہ اگر کسی چاند کے ثبوت کے لئے شہادت پر مبنی طریقِ موجب کی بجائے چاند کے شرعی ثبوت کے متعلق کوئی خبر بطور خبرِ مستفیض پہنچے تو اس پر بھی عمل لازم ہو جاتا ہے اور خبرِ مستفیض کے متعلق حکم نمبر $\frac{۲۷}{۲۶۷}$ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] اذا کان عدلا الخ یعنی وہ شخص معتبر ہو۔ اس اصطلاحی لفظ کے مفہوم کے متعلق رد المحتار میں ہے کہ وہ شخص ایسا عاقل بالغ مسلمان ہو کہ کم از کم گناہ کبیرہ سے بچتا ہو۔ اور صغیرہ گناہوں پر اور مروت میں خلل انداز امور پر اصرار نہ کرتا ہو۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۱۲۳ ، ص ۱۲۴ اور فتاوی عالمگیری میں ہے کہ معتبر شخص کی سب سے اچھی تعریف وہ ہے جو امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے کہ کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو۔ صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرتا ہو اس کے اعمالِ صالحہ اعمالِ فاسدہ پر اور اس کی راست کاری خطا کاری پر غالب ہو ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۲۵ کتاب الشہادات۔ باب ۱ نیز فتاوی عالمگیری میں ہے ایسے امور میں نابینا کی شہادت قبول نہیں ہوتی۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۲۵ کتاب الشہادات باب ۴۔ نیز شہادت کے متعلق مزید احکام فتاوی عالمگیری بحث ۲۵ کتاب الشہادات میں ملاحظہ ہوں (مترجم) × اسلئے کہ منادی کرنے والا منادی کرانے والے کا وکیل قرار پاتا ہے۔

لیکن اگر میانہ کے متواتر شرعی [illegible] فیصلہ کا اعلان [illegible] وہاں کے شرعی حاکم کا [illegible] فیصلہ کی [illegible]

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی رؤیۃ الهلال — رؤیۃ الهلال	حوالہ
۲۶۷-۸	وکذا شهادة الواحد علی شهادة الواحد و شهادة المحدود فی القذف بعد التوبة فی ظاهر الروایة	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۹	واما مستور الحال فالظاهر انه لاتقبل شهادته وروی الحسنؒ عن ابی حنیفةؒ انه تقبل شهادته وهو الصحیح	کذا فی المحیط
۱۰	وبه أخذ الحلوانیؒ	کذا فی شرح النقایة للشیخ ابی المکارمؒ
۱۱	وتقبل شهادة عبد علی شهادة عبد فی هلال رمضان	کذا فی السراج الوهاج
۱۲	وکذا المرأة علی المرأة	کذا فی السراج الوهاج
۱۳	ولا تقبل شهادة المراهق	کذا فی السراج الوهاج
۱۴	ولا تشترط فی هذه الشهادة لفظ الشهادة ولا الدعوی ولا حکم الحاکم حتی انه لو شهد عند الحاکم وسمع رجل شهادته عند الحاکم و ظاهره العدالة وجب علی السامع ان یصوم ولا یحتاج الی حکم الحاکم	کذا فی السراج الوهاج
۱۵	وهل یستفسر فی رؤیة الهلال قال ابوبکر الاسکافؒ انما تقبل اذا فسر أن قال رأیته خارج المصر فی الصحراء او فی البلد بین خلل السحاب و فی ظاهر الروایة انه تقبل بدون هذا	کذا فی السراج الوهاج
۱۶	واذا رأی الامام او القاضی هلال رمضان وحده فهو بالخیار	

سے ۱ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ گواہی پر گواہی کا حکم بنفسہ خود بخود ثابت نہیں ہوتا ۔ پس اگر کسی شخص نے سنا کہ کوئی آدمی کسی امر کے متعلق گواہی دے رہا ہے تو اس شخص کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس آدمی کی گواہی پر گواہی دے ۔ لیکن اگر وہ آدمی اس شخص کو گواہ بنالے تو پھر وہ شخص اس آدمی کی گواہی پر گواہی دے سکتا ہے ۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۲۵ کتاب الشہادات باب ۲ ۔ نیز فتاوی عالمگیری میں ہے کہ گواہی پر گواہی میں شرط یہ ہے کہ اصل گواہ کسی عذر کی وجہ سے مجلسِ قضا میں حاضری سے معذور ہو ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۲۵ کتاب الشہادات ۔ باب ۱ (مترجم) سے ۲ اگر مذکورہ صورت ماہ شوال یعنی عید الفطر کے چاند کے متعلق ہو تو ایسے سزا یافتہ شخص کی گواہی کے متعلق حکم ۲۸/۲۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم) سے ۳ اس کے متعلق البحر الرائق میں ہے کہ وہ شخص جس (کے نیک یا فاسق ہونے کے متعلق اس) کی حالت معلوم نہ ہو ۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۲۶۶ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب - چاند دیکھنے کے احکام — چاند دیکھنے کا بیان	حوالہ
۲۶۷-۸	(ا) اسی طرح اگر (مذکورہ صورت میں) ایک شخص کی گواہی پر ایک شخص نے گواہی دی تو وہ بھی قبول کی جائے گی [۱] (ب) اور اگر کسی کو کسی پر زنا کی تہمت لگانے کی وجہ سے حدلگی ہو (یعنی اسے اس جرم کی شرعی مقررہ سزا ملی ہو) اور پھر اس نے توبہ کرلی ہو تو (مذکورہ صورت میں) ظاہر روایت کے بموجب اسکی گواہی بھی قبول کی جائے گی [۲]	قاضیخان
۹	(ا) جس شخص کی حالت پوشیدہ ہے [۳] - تو (چاند دیکھنے کی مذکورہ صورت میں اسکی گواہی کے متعلق) ظاہر حکم یہ ہے کہ اسکی گواہی قبول نہ کی جائیگی (ب) اور حسنؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے روایت کیا ہے کہ (مذکورہ صورت میں) اس کی گواہی قبول کی جائے گی اور یہی حکم صحیح ہے [۴]	محیط
۱۰	اس (مذکورہ) حکم کو حلوانیؒ نے اختیار کیا ہے۔	شرح نقایہ
۱۱	اور (مطلع صاف نہ ہونے کی مذکورہ صورت میں) رمضان المبارک کے چاند کے متعلق غلام کی گواہی پر غلام کی گواہی قبول کی جائے گی۔	سراج وہاج
۱۲	اور اسی طرح (مذکورہ صورت میں) عورت کی گواہی پر عورت کی گواہی قبول کی جائے گی۔	سراج وہاج
۱۳	اور (مذکورہ صورت) مراہق (یعنی قریب البلوغ لڑکے) کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔	سراج وہاج
۱۴	اس (مذکورہ صورت کی) گواہی میں گواہی کا لفظ [۵] - دعویٰ [۶] اور حاکم کا فیصلہ [۷] شرط نہیں ہے - حتی کہ اگر کسی شخص نے حاکم کے پاس (مذکورہ) گواہی دی اور حاکم کے پاس اسکی گواہی کو کسی اور شخص نے سنا اور بظاہر وہ گواہ معتبر شخص تھا تو سننے والے اس شخص پر واجب ہے کہ وہ روزہ رکھے اور (اس میں) اسے حاکم کے فیصلہ کی ضرورت نہیں -	سراج وہاج
۱۵	کیا (مذکورہ صورت میں) اس سے چاند دیکھنے کے متعلق تفصیل پوچھے گا -؟ - (ا) اسکے متعلق، ابوبکر اسکافؒ نے کہا ہے کہ اگر چاند دیکھنے والے نے تفصیل بیان کی مثلاً اس نے یوں کہا کہ میں نے شہر سے باہر صحرا میں چاند دیکھا یا میں نے شہر میں بیٹھے ہوئے بادل میں چاند دیکھا تو اسکی گواہی قبول کی جائے گی۔ (ب) اور ظاہر روایت کے بموجب مذکورہ تفصیل کے بغیر بھی مذکورہ گواہی قبول کی جائیگی	سراج وہاج
۱۶	اگر (مذکورہ صورت میں) حاکم یا قاضی نے ماہ رمضان کا چاند اکیلے دیکھا تو (ا) اسے اختیار حاصل	

[۴] جیساکہ درمختار ج ۲ ص ۱۲۳ میں ہے اور ردالمحتار میں اسے بھی ظاہر الروایت کہا گیا ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ ص ۱۲۴ (مترجم) [۵] ہدایہ میں ہے کہ چونکہ روزے کا وجوب ایک دینی امر ہے اور اس کی خبر دینا روایت کی خبر کے مشابہ ہے۔ لہذا لفظ شہادت سے مخصوص نہیں۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۲۰۸ وھکذا فی الدرالمختار ج ۲ ص ۱۲۳ نیز اسکے متعلق حکم $\frac{۷}{۲۶۷}$ میں شہادت پر حاشیہ ج ملاحظہ ہو، اور اگر ماہ شوال یعنی عیدالفطر کے چاند کے متعلق گواہی ہو تو اس میں شہادت یعنی گواہی کے لفظ کے متعلق حکم $\frac{۲۸}{۲۶۷}$ کے حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۶] شرح وقایہ میں ہے کہ جب کسی خبر میں یہ ہو کہ فلاں کا حق فلاں کے ذمہ ہے تو اس کا تعلق شہادت سے ہے۔ اور جس خبر میں یہ ہو کہ میرا حق فلاں کے ذمہ ہے تو یہ دعویٰ ہے اور جس خبر میں یہ ہو کہ فلاں کا حق میرے ذمہ ہے تو یہ اقرار ہے - ماخوذ از شرح وقایہ ج ۳ ص ۱۴۷ (مترجم) [۷] اور دوسری گواہیوں میں ان شرطوں کے متعلق حکم نمبر $\frac{۷}{۲۶۷}$ کے حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی روية الهلال رؤية الهلال	حوالہ
۲۶۷	بين ان ينصب من يشهد عنده وبين ان يأمر الناس بالصوم بخلاف هلال الفطر والاضحى	كذا فی السراج الوهاج
۱۷	اذا رأى الواحد العدل هلال رمضان يلزمه ان يشهد بها فی ليلته حرا كان او عبدا ذكرا كان او انثى حتى الجارية المخدرة تخرج وتشهد بغير اذن مولاها	
	والفاسق اذا رآه وحده يشهد لان القاضی ربما يقبل شهادته لكن القاضی يرده	كذا فی الوجيز للكردری
	هٰذا فی المصر واما فی السواد اذا رأى احدهم هلال رمضان يشهد فی مسجد قريته وعلى الناس ان يصوموا بقوله بعد ان يكون عدلا اذا لم يكن هناك حاكم يشهد عنده	كذا فی المحيط
۱۸	رجل رأى هلال رمضان وحده فشهد ولم تقبل شهادته كان عليه ان يصوم	كذا فی فتاوی قاضيخان
۱۹	وان افطر فی ذلك اليوم كان عليه القضاء دون الكفارة	كذا فی فتاوی قاضيخان
۲۰	وان افطر قبل ان يرد القاضی شهادته فالصحيح انه لا تجب عليه الكفارة	كذا فی فتاوی قاضيخان
۲۱	ولو شهد فاسق وقبلها الامام وامر الناس بالصوم فافطر هو وواحد من اهل بلده قال عامة المشائخ تلزمه الكفارة	كذا فی الخلاصة

۱ چنانچہ اس صورت کے متعلق رد المحتار میں ہے کہ بظاہر اس کا معنی یہ ہے کہ وہ حاکم کسی شخص کو بطور نائب مقرر کرے اور اس نائب کے ہاں چاند دیکھنے کی گواہی دے۔ جیسا کہ اگر حاکم کا کسی آدمی کے ساتھ کوئی جھگڑا ہو تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ کسی شخص کو اپنا نائب بنائے اور وہ شخص اس حاکم اور اس دوسرے آدمی کے درمیان فیصلہ کرے۔ اس لئے کہ یہ صحیح نہیں ہوتا کہ حاکم اپنے متعلق جھگڑے کا فیصلہ خود کرے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۱۲۵ (مترجم) ۲ اور اگر شرعی حاکم یا قاضی عید الفطر کا چاند اکیلے دیکھے تو اس کے متعلق حکم نمبر ۲۷/۲۶۷ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۳ چنانچہ حاشیہ ہدایہ میں بحوالہ عنایہ لکھا ہے کہ قولہ تعالی اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا الآیۃ (سورہ حجرات - آیت ۶) کی رو سے فاسق کی خبر مردود نہیں موقوف ہوتی ہے۔ ماخوذ از حاشیہ ہدایہ ج ۱ ص ۲۰۸ اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ فاسق اگر توبہ کرے تو اس کی شہادت قبول ہونے کے متعلق صحیح حکم یہ ہے کہ قاضی کی صوابدید پر ہے ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۲۵ باب ۴ اور رد المحتار میں ہے کہ فاسق کی شہادت سے قاضی کوئی فیصلہ کردے تو وہ فیصلہ صحیح ہو جاتا ہے البتہ ایسے کرنے سے قاضی گنہگار ہوتا ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۱۲۳

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب - چاند دیکھنے کے احکام — چاند دیکھنے کا بیان	حوالہ
۲۶۷-	ہے کہ چاہے توکوئی ایسا شخص مقرر کرے جس کے سامنے چاند کے متعلق گواہی دے[۱] اور چاہے تو وہ امام یا قاضی لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم دے دے (ب) اور عید الفطر اور عید الاضحی کے چاند کا حکم اسکے خلاف ہے[۲]	سراج وہاج
۱۷	(ا) (مذکورہ صورت میں) جب ایک معتبر شخص ماہ رمضان کا چاند دیکھے تو اسپر لازم ہے کہ وہ اسی رات اس کی گواہی دے - خواہ وہ آزاد ہو یا غلام - مرد ہو یا عورت ہو - حتی کہ پردہ نشیں باندی اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نکلے[۱] اور گواہی دے - اور ایک فاسق شخص جب ماہ رمضان کا چاند دیکھے تو وہ (بھی) گواہی دے اس لئے کہ قاضی کبھی اس کی گواہی قبول کرلیتا ہے[۳] لیکن قاضی (کو چاہیئے) اس کی گواہی رد کردے	وجیز للکردری
	(ب) یہ مذکورہ حکم شہر کے اندر کا ہے - اور اگر شہر کے باہر ان میں سے ایک شخص ماہ رمضان کا چاند دیکھے تو وہ اپنے گاؤں کی مسجد میں گواہی دے اور اگر وہ شخص معتبر ہو اور وہاں ایسا حاکم نہ ہو[۴] جس کے سامنے گواہی دی جائے تو لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اس شخص کے قول پر روزہ رکھیں[۵]	محیط
۱۸	کسی آدمی نے ماہ رمضان کا چاند اکیلے دیکھا اس نے گواہی دی مگر اسکی گواہی قبول نہ ہوئی[۶] تو اس پر لازم ہے کہ وہ روزہ رکھے -	قاضیخان
۱۹	اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے اس دن کا روزہ توڑ دیا تو اس پر اس کی قضا لازم ہوگی - کفارہ لازم نہ ہوگا -	قاضیخان
۲۰	اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے اس وقت روزہ توڑا جبکہ (ابھی) قاضی نے اس کی گواہی رد نہ کی تھی تو اس کے متعلق صحیح حکم یہ ہے کہ اس پر کفارہ واجب نہ ہوگا[۷]	قاضیخان
۲۱	اگر (مذکورہ صورت میں) کسی فاسق نے ماہ رمضان کا چاند دیکھنے کی گواہی دی اور اس کی گواہی حاکم نے قبول کرکے لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا پھر اس فاسق شخص نے یا شہر کے لوگوں میں سے کسی نے وہ روزہ (رکھکر) توڑ دیا تو (اس کے حکم کے متعلق) عام مشائخ نے کہا ہے کہ اس پر کفارہ لازم ہوگا	خلاصہ

چنانچہ حکم نمبر ۲۱/۲۶۷ ملاحظہ ہو - نیز اسکے متعلق مزید احکام فتاوی عالمگیری کی بحث[۲۵] کتاب الشہادات میں ملاحظہ ہوں - (مترجم) [۴] حاشیہ شرح وقایہ میں ہے کہ جس شہر میں (شرعی) حاکم نہ ہو تو وہاں کا ثقہ عالم دین (یعنی مسائل دینیہ میں عام دیندار مسلمان جس عالم دین پر اعتماد کرتے ہوں وہ) اسکا قائمقام ہے، ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ ج ا ص ۲۳۶ وھکذا فی الشامی فی باب القضاء نیز حکم نمبر ۷/۲۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] اور مذکورہ صورت ماہ شوال کے چاند کی ہو تو پھر حکم نمبر ۲۸/۲۶۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۶] رد المحتار میں اس صورت کے متعلق لکھا ہے کہ اسکی شہادت مطلع ابر آلود ہونیکی صورت میں اسکے فسق کیوجہ سے رد ہوگئی یا مطلع صاف ہونیکی صورت میں وہ شہادت صرف اکا دکا ہونیکی وجہ رد ہوگئی - ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۱۲۳ اور ماہ شوال یعنی عید الفطر کے چاند کی مذکورہ صورت کے متعلق حکم ۲۴ تا ۲۷/۲۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم) [۷] درمختار میں اس صورت کے متعلق لکھا ہے کہ کیونکہ احتمال ہے کہ جو کچھ اس نے دیکھا وہ ہلال نہ ہو خیال ہو اور رد المحتار میں ہے کہ یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ اس نے حاکم کے ہاں گواہی نہ دی اور وہ روزہ رکھکر توڑ دیا لیکن اگر اسکی شہادت قبول ہونیکے بعد اس نے وہ روزہ توڑا تو پھر کفارہ لازم ہوگا - ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۲ ص ۱۲۳ اور جیسا کہ حکم نمبر ۲۱/۲۶۷ میں ہے نیز حکم نمبر ۱/۲۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہو - (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی رویۃ الهلال رؤیۃ الهلال	حوالہ
۲۲-۲۶۷	ولو اکمل هذا الرجل ثلاثین یوما لم یفطر الا مع الامام	کذا فی الکافی
۲۳	وان لم یکن بالسماء علۃ لم تقبل الا شهادۃ جمع کثیر یقع العلم بخبرهم وهو مفوض الی رأی الامام من غیر تقدیر هو الصحیح	کذا فی الاختیار شرح المختار
	وسواء فی ذلک رمضان وشوال وذو الحجۃ	کذا فی السراج الوهاج

۱؎ جیساکہ ہدایہ میں ہے کہ اگر (اس شخص نے ماہ رمضان کا چاند دیکھا مگر اس کی شہادت قبول نہ ہوئی اور) اس نے تیس روزے پورے کرلئے تو جسطرح احتیاطًا اس پر روزہ واجب ہوا تھا اب احتیاط اس میں ہے کہ روزے چھوڑنے میں تاخیر کرے اور وہ حاکم کیساتھ ہی روزے چھوڑے اور اگر اس نے (تیس پورے کرلینے کے بعد) روزہ توڑ دیا تو اسکے ہاں حقیقت کا اعتبار کرتے ہوئے اس پر کفارہ لازم نہ ہوگا۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص۲۰۸ نیز حکم نمبر ۳۱/۲۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ مطلع صاف ہونے کی صورت میں ماہ رمضان وشوال کے چاند کے متعلق یہ حکم اور مطلع صاف نہ ہونیکی صورت میں ماہ رمضان کے چاند کیمتعلق حکم نمبر ۷ تا ۲۲/۲۶۷ اور ماہ شوال کے چاند کے متعلق حکم نمبر ۲۸/۲۶۷ ملاحظہ ہو اور عید الاضحی اور باقی نو مہینوں کے چاند کے متعلق حکم ۲۹، ۳۰/۲۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ (ا) جیساکہ رد المحتار میں ہے کہ جب اس چاند کی تلاش میں بہت سے لوگ طالب اور متوجہ ہوں۔ ان کی آنکھیں بھی سلامت ہوں اور کوئی مانع بھی نہ ہو تو ان سب میں سے صرف اکا دکا کو ہی چاند نظر آنا بظاہر غلط ہے لہذا مطلع صاف ہونے کی صورت میں جمع عظیم کو چاند نظر آنا شرط ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص۱۲۶ وکذا فی البحر الرائق ج ۲ ص۲۶۸۔ (ب) نیز البحر الرائق میں ہے کہ مطلع صاف ہونے کی صورت میں چاند نظر آنے کے ثبوت کے لئے جمع عظیم کی شرط کا حکم ظاہر روایت کے بموجب ہے اور حسنؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کیا ہے کہ مذکورہ صورت میں دو (معتبر) مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت بھی قبول کی جائے گی۔ خواہ مطلع صاف ہو یا نہ ہو۔ جیساکہ ہلال رمضان کے متعلق بھی امام ابو حنیفہؒ سے یوں ہی روایت کیا گیا ہے۔ یہ بدائع میں ہے۔ نیز لکھا ہے کہ میں نے نہیں دیکھا کہ مشائخؒ میں سے کسی نے اس مذکورہ روایت کو ترجیح دی ہو البتہ ہمارے زمانہ میں اس روایت پر عمل ہونا چاہیئے۔ اس لئے کہ لوگ چاند دیکھنے میں سستی کرتے ہیں، اور ظاہر روایت کے بموجب جمع عظیم کی شرط میں علت یہ ہے کہ جب مطلع صاف ہو اور بہت سے بینا لوگ چاند کی تلاش میں طالب اور متوجہ ہوں تو ان میں سے صرف اکا دکا کو ہی چاند نظر آنا غلط قرار پاتا ہے،، اور یہ علت چاند دیکھنے میں سستی کی بنا پر ختم ہو جاتی ہے۔ نیز لکھا ہے کہ ظاہر روایت میں بھی بظاہر جمع عظیم کی بجائے تعدد شہادت کی شرط ہے۔ چنانچہ فتاوی ظہیریہ میں ہے کہ اگر مطلع صاف ہو تو ظاہر روایت کے بموجب چاند نظر آنے کے ثبوت کے لئے ایک آدمی کی شہادت قبول نہ ہوگی بلکہ متعدد شہادتیں شرط ہوں گی اور متعدد شہادتوں کی مقدار میں اختلاف ہے۔ پھر لکھا ہے کہ اس سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ مطلع صاف ہونے کی صورت میں چاند نظر آنے کے ثبوت کے لئے جمع عظیم شرط نہیں البتہ تعدد شہادت شرط ہے اور تعدد شہادت کا مصداق دو آدمیوں کی شہادت بھی ہو سکتا ہے۔ اور فتاوی الولوالجیۃ میں مندرجہ حکم بھی اس پر دلالت کرتا ہے اور اس سے حسنؒ کی مذکورہ روایت کو ترجیح مل سکتی ہے۔ مفہوم ماخوذ البحر الرائق ج ۲ ص۲۶۸۔ ۲۶۹ (ج) اور در مختار میں ہے کہ اگر مطلع صاف ہو تو (ہلال صوم وہلال عید کے) چاند نظر آنے کے ثبوت کے لئے جمع عظیم شرط ہے۔ جن کی خبر سے علم شرعی یعنی غلبہ ظن حاصل ہو جائے اور اس کا مدار تعداد پر نہیں امام کی رائے پر ہے اور امام ابو حنیفہ رح سے یہ بھی روایت ہے کہ دو (معتبر) گواہ بھی کفایت کر جاتے ہیں اور البحر الرائق نے اسے اختیار کیا ہے ماخوذ از الدر المختار علی رد المحتار ج ۲ ص۱۲۶ (د) اور رد المحتار میں البحر الرائق کی مذکورہ عبارت درج کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ النہر اور المنح میں بھی ہے مگر الرملیؒ نے کہا ہے کہ مطلع صاف ہونے کی صورت میں چاند نظر آنے کے ثبوت کے لئے ظاہر مذہب میں جمع عظیم کی شرط ہے اور غلبہ فسق اور چاند دکھائی دینے کے متعلق جھوٹ باندھے جانے کے خدشہ سے جمع عظیم کی شرط پر عمل متعین ہے۔ اس کے بعد

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب - چاند دیکھنے کے احکام چاند دیکھنے کا بیان	حوالہ
۲۶۷-۲۲	اگر اس (مذکورہ ۱۸/۲۶۷) شخص نے تیس روزے پورے کرلئے تو (پھر بھی) وہ حاکم کیساتھ ہی روزے چھوڑے گا۔ ۱	کافی
۲۳	(۱) اور اگر[۱] مطلع صاف ہو تو[۲] (۱) چاند دیکھنے کیمتعلق ایسی بڑی جماعت[۳] کی گواہی ہی قبول کی جائیگی جنکے خبر دینے سے (شرعی) علم حاصل ہو جائے اور یہ حاکم کی رائے پر موقوف ہے[۴] اسکی کوئی خاص مقدار مقرر نہیں ہے یہی حکم صحیح ہے۔	اختیار شرح مختار
	یہ[۲] مذکورہ حکم ماہ رمضان کے چاند، شوال کے چاند اور ذوالحجہ کے چاند (سب) کیلئے برابر ہے ۵	سراج وہاج

صاحب رد المحتار نے لکھا ہے کہ یہ امر واقعہ ہے کہ کئی حکم زمانہ کی تبدیلی کی وجہ سے بدل جاتے ہیں۔ اگر ہمارے زمانہ میں چاند نظر آنے کے ثبوت کیلئے جمع عظیم کی ہی شرط ہو تو لوگوں کی سستی کا عالم یہ ہے کہ (کم از کم) رمضان المبارک میں تو دو تین راتوں کے بعد ہی روزہ لازم ہو۔ پس جب ظاہر روایت کے بموجب جمع عظیم شرط ہونے کی یہ علت ہی ختم ہے کہ مطلع صاف ہونے کے باوجود بہت سے متوجہ اور بینا لوگوں میں سے صرف اکّا دکّا کو ہی چاند نظر آنا بظاہر غلط ہوتا ہے تو پھر کسی دوسری روایت پر فتویٰ متعین ہوگا۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص۱۲۶، ص۱۲۷۔ پس

ان مذکورہ عبارات کی روشنی میں چاند دکھائی دینے میں جمع عظیم کی شرط کے متعلق یہ مفہوم اخذ ہوتا ہے کہ (۱) جہاں مطلع صاف ہو اور چاند کی تلاش میں سستی کی بجائے بہت سے بینا لوگ چاند دیکھنے کا اہتمام کریں جیساکہ آجکل بھی عید کے چاند کے لئے تو بالعموم اہتمام ہوتا ہے تو چاند نظر آنے کے متعلق جمع عظیم کی شرط پر عمل متعین ہے تاکہ افترا کا خدشہ نہ رہے (۲) اور اگر بالفرض کسی چاند کی تلاش میں سستی ہو۔ لوگ اسے دیکھنے کا اہتمام نہ کریں جیساکہ باقی مہینوں کے چاند کے لئے ایسی صورت حال نسبتاً زیادہ ممکن ہے۔ تو پھر ظاہر روایت کی علت باقی نہ رہنے کی وجہ سے ظاہر روایت پر عمل کی بجائے دوسری روایت پر عمل کی گنجائش ہوگی اور پھر جمع عظیم کی بجائے تعدد شہادت یعنی کم از کم دو آدمیوں کی شہادت پر چاند نظر آنے کے ثبوت کا حکم ہونا چاہیئے۔ نیز چاند کے احکام کے متعلق حکم ۷/۲۶۷ مع حواشی - ۲۳/۲۶۷ میں مندرجہ دیگر احکام - حکم نمبر ۲۸ تا ۳۰/۲۶۷ اور حکم نمبر ۳۵ تا ۳۷/۲۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴ البحر الرائق میں ہے کہ یہاں علم سے مراد یقین نہیں بلکہ ظنِ غالب ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص۲۶۸۔ اور درمختار میں ہے کہ یہاں علم سے مراد علم شرعی یعنی غلبہ ظن ہے۔ ماخوذ از درمختار ج ۲ ص۱۲۶۔ اور رد المحتار میں ہے کہ فن توحید میں تو علم سے مراد یقینی خبر ہے اور اصطلاح اصول میں شرعی علم۔ ظنِ غالب کو بھی شامل ہے۔ جس کی بناء پر عمل واجب ہو جاتا ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۲ ص۱۲۶۔ چنانچہ درمختار ورد المحتار میں وضو توڑنے والے امور کی ذیل میں بھی علم بمعنی ظنِ غالب ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ اگر کسی باوضو شخص کے دبر سے ہوا خارج ہوئی اور اسے علم ہو کہ اس ہوا کا اٹھکر آنا اوپر سے نہ تھا تو وہ اختلاج یعنی محض خلجان اور دل کا الجھاؤ ہے۔ وہ حقیقت میں ہوا نہ تھی اور اگر ہوا تھی تو محل نجاست سے اٹھکر آئی ہوئی نہ تھی۔ پس اس سے وضو نہ ٹوٹے گا اور ان مسائل میں علم سے مراد ظنِ غالب ہے۔ کیونکہ اس باب میں ظن غالب کا ہونا کافی ہے اور الرحمتی نے کہا ہے کہ مذکورہ صورت میں وہ ہوا اوپر سے نہ آنے کا علم ہونے کی شرط سے مستفاد یہ ہے کہ اشتباہ کی صورت میں وضو ٹوٹ جائے گا جیساکہ حلبی نے شرح منیہ میں کہا ہے اور المنح میں بحوالہ خلاصہ لکھا ہے کہ مذکورہ صورت میں وضو تب ٹوٹتا ہے کہ اس ہوا کے متعلق یہ علم ہو کہ وہ اوپر سے ہے اور اس سے مستفاد یہ ہے کہ اشتباہ کی صورت میں وضو نہ ٹوٹے گا اور یہی حکم فقہ سے نیز اُس حدیث سے زیادہ موافق ہے جس میں آتا ہے کہ (باوضو شخص کا وضو ہوا سے تب ٹوٹے گا کہ) جب اس کی آواز سنے یا بُو پائے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۱ ص۱۲۶۔ یعنی وضو محض شک واشتباہ سے نہیں ٹوٹتا۔ جیساکہ حکم ۱/۲۹ میں ہے اور مذکورہ پوری حدیث بحوالہ مسلم مشکوٰۃ ج ۱ ص۱۰۹ میں ہے۔ (مترجم) ۵ جیساکہ البحر الرائق میں اس حکم کو بحوالہ خلاصہ ظاھر المذھب اور بحوالہ بدایہ ظاھر الروایۃ اور زیادہ صحیح حکم کہا ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص۲۶۹۔ حکم نمبر ۲۸ ب، ۲۹/۲۶۷ ملاحظہ ہو نیز حکم ۲۳/۱ کے حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثاني في رؤية الهلال	حوالہ
۲۶۷-	وذكر الطحاوي انه تقبل شهادة الواحد اذا جاء من خارج المصر وكذا اذا كان على مكان مرتفع	كذا في الهداية
	وعلى قول الطحاوي اعتمد الامام المرغيناني وصاحب الاقضية والفتاوى الصغرى لكن في ظاهر الرواية لا فرق بين خارج المصر والمصر	كذا في معراج الدراية
۲۴	ويلتمس هلال شوال في تاسع وعشرين من رمضان فمن رآه وحده لا يفطر أخذا بالاحتياط في العبادة فان افطر قضاه ولا كفارة عليه	كذا في الاختيار شرح المختار
۲۵	رجل رأى هلال الفطر وشهد ولم تقبل شهادته كان عليه ان يصوم فان افطر ذلك اليوم كان عليه القضاء دون الكفارة	كذا في فتاوى قاضيخان
۲۶	ولو شهد هذا الرجل عند صديق له فاكل لا كفارة عليه ان صدقه	كذا في فتح القدير
۲۷	ولو رأى الامام وحده او القاضي وحده هلال شوال لا يخرج الى المصلى ولا يأمر الناس بالخروج ولا يفطر سرا ولا جهرا	كذا في السراج الوهاج
۲۸	وان كان بالسماء علة لا تقبل الا شهادة رجلين او رجل وامرأتين ويشترط فيه الحرية ولفظ الشهادة	كذا في خزانة المفتين
	واذا اخبر رجلان في هلال شوال في السواد والسماء متغيمة وليس فيه وال ولا قاض فلا بأس للناس ان يفطروا	كذا في الزاهدي

۱ چنانچہ طحاوی کا یہ قول ہدایہ میں ماہ رمضان کے چاند کے متعلق مطلع صاف ہونے کی صورت کی ذیل میں مذکور ہے اور لکھا ہے کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ شہر سے باہر موانع کم ہوتے ہیں اور یہی صورت حال شہر میں اونچی جگہ سے چاند دیکھنے کی ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۲۰۹۔ نیز ماہ رمضان کے چاند کے متعلق حکم ۱۴/۲۶۷ اور ماہ شوال کے چاند کے متعلق حکم ۲۸/۲۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ اور ماہ رمضان کے چاند کی تلاش کے متعلق حکم نمبر ۱/۲۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ جیسا کہ ہدایہ میں ہے نیز لکھا ہے کہ ماہ رمضان کے چاند کی مذکورہ صورت میں احتیاط یہ ہے کہ اسپر روزہ واجب ہو ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۲۰۹ اور ماہ رمضان کے چاند کی مذکورہ صورت کے متعلق احکام، حکم نمبر ۱۶ تا ۲۲/۲۶۷ میں اور ماہ شوال کے چاند کی مذکورہ صورت کے متعلق حکم نمبر ۲۵ تا ۲۷/۲۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ اور ماہ رمضان کے چاند کی مذکورہ صورت کے متعلق حکم نمبر ۱۶/۲۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵ اور مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں ماہ رمضان کے چاند کے متعلق حکم ۷ تا ۲۲/۲۶۷ ملاحظہ ہو اور اگر مطلع صاف ہو تو ماہ رمضان۔ ماہ شوال اور ذوالحجۃ کے متعلق حکم نمبر ۲۳/۲۶۷ اور عید الاضحی اور باقی نو مہینوں کے متعلق حکم ۲۹، ۳۰/۲۶۷ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات دشق نمبر	دوسرا باب - چاند دیکھنے کے احکام — چاند دیکھنے کا بیان	حوالہ
۲۶۷-	(ب) طحاوی[۱] نے ذکر کیا ہے کہ (ماہ رمضان کے چاند[۱] کی مذکورہ صورت میں) ایک آدمی کی گواہی اس صورت میں قبول کرلی جائے گی جبکہ وہ شہر کے باہر سے آیا ہو اور اسی طرح اگر وہ اونچی جگہ پر تھا (تو مذکورہ صورت میں ایک آدمی کی گواہی قبول کرلی جائے گی)	ہدایہ
	اور طحاوی[۲] کے مذکورہ قول پر امام مرغینانی - صاحب الاقضیہ اور صاحب فتاوی صغریٰ نے اعتماد کیا ہے لیکن[۳] ظاہر روایت کے بموجب شہر کے باہر اور شہر کے اندر چاند دیکھنے میں کوئی فرق نہیں ہے	معراج درایہ
۲۴	(د) ماہ شوال کا چاند ماہ رمضان کی انتیسویں تاریخ کو تلاش کیا جائے[۲] پس جس شخص نے ماہ شوال کا چاند اکیلے دیکھا تو وہ روزے نہ چھوڑے اس لئے کہ عبادت میں احتیاط پر عمل ہوتا ہے ۳ (ب) اور اگر اس شخص نے وہ روزہ (رکھکر) توڑ دیا تو وہ اسکی قضا کرے گا اور اسپر کفارہ لازم نہ ہوگا۔	اختیار شرح مختار
۲۵	کسی آدمی نے ماہ شوال کا چاند دیکھا۔ اور گواہی دی اور اسکی گواہی قبول نہ کی گئی تو اس پر لازم ہے کہ وہ روزہ رکھے۔ پس اگر اس نے اس دن روزہ (رکھکر) توڑا تو اس پر اس کی قضا لازم ہوگی کفارہ لازم نہ ہوگا۔	قاضیخان
۲۶	اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے اپنے کسی دوست کے سامنے گواہی دی۔ پس اس کے دوست نے کچھ کھالیا تو اس پر کفارہ لازم نہ ہوگا بشرطیکہ اس کے دوست نے اس کی گواہی کو سچ جانا تھا۔	فتح قدیر
۲۷	اگر حاکم یا قاضی نے ماہ شوال کا چاند اکیلے دیکھا تو وہ عیدگاہ کو نہ جائے اور نہ لوگوں کو عیدگاہ جانے کا حکم دے اور نہ پوشیدہ اور نہ ظاہر میں روزہ چھوڑے ۴	سراج وہاج
۲۸	(د) اگر[۱] مطلع صاف[۵] نہ ہو تو (مذکورہ یعنی ماہ شوال کے چاند[۶] کے متعلق) گواہی تب قبول کی جائے گی کہ دو مرد گواہی دیں یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں اور اس گواہی میں انکا آزاد ہونا اور شہادت (یعنی گواہی کا لفظ ادا کرنا شرط ہے۔	خزانۃ المفتین
	اگر[۲] (مذکورہ صورت میں) شوال کے چاند کے متعلق دو آدمیوں نے شہر سے باہر میں (چاند دیکھ لینے کی) خبر دی اور آسمان ابر آلود ہو (یعنی مطلع صاف نہ ہو) اور وہاں کوئی حاکم یا قاضی نہ ہو (جسکے ہاں شہادت دی جائے) تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ لوگ روزے چھوڑ دیں ۷	زاہدی

۶ جیساکہ ہدایہ میں ہے کہ اگر مطلع صاف نہ ہو تو ماہ شوال کے چاند کی صورت میں گواہی تب قبول کی جائے گی کہ دو مرد گواہی دیں یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں۔ اس لئے کہ عیدالفطر (یعنی ماہ شوال کے چاند کی صورت) میں بندہ کے نفع دنیوی کا بھی تعلق ہے۔ پس یہ بندہ کے دوسرے حقوق سے مشابہ ہے ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۲۰۹ اور درمختار ودرح المختار میں ہے کہ عیدالفطر (یعنی ماہ شوال) کے چاند کی صورت میں بندہ کے نفع دنیوی کا تعلق ہے پس اس کے ثبوت کے لئے نصاب شہادت کی وہ شرطیں ہوں گی جو بندوں کے دوسرے حقوق کے ثبوت کے لئے ہوتی ہیں اور روزہ امر دینی ہے اسکے ثبوت کے لئے مذکورہ نصاب شہادت شرط نہیں۔ ماخوذ از درمختار ودرح المختار ج ۲ ص ۱۲۴ ۔ نیز حکم نمبر ۷/۲۶۷ مع حواشی اور حکم ۱۴/۲۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۷ چنانچہ درمختار ودرح المختار میں مذکورہ صورت کے متعلق لکھا ہے کہ یہ حکم بنا پر ضرورت ہے کیونکہ وہاں کوئی ایسا حاکم نہیں ہے جسکے ہاں شہادت (یعنی گواہی) دی جائے۔ ماخوذ از درمختار ودرح المختار ج ۲ ص ۱۲۵ وھکذا فی البحر الرائق ج ۲ ص ۲۶۷ ورنہ لفظ شہادت کے متعلق حکم ۲۸/۲۶۷ ملاحظہ ہو اور ماہ رمضان کے چاند کی صورت میں ۷، ۱۴، ۱۷ ب/۲۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی رؤیۃ الھلال	حوالہ
۲۶۷-	وتشترط العدالۃ	کذا فی النقایۃ
	ولاتشترط الدعوی ولاتقبل شھادۃ المحدود فی القذف وان تاب وان کانت مصحیۃ لایقبل الا قول الجماعۃ کما فی ھلال رمضان کذا فی خزانۃ المفتین	وھکذا فی الکافی
	وذکر شیخ الاسلام ان شھادۃ الاثنین تقبل ایضا اذا جاء من مکان آخر	کذا فی الذخیرۃ
۲۹	والاضحی کالفطر فی ظاھر الروایۃ وھو الاصح	کذا فی الھدایۃ
۳۰	کذا غیرھما من الاھلۃ لاتقبل فیہ الا شھادۃ رجلین اورجل وامرأتین عدول احرار غیر محدودین	ھکذا فی البحر الرائق
۳۱	اذا صاموا بشھادۃ الواحد واکملوا ثلاثین یوما ولم یروا ھلال شوال لایفطرون فیما روی عن الحسنؒ عن ابی حنیفۃؒ للاحتیاط وعن محمدؒ انھم یفطرون	کذا فی التبیین
	وفی غایۃ البیان قول محمدؒ اصح	کذا فی النہر الفائق

۱؎ معتبر گواہ کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۷/۲۶۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ اگر مذکورہ صورت ماہ رمضان کے چاند کے متعلق ہو تو اس میں ایسے سزا یافتہ شخص کی گواہی کے متعلق حکم ۸/۲۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ ایک جماعت کا قول یعنی ایک جماعت کی گواہی ہو۔ جیسا کہ ہدایہ میں عید الفطر (یعنی ماہ شوال) کے چاند کے متعلق لکھا ہے کہ اگر مطلع صاف ہو تو ایسی جماعت کی گواہی ہی قبول ہوگی جن کی خبر سے (شرعی) علم حاصل ہو جائے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۲۰۹ اور جیسا کہ البحر الرائق میں ہے کہ اگر مطلع صاف ہو تو ان دونوں (یعنی ماہ رمضان و ماہ شوال کا چاند نظر آنے کے ثبوت) کیلئے ایسی کثیر جماعت کی شہادت شرط ہے جنکی خبر سے ظن غالب حاصل ہو جائے۔ ماخوذ البحر الرائق ج ۲ ص ۲۶۸ اور جیسا کہ مطلع صاف ہونے کی صورت میں ماہ رمضان کے چاند کے متعلق حکم نمبر ۲۳/۲۶۷ میں بھی بڑی جماعت کی گواہی کی صراحت موجود ہے۔ نیز بڑی جماعت کی شہادت کے متعلق حکم ۲۳/۲۶۷ کا متعلقہ حاشیہ اور بڑی جماعت کی خبر یعنی خبر مستفیض کے متعلق حکم نمبر ۳۷/۲۶۷ کے حواشی ملاحظہ ہوں۔ (مترجم) ۴؎ اور ماہ رمضان کے چاند کے مذکورہ حکم کے متعلق حکم نمبر ۲۳/۲۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ ماہ ذوالحجہ کا چاند مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں عید الفطر (یعنی شوال) کے چاند کی طرح دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں (کی شہادت) سے ہی ثابت ہوگا اور مطلع صاف ہونے کی صورت میں سبھی مہینوں کے چاند نظر آنے کے ثبوت کے لئے زیادہ تعداد کی ضرورت ہوگی اور اس چاند کا حکم عید الفطر کے چاند کے حکم کی طرح ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں قربانیوں کے گوشت کے توسع کی بنا پر بندوں کے لئے نفع دنیوی کا تعلق بھی ہے۔ البتہ امام ابو حنیفہؒ سے نوادر کی ایک روایت یہ بھی ہے کہ ماہ ذوالحجۃ کے چاند سے حج اور قربانی کے وقت کا ظہور امر دینی ہے (اور فتح القدیر ج ۱ ص ۳۸۷ میں بروایت نوادر لکھا ہے کہ قربانی امر دینی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے) پس اس کا حکم ماہ رمضان کے چاند کی طرح ہے

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب۔ چاند دیکھنے کے احکام چاند دیکھنے کا بیان	حوالہ
۲۶۷-	اور ان کا عادل یعنی معتبر ہونا شرط ہے [1] اور اس میں دعوی شرط نہیں ہے۔ اور (اس میں) اس شخص کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی جسے کسی پر زنا کی تہمت لگانے کی وجہ سے حد لگی ہو خواہ اس نے توبہ کر لی ہو [2] (ب) اور اگر مطلع صاف ہو تو (ماہ شوال کے چاند کے متعلق گواہی کا) قبول ہونا تب ہی ہوگا کہ وہ ایک جماعت کا قول ہو [3]۔ جیسا کہ (مطلع صاف ہونے کی صورت میں) ماہ رمضان کے چاند کے متعلق حکم ہے [4] اور شیخ الاسلامؒ نے ذکر کیا ہے کہ (مذکورہ صورت میں) دو آدمیوں کی گواہی اس صورت میں قبول کر لی جائے گی جبکہ وہ کسی دوسری جگہ سے آئیں۔	نقایہ خزانۃ المفتین - کافی ذخیرہ
۲۹	ظاہر روایت کے بموجب عید الاضحی کے چاند کا حکم عید الفطر کے چاند کے حکم کی طرح ہے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے [5]	ہدایہ
۳۰	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح ماہ شوال اور ماہ ذوالحجہ کے علاوہ باقیماندہ (نو) مہینوں کے چاند کا حکم ہے [6] انکے ثبوت کیلئے شہادت تب قبول کی جائے گی کہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں شہادت دیں جو معتبر ہوں آزاد ہوں اور کسی پر زنا کی تہمت لگنے کیوجہ سے سزا یافتہ نہ ہوں۔	بحرالرائق
۳۱	جب لوگوں نے ایک شخص کی گواہی پر (ماہ رمضان کا) روزہ رکھ لیا اور تیس دن پورے کرنے کے بعد ماہ شوال کا چاند نہ دیکھا تو (اسکے حکم کے متعلق) (الف) حسنؒ نے ابو حنیفہؒ سے روایت کیا ہے کہ وہ احتیاطاً روزے نہ چھوڑیں [7] (ب) اور امام محمدؒ سے روایت ہے کہ روزے چھوڑ دیں (ج) اور غایۃ البیان میں ہے کہ امام محمدؒ کا قول زیادہ صحیح ہے۔	تبیین نہر فائق

(اور پھر مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں ایک معتبر آدمی کی گواہی بھی کفایت کر سکتی ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۷ تا ۲۲/۲۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں) مگر ظاہر مذہب یہی ہے کہ ماہ ذوالحجہ کے چاند کا حکم عید الفطر کے چاند کے حکم کی طرح ہے (اور عید الفطر کے چاند کے متعلق حکم ۲۳ تا ۲۸/۲۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں) مفہوم ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۲۶۹ وھکذا فی رد المحتار ج ۲ ص ۱۳۰ و ہدایہ ج ۱ ص ۲۰۹ و قاضیخان علی ھامش عالمگیری ج ۱ ص ۱۹۷ نیز حکم ۲۳/۲۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [6] چنانچہ درمختار میں ہے کہ عید الاضحی (یعنی ماہ ذوالحجہ) اور باقی نو مہینوں کے چاند کا حکم عید الفطر کے چاند کے حکم کی طرح ہے (اور عید الفطر کے چاند کے احکام کا ذکر حکم نمبر ۲۳ تا ۲۸/۲۶۷ میں ملاحظہ ہو) یہ حکم علی المذھب ہے۔ ماخوذ از درمختار ج ۲ ص ۱۳۰! اور رد المحتار میں ہے کہ الامداد میں ہے کہ مطلع صاف ہونے کی صورت میں باقی مہینوں کے چاند کا حکم ماہ رمضان اور ماہ شوال کے حکم کی طرح ہے یعنی جمع عظیم کی شہادت شرط ہے لیکن الخیر الرملیؒ نے کہا ہے کہ مطلع صاف ہو یا نہ ہو۔ باقی نو مہینوں کے چاند کے ثبوت کیلئے بظاہر دو آدمیوں کی شہادت قبول ہونے میں کوئی فرق نہیں اس لئے کہ (مطلع صاف ہونے کی صورت میں) جمع کثیر شرط ہونے کی علت یہ ہے کہ اس چاند کی تلاش میں جب سب متوجہ ہوں اور مانع بھی نہ ہو تو صرف اکا دکا کو چاند نظر آنا بظاہر غلط ہوتا ہے۔ اور یہ علت باقی مہینوں کے چاند کی تلاش میں موجود نہیں ہوتی۔ کیونکہ ان میں ایسا اہتمام نہیں ہوتا۔ نیز رد المحتار میں ہے کہ اسکی تائید (فتاوی عالمگیری میں مندرجہ) البحر الرائق کی بقیہ پوری عبارت سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ ماہ شوال۔ ماہ ذوالحجہ اور ان دونوں کے علاوہ (نو) مہینوں کے چاند کیلئے شہادت تب قبول ہوگی کہ جب ایسے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں جو معتبر ہوں۔ آزاد ہوں اور کسی پر زنا کی تہمت لگانے کی وجہ سے سزا یافتہ نہ ہوں جیسا کہ دوسرے سب احکام کیلئے ہوتا ہے" ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۱۳۰ نیز مطلع صاف ہونے کی صورت میں جمع عظیم کی شرط کے متعلق حکم نمبر ۲۳/۲۶۷ کا متعلقہ

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی رؤیۃ الهلال — رؤیۃ الهلال	حوالہ
۲۶۷-	وقال شمس الائمۃ الحلوانی "هذا الاختلاف فیما اذا لم یروا هلال شوال والسماء مصحیۃ فاما اذا کانت متغیمۃ فانهم یفطرون بلاخلاف	کذا فی الذخیرۃ
۳۲	وهو الاشبه	کذا فی التبیین
۳۳	واذا شهد علی هلال رمضان شاهدان والسماء متغیمۃ وقبل القاضی شهادتهما وصاموا ثلاثین یوما ولم یروا هلال شوال ان کانت السماء متغیمۃ یفطرون من الغد بالاتفاق وان کانت مصحیۃ یفطرون ایضا علی الصحیح	کذا فی المحیط
۳۴	واذا شهد الشهود علی هلال رمضان فی الیوم التاسع والعشرین انهم رأوا الهلال قبل صومکم بیوم ان کانوا فی هذا المصر ینبغی ان لا تقبل شهادتهم لانهم ترکوا الحسبۃ[1] وان جاؤا من مکان بعید جازت شهادتهم لانتفاء التهمۃ	کذا فی الخلاصۃ

[1] اور فتاوی قاضیخان میں اس صورت کے متعلق لکھا ہے " لانهم ترکوا الحسبۃ وما کان حقا علیهم " ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیری ج ۱ صـ ۱۹۸ - یعنی انہوں نے اجروثواب کو اور اپنی ذمہ داری کو چھوڑا ہے اور ذمہ داری کے متعلق حکم نمبر ۱۴/۲۴۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب۔ چاند دیکھنے کے احکام　　چاند دیکھنے کا بیان	حوالہ
۲۶-د	(د) شمس الائمہ الحلوانی ؒ نے کہا ہے کہ مذکورہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ وہ (مذکورہ صورت میں) شوال کا چاند نہ دیکھیں اور آسمان صاف ہو۔ اور اگر آسمان ابر آلود ہو (یعنی مطلع صاف نہ ہو) تو روزے چھوڑ دیں گے اس میں کوئی اختلاف نہیں۔	ذخیرہ
۳۲	اور یہی (مذکورہ حکم فقہ کے احکام سے) زیادہ مشابہ ہے۔	تبیین
۳۳	جب دو آدمیوں نے ماہ رمضان کے چاند کے متعلق گواہی دی اور آسمان ابر آلود تھا۔ قاضی نے ان دونوں کی گواہی قبول کر لی۔ اور لوگوں نے تیس روزے رکھے اور شوال کا چاند نہ دیکھا تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر آسمان ابر آلود ہو (یعنی مطلع صاف نہ ہو) تو آنے والے کل میں بالاتفاق روزے چھوڑ دیں گے (ب) اور اگر مطلع صاف ہو تب بھی صحیح قول کے بموجب روزے چھوڑ دیں گے۔	محیط
۳۴	جب کئی گواہوں نے ماہ رمضان کی انتیسویں تاریخ کو یہ گواہی دی کہ انہوں نے تمہارے روزہ رکھنے سے ایک دن پہلے (ماہ رمضان کا) چاند دیکھا تھا تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر وہ گواہی دینے والے اس شہر کے لوگ ہوں تو ان کی گواہی قبول نہیں ہونی چاہیئے اس لئے کہ انہوں نے اجر و ثواب کو چھوڑا ہے ۱ (ب) اور اگر وہ گواہی دینے والے کہیں دور سے آئے ہوں تو ان کی گواہی جائز ہوگی اس لئے کہ ان پر (مذکورہ) تہمت نہیں۔	خلاصہ

حوالہ	الباب الثانی فی رؤیۃ الہلال — رؤیۃ الہلال	دفعات و شق نمبر
کذا فی فتاوی قاضیخانؒ	ولا عبرۃ لاختلاف المطالع فی ظاھر الروایۃ	۲۶۷-۳۵
کذا فی الخلاصۃ	وعلیہ فتوی الفقیہ ابی اللیثؒ وبہ کان یفتی شمس الائمۃ الحلوانیؒ قال لو رأی اھل مغرب ھلال رمضان یجب الصوم علی اھل مشرق	۳۶

سے۱ مطلعوں کا مختلف ہونا معتبر نہیں ہے۔ یہ حکم ظاہر روایت کا ہے۔ اور اس سے مستفاد یہ ہے کہ اس حکم میں کچھ اختلاف بھی ہے۔ چنانچہ مطلعوں کے مختلف ہونے اور مطلعوں کا اختلاف معتبر نہ ہونے کی وضاحت کے متعلق کتب فقہ سے ماخوذ مندرجہ ذیل احکام ملاحظہ ہوں جن میں سے "ا" کا مفہوم درمختار اور ردالمحتار سے اور "ب" کا مفہوم البحر الرائق سے لیا گیا ہے۔ (ا) چنانچہ درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ۔

سے۱ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ مطالع مختلف ہوتے ہیں اور جن دو شہروں کے مطالع مختلف ہوں ان میں ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک شہر کے افق پر چاند نظر آئے اور دوسرے شہر کے افق پر چاند نظر نہ آئے (چنانچہ شمسی اوقات میں گھنٹوں کے فرق سے چاند کی تاریخوں میں دنوں کا فرق بھی پڑ سکتا ہے) اور قہستانی میں بحوالہ جواہر لکھا ہے کہ اگر ایک ماہ یا اس سے زیادہ کے سفر جتنا فاصلہ ہو تو مطلع مختلف ہو جاتا ہے (اور سفر سے متعلق احکام کی وضاحت کے متعلق حکم ۲۰۵ ملاحظہ ہو)

سے۲ اسمیں اختلاف ہے کہ چاند نظر آنے پر مبنی احکام میں اختلاف مطالع معتبر ہے یا نہ اگر اختلافِ مطالع معتبر ہو۔ تو یہ لازم آئے گا کہ دو مختلف مطلعوں والے شہروں میں چاند نظر آنے کے احکام کے متعلق ان شہروں کا اپنا اپنا مطلع ہی معتبر ہو گا۔ وہ ایک دوسرے کے تابع نہ ہوں گے۔ پس اگر ان شہروں میں سے کسی ایک کے افق پر چاند نظر آ جائے اور اس کا شرعی ثبوت دوسرے شہر میں پہنچ جائے جہاں چاند نظر نہیں آیا تب بھی اس دوسرے شہر والوں کے لئے چاند نظر آنے پر مبنی کوئی حکم لاگو نہ ہو گا۔ اور اگر اختلاف مطالع معتبر نہ ہو — تو یہ لازم آئے گا کہ دو مختلف مطلعوں والے شہروں میں سے کسی ایک میں بھی چاند پہلے نظر آگیا اور اس کا شرعی ثبوت دوسرے شہر میں پہنچ گیا جہاں چاند نظر نہیں آیا تو اس دوسرے شہر والوں کے لئے بھی چاند نظر آنے پر مبنی احکام لاگو ہوں گے۔

سے۳ نماز کے اوقات جنکا تعلق سورج کے طلوع و غروب وغیرہ سے ہے ان میں اختلاف مطالع معتبر ہے۔ پس نمازوں کے اوقات اپنے اپنے مطلع کے اعتبار سے ہیں اسیطرح حج اور قربانی کے متعلق بھی اسی قسم کا حکم پایا جاتا ہے۔ البتہ ماہ رمضان کے روزے رکھنے یا چھوڑنے کے لئے چاند نظر آنے کے متعلق اختلاف مطالع کے معتبر ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہے۔ اور ظاہر روایت کے بموجب اسمیں اختلاف مطالع معتبر نہیں ہے۔ پس اگر یہ چاند مشرقی علاقہ میں رہنے والے لوگوں نے جمعہ کی رات کو دیکھا اور مغربی علاقہ میں رہنے والوں نے ہفتہ کی رات کو دیکھا اور اہل مشرق کے چاند دیکھنے کا ثبوت بطریق موجب اہل مغرب کو موصول ہو گیا تو اہل مغرب پر بھی لازم ہے کہ وہ اس دن سے اس چاند پر مبنی احکام پر عمل کریں جس دن وہ چاند اہل مشرق نے دیکھا ہے۔ اس لئے کہ حدیث شریف میں صُومُوا لِرُؤْیَتِہٖ۔ الحدیث میں ماہ رمضان کے روزے رکھنے یا چھوڑنے میں خطاب عام کا تعلق مطلق چاند نظر آنے سے ہے۔ اور الکمالؒ کا قول ہے کہ مذکورہ ظاہر روایت پر عمل کرنے میں زیادہ احتیاط ہے۔

سے۴ زیلعیؒ نے کہا ہے کہ فقہ سے زیادہ مشابہ حکم یہ ہے کہ اوقات نماز کی طرح (ماہ رمضان کے) روزوں (کے شروع کرنے یا چھوڑ دینے) کے احکام میں بھی اختلاف مطالع معتبر ہو۔ اور صاحب الفیض نے بھی اس حکم پر اعتماد کیا ہے (پس ان کے ہاں مختلف مطلعوں والے شہروں میں اپنے

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب۔ چاند دیکھنے کے احکام چاند دیکھنے کا بیان	حوالہ
۲۶۷-۳۵	ظاہر روایت کے بموجب مطلعوں کا مختلف ہونا معتبر نہیں [1]	قاضیخان
۳۶	اسی (مذکورہ) حکم پر فقیہ ابو اللیث کا فتوی ہے۔ اور شمس الائمۃ الحلوانی (بھی) اس حکم پر فتوی دیتے تھے۔ آپ کا قول ہے کہ اگر مغربی علاقوں میں رہنے والے ماہ رمضان کا چاند دیکھ لیں (اور اس کا شرعی ثبوت مشرقی علاقوں میں رہنے والوں تک پہنچ جائے[2]) تو مشرقی علاقوں میں رہنے والوں [3] پر وہ روزہ واجب ہو جائے گا۔	خلاصہ

اپنے مطلع پر چاند نظر آنے سے ہی متعلقہ احکام لاگو ہوں گے۔ مگر یہ ظاہر روایت نہیں ہے) مفہوم ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۲ ص ۱۳۱–۱۳۲ نیز حکم ۳۷/۲۶۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔

(ب) البحر الرائق میں ہے کہ اختلاف مطالع معتبر نہیں پس جب ایک شہر والوں نے چاند دیکھا اور دوسرے شہر والوں نے نہ دیکھا تو جس شہر والوں نے چاند نہیں دیکھا ہے۔ اگر ان کے پاس دوسرے شہر سے بطریق موجب چاند نظر آنے کا ثبوت پہنچ جائے تو اس پر عمل لازم ہوگا یہ ظاہر روایت ہے اور اسی میں احتیاط ہے یونہی الفتح القدیر میں ہے اور اسی پر فتوی ہے۔ اور یونہی خلاصہ میں ہے۔ نیز لکھا ہے کہ اختلاف مطالع معتبر قرار دینے کے حق میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ میں کوئی (خاص) دلیل نہیں ملتی۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۲۷۰

(ج) بعض اہل علم نے یہ بھی کہا ہے کہ چونکہ قرآن و سنت میں یہ بات منصوص اور قطعی ہے کہ کوئی قمری مہینہ انتیس سے کم یا تیس سے زیادہ نہیں ہوتا۔ پس اگر ظاہر روایت کے بموجب روزوں میں اختلاف مطالع مطلقاً معتبر نہ قرار دینے سے کوئی مہینہ اٹھائیس دن کا یا اکتیس دن کا قرار پاتا ہو تو پھر اختلاف مطالع معتبر قرار دینا ناگزیر ہوگا۔ مثلاً اگر کسی شہر والے چاند نظر آنے کے ثبوت کے ضابطہ کے مطابق ماہ رمضان کے روزے شروع کریں اور پھر اٹھائیس تاریخ کو مختلف مطلع والے کسی بعید شہر سے شوال کا چاند نظر آنے کا شرعی ثبوت (یعنی معتبر شہادت) پہنچ جائے اور اختلاف مطالع غیر معتبر قرار دینے سے وہ مہینہ اٹھائیس دن کا قرار پائے تو اس سے مذکورہ نص قطعی کی خلاف ورزی لازم آتی ہے نیز اس سے دور کی شہادت کی بنا پر مقامی شہادت یا رؤیت کالعدم قرار پاتی ہے۔ پس ایسی صورت میں ایسے بعید شہر ایک دوسرے کے تابع نہ ہوں گے اور ایسی صورت میں اختلاف مطالع غیر معتبر قرار دینے کی بجائے اختلاف مطالع معتبر قرار دینا ناگزیر ہوگا۔ (مترجم) [2] حکم نمبر ۳۷/۲۶۷ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [3] اہل مشرق سے مراد سب اہل مشرق نہیں بلکہ مشرق کے جس شہر میں چاند کا شرعی ثبوت پہنچ جائے۔ نیز لکھا ہے کہ جب دور کے مطلعوں کی صورت میں جن میں مطالع مختلف ہو جاتے ہیں یہ حکم ہے۔ تو قریب کے مطلعوں کی صورت میں یہ حکم بطریق اولی ہے۔ مفہوم ماخوذ از حاشیہ البحر الرائق ج ۲ ص ۲۷۰ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی رؤیۃ الهلال	حوالہ
۲۶۷-۳۷	ثم انما یلزم الصوم علی متاخری الرؤیۃ اذا ثبت عندهم رؤیۃ اولئك بطریق موجب حتی لو شهد جماعۃ ان اهل بلدۃ قد راوٗ هلال رمضان قبلکم بیوم نصاما وهذا الیوم ثلاثون بحسابهم ولم یرهوٗلاء الهلال لایباح فطرغد ولا یترک التراویح فی هذہ اللیلۃ لانهم لم یشهدوا بالرؤیۃ ولا علی شهادۃ غیرهم وانما حکوا رؤیۃ غیرهم ولو شهدوا ان قاضی بلدۃ کذا شهد عندہ اثنان برؤیۃ الهلال فی لیلۃ کذا وقضی بشهادتهما جاز لهذا القاضی ان یحکم بشهادتهما لان قضاء القاضی حجۃ وقد شهدوا به	کذا فی فتح القدیر

[۱] چاند کے متعلق احکام میں ہلال رمضان میں خصوصی احکام سے قطع نظر رویت الہلال کے ثبوت کے لئے فی الجملہ تین مقبول صورتیں بیان ہیں۔ چاند[۱] نظر آنے کے متعلق چاند دیکھنے والوں کی معتبر گواہی ہو۔ یا چاند[۲] نظر آنے کے متعلق دوسروں کی گواہی پر معتبر گواہی ہو یا چاند[۳] کے متعلق قاضی کے فیصلہ پر معتبر گواہی ہو۔ جیساکہ مذکورہ طریق موجب کا ذکر حکم نمبر $\frac{۳۷ ، ۳۰ تا ۷}{۲۶۷}$ میں فی الجملہ مذکور ہے۔ مزید برآں طریق موجب کی ایک اور صورت خبر مستفیض کو بھی فقہاؒ نے ذکر کیا ہے۔ چنانچہ درمختار میں ہے کہ "لو استفاض الخبر فی البلدۃ الاخری لزمهم علی الصحیح من المذهب مجتبی وغیرہ الخ درمختار ج ۲ ص۱۲۸ اور فتاوی بزازیہ میں ہے کہ" وفی المغنی قال الامام الحلوانیؒ والصحیح من مذهب اصحابنا ان الخبر اذا استفاض فی بلدۃ اخری وتحقق یلزمهم حکم تلك البلدۃ الخ فتاوی بزازیہ علی هامش عالمگیری ج ۴ ص۹۵ وهکذا فی رد المحتار ج ۲ ص۱۲۸ وحاشیہ البحر الرائق ج ۲ ص۲۷۰۔ چنانچہ حاشیہ البحر الرائق میں ہے کہ جب ایک شہر میں چاند نظر آنے کا شرعی ثبوت مل جائے اور اس کے متعلق وہاں سے آنے والے بمنزلہ تواتر خبر دیں تو اس دوسرے شہر والوں پر عمل لازم ہوگا۔ بشرطیکہ وہ خبر مستفیض متحقق ہو۔ کیونکہ محض عامیانہ شہرت جسے مثلاً کسی ایک شخص نے پھیلا دیا ہو کافی نہیں۔ ماخوذ از حاشیہ البحر الرائق ج ۲ ص۲۷۰ اور رد المحتار میں ہے کہ اگرچہ خبر مستفیض نہ تو چاند کے متعلق قاضی کے فیصلہ پر گواہی ہوتی ہے اور نہ چاند کے متعلق دوسروں کی گواہی ہوتی ہے۔ لیکن جب وہ خبر بمنزلہ تواتر ہو (یعنی اس خبر کے لانے والوں کے مجموعہ پر عقلاً یہ گمان نہ ہو کہ ان سب نے جھوٹ باندھا ہے) اور جب ایسی خبر دوسرے شہر میں پہنچے کہ اس شہر والوں نے فلاں دن روزہ رکھا ہے تو اس پر عمل لازم ہوگا اور ایسی خبر عادتاً (عادتاً اس لئے کہ لوگ قاضی شرع یا اس کے قائمقام عالم کے فتوی اور اجازت کے بغیر ماہ رمضان کے روزے شروع نہ کرتے تھے اور نہ عید مناتے تھے) وہاں کے حاکم شرعی کے فیصلہ پر مبنی قرار پاکر اس کے فیصلہ کو منقول کرنے کے معنی میں ہوگی اور ایسی

وقعات وشق نمبر	دوسرا باب - چاند دیکھنے کے احکام — چاند دیکھنے کا بیان	حوالہ
۲۶۷-۳۷	پھر (مذکورہ حکم کے بموجب کسی جگہ مذکورہ چاند پہلے نظر آنے کی وجہ سے) بعد میں چاند دیکھنے والوں پر روزہ تب لازم ہوتا ہے کہ جب ان کے ہاں طریق موجب[1] یعنی اس طریق سے ثبوت ملے جس کی وجہ سے عمل واجب ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی جماعت نے یہ گواہی دی کہ (فلاں) شہر والوں نے ماہ رمضان کا چاند تم لوگوں سے ایک دن پہلے دیکھا اور روزہ رکھا اور ان کے حساب سے یہ دن تیسویں تاریخ ہے اور ان لوگوں نے (یعنی بعد میں چاند دیکھنے والوں نے اسدن شوال کا) چاند نہ دیکھا تو (ان کے لئے) آنے والے دن کا روزہ چھوڑنا مباح نہ ہوگا۔ اور نہ اس رات میں تراویح کی نماز چھوڑی جائے گی۔ اس لئے کہ اس (مذکورہ) جماعت نے نہ خود چاند دیکھنے کی گواہی دی ہے اور نہ چاند نظر آنے کے متعلق دوسروں کی گواہی پر گواہی دی ہے۔ بلکہ انہوں نے دوسروں کے چاند دیکھنے کو حکایت کیا ہے (ب) اور اگر اس جماعت نے یہ گواہی دی کہ فلاں شہر کے قاضی کے ہاں فلاں رات کو دو آدمیوں نے نیا چاند دیکھنے کی گواہی دی اور اس قاضی نے ان کی گواہی کے بموجب چاند نظر آنے کا فیصلہ دیا تو اس دوسرے قاضی کے لئے جائز ہے کہ ان دونوں کی (مذکورہ) گواہی پر فیصلہ دے۔ اس لئے کہ قاضی کا فیصلہ حجت ہوتا ہے اور انہوں نے قاضی کے فیصلہ پر گواہی دی ہے	فتح قدیر

[1] خبر مستفیض اس گواہی سے قوی قرار پاتی ہے۔ جس میں (چاند نظر آنے کے متعلق دوسروں کی گواہی پر گواہی کی بجائے) یہ گواہی ہو کہ فلاں شہر کے لوگوں نے چاند دیکھا اور روزہ رکھا ہے۔ کیونکہ ایسی گواہی محض خبر پر گواہی ہے اور محض خبر یقین (یعنی ظن غالب) کا فائدہ نہیں دیتی البتہ خبر مستفیض (چونکہ بمنزلہ تواتر ہوتی ہے لہذا وہ مذکورہ) یقین کا فائدہ دیتی ہے۔ نیز لکھا ہے کہ خبر مستفیض کا مفہوم یہ ہے کہ کسی شہر سے متعدد جماعتیں خبر دیں (مثلاً کئی لوگ جو خود چاند نہیں دیکھتے اگر ان کے شہر میں چاند نظر آنے کے شرعی ثبوت کی بنا پر چاند نظر آنے کا عام چرچا ہو جائے اور پھر وہ لوگ تواتر کے ساتھ دوسری جگہ چاند نظر آنے کی یہ خبر دیں) کہ اس شہر کے لوگوں نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا ہے تو یہ خبر مستفیض ہوگی۔ (البتہ ان کی خبر کا مدار کسی شرعی بنیاد پر ہونا چاہیئے) محض ایسی مشہور خبر جس کے متعلق یہ معلوم نہ ہو کہ اسے کس نے مشہور کیا ہے اس کی بنا پر کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ صفحہ ۱۲۸۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی رؤیۃ الھلال　　رؤیۃ الھلال	حوالہ
۲۶۷-۳۸	اذا صام اهل مصر شهر رمضان على غير رؤية ثمانية وعشرين يوما ثم راؤا هلال شوال ان عدوا شعبان برؤيته ثلاثين يوما ولم يروا هلال رمضان قضوا يوما واحدا وان صاموا تسعا وعشرين يوما ثم راؤا هلال شوال لا قضاء عليهم فان عدوا هلال شعبان ثلاثين يوما من غير رؤية هلال شعبان ثم صاموا رمضان قضوا يومين	كذا فى الخلاصة
۳۹	اذا صام اهل المصر تسعة وعشرين يوما للرؤية وفيهم مريض لم يصم فعليه قضاء تسعة وعشرين يوما	كذا فى المحيط
۴۰	فان لم يعلم هذا الرجل ما صنع اهل المصر صام ثلاثين يوما ليخرج عن العهدة بيقين .	كذا فى المحيط

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب- چاند دیکھنے کے احکام — چاند دیکھنے کا بیان	حوالہ
۳۸-۳۷	جب کسی شہر کے لوگوں نے (ماہ شعبان کی گنتی کرکے) ماہ رمضان کا چاند دیکھے بغیر ماہ رمضان کے اٹھائیس روزے رکھے اور پھر ماہ شوال کا چاند دیکھ لیا تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر انہوں نے ماہ شعبان کا چاند دیکھ کر اس کے تیس دن پورے کئے تھے البتہ ماہ رمضان کا چاند نہیں دیکھا تھا تو وہ ایک روزہ قضا کریں۔ اور اگر (مذکورہ صورت میں) انہوں نے ماہ رمضان کے انتیس روزے رکھے اور پھر ماہ شوال کا چاند دیکھ لیا تو ان پر کچھ قضا لازم نہیں۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) انہوں نے ماہ شعبان کا چاند نہیں دیکھا تھا اور اس کے تیس دن (گن کر) پورے کر لئے تھے پھر ماہ رمضان کے (اٹھائیس) روزے رکھے (اور ماہ شوال کا چاند دیکھ لیا) تو وہ دو روزے قضا کریں۔	خلاصہ
۳۹	جب شہر کے لوگوں نے ماہ رمضان کا چاند دیکھ کر انتیس روزے رکھے اور ان میں کوئی مریض تھا جس نے روزے نہ رکھے تھے تو اس پر انتیس روزوں کی قضا لازم ہوگی۔	محیط
۴۰	اگر (مذکورہ صورت میں) اس مریض شخص کو شہر والوں کے (روزوں کی تعداد کے) متعلق معلوم نہ ہوا تو وہ (قضا کرتے وقت) تیس روزے رکھے تاکہ اس کے ذمہ واجب روزوں کی ادائیگی یقینی طور پر ہو جائے۔	محیط

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فیما یکرہ للصائم ومالا یکرہ — مایکرہ للصائم ومالا یکرہ	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	الباب الثالث فیما یکرہ للصائم ومالا یکرہ	
	دفعات ۲۶۸ تا ۲۶۸ عنوان ۱ تعداد شق ۶۷	
۲۶۸	**مالا یکرہ للصائم ومالا یکرہ** تعداد شق ۶۷	
۱	یکرہ مضغ العلک للصائم کذا فی فتاوی قاضیخان	وھکذا فی المتون
	قال مشائخنا[۱] المسئلة علی التفصیل ان لم یکن العلک ملتئما مصلحا فطرہ وان کان مصلحا ملتئما فان کان اسود فطرہ وان کان ابیض لم یفطرہ الا ان فی الکتاب لم یفصل	کذا فی المحیط
۲	وکرہ ذوق شیٔ ومضغہ بلا عذر	کذا فی الکنز
۳	ومن العذر فی الاول مالو کان زوج المرأة وسیدھا سیٔ الخلق فذاقت المرقة	
	ومن العذر فی الثانی ان لا تجد من یمضغ الطعام لصبیھا من حائض اونفساء اوغیرھما ممن لا یصوم ولم تجد طبیخا ولا لبنا حلیبا	کذا فی النھر الفائق
	وذکر فی التجنیس ان کراھة الذوق فی صوم الفرض واما التطوع فلا بأس	کذا فی النھایة
	ویکرہ للصائم ان یذوق العسل اوالدھن لیعرف الجید من الردیٔ عند الشراء	کذا فی فتاوی قاضیخان
	وقیل لا بأس بہ اذا لم یجد بدا من شرائہ او یخاف الغبن	کذا فی الزاھدی

[۱] چنانچہ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ سفید گوند جو ملی ہوئی ہو اس کا چبانا مکروہ ہے اور سیاہ گوند جو بنی ہوئی نہ ہو یا ملی ہوئی نہ ہو اس کے چبانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس لئے کہ اس سے کچھ حصہ پیٹ میں چلا جاتا ہے ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۲

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب روزہ دار کیلئے مکروہ اور غیر مکروہ امور کے احکام — روزہ دار کیلئے مکروہ اور غیر مکروہ امور کا بیان	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	# تیسرا باب ـ روزہ دار کیلئے مکروہ اور غیر مکروہ امور کے احکام	
	دفعات ۲۶۸ تا ۲۶۸ عنوان ۱ تعداد شق ۶۷	
۲۶۸	**روزہ دار کے لئے مکروہ اور غیر مکروہ امور** اور اس میں ۶۷ شقیں ہیں	
۱	(ا) روزہ دار گوند چبائے تو یہ مکروہ ہے ۔	قاضیخان متون
	(ب) ہمارے مشائخ نے کہا ہے کہ اس مسئلہ کے حکم میں تفصیل ہے (۱) اگر گوند بنی ہوئی اور ملی ہوئی نہ ہو تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا (۲) اور اگر گوند بنی ہوئی اور ملی ہوئی ہو تو اگر وہ سیاہ ہے تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا (۳) اور اگر وہ سفید ہے تو اس سے روزہ نہ ٹوٹے گا[1]	
	لیکن کتاب میں یہ تفصیل نہیں ہے ۔	محیط
۲	بلا عذر کسی چیز کا چکھنا اور چبانا مکروہ ہے ۔	کنز
۳	(ا) مذکورہ عذروں میں سے پہلے (یعنی چکھنے) کے متعلق ایک عذر یہ ہے کہ کسی عورت کا خاوند یا آقا بد اخلاق ہو ـ اور (اس کے خیال کی وجہ سے) اس عورت نے شوربا چکھا اور دوسرے (یعنی چبانے) کے متعلق ایک عذر یہ ہے کہ کسی عورت کے پاس کوئی حیض والی یا نفاس والی یا ان کے علاوہ کوئی اور بے روزہ دار ایسا شخص موجود نہ ہو جو اس عورت کے بچے کے لئے کھانا چبا دے اور اس عورت کے پاس پکا ہوا (نرم کھانا) اور دوہا ہوا دودھ بھی نہ ہو ـ	نہر فائق
	(ب) تجنیس میں ہے کہ چکھنا فرض روزے میں مکروہ ہے ـ اور نفل روزے میں اس سے کوئی حرج نہیں[2]	نہایہ
	(ج) روزہ دار کے لئے مکروہ ہے کہ وہ شہد اور تیل کو خریدتے وقت عمدہ یا ناقص پہچاننے کے لئے چکھے ـ	قاضیخان
	اور[2] (مذکورہ صورت کے متعلق) بعض کا قول ہے کہ اگر اسے خریدنا ضرور ہو اور دھوکہ کا خوف ہو تو چکھ لینے میں کوئی حرج نہیں ـ	زاہدی

[1] صفحہ ۱۵۴ (مترجم) [2] لا بأس به یعنی کوئی حرج نہیں ـ اس فقرہ کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۹/۲۶۸ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فیما یکرہ للصائم ومالا یکرہ — مایکرہ للصائم ومالا یکرہ	حوالہ
۲۶۸-۴	وتکرہ له المبالغة فی الاستنجاء	کذا فی السراج الوهاج
۵	وکذا المبالغة فی المضمضة والاستنشاق	
	قال شمس الائمة الحلوانی رح وتفسیر ذلك ان یکثر امساک الماء فی فمه ویملاء لاان یغرغر [۲]	کذا فی المحیط
۶	ولوفسا الصائم اوضرط فی الماء لایفسد الصوم ویکرہ له ذلك	هکذا فی معراج الدرایة
۷	وعن ابی حنیفة رح انه یکرہ للصائم المضمضة والاستنشاق بغیر وضوء وکرہ الاغتسال وصب الماء علی الرأس والاستنقاع فی الماء والتلفف بالثوب المبلول	
	وقال ابو یوسف رح لا یکرہ وهو الاظهر	کذا فی محیط السرخسی
۸	ویکرہ للصائم ان یجمع ریقه فی فمه ثم یبتلعه	کذا فی الظهیریة
۹	ولا بأس بالسواک الرطب والیابس فی الغداة والعشی عندنا	
	قال ابو یوسف رح یکرہ المبلول بالماء	
	وفی ظاهر الروایة لا بأس بذلك	
	واما الرطب الاخضر فلا بأس به عند الکل	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۰	ولا یکرہ کحل ولا دهن شارب	کذا فی الکنز
	هذا اذا لم یقصد الزینة فان قصدها کرہ	کذا فی النهر الفائق
	ولا فرق بین ان یکون مفطرا اوصائما	کذا فی التبیین
۱۱	ولا بأس بالحجامة ان امن علی نفسه الضعف واما اذا خاف فانه یکرہ وینبغی له ان یؤخر الی وقت الغروب وذکر شیخ الاسلام رح شرط الکراهة	

[۱] حکم نمبر ۷/۲۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] قوله لا ان یغرغر هذا خلاف الاشهر کما فی شرح المنیة - عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی "نہ یہ کہ غرغرہ کرے"، یہ تفسیر زیادہ مشہور مفہوم کے خلاف ہے جیسا کہ شرح منیہ میں ہے۔ (مترجم) [۳] اس لئے کہ ایسا کرنے میں عبادت میں تنگی اور بیقراری کا اظہار کرنا ہے - ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیریہ ج ۱ ص ۲۰۵ (مترجم) [۴] اور درمختار ورد المحتار میں ہے کہ اسی پر فتوی ہے - ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۲ ص ۱۵۶ (مترجم) [۵] درمختار میں ہے کہ اگر زینت کا قصد نہ ہو یا داڑھی کے بالوں کو جو کہ بقدر مسنون یعنی چار انگلیوں کے بقدر لمبے ہوں اور پھر انہیں مزید بڑھانا مقصود نہ ہو تو روزہ دار کے لئے سرمہ لگانا اور تیل لگانا مکروہ نہیں ہے ماخوذ از درمختار ج ۲ ص ۱۵۵ وہدایہ ج ۱ ص ۲۱۴ اور رد المحتار میں ہے کہ جمال کے قصد اور زینت کے قصد میں فرق ہے

دفعات دشق نمبر	تیسرا باب روزہ دار کیلئے مکروہ اور غیر مکروہ امور کے احکام — روزہ دار کیلئے مکروہ اور غیر مکروہ امور کا بیان	حوالہ
۲۶۸-۴	روزہ دار کے لئے مکروہ ہے کہ وہ استنجاء کرنے میں مبالغہ کرے	سراج وہاج
۵	(ا) اسی طرح روزہ دار کے لئے یہ بھی مکروہ ہے کہ وہ کلی کرنے یا ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرے[1] (ب) شمس الائمۃ الحلوانیؒ نے کہا ہے کہ مذکورہ مبالغہ سے مراد یہ ہے کہ پانی سے منہ بھرے اور منہ میں پانی ٹھہرا لئے رکھے۔ یہ مراد نہیں کہ غرغرہ کرے	محیط
۶	اگر روزہ دار نے پانی میں بغیر آواز کے یا آواز کے ساتھ گوز مارا تو اس سے روزہ فاسد نہ ہوگا اور اسے ایسا کرنا مکروہ ہے	معراج درایہ
۷	(ا) حضرت امام ابو حنیفہؒ سے مروی ہے کہ روزہ دار کے لئے وضو کے علاوہ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا مکروہ ہے اور روزہ دار کا نہانے لگنا سر پر پانی ڈالنا اور پانی کے اندر بیٹھنا اور بدن پر تر کپڑے لپیٹنا بھی مکروہ ہے[3] (ب) اور امام ابو یوسف رحؒ نے کہا ہے کہ مکروہ نہیں ہے۔ اور یہی حکم زیادہ ظاہر ہے[4]	محیط سرخسی
۸	روزہ دار کے لئے یہ مکروہ ہے کہ وہ اپنے منہ میں اپنا تھوک جمع کرے اور پھر اسے نگل لے۔	ظہیریہ
۹	(ا) (روزہ دار کے لئے) مسواک تر ہو یا خشک۔ صبح اور شام کے وقت ہمارے ہاں مکروہ نہیں ہے۔ (ب) امام ابو یوسف رحؒ نے کہا ہے اگر مسواک پانی میں بھگویا گیا ہو تو اس کا استعمال مکروہ ہے۔ (ج) اور ظاہر روایت کے بموجب اس سے کچھ حرج نہیں۔ (د) اور وہ مسواک جو تر اور سبز ہو اس کے استعمال میں کسی کے ہاں کوئی حرج نہیں۔	قاضیخان
۱۰	(ا) روزہ دار کے لئے سرمہ لگانا اور مونچھوں کو تیل لگانا مکروہ نہیں ہے۔ (ب) یہ[1] مذکورہ حکم اس صورت میں ہے کہ ایسا کرنا زینت کے قصد سے نہ ہو اور اگر زینت کے قصد سے ہو تو مکروہ ہے۔ اور[2] مذکورہ حکم میں اسے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ روزہ کے بغیر ہو یا روزہ دار ہو[5]	کنز، نہر فائق، تبیین
۱۱	(ا) روزہ دار کے لئے اگر ضعف کا خوف نہ ہو تو پچھنے لگانے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر اسے ضعف کا خوف ہو تو پچھنے لگوانا مکروہ ہے۔ اور اسے چاہیئے کہ پچھنے لگوانا غروب تک مؤخر کر دے۔ (ب) اور شیخ الاسلام رحؒ نے ذکر کیا ہے کہ پچھنے لگوانا مکروہ ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس سے ایسا ضعف ہو جائے	

کہ جمال کے قصد میں عیب دور کرنا۔ وقار قائم کرنا۔ اور نعمت کا اظہار بطور شکر نہ کہ بطور فخر کرنا ہوتا ہے اور یہ نفس کی تہذیب شائستگی اور عمدگی کا نشان ہے اور زینت کرنا یعنی خوبصورت بننا ضعفِ نفس کا نشان ہے۔ نیز لکھا ہے کہ جمال کا قصد اور زینت کا قصد ایک دوسرے کو لازم ملزوم نہیں۔ لہٰذا اگر بلا قصد ضمناً زینت حاصل ہو اور وہ متوجہ الیہ نہ بنائے تو مضر نہیں۔ اسی لئے الولوالجیۃ میں لکھا ہے کہ خوبصورت لباس پہننا مباح ہے بشرطیکہ انہیں پہن کر تکبر نہ کرے اور تکبر نہ کرنا یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایسا ہی سمجھے جیسا کہ ان کپڑوں کے پہننے سے پہلے سمجھتا تھا۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص۱۵۵ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فیما یکرہ للصائم ومالا یکرہ — مایکرہ للصائم ومالا یکرہ	حوالہ
۲۶۸-	ضعف یحتاج فیہ الی الفطر	ھکذا فی المحیط
۱۲	والفصد نظیر الحجامۃ	ھکذا فی المحیط
۱۳	ولابأس بالقبلہ اذا أمن علی نفسہ من الجماع والانزال ویکرہ ان لم یأمن	کذا فی التبیین
۱۴	والمس فی جمیع ذلک کالقبلۃ	کذا فی التبیین
۱۵	واما القبلۃ الفاحشۃ وھی ان یمص شفتیھا فتکرہ علی الاطلاق	کذا فی السراج الوھاج
۱۶	والجماع فیما دون الفرج والمباشرۃ کالقبلۃ فی ظاھر الروایۃ قیل ان المباشرۃ الفاحشۃ تکرہ وان أمن ھو الصحیح	کذا فی السراج الوھاج
۱۷	والمباشرۃ الفاحشۃ ان یتعانقا وھما متجردان ویمس فرجہ فرجھا وھو مکروہ بلاخلاف	ھکذا فی المحیط
۱۸	ولابأس بالمعانقۃ اذا [5] یأمن علی نفسہ اوکان شیخاکبیرا	ھکذا فی السراج الوھاج
۱۹	ومن اصبح جنبا او احتلم فی النھار لم یضرہ	کذا فی محیط السرخسی
۲۰	التسحر مستحب ووقتہ اخر اللیل - قال الفقیہ ابوالليث وھو السدس الاخیر	ھکذا فی السراج الوھاج
۲۱	ثم تأخیر السحور مستحب	کذا فی النھایۃ
	ویکرہ تأخیر السحور الی وقت یقع فیہ الشک	ھکذا فی السراج الوھاج
۲۲	وتعجیل الافطار افضل فیستحب ان یفطر قبل الصلوٰۃ - کذا فی معراج الدرایۃ فی فصل المتفرقات	
۲۳	ومن السنۃ ان یقول عند الافطار اللھم لک صمت وبک امنت وعلیک توکلت علی	

[1] اور فحش بوسہ کے متعلق حکم نمبر ۱۵/۲۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] جیساکہ حکم نمبر ۷۹/۲۶۹ میں ہے (مترجم) [3] حکم نمبر ۱۳/۲۶۸، حکم نمبر ۷۶ - ۷۹ - ۸۳/۲۶۹ ملاحظہ ہو۔ اور درمختار میں ہے کہ جس روزہ دار نے فرج کے علاوہ میں جماع کیا اور اسے انزال نہ ہوا تو اس کا روزہ نہ ٹوٹے گا اور فرج کے علاوہ سے مراد دونوں راستوں (یعنی قبل اور دبر) کے علاوہ مثلاً ناف اور ران ہے اور ردالمحتار میں ہے کہ فرج لغۃً تو دبر کو شامل نہیں مگر حکماً شامل ہے - پس فرج کے علاوہ جماع کا مقام مثلاً ران اور پیٹ ہے - ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۲ ص ۱۳۶ نیز روزہ کے کفارہ میں جماع فی القبل اور جماع فی الدبر کا حکم برابر ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۱/۲۷۰ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [4] اور مباشرت فاحشہ میں وضو کے متعلق حکم ۳۸ ملاحظہ ہو

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب روزہ دار کیلئے مکروہ اور غیر مکروہ امور کے احکام — روزہ دار کیلئے مکروہ اور غیر مکروہ امور کا بیان	حوالہ
۲۶۸-	جس ضعف میں روزہ توڑنے کی ضرورت پڑ جائے۔	محیط
۱۲	روزہ دار کے لئے فصد (یعنی رگ کھلوانے) کا حکم پچھنے لگوانے کے حکم کی طرح ہے۔	محیط
۱۳	جس روزہ دار شخص کو بوسہ لینے سے جماع کر لینے یا انزال ہو جانے سے امن ہو تو اسے بوسہ لینے میں کوئی حرج نہیں [۱] اور اگر مذکورہ امن نہ ہو تو بوسہ لینا مکروہ ہے۔	تبیین
۱۴	اور مذکورہ سب صورتوں میں چھونے کا حکم بوسہ لینے کے حکم کی طرح ہے [۲]	تبیین
۱۵	اور فحش بوسہ یعنی اس کے ہونٹوں کا چوسنا ہر صورت میں مکروہ ہے۔	سراج وہاج
۱۶	(ا) اور ظاہر روایت میں (روزہ دار کا) فرج کے علاوہ جماع کرنا اور مباشرت (یعنی ننگے بدن بغلگیر ہونے) کا حکم بوسہ لینے کے حکم کی طرح ہے [۳]	
	(ب) اور بعض کا قول ہے کہ خواہ اسے (جماع کر لینے یا انزال ہو جانے سے) امن ہو۔ تب بھی مباشرت فاحشہ مکروہ ہے اور یہی حکم صحیح ہے۔	سراج وہاج
۱۷	اور مباشرت فاحشہ یہ ہے کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے ننگے بدن اس طرح بغلگیر ہوں کہ مرد کا ذکر عورت کے فرج سے چھو جائے۔ اور روزہ کی حالت میں ایسا کرنا بلا خلاف مکروہ ہے [۴]	محیط
۱۸	اور اگر روزہ دار کو اپنے اوپر امن ہو (یعنی روزہ دار کو جماع کر لینے یا انزال ہو جانے سے امن ہو) تو گلے ملنے [۶] (یعنی کپڑوں کے ساتھ بغلگیر ہونے) میں کوئی حرج نہیں۔ یا وہ بہت بوڑھا ہو تب بھی یہی حکم ہے۔	سراج وہاج
۱۹	اگر روزہ دار کو جنابت کی حالت میں صبح ہوئی یا اسے دن میں احتلام ہوا تو اس کے روزہ کو نقصان نہ کرے گا۔	محیط سرخسی
۲۰	(ا) روزہ دار کو سحری کھانا مستحب ہے اور اس کا وقت رات کا آخری حصہ ہے۔	
	(ب) اور فقیہ ابو اللیث رحمنے کہا ہے کہ وہ رات کا آخری چھٹا حصہ ہے	سراج وہاج
۲۱	(ا) پھر سحری کھانے میں تاخیر مستحب ہے۔	نہایہ
	(ب) سحری کھانے میں اتنی تاخیر کرنا کہ (سحری کھانے کے) وقت میں شک ہو جائے۔ مکروہ ہے۔	سراج وہاج
۲۲	افطار میں جلدی کرنا افضل ہے۔ پس مستحب یہ ہے کہ (مغرب کی) نماز سے پہلے افطار کرے۔	معراج درایہ
۲۳	اور سنت یہ ہے کہ افطار کے وقت یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلٰى	

(مترجم) [۵] فتاوی ہذا کے نسخہ مطبوعہ مطبع امیریہ ومیمنیہ مصری میں یہ عبارت یوں درج تھی "اذا لم یأمن علی نفسہ" یعنی جب اسے اپنے آپ پر امن نہ ہو اور نسخہ مطبع مصطفائی انڈیا میں یوں ہے۔ اذا یأمن علی نفسہ ج ا ص ۱۲۹ یعنی جب اسے اپنے آپ پر امن ہو۔ اور چونکہ مفہوم کے لحاظ بھی یہی درست ہے۔ لہذا نسخہ مصطفائی کی عبارت ہی لیگئی ہے یہ حکم نمبر ۱۸/۲۶۸ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۶] جیسا کہ در مختار ورد المحتار میں ہے کہ اگر کسی روزہ دار کو بوسہ دینے۔ چھونے۔ گلے ملنے اور ننگے بدن ملنے میں انزال اور جماع سے امن نہ ہو تو مذکورہ امور مکروہ ہیں اور اگر مذکورہ صورت میں انزال اور جماع سے امن ہو تو پھر مذکورہ امور سے کوئی حرج نہیں۔ ماخوذ از در مختار ورد المحتار ج ۲ ص ۱۵۴ نیز روزہ دار کے معانقہ ومصافحہ کے متعلق حکم ۷۹/۲۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فیما یکرہ ومالا یکرہ — مایکرہ للصائم ومالا یکرہ	حوالہ
۲۶۸-	رزقك افطرت وصوم الغد من شهر رمضان نويت فاغفرلی ما قدمت وما أخرت	كذا فی معراج الدراية فی فصل التف[illegible]
۲۴	وصوم يوم الشک وهواليوم الذی شک فيه انه من رمضان اومن شعبان [2] ان نواه عن رمضان اوعن واجب آخر كره	هكذا فی فتاوی قاضيخان
۲۵	والثانی دون الاول فی الكراهة	هكذا فی الهداية
۲۶	ثم ان ظهرانه من رمضان اجزأه عنه فی كلا الوجهين -	هكذا فی فتاوی قاضيخان
۲۷	وان ظهرانه من شعبان كان تطوعا فی الوجه الاول وان افطر لاقضا [3]	هكذا فی فتاوی قاضيخان
	وفی الوجه الثانی يصح عمانوی وهوالصحيح .	هكذا فی الكافی
۲۸	وان لم يظهر فی الوجه الثانی انه من شعبان اومن رمضان لايقع عمانوی بلاخلاف	هكذا فی المحيط
۲۹	وان نوی التطوع فالصحيح انه لا بأس به فان ظهرانه من رمضان كان صائما عنه وان ظهرانه من شعبان كان متطوعا فان افطر كان عليه القضاء لانه شرع ملتزما	هكذا فی فتاوی قاضيخان
۳۰	وان اطلق النيه فهومكروه فان ظهران هذا اليوم من شعبان كان صومه تطوعا وان ظهرانه من رمضان جازعن رمضان	كذا فی المحيط

[1] ترجمہ :- الٰہی میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر توکل کیا - تیرے ہی رزق پر افطار کیا اور ماہ رمضان کے کل کے روزہ کی نیت کی پس میرے پہلے اور بعد والے گناہ بخشدے - (مترجم) [2] شک کے دن کے مفہوم کی وضاحت کے متعلق ۳۳/۲۶۸ اور شک کے دن کے روزہ کے متعلق حکم ۳۴/۲۶۸ اور شک کے دن کے روزہ کی نیت کے طریقہ کے متعلق حکم ۳۸/۲۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] اور اس صورت میں پہلی قسم کا حکم یہاں مذکورہ نہیں غالباً اسکی ضرورت نہیں سمجھی گئی یعنی جب کسی نے شک کے دن رمضان المبارک کا روزہ رکھنے کی نیت کی اور پھر یہ ظاہر نہ ہوا کہ وہ روزہ شعبان المعظم کا تھا یا رمضان المبارک کا تھا تو بوجہ لا علمی وہ روزہ رمضان المبارک کا قرار نہیں پا سکتا - کیونکہ

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب روزہ دار کیلئے مکروہ اور غیر مکروہ امور کے احکام — روزہ دار کیلئے مکروہ اور غیر مکروہ امور کا بیان	حوالہ
۲۶۸-	بِرِزْقِكَ أَفْطَرْتُ وَصَوْمَ الْغَدِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ نَوَيْتُ فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ	معراج الدرایہ
۲۴	شک کے دن کا روزہ یعنی جس دن میں یہ شک ہو[۲] کہ وہ رمضان المبارک کا دن ہے یا شعبان المعظم کا ہے۔ اگر کسی نے ایسے دن میں رمضان المبارک یا کسی اور واجب روزہ کی نیت کی تو یہ مکروہ ہے۔	قاضیخان
۲۵	(اور (مذکورہ صورت میں) رمضان المبارک کے روزہ کی نیت کرنے کی نسبت کسی اور واجب روزہ کی نیت کرنے میں کراہت کم ہے۔	ہدایہ
۲۶	پھر اگر (مذکورہ صورت میں) یہ ظاہر ہو کہ وہ دن رمضان المبارک کا تھا تو مذکورہ دونوں صورتوں میں وہ روزہ رمضان المبارک کے لئے کفایت کرجائے گا۔	قاضیخان
۲۷	اور اگر (مذکورہ صورت میں) یہ ظاہر ہو کہ وہ دن شعبان المعظم کا تھا تو (ا) مذکورہ نیت کی پہلی قسم میں وہ روزہ نفل قرار پائے گا۔ اور اگر اسے توڑا تو اسکی قضا لازم نہ ہوگی۔	قاضیخان
	(ب) اور مذکورہ نیت کی دوسری قسم میں (یعنی جبکہ مذکورہ صورت میں کسی اور واجب روزہ کی تھی) وہ روزہ حسب نیت درست ہو جائے گا۔ اور یہی حکم صحیح ہے۔	کافی
۲۸	اور اگر (مذکورہ صورت میں) مذکورہ نیت کی دوسری[۳] قسم میں یہ ظاہر نہ ہوا کہ وہ روزہ شعبان المعظم کا تھا یا رمضان المبارک کا تھا۔ تو اس کے متعلق بلاخلاف حکم یہ ہے کہ اس نے جس واجب کی نیت کی تھی اس سے وہ روزہ نہ قرار پائے گا۔	محیط
۲۹	(ا) اگر (مذکورہ یوم شک میں) اس نے نفل روزہ کی نیت کی تو صحیح حکم یہ ہے کہ ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں[۴] (ب) پھر اگر (اس صورت میں) یہ ظاہر ہو کہ وہ دن رمضان المبارک کا تھا تو وہ روزہ رمضان المبارک کا قرار پائے گا۔ (ج) اور اگر یہ ظاہر ہو کہ وہ دن شعبان المعظم کا تھا تو وہ روزہ نفل ہوگا اور اگر اسے توڑا تو اس پر اس کی قضا لازم ہوگی۔ اس لئے کہ اس نے اپنے آپ پر وہ نفل روزہ لازم کرکے شروع کیا تھا۔	قاضیخان
۳۰	اور اگر (مذکورہ یوم شک میں) اس نے روزہ کی نیت میں کچھ مقرر نہیں کیا تھا تو ایسا کرنا مکروہ ہے پھر اگر (اس صورت میں) یہ ظاہر ہو کہ وہ دن شعبان المعظم کا ہے تو اس کا وہ روزہ نفل قرار پائیگا اور اگر یہ ظاہر ہو کہ وہ دن رمضان المبارک کا ہے تو اسکا وہ روزہ رمضان المبارک کا جائز قرار پائے گا۔	محیط

ماہ رمضان شروع ہونا واضح نہیں ہوا پس اسکا ذکر ضروری نہ سمجھا گیا واللہ اعلم۔ (مترجم)

[۴] لا بأس بہ یعنی کوئی حرج نہیں کے مفہوم کے متعلق رد المحتار ج ۱ ص ۶۱۶ میں ہے کہ اس فقرہ میں اشارہ یہ ہے کہ ایسا کرنے میں ثواب نہیں۔ البتہ مواخذہ سے بچنے کے لئے کفایت کر جائے گا اور مستحب امر اس کے علاوہ میں ہے اور رد المحتار ج ۱ ص ۱۱۱ میں ہے "لا بأس" یعنی کوئی حرج نہیں کا غالب استعمال اس مفہوم میں ہوتا ہے کہ اس کا چھوڑ دینا اولیٰ ہے۔ البتہ بعض موقعوں پر مندوب امر کے لئے بھی استعمال ہو جاتا ہے۔ نیز اس لفظ کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۴۲/۲۲۵ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فیما یکرہ وما لا یکرہ — مایکرہ للصائم وما لا یکرہ	حوالہ
۲۶۸-۳۱	وان ضجع فی اصل النیۃ بان ینوی ان یصوم غدا ان کان من رمضان ولا یصوم ان کان من شعبان ففی هذا الوجه لا یصیر صائما	کذا فی التبیین
۳۲	وان ضجع فی وصف النیۃ بان ینوی ان کان الغد من رمضان یصوم عنه وان کان من شعبان فعن واجب آخر او ینوی ان یصوم عن رمضان ان کان الغد منه وعن التطوع ان کان من شعبان فهو مکروه ایضا ثم ان ظهر انه من رمضان یقع عنه فی کلا الوجهین وان ظهر انه من شعبان لا یسقط الواجب فی الاول وصار تطوعا غیر مضمون فیهما	کذا فی التبیین
۳۳	واما یوم الشک فهو اذا لم یر علامۃ لیلۃ الثلاثین والسماء متغیمۃ او شهد واحد فردت شهادته او شاهدان فاسقان فردت شهادتهما فاما اذا کانت السماء مصحیۃ ولم یر الهلال احد فلیس بیوم الشک	کذا فی التبیین کذا فی الزاهدی
۳۴	اختلف العلماء فی یوم الشک هل صومه افضل او الفطر قالوا ان کان صام شعبان او وافق صوما کان یصومه فصومه افضل وکذا ان صام ثلاثۃ ایام من آخر شعبان	کذا فی الاختیار شرح المختار کذا فی التبیین
۳۵	ولو لم یوافق اختلفوا فیه والمختار ان یفتی بالتطوع فی حق الخواص ویفتی العوام بالتلوم الی ما قبل الزوال لاحتمال	کذا فی التهذیب

[۱] جیسا کہ فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری ج ۱ ص ۲۰۷ میں ہے۔ (مترجم) [۲] شک کے دن اور اس دن کے روزہ کی نیت کے متعلق حکم نمبر ۲۴ تا ۳۲، ۳۸/۲۶۸ اور اس دن کے روزہ کے متعلق حکم نمبر ۳۴/۲۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] شک کے دن اور اس دن کے روزہ کی نیت کے متعلق حکم نمبر ۲۴ تا ۳۳، ۳۸/۲۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم)

تیسرا باب روزہ دار کیلئے مکروہ اور غیر مکروہ امور کے احکام — روزہ دار کیلئے مکروہ اور غیر مکروہ امور کا بیان	حوالہ
اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) اس روزہ کی اصل نیت میں تردد کیا مثلاً اس نے یوں نیت کی کہ اگر کل کا دن رمضان المبارک کا ہے تو وہ روزہ رکھتا ہے اور اگر کل کا دن شعبان المعظم کا ہے تو روزہ نہیں رکھتا ہے تو اس طرح نیت کرنے سے وہ روزہ دار نہ قرار پائے گا۔	تبیین
(د) اور اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) اس روزہ کی وصفِ نیت میں تردد کیا مثلاً اس نے یوں نیت کی کہ اگر کل کا دن رمضان المبارک کا ہے تو وہ رمضان المبارک کا روزہ رکھتا ہے اور اگر کل کا دن شعبان المعظم کا ہے تو وہ کوئی اور واجب روزہ رکھتا ہے یا اس نے یوں نیت کی کہ اگر کل کا دن رمضان المبارک کا ہے تو اس کا روزہ ہے اور اگر کل کا دن شعبان المعظم کا ہے تو اس کا نفل روزہ ہے تو (مذکورہ دونوں صورتوں کی نیت) بھی مکروہ ہے۔	
(ب) پھر اگر (اس صورت میں) یہ ظاہر ہو کہ وہ دن رمضان المبارک کا ہے تو اس کا وہ روزہ دونوں صورتوں میں رمضان المبارک کا قرار پائے گا۔ اور اگر یہ ظاہر ہو کہ وہ دن شعبان المعظم کا ہے تو مذکورہ نیت کی پہلی صورت میں اس کا وہ واجب روزہ اس سے ساقط نہ ہو گا اور دونوں صورتوں میں اس کا وہ روزہ نفل قرار پائے گا جس (کے توڑنے کی صورت میں اس) کی قضا لازم نہیں [1]۔	تبیین
اور شک کا دن [2] وہ ہے (ا) کہ تیسویں رات کو کوئی علامت نہ دیکھی جائے اور آسمان ابر آلود ہو۔ (ب) یا ایک شخص نے چاند دیکھنے کی گواہی دی اور اس کی گواہی قبول نہ کی گئی یا دو فاسق شخصوں نے چاند دیکھنے کی گواہی دی اور ان کی گواہی قبول نہ کی گئی۔ (ج) اور اگر آسمان صاف تھا اور کوئی شخص چاند نہ دیکھ سکا تو وہ شک کا دن نہیں ہے۔	تبیین زاہدی
شک کے دن کا روزہ [3] رکھنے کے متعلق اہل علم کا اختلاف ہے کہ اس دن روزہ رکھنا افضل ہے یا نہ رکھنا افضل ہے۔ (ا) فقہاءؒ نے کہا ہے کہ اگر اس نے ماہ شعبان کے پورے روزے رکھے ہیں یا اتفاقاً شک کے دن کا روزہ اس دن واقع ہوا جس دن اسے روزہ رکھنے کی عادت تھی تو ان صورتوں میں اس کے لئے شک کے دن روزہ رکھنا افضل ہے۔	اختیار
(ب) اسی طرح اگر اس نے شعبان کے آخری تین روزے رکھے تو بھی اس کے لئے شک کے دن روزہ رکھنا افضل ہے۔	تبیین
(ا) اور اگر مذکورہ صورتیں نہ ہوں تو پھر شک کے دن روزہ رکھنے کے متعلق اختلاف ہے مختار حکم یہ ۲۵ ہے کہ اس دن خواص کے لئے نفل روزہ رکھنے کا فتویٰ دیا جائے۔ (ب) اور عوام کو زوال سے پہلے تک (روزہ ہونے یا نہ ہونے کے متعلق) انتظار کا فتویٰ دیا جائے۔	تہذیب

لہ ردالمحتار میں ہے کہ الستلوم الانتظار الخ یعنی التلوم کا مفہوم انتظار کر لینا ہے ۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۲
۱۲۱

[2] نیز خواص اور عوام میں فرق کے متعلق حکم نمبر ۳۷/۲۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فيما يكره وما لا يكره — مايكره للصائم ومالا يكره	حوالہ
۲۶۸-	ثبوت الشهر وبعد ذلك لا اصوم	كذا فى الاختيار شرح المختار
۳۶	وهو الصحيح	هكذا فى فتاوى قاضيخان
۳۷	والفاصل بين الخاصة والعامة هو ان كل من يعلم نية الصوم يوم الشك فهو من الخواص والا فهو من العوام	كذا فى معراج الدراية
۳۸	والنية ان ينوى التطوع من لا يعتاد بصوم ذلك اليوم ولا يخطر بباله ان كان من رمضان فمن رمضان	كذا فى معراج الدراية
۳۹	رجل اصبح يوم الشك متلوما ثم اكل ناسيا ثم ظهر انه من رمضان ونوى الصوم ذكر فى الفتاوى انه لا يجوز	كذا فى الظهيرية فى باب النية
۴۰	ويكره صوم يوم العيدين وايام التشريق وان صام فيها كان صائما عندنا	كذا فى فتاوى قاضيخان
۴۱	ولا قضاء عليه ان شرع فيها ثم افطر	كذا فى الكنز
	هذا فى ظاهر الرواية عن الثلاثة وعن الشيخين وجوبه	كذا فى النهر الفائق
۴۲	ويكره صوم ستة من شوال عند ابى حنيفة متفرقا كان او متتابعا وعن ابى يوسف كراهته متتابعا لا متفرقا	
	لكن عامة المتأخرين لم يروا به بأسا	هكذا فى البحر الرائق
	والاصح انه لا بأس به	كذا فى محيط السرخسى
۴۳	وتستحب الستة متفرقة كل اسبوع يومان۔ كذا فى الظهيرية فى فصل	الاوقات التى يكره فيها الصوم ويستحب
۴۴	ويكره صوم الوصال وهو ان يصوم السنة كلها ولا يفطر فى الايام المنهى عنها	
	واذا افطر فى الايام المنهية المختار انه لا بأس به	كذا فى الخلاصة
۴۵	ويكره ان يصوم ايام لا يفطر فيهن ليلا ونهارا	هكذا فى السراج

۱؎ شک کے دن کے روزہ کی نیت کے طریقہ کے متعلق حکم نمبر ۳۸/۲۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۸/۲۸۷ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ جیسا کہ خلاصۃ الفتاوی میں ہے کہ عید الفطر کے بعد چھ روزے مسلسل رکھنا بعض کے ہاں مکروہ ہے اور بعض کے ہاں مکروہ نہیں ہے اور اگر مذکورہ چھ روزے شوال کے مہینے میں متفرق طور پر رکھے تو ایسا کرنا کراہت تشبیہ بالنصاری سے دور اور جواز کے قریب ہے، ماخوذ از خلاصۃ الفتاوی ج ۱ ص ۲۶۴ (مترجم) ۴؎ رد المحتار میں ہے کہ صوم الوصال کی ایک تعریف بحوالہ البحر الرائق امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ سے یہ ہے کہ (مثلاً) دو دن مسلسل یوں روزہ رکھے کہ ان کے درمیان (رات کو بھی) افطار نہ کرے اور دوسری تعریف بحوالہ فتاویٰ قاضیخان یہ ہے کہ سال بھر روزے رکھے اور جن دنوں میں روزہ رکھنا ممنوع ہے ان میں بھی روزہ نہ چھوڑے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۱۱۵ فتاوی ہذا میں بحوالہ خلاصۃ دوسری

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب روزہ دار کیلئے مکروہ اور غیر مکروہ امور کے احکام — روزہ دار کیلئے مکروہ اور غیر مکروہ امور کا بیان	حوالہ
۲۶۸-	کیونکہ اس دن رمضان المبارک کے ثابت ہونے کا احتمال ہے اور زوال کے بعد روزہ نہیں ہوتا۔	اختیار
۳۶	اور یہی (مذکورہ ۳۵/۲۶۷) حکم صحیح ہے۔	قاضیخان
۳۷	اور (مذکورہ صورت میں) خواص اور عوام میں فرق یہ ہے کہ جو شخص شک کے دن روزہ رکھنے کی نیت کرنا جانتا ہو وہ[۱] خواص سے ہے ورنہ وہ عوام سے ہے۔	معراج درایہ
۳۸	اور شک کے دن کے روزہ کی نیت کا طریقہ یہ ہے کہ جس شخص کو اس دن روزہ رکھنے کی عادت نہ ہو وہ شک کے دن نفل روزہ کی نیت کرے اور اس کے دل میں یہ خیال نہ آئے کہ اگر کل کا دن ماہِ رمضان کا ہوگا تو یہ روزہ ماہِ رمضان کا ہے۔	معراج درایہ
۳۹	کسی شخص نے شک کے دن (روزہ ہونے یا نہ ہونے کے) انتظار میں صبح کی۔ پھر اس نے بھول کر کچھ کھا لیا پھر ظاہر ہوا کہ وہ دن رمضان المبارک کا ہے اور اس نے روزہ کی نیت کی تو فتاوی میں ہے کہ یہ جائز نہیں ہے[۲]	ظہیریہ
۴۰	(ا) عید کے دن اور ایام تشریق میں روزہ رکھنا مکروہ ہے (ب) اور اگر کسی نے ان (مذکورہ) دنوں میں روزہ رکھ لیا تو ہمارے ہاں وہ روزہ دار قرار پائیگا۔	قاضیخان
۴۱	(ا) اگر کسی شخص نے ان (مذکورہ) دنوں میں روزہ رکھ کر توڑ دیا تو اس پر اسکی قضا لازم نہ آئے گی۔ (ب) یہ (مذکورہ) حکم تینوں اماموںؒ سے ظاہر روایت میں منقول ہے (ج) اور شیخین (یعنی امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ) سے یہ (بھی) منقول ہے کہ مذکورہ صورت میں اس پر اسکی قضا واجب ہوگی۔	کنز نہر فائق
۴۲	(ا) شوال کے چھ روزے رکھنا امام ابو حنیفہؒ کے ہاں مکروہ ہے۔ خواہ متفرق رکھے یا مسلسل رکھے (ب) اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں۔ یہ روزے مسلسل رکھنا مکروہ ہے اور متفرق رکھنا مکروہ نہیں ہے (ج) لیکن عام متاخرینؒ اسمیں کوئی حرج نہیں سمجھتے اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔	بحرالرائق محیط سرخسی
۴۳	(مذکورہ) چھ روزے متفرق ہوں (مثلاً) بایں طور کہ کل ہفتہ میں دو دن روزے ہوں تو یہ مستحب ہے[۳]	ظہیریہ
۴۴	وصال کا روزہ مکروہ ہے اور وصال یہ[۴] ہے کہ کوئی شخص سال بھر روزے رکھے اور جن دنوں میں روزے رکھنا منع ہے[۵] ان میں بھی افطار نہ کرے اور جب ممنوع دنوں میں افطار کرے تو پھر مختار حکم یہ ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔	خلاصہ
۴۵	کوئی شخص کئی روز تک اس طرح روزے رکھے کہ ان میں دن کو روزہ چھوڑے اور نہ رات کو افطار کرے تو ایسا کرنا مکروہ ہے	سراج

تعریف درج ہے، تاہم تعریف کے اس اختلاف سے اس کے حکم میں کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ صوم الوصال مذکورہ دونوں تعریفوں کے بموجب مکروہ ہے اور کراہیت کے دونوں حکموں کا ذکر ۴۴، ۴۵/۲۶۸ میں موجود ہے۔ اور صوم الوصال کی دوسری تعریف جو فتاویٰ قاضیخان میں ہے اسکے الفاظ یہ ہیں وکذا صوم الوصال وھو ان یصوم السنة ولا یفطر فی الایام المنھیة۔ ماخوذ از فتاویٰ قاضیخان علی ھامش عالمگیری ج ا ص۲۰۵ (مترجم)

۵ ردالمحتار میں ہے کہ جن دنوں میں روزہ رکھنا ممنوع ہے وہ پانچ ہیں۔ عید دن کے دو دن اور تین ایام تشریق ہیں۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ ص۱۱۵ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فیما یکرہ ومالا یکرہ — مایکرہ للصائم ومالا یکرہ	حوالہ
۲۶۸-۴۶	والافضل ان یصوم یوما ویفطر یوما	کذا فی الخلاصۃ
۴۷	واما صوم یوم السبت ویوم الاحد فذکر الشمس الائمۃ الحلوانی لا بأس بہ اذا کان لا یعتقد تعظیم ذلک الیوم	ھکذا فی الذخیرۃ
۴۸	ویکرہ صوم یوم النیروز والمھرجان اذا تعمد ولم یوافق صوما کان یصومہ قبل ذلک اما الکلام فی افضلیۃ الصوم فی ھذا الیوم فان کان یصوم قبلہ تطوعا فالافضل لہ ان یصوم والا فالافضل ان لا یصوم لانہ یشبہ تعظیم ھذا الیوم وانہ حرام	ھکذا فی الظھیریۃ
۴۹	وھو المختار	ھکذا فی محیط السرخسی
۵۰	ویکرہ صوم الصمت وھو ان یصوم ولا یتکلم	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۱	ویکرہ ان تصوم المرأۃ تطوعا بغیر اذن زوجھا الا ان یکون مریضا او صائما او محرما بحج او عمرۃ ولیس للعبد والامۃ ان یصوما تطوعا الا باذن المولی کیفما کان وکذا المدبر والمدبرۃ وام الولد	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
۵۲	فان صام احد من ھؤلاء فللزوج ان یفطر المرأۃ وللمولی ان یفطر العبد والامۃ وتقضی المرأۃ اذا اذن لھا زوجھا او بانت ویقضی العبد اذا اذن لہ المولی او اعتق فاما اذا کان الزوج مریضا او صائما او محرما لم یکن لہ منع الزوجۃ من ذلک ولھا ان تصوم وان نھاھا ولیس کذلک العبد والامۃ فان للمولی منعھما علی کل حال	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ

[1] یہ حکم عام ہے اور اس عام حکم سے مخصوص البعض احکام بھی ہیں اس کے متعلق حکم ۵۹ تا ۶۳ / ۲۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] رد المحتار میں ہے کہ خیر اور ضرورت کی بات کرے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۱۱۵ نیز حکم نمبر ۱/۲۸۵ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] مدبر اور ام ولد کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲/۲۳۴ کا حاشیہ ملاحظہ ہو نیز اگر روزہ فرض ہو اور باندی کا مالک اسے روزہ سے منع کرے تو ایسے حکم کی بجا آوری باندی پر ضروری نہیں ہے اسی طرح اگر فرض نماز کا وقت تنگ ہو تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت مقدم ہے اس لئے کہ فرائض کی ادائیگی کے لئے اصل آزادی باقی رہتی ہے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۲ ص ۱۶۰ (مترجم)

[4] درمختار و رد المحتار میں ہے کہ عورت خاوند کی اجازت کے بغیر نفل روزہ رکھے تو مکروہ ہے۔ اور بظاہر اس عذر سے وہ عورت روزہ

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب روزہ دار کیلئے مکروہ اور غیر مکروہ امور کے احکام — روزہ دار کیلئے مکروہ اور غیر مکروہ امور کا بیان	حوالہ
۲۶۸-۴۶	(عام نفل روزوں میں) افضل یہ ہے کہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے [1]	خلاصہ
۴۷	سنیچر اور اتوار کا روزہ رکھنے کے متعلق شمس الائمۃ الحلوانیؒ نے ذکر کیا ہے کہ اگر اس دن کی تعظیم کا اعتقاد نہ کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔	ذخیرہ
۴۸	(ا) یہ مکروہ ہے کہ کوئی شخص جان بوجھ کر خاص نوروز یا مہرگان کے دن کا روزہ رکھے جبکہ یہ دن اس کے اس روزہ کے دن اتفاقاً واقع نہ ہو جسے وہ اس سے پہلے رکھا کرتا تھا۔ (ب) اور افضلیت کے لحاظ سے مذکورہ دن کا روزہ رکھنے کے متعلق گفتگو یہ ہے کہ اگر اس سے پہلے (اسد:) نفل روزہ رکھتا ہو تو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ روزہ رکھے ورنہ افضل یہ ہے کہ اس دن روزہ نہ رکھے اس لئے کہ اس میں اس دن کی تعظیم کی مشابہت ہے اور وہ حرام ہے۔	ظہیریہ
۴۹	اور یہی (مذکورہ) حکم مختار ہے۔	محیط سرخسی
۵۰	اور خاموشی کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ اور وہ یوں ہے کہ روزہ رکھے اور کسی سے کلام نہ کرے [2]	قاضیخان
۵۱	(ا) یہ مکروہ ہے کہ عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر نفل روزہ رکھے۔ لیکن اگر اس کا خاوند بیمار ہو یا روزہ دار ہو یا حج یا عمرہ کے احرام میں ہو تو پھر مکروہ نہیں ہے۔ (ب) غلام اور باندی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نفل روزہ رکھیں خواہ ان کا مالک کسی حالت میں بھی ہو۔ اسیطرح مدبر غلام۔ مدبرہ باندی اور ام ولد کیلئے بھی یہی حکم ہے [3]	جوہرہ نیرہ
۵۲	(ا) پس اگر ان (مذکورہ افراد) میں سے کسی نے (نفل) روزہ رکھا تو خاوند کو اختیار حاصل ہے کہ بیوی کا روزہ توڑا دے [4] اور مالک کو اختیار حاصل ہے کہ وہ غلام یا باندی کا روزہ تڑوا ڈالے۔ (ب) اور (مذکورہ صورت میں) عورت اس روزہ کو اس وقت قضا کرے گی جب خاوند نے اجازت دی یا جب اس سے اس کا نکاح جاتا رہا اور غلام اس روزہ کو اس وقت قضا کرے گا جب مالک نے اجازت دی یا جب وہ آزاد ہوگیا۔ (ج) لیکن اگر خاوند بیمار ہو یا روزہ دار ہو یا احرام کی حالت میں ہو تو اسے یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ بیوی کو نفل روزہ رکھنے سے منع کرے اس صورت میں اس کے منع کرنے کے باوجود بیوی روزہ رکھ سکتی ہے۔ البتہ غلام اور باندی کیلئے یہ حکم نہیں ہے اس لئے کہ ان کے مالک کو ہر حال میں انہیں نفل روزہ سے منع کرنے کا اختیار حاصل ہے۔	جوہرہ نیرہ

شروع کرنے کے بعد بھی وہ روزہ توڑ سکتی ہے۔ کیونکہ یہ اس کے حق میں عذر قرار پائیگا۔ لیکن اگر اس کا خاوند مریض ہو یا وہ سفر میں گیا ہو یا وہ محرِم ہو تو پھر مکروہ نہیں ہے خواہ وہ منع کرے۔ اس لئے کہ اس صورت میں عورت کے روزہ سے اسے کوئی ضرر نہیں۔ نیز درمختار میں ہے کہ اگر (مذکورہ صورت میں) خاوند عورت کا روزہ توڑوا دے تو عورت وہ روزہ خاوند کی اجازت سے قضا کرے گی اور ردالمحتار میں ہے کہ اس حکم سے مستفاد یہ ہے کہ (مذکورہ صورت میں) خاوند عورت کا وہ روزہ توڑوا سکتا ہے۔ نیز اس میں نفل روزہ۔ نفل حج اور نفل نماز کا حکم برابر ہے۔ ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۲ صـ ۱۷۶ اور اعتکاف کی صورت میں حکم ۱۶ تا ۱۹ / ۲۸۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فیما یکرہ ومالا یکرہ — ما یکرہ للصائم ومالا یکرہ	حوالہ
۲۶۸-۵۳	ذکر صوم وجب علی المملوک بسبب باشرہ کالتطوع الا صوم المظہار	کذا فی الخلاصۃ
۵۴	ولا یصوم الاجیر تطوعا الا باذن المستأجر ان کان صومہ یضریہ فی الخدمۃ وان کان لا یضرہ فلہ ان یصوم بغیر اذنہ	کذا فی محیط السرخسی
۵۵	واما بنت الرجل وامہ واختہ فیتطوعن بغیر اذنہ	کذا فی السراج الوہاج
۵۶	ویکرہ للمسافر ان یصوم اذا اجہدہ الصوم فان لم یکن کذلک فالصوم افضل اذا لم یکن رفقاءہ اوعامتہم مفطرین فان کان رفقاؤہ اوعامتہم مفطرین والنفقۃ مشترکۃ بینہم فالافطار افضل	کذا فی الظہیریۃ
۵۷	واذا اصبح المسافر صائما فدخل مصرہ اومصراً آخر فنوی الاقامۃ کرہ لہ ان یفطر	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۸	ولا یکرہ صوم التطوع لمن علیہ قضاء رمضان	کذا فی معراج الدرایۃ
۵۹	ویستحب صوم ایام البیض الثالث عشر والرابع عشر والخامس عشر	کذا فی فتاوی قاضیخان
۶۰	وصوم یوم الجمعۃ بانفرادہ مستحب عند العامۃ کالاثنین والخمیس	کذا فی البحر الرائق
۶۱	ویستحب صوم الخمیس والجمعۃ والسبت من کل شہر حرام	کذا فی السراج الوہاج
۶۲	والاشہر الحرم اربعۃ ذو القعدۃ وذوالحجۃ والمحرم ورجب۔ ثلاثۃ سرد وواحد فرد	کذا فی السراج الوہاج
۶۳	ویستحب صوم تسعۃ ایام من اول ذی الحجۃ	کذا فی السراج الوہاج
۶۴	ویکرہ صوم عرفۃ للحاج ان اضعفہ	کذا فی البحر الرائق
۶۵	وکذا صوم یوم الترویۃ لانہ یعجزہ عن افعال الحج	کذا فی الظہیریۃ
۶۶	المرغوبات من الصیام انواع ۔ اولہا صوم المحرم والثانی صوم رجب والثالث صوم شعبان وصوم عاشوراء وہو الیوم العاشر من المحرم عند عامۃ العلماء والصحابۃ رضی اللہ عنہم	کذا فی الظہیریۃ
	المسنون ان یصوم العاشوراء مع التاسع	کذا فی فتح القدیر
	ویکرہ صوم عاشوراء منفردا	کذا فی محیط السرخسی
۶۷	وصوم ایام الصیف لطولہا وحرہا أدب	کذا فی الظہیریۃ

۱؎ غلام کے نفل روزہ کے متعلق حکم نمبر $\frac{51 ، 52}{268}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ نیز فتاوی قاضیخان میں ہے کہ یہ حکم اس لئے ہے کہ اس کے اس دن میں سفر کا حکم اور مقیم ہونے کا حکم دونوں جمع ہوگئے ہیں پس مقیم ہونے کو ترجیح ہوگی ۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ج ۱ ص ۲۰۵

حوالہ	تیسرا باب روزہ دار کیلئے مکروہ اور غیر مکروہ امور کے احکام — روزہ دار کیلئے مکروہ اور غیر مکروہ امور کا بیان	دفعات وشق نمبر
خلاصہ	اور ہر وہ روزہ جو غلام پر اس کے کسی فعل کی وجہ سے لازم ہوا ہو۔ اس کا حکم (ان کے) نفل روزے کے حکم کی طرح ہے[1] لیکن کفارہ ظہار کے روزہ کا یہ حکم نہیں ہے۔	۲۶۸-۵۳
محیط السرخسی	(ا) اجرت پر کام کرنیوالا اجرت پر رکھنے والے کی اجازت کے بغیر نفل روزہ نہ رکھے بشرطیکہ اس کا روزہ اس کی خدمت میں نقصان کرتا ہو۔ (ب) اور اگر اس کی خدمت میں نقصان نہ ہوتا ہو تو اسے اجازت ہے کہ وہ اجرت پر رکھنے والے کی اجازت کے بغیر روزہ رکھ لے	۵۴
سراج وہاج	کسی شخص کی بیٹی۔ ماں اور بہن اس کی اجازت کے بغیر نفل روزہ رکھ سکتی ہیں۔	۵۵
ظہیریہ	(ا) مسافر کو اگر روزہ رکھنے سے ضعف ہوجائے تو اسے روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ (ب) اور اگر ایسا نہ ہو تو اسے روزہ رکھنا افضل ہے بشرطیکہ اس کے سب ساتھی یا اکثر ساتھی بے روزہ نہ ہوں۔ (ج) اور اگر اس کے سب ساتھی یا اکثر ساتھی بے روزہ ہوں اور کھانے کے اخراجات مشترکہ ہوں تو اسے روزہ رکھنا افضل ہے	۵۶
قاضیخان	کسی مسافر نے روزہ کی حالت میں صبح کی پھر وہ اپنے شہر میں داخل ہوا یا کسی اور شہر میں داخل ہوا اور وہاں مقیم ہونے کی نیت کر لی تو اسے وہ روزہ توڑنا مکروہ ہے[2]	۵۷
معراج درایہ	جس شخص پر رمضان المبارک کے روزوں کی قضا باقی ہو اسے نفل روزہ رکھنا مکروہ نہیں ہوتا ہے[3]	۵۸
قاضیخان	چاندنی راتوں والے دنوں کا روزہ یعنی چاند کی تیرھویں۔ چودھویں اور پندرھویں کا روزہ رکھنا مستحب ہے[4]	۵۹
بحر رائق	صرف جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا عام فقہاءؒ کے ہاں مستحب ہے۔ جیساکہ سوموار اور جمعرات کے روزہ کیلئے یہی حکم ہے۔	۶۰
سراج وہاج	جو مہینے خصوصی احترام والے ہیں ان میں جمعرات۔ جمعہ اور ہفتہ کے دن کا روزہ رکھنا مستحب ہے	۶۱
سراج وہاج	اور خصوصی احترام والے مہینے چار ہیں۔ ذوالحجہ۔ ذوالقعدہ ۔ محرم اور رجب۔ (ان میں سے) تین مسلسل ہیں اور ایک علیحدہ ہے	۶۲
سراج وہاج	ذوالحجہ کے مہینہ میں پہلے نو دنوں کا روزہ رکھنا مستحب ہے[5]	۶۳
بحر رائق	حاجی کو اگر روزہ رکھنے سے ضعف ہوجائے تو اسے عرفہ کے دن روزہ رکھنا مکروہ ہے	۶۴
ظہیریہ	اسی (مذکورہ حکم) کی طرح ترویحہ کے دن (یعنی ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ) کے روزہ کا حکم ہے اس لئے کہ (ضعف کی صورت میں) روزہ حاجی کو حج کے کاموں سے عاجز کردے گا۔	۶۵
ظہیریہ	(ا) پسندیدہ روزہ کئی قسم ہیں۔ ان میں سے اول محرّم کے روزے۔ دوسرے رجب کے روزے۔ تیسرے شعبان کے روزے اور عاشورہ کا روزہ ہے اور اکثر علماءؒ اور صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے ہاں عاشورہ کا روزہ محرم کی دسویں تاریخ کے دن ہے۔	۶۶
فتح قدیر	(ب) مسنون یہ ہے کہ عاشورہ کا روزہ نویں تاریخ کے دن کے روزے سمیت رکھے۔	
محیط سرخسی	(ج) اور صرف عاشورہ کے دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔	
ظہیریہ	گرمیوں میں دن بڑا ہوتے اور گرمی کی وجہ سے روزہ رکھنا اچھی تربیت اور شائستگی ہے	۶۷

اور مقیم ہونے کے متعلق حکم ۲۹/۲۰۵ ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ۸/۲۸۷ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ۱۱/۲۷۷ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم نمبر ۴۶/۲۶۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم نمبر ۴۶/۲۶۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد — النوع الاول ما یوجب القضاء دون الکفارۃ	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد

دفعات ۲۶۹ تا ۲۷۱ عنوانات ۳ تعداد شق ۱۲۸

۲۶۹- ما یوجب القضاء دون الکفارۃ تعداد شق ۸۷

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	والمفسد علی نوعین (النوع الاول ما یوجب القضاء دون الکفارۃ) اذا اکل الصائم اوشرب اوجامع ناسیا لم یفطر ولا فرق بین الفرض والنفل	کذا فی الھدایۃ
۲	ولو قیل لرجل یأکل انک صائم وھو لا یتذکر فالصحیح انہ یفسد صومہ	ھکذا فی الظھیریۃ
۳	رجل نظر الی صائم یأکل ناسیا ان رأی فیہ قوۃ یمکنہ ان یتم الصوم الی اللیل فالمختار انہ یکرہ ان لا یذکرہ وان کان یضعف فی الصوم بان کان شیخا کبیرا یسعہ ان لا یخبرہ کذا فی الظھیریۃ فی فصل الاعذار المبیحۃ	
۴	لو اکل مکرھا او مخطئا علیہ القضاء دون الکفارۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵	المخطئ ھو الذاکر للصوم غیر القاصد للفطر اذا اکل او شرب	ھکذا فی النھر الفائق
۶	والناسی عکسہ ھکذا فی النھایۃ والبحر الرائق	
۷	اذا اکل الصائم او شرب اوجامع ناسیا لم یفطر ولا فرق بین الفرض والنفل	کذا فی الھدایۃ

۱؎ بھولنے والے کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۶/۲۶۹ ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ۶۶/۲۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ خطاء کرنیوالے کے مفہوم کے متعلق حکم ۵/۲۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ جیسا کہ حکم نمبر ۳/۲۶۵ میں ہے (مترجم) ۴؎ فتاوی ہذا کے نسخہ مطبوعہ مطبع امیریہ ومیمنیہ مصری میں یہ حکم ایک ہی عنوان میں مکرر

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب - جن امور سے روزہ فاسد ہوتاہے اور جن سے فاسد نہیں ہوتا انکے احکام — پہلی قسم جن سے صرف قضا لازم ہے انکا بیان	حوالہ
	بسم اللہ الرحمن الرحیم	
	چوتھا باب، جن امور سے روزہ فاسد ہوتا ہے اور جن سے فاسد نہیں ہوتا ان کے احکام	
	دفعات ۲۶۹ تا ۲۷۱ عنوانات ۳ تعداد شق ۱۲۸	
۲۶۹	**جن امور سے روزہ کی صرف قضا لازم آتی ہے کفارہ نہیں** اور اسمیں ۸۷ شقیں ہیں	
۱	روزہ توڑنے والے امور کی دو قسمیں ہیں - پہلی قسم وہ ہے - جن سے قضا لازم آتی ہے - کفارہ لازم نہیں آتا - اگر روزہ دار بھول کر[1] کچھ کھالے یا پی لے یا جماع کرلے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا - اور اس حکم میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ فرض روزہ ہو یا نفل روزہ ہو -	ہدایہ
۲	کسی (روزہ دار) شخص کو کہا گیا کہ تو روزہ دار ہے اور اسے یاد نہیں آتا اور وہ کھا رہا ہے تو اس کے متعلق صحیح حکم یہ ہے کہ اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا -	ظہیریہ
۳	کسی شخص نے کسی روزہ دار کو دیکھا کہ وہ بھول کر کچھ کھا رہا ہے تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اسمیں اتنی قوت دیکھے کہ اسے رات تک روزہ پورا کرنا ممکن ہے تو مختار حکم یہ ہے کہ اسے یاد نہ دلانا مکروہ ہے اور اگر اس روزہ دار کو روزہ نے ضعف ہے مثلاً وہ بہت بوڑھا ہے تو اس (دیکھنے والے) کیلئے گنجائش حاصل ہے کہ اسے یاد نہ دلائے -	ظہیریہ
۴	اگر کسی روزہ دار نے زبردستی ہونے سے یا خطا ہونے سے[2] کچھ کھا لیا تو اس پر اس روزہ کی قضا لازم آئے گی - کفارہ لازم نہ ہوگا -	قاضیخان
۵	خطا کرنے والا اسے کہتے ہیں کہ اسے روزہ یاد ہوا اور اس کا ارادہ اسے توڑنے کا نہ ہو اور پھر خطاءً کچھ کھا لیا یا پی لیا[3]	نہر فائق
۶	اور بھولنے والا اسے کہتے ہیں جو خطا کرنے والے کا الٹ ہو (یعنی اسے روزہ یاد نہ ہوا اور اس نے کوئی کام روزہ کے منافی کرلیا) -	نہایہ - البحرالرائق
۷	اگر روزہ دار بھول کر کچھ کھالے یا پی لے یا جماع کرلے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور اس حکم میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ فرض روزہ ہو یا نفل روزہ ہو[4]	ہدایہ

درج ہے - کیونکہ بعینہٖ یہ حکم ۱/۲۶۹ میں بھی ہے اور نسخہ مطبوعہ مطبع مجیدی کانپور میں بھی یوں ہی ہے - (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد — النوع الاول مایوجب القضاء دون الکفارۃ	حوالہ
۸-۲۶۹	وان تمضمض او استنشق فدخل الماء جوفه ان کان ذاکرا لصومه فسد صومه وعلیه القضاء وان لم یکن ذاکرا لا یفسد صومه.	کذا فی الخلاصة وعلیه الاعتماد
۹	ولو رمی رجل الی صائم شیأ فدخل حلقه فسد صومه لانه بمنزلة المخطئ وکذا اذا اغتسل فدخل الماء حلقه	کذا فی السراج الوهاج
۱۰	النائم اذا شرب فسد صومه ولیس هو کالناسی لان النائم او ذاهب العقل اذا ذبح لم تؤکل ذبیحته وتؤکل ذبیحة من نسی	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۱	واذا ابتلع مالا یتغذی به ولا یتداوی به عادة کالحجر والتراب لا یوجب الکفارة	کذا فی التبیین
۱۲	ولو ابتلع حصاة او نواة او حجرا او مدرا او قطنا او حشیشا او کاغذة فعلیه القضاء ولا کفارة	کذا فی الخلاصة
۱۳	ولا کفارة فی السفرجل اذا لم یدرک ولم یکن مطبوخا ولا ابتلاع الجوزة الرطبة	هکذا فی النهر الفائق
۱۴	ولو ابتلع جوزة یابسة او لوزة یابسة لا کفارة علیه	کذا فی الخلاصة
۱۵	ولو ابتلع بیضة بقشرها او رمانة بقشرها لا کفارة علیه	کذا فی الخلاصة
۱۶	والفستق ان کان رطبا فهو بمنزلة الجوز وان کان یابسا ان مضغه فعلیه الکفارة اذا کان فیه لب وان ابتلعه فلا کفارة علیه عند الکل وان کان مشقوق الرأس فکذلك عند العامة لا کفارة علیه	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۱۷	ولو اکل قشر البطیخ ان کان یابسا او کان بحال یتقذر منه فلا کفارة علیه وان کان طریا بحال لا یتقذر منه فعلیه الکفارة	کذا فی الظهیریة

ـــه ۱ حکم نمبر ۱۲/۲۶۹ اور ۴/۲۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــه ۲ حکم نمبر ۱۵ — ۱۶/۲۸۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب جن امور سے روزہ فاسد ہوتا ہے اور جن سے فاسد نہیں ہوتا انکے احکام — پہلی قسم جن سے صرف قضا لازم ہے انکا بیان	حوالہ
۲۶۹-۸	اگر کسی روزہ دار نے کلی کی یا ناک میں پانی ڈالا اور پانی اس کے پیٹ میں چلا گیا تو (اسکا حکم یہ ہے کہ) اگر اسے روزہ یاد تھا تو اس کا وہ روزہ ٹوٹ گیا اور اس پر اس روزہ کی قضا لازم ہے اور اور اگر اسے روزہ یاد نہ تھا تو اس کا روزہ نہ ٹوٹے گا یہ خلاصہ میں ہے اور اسی پر اعتماد ہے۔	خلاصہ
۹	(ا) اگر کسی شخص نے روزہ دار شخص کی طرف کوئی چیز پھینکی اور وہ چیز اس کے حلق میں داخل ہوگئی تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا اس لئے کہ (اس صورت میں) وہ ایسا ہی ہے گویا وہ خطا رسے کھانے والا ہے (ب) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی روزہ دار نے غسل کیا اور پانی اسکے حلق میں داخل ہوگیا (تو اس کا روزہ ٹوٹ جائیگا)۔	سراج وہاج
۱۰	سوئے ہوئے شخص نے اگر پانی پی لیا تو اس کا روزہ فاسد ہو جائیگا۔ اور اس کا حکم بھولنے والے کی طرح نہیں ہے۔ اس لئے کہ سوتے والا شخص یا ذاھب العقل (یعنی بیہوش یا مجنون شخص) کسی جانور کو ذبح کرے تو اسکے ذبح کئے ہوئے جانور کو نہیں کھایا جائیگا۔ اور جو مسلمان شخص ذبح کرتے وقت (بسم اللہ پڑھنا) بھول جائے تو اسکے ذبح شدہ جانور کو کھانا جائز ہے۔	قاضیخان
۱۱	اگر کسی روزہ دار شخص نے ایسی چیز نگل لی جو بموجب عادت نہ غذا کے طور پر اور نہ دوا کے طور پر کھائی جاتی ہے۔ مثلاً اس نے پتھر یا مٹی کھالی تو ایسی چیز کھالینا کفارہ واجب نہیں کرتا [1]	تبیین
۱۲	اگر کسی روزہ دار شخص نے سنگریزہ یا گٹھلی یا پتھر یا ڈھیلا یا روئی یا گھاس یا کاغذ نگل لیا تو اس پر اس روزہ کی قضا لازم ہے۔ کفارہ لازم نہیں ہے۔	خلاصہ
۱۳	اگر کسی روزہ دار نے بھی نگل لی جو ابھی پکی نہ تھی اور نہ بطور ترکاری پکائی گئی تھی تو اس پر کفارہ لازم نہ ہوگا۔ اسی طرح تر اخروٹ نگل لینے کی صورت میں یہی حکم ہے۔	النہر الفائق
۱۴	اگر کسی روزہ دار شخص نے خشک اخروٹ یا خشک بادام (چھلکوں سمیت) نگل لیا تو اس پر کفارہ لازم نہ ہوگا۔	خلاصہ
۱۵	اور اگر کسی روزہ دار نے چھلکوں سمیت انڈا نگل لیا یا چھلکوں سمیت انار نگل لیا تو اس پر کفارہ نہیں ہے	خلاصہ
۱۶	(ا) پستہ اگر تر ہے تو وہ (روزہ دار کے لئے) اخروٹ کے حکم میں ہے (ب) اور اگر خشک ہے تو اگر (رمضان المبارک کے) روزہ دار نے اسے چبایا (اور کھایا) اور اس میں گودا ہے تو اس پر کفارہ لازم ہے [2] (ج) اور اگر کسی روزہ دار نے پستہ (چبانے کی بجائے) نگل لیا تو سب کے ہاں اس پر کفارہ لازم نہیں ہے (د) اور اگر پستہ کا سر پھٹا ہوا تھا تو (اسے نگلنے کی صورت میں) اس پر اکثر فقہاءؒ کے ہاں کفارہ لازم نہیں ہے۔	قاضیخان
۱۷	اگر کسی روزہ دار نے تربوز کا چھلکا کھالیا تو اگر وہ خشک ہے یا اس کی حالت ایسی ہے کہ اس سے نفرت ہوتی ہے تو اس سے کفارہ لازم نہیں ہے۔ [3] اور اگر وہ تازہ ہے اور اس کی حالت ایسی ہے کہ اس سے نفرت نہیں	

[3] حکم نمبر ۱۱/۲۶۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد — النوع الاول ما يوجب القضاء دون الكفارة	حوالہ
۲۶۹-		
۱۸	ولو اكل الارز و الجاورس لا تجب فيه الكفارة	كذا فى الذخيرة
۱۹	ولا كفارة باكل العدس والماش	هكذا فى الزاهدى
۲۰	ولو اكل الطين الذى يغسل به الرأس فسد صومه وان كان يعتاد اكل هذا الطين فعليه القضاء والكفارة	هكذا فى الظهيرية
۲۱	وان اكل ما بين اسنانه لم يفسد ان كان قليلا وان كان كثيرا يفسد والحمصة وما فوقها كثير وما دونها قليل	كذا فى الكافى
۲۲	وان اخرجه واخذه بيده ثم اكل ينبغى ان يفسد	كذا فى الكافى
	وفى الكفارة اقاويل قال الفقيه رح والاصح انه لا تجب الكفارة	كذا فى الخلاصة
۲۳	واذا ابتلع سمسمة بين اسنانه لا يفسد صومه لانه قليل وان ابتلع من الخارج يفسد	
	وتكلموا فى وجوب الكفارة والمختار انها تجب اذا ابتلعها ولم يمضغها كذا فى الغياثية و فتاوى قاضيخان	
	وهو الاصح	كذا فى محيط السرخسى
	وان مضغها لا يفسد الا ان يجد طعمها فى حلقه وهذا حسن جدا فليكن الاصل فى كل قليل مضغه	كذا فى فتح القدير

ـــلـــه چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ کفارہ تب لازم ہوتا ہے کہ کمال جنایت ہو۔ یعنی (ماہ رمضان کا) روزہ رکھکر صورۃً و معنیً توڑدے نیز لکھا ہے کہ جو چیز بطور غذا یا دوا (عادۃً) نہیں کھائی جاتی۔ مثلاً پتھر۔ مٹی اور کچا آٹا زیادہ صحیح روایت کے بموجب اور چاول اور گوندھا ہوا آٹا اور نمک کھالیا تو قضا لازم ہوگی کفارہ لازم نہ ہوگا لیکن اگر اسے نمک تنہا کھانے کی عادت ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر اس پر قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے) ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۲۷۵ اور فتح القدیر میں ہے کہ ہر وہ چیز جو عادۃً بطور غذا یا دوا نہیں کھائی جاتی۔ اس کے کھانے سے (قضا لازم آتی ہے) کفارہ لازم نہیں ہوتا اور کچا آٹا۔ چاول اور گوندھا ہوا آٹا کھانے میں (امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رح کے ہاں) کفارہ لازم نہیں آتا اور امام محمد رح کے ہاں یہ حکم نہیں ہے اور نمک کھانے میں بھی کفارہ لازم نہیں آتا لیکن اگر اسے نمک تنہا کھانے کی عادت ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے) ماخوذ از فتح القدیر مطبوعہ مطبع نولکشور ج ۱ ص ۳۹۱۔ نیز حکم نمبر ۴، ۱۹ / ۲۷۰ مع حواشی اور حکم نمبر ۱۱، ۱۹ تا ۲۴ / ۲۶۹، ۱۵ / ۲۸۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔ نیز عادۃً کی قید سے مستفاد ہے کہ اگر کسی شخص کو کچے چاول یا باجرہ وغیرہ بطور غذا یا دوا کھانے کی عادت ہو اور اس نے ماہ رمضان

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب جن امور سے روزہ فاسد ہوتا ہے اور جن سے فاسد نہیں ہوتا انکے احکام — پہلی قسم جن سے صرف قضا لازم ہے انکا بیان	حوالہ
٢٦٩ ٠	ہوتی تو اس کے کھانے سے (رمضان المبارک کے) روزہ دار پر کفارہ لازم ہوگا۔	ظہیریہ
١٨	اگر کسی روزہ دار نے چاول یا باجرہ (بغیر پکائے) کھالیا تو اس پر کفارہ واجب[١] نہ ہوگا۔	ذخیرہ
١٩	مسور اور ماش (بغیر پکائے) کھالینے سے بھی (روزہ دار پر) کفارہ لازم نہیں ہوتا[٢]۔	زاہدی
٢٠	(ا) اگر کسی روزہ دار نے ایسی مٹی کھائی جس سے سر دھویا جاتا ہے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (ب) اور اگر اس شخص کو اس مٹی کے کھانے کی عادت ہے تو (رمضان المبارک کے) روزہ دار پر اس روزہ کی قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔	ظہیریہ
٢١	اگر کسی روزہ دار نے دانتوں کے درمیان باقیماندہ چیز کو کھالیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر وہ کم ہے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا اور اگر بہت ہے تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اور چنے کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو وہ بہت قرار پاتی ہے۔ اور اس سے کم ہو تو وہ تھوڑی قرار پاتی ہے[٣]۔	کافی
٢٢	(ا) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے اسے (منہ سے) نکال کر ہاتھ میں لے لیا پھر کھالیا تو (کم ہونے کی صورت میں بھی) اس کا روزہ ٹوٹ جانا چاہیئے۔٭	کافی
	(ب) اور (مذکورہ صورت میں) اس پر کفارہ واجب ہونے کے متعلق کئی قول ہیں۔ فقیہؒ نے کہا ہے کہ زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ کفارہ واجب نہ ہوگا۔ ⊙	خلاصہ
٢٣	(ا) اگر کسی روزہ دار کے دانتوں میں تل رہ گیا تھا اور اس نے اسے نگل لیا تو اس سے اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ اس لئے کہ وہ کم ہے (ب) اور[١] اگر کسی روزہ دار نے باہر سے تل لیکر نگل لیا تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اور[٢] اس پر کفارہ واجب ہونے میں اختلاف ہے اور مختار حکم یہ ہے کہ اگر (رمضان المبارک کے روزہ میں) اسے چبائے بغیر نگل لیا تو کفارہ واجب ہوگا۔	غیاثیہ۔ قاضیخان
	اور[٣] یہی (مذکورہ) حکم زیادہ صحیح ہے۔	محیط سرخسی
	اور[٤] اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) چبایا تو اس کا روزہ نہ ٹوٹے گا لیکن اگر حلق میں اس کا ذائقہ پائے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا[٤] اور یہ حکم اچھا ہے۔ اور ہر تھوڑی سی چیز میں جسے روزہ دار نے چبایا یہی قاعدہ ہونا چاہیئے۔	فتح قدیر

کے روزہ میں مذکورہ کوئی چیز کھائی تو پھر اس پر کفارہ لازم ہوگا۔ اس لئے کہ فقہاءؒ عادات کو ملحوظ رکھکر قیود میں اضافہ کرتے ہیں (مترجم) [٢] حکم نمبر $\frac{٤}{٢٧٠}$ مع حاشیہ اور حکم نمبر $\frac{١١، ١٨، ٢٠، ٢٣}{٢٦٩}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[٣] اور دانتوں میں باقیماندہ شے سے نماز میں چنے کے برابر کھانے کے متعلق حکم نمبر $\frac{٩}{١٦٩}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [٤] جیساکہ درمختار میں ہے کہ اگر کسی روزہ دار نے تل جیسی کوئی چیز باہر سے کھائی تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور زیادہ صحیح قول کے بموجب اس پر کفارہ لازم ہوگا لیکن اگر اس نے اسے اس طرح چبایا کہ وہ اس کے منہ میں فنا ہوگیا تو اس کا روزہ نہ ٹوٹے گا۔ اور اگر اس نے اپنے حلق میں اس کا ذائقہ پایا تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر اسکا روزہ ٹوٹ جائیگا) ماخوذ از درمختار مع ردالمحتار ج ٢ ص ١٥٣ (مترجم) ٭ جیساکہ شرح وقایہ میں مذکورہ صورت کیمتعلق لکھا ہے کہ اگر کم ہو تو اس سے روزہ نہ ٹوٹنے کا یہی حکم ہے۔ اگر اسے نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ اور کھالیا تو پھر یہ حکم نہیں ہے۔ (یعنی پھر اس سے روزہ ٹوٹ جائیگا) اور ہاتھ میں لینے کی قید احترازی نہیں اتفاق ہے۔ ماخوذ از شرح وقایہ ج ١ ص ٢٣٨

حکم نمبر $\frac{١}{٢٣}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ⊙ حکم نمبر $\frac{}{٢٦}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد — النوع الاول ما يوجب القضاء دون الكفارة	حوالہ
٢٦٩-٢٤	ولو مضغ حبة حنطة لا يفسد صومه لانها تتلاشى	كذا فى فتاوى قاضيخان
٢٥	ولا كفارة فى الظاهر فى ابتلاع اللقمة الممضوغة لغيره	كذا فى الوجيز للكردرى
٢٦	اذا بقيت لقمة السحور فى فيه فطلع الفجر ثم ابتلعها او أخذ كسرة خبز ليأكلها وهو ناس فلما مضغها ذكر انه صائم فابتلعها مع ذكر الصوم قال بعضهم ان ابتلعها قبل ان يخرجها فعليه الكفارة وان اخرجها ثم اعادها لا كفارة عليه وهو الصحيح	كذا فى فتاوى قاضيخان
٢٧	ولو ابتلع بزاق غيره فسد صومه بغير كفارة الا اذا كان بزاق صديقه فحينئذ تلزمه الكفارة	كذا فى المحيط
٢٨	وان ابتلع بزاق نفسه من يده فسد صومه ولا تلزمه الكفارة	كذا فى الوجيز للكردرى
٢٩	ترطبت شفتاه ببزاقه عند الكلام او غيره فابتلعه لا يفسد للضرورة	كذا فى الزاهدى
٣٠	ولو سال لعابه من فيه الى ذقنه من غير ان ينقطع من داخل فمه ثم رده الى فيه وابتلعه لا يفطره لانه لا يتم الخروج	كذا فى الظهيرية فى المقطعات
٣١	بخلاف ما اذا انقطع .	كذا فى الظهيرية فى المقطعات
٣٢	فى الحجة رجل له علة يخرج الماء من فمه ثم يدخل ويذهب فى الحلق لا يفسد صومه	كذا فى التتارخانية
٣٣	ولو بقى بلل بعد المضمضة فابتلعه مع البزاق لم يفطره	كذا فى محيط السرخسى

ـــــه ١ حکم نمبر ٢٣/٢٦٩ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ چنانچہ البحر الرائق مع حاشیہ میں ہے کہ اگر روزہ دار نے دانہ گندم چبایا تو کفارہ لازم نہ ہوگا اور اگر حلق میں اسکا ذائقہ پایا تو وہ روزہ ٹوٹ جائیگا۔ ماخوذ از البحر الرائق مع حاشیہ ج ٢ ص ٢٧٥ (مترجم) ـــــه ٢ عربی عبارت الممضوغة لغیرہ کا لفظی ترجمہ بظاہر یوں بنتا تھا۔ کسی دوسرے شخص کیلئے چبایا ہوا لقمہ نگل لیا تو کفارہ نہیں ہے مگر یہ تو اپنا چبایا ہوا خود نگلنے کی صورت بنتی ہے جسپر کفارہ آتا ہے۔ غالباً یہاں عربی عبارت الممضوغة لغیرہ الخ اصل میں ممضوغة الغیر الخ بشکل اضافت ہے۔ یعنی دوسرے شخص کا چبایا ہوا لقمہ نگل لیا تو اسپر کفارہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس سے طبعی نفرت ہوتی ہے۔ جیساکہ دوسرے شخص کا لعاب نگلنے کی صورت میں حکم ہے۔ حکم نمبر ٢٧/٢٦٩ مع حاشیہ ملاحظہ ہو واللہ اعلم بالصواب (مترجم) ـــــه ٣ چنانچہ رد المحتار میں ہے کہ

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب۔ جن امور سے روزہ فاسد ہوتا ہے اور جن سے فاسد نہیں ہوتا ان کے احکام۔ پہلی قسم جن سے صرف قضا لازم ہے ان کا بیان	حوالہ
۲۶۹-۲۴	اگر کسی روزہ دار نے گندم کا دانہ چبایا تو اس کا روزہ نہ ٹوٹے گا اس لئے کہ وہ منہ میں ہی فنا ہو جاتا ہے[1]	قاضیخان
۲۵	اگر کسی روزہ دار نے کسی دوسرے شخص کا چبایا ہوا لقمہ نگل لیا[2] تو ظاہر حکم یہ ہے کہ اس پر کفارہ لازم نہیں ہے۔	وجیز للکردری
۲۶	جب (رمضان المبارک کی) سحری کا کوئی لقمہ کسی شخص کے منہ میں باقی تھا کہ صبح طلوع ہو گئی پھر اس نے وہ لقمہ نگل لیا۔ یا کسی شخص نے بھول کر روٹی کا ٹکڑا کھانے کے لئے لیا اور جب اسے چبایا تو اسے یاد آگیا کہ وہ روزہ دار ہے پس اس نے روزہ یاد آنے کے باوجود ٹکڑا نگل لیا تو اس کے حکم کے متعلق بعض نے کہا ہے کہ اگر اس نے منہ سے باہر نکالنے سے پہلے نگل لیا تو اس پر کفارہ لازم ہے۔ اور اگر اس نے اسے منہ سے نکال دیا پھر منہ میں ڈالا اور نگل لیا تو اس پر کفارہ لازم نہیں ہے۔ اور یہی حکم صحیح ہے[3]	قاضیخان
۲۷	(ل) اگر کسی (مذکورہ) روزہ دار شخص نے کسی دوسرے آدمی کا تھوک نگلا تو اس کا روزہ ٹوٹ گیا اور کفارہ لازم نہیں ہوگا۔ (ب) لیکن اگر وہ اس کے محبوب کا تھوک تھا تو پھر اس پر کفارہ بھی لازم ہوگا[4]	محیط
۲۸	اگر کسی روزہ دار نے اپنا تھوک ہاتھ میں لیکر پھر نگل لیا تو اس کا روزہ ٹوٹ گیا۔ البتہ اس پر کفارہ لازم نہ ہوگا[5]	وجیز للکردری
۲۹	کسی روزہ دار کے ہونٹ باتیں کرتے وقت یا اس کے علاوہ میں اس کے تھوک سے تر ہوئے تو اس نے اسے نگل لیا تو بنا بر ضرورت اس کا روزہ نہ ٹوٹے گا۔	زاہدی
۳۰	کسی روزہ دار کے منہ سے اس کا لعاب بہہ نکلا اور اس کا تار منہ کے اندر کے لعاب سے ملا ہوا تھا پھر اس نے اسے منہ کے اندر لے جاکر نگل لیا تو اس کا روزہ نہ ٹوٹے گا۔ اس لئے کہ اس لعاب کا باہر نکلنا مکمل نہیں ہوا تھا۔	ظہیریہ
۳۱	اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس کا تار ٹوٹ گیا تھا تو اسکا حکم یہ نہیں ہے (یعنی پھر اسکا روزہ ٹوٹ جائیگا)[6]	ظہیریہ
۳۲	حجہ میں ہے کہ کسی روزہ دار کو یہ بیماری ہے کہ اس کے منہ سے پانی نکلتا ہے اور پھر اس کے منہ میں داخل ہو جاتا ہے اور حلق میں چلا جاتا ہے تو اس سے اس کا روزہ نہ ٹوٹے گا۔	تتارخانیہ
۳۳	اگر کسی روزہ دار نے کلی کی تو کچھ تری باقی رہی پس اس نے اسے تھوک کے ساتھ نگل لیا تو اس سے اس کا روزہ نہ ٹوٹے گا۔	محیط سرخسی

اگر کسی روزہ دار نے منہ میں لقمہ لیا اور پھر باہر نکالا پھر دوبارہ منہ میں ڈال لیا (اور نگل گیا) تو اس پر کفارہ لازم نہیں اس لئے کہ اس سے طبعی نفرت ہوتی ہے اور اس سے کراہت کی جاتی ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۱۴۸ نیز حکم 11/269، 2/270 مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] حکم نمبر 11/269، 2/270 مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم نمبر 11/269، 2/270 مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] حکم نمبر 28/269 ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فیما یفسد ومالا یفسد النوع الاول ما یوجب القضاء دون الکفارۃ	حوالہ
۲۶۹-۳۴	ولو دخل المخاط انفہ من رأسہ ثم استشمہ فادخل حلقہ عمدا لم یفطرہ لانہ بمنزلۃ ریقہ	کذا فی محیط السرخسی
۳۵	ولو اکل دما فی ظاہر الروایۃ علیہ القضاء دون الکفارۃ لانہ مما یستقذرہ الطبع	کذا فی الظہیریۃ
۳۶	الدم اذا خرج من الاسنان ودخل حلقہ ان کانت الغلبۃ للبزاق لا یضرہ وان کان الغلبۃ للدم یفسد صومہ وان کانا سواء افسد ایضا استحسانا	کذا فی الخلاصۃ
۳۷	صائم عمل عمل الابریسم فادخل الابریسم فی فیہ وخرجت منہ خضرۃ الصبغ اوصفرتہ اوحمرتہ واختلط بالریق فصار الریق اخضر اواصفر اواحمر فابتلعہ وھو ذاکر صومہ فسد صومہ	ھکذا فی الخلاصۃ
۳۸	ولو مس الہلیلج فدخل البزاق حلقہ لم یفسد مالم یدخل عینہ	کذا فی الظہیریۃ
۳۹	ولو مص سکرا حتی وصل الماء حلقہ فعلیہ الکفارۃ	کذا فی محیط السرخسی
۴۰	ومالیس بمقصود بالاکل ولا یمکن الاحتراز عنہ کالذباب اذا وصل الی جوف الصائم لم یفطرہ	کذا فی ایضاح الکرمانی
۴۱	ولو اخذ الذباب واکلہ یجب علیہ القضاء دون الکفارۃ	کذا فی شرح الطحاوی
۴۲	ولو تثاءب فرفع رأسہ فوقع فی حلقہ قطرۃ ماء انصب من میزاب فسد صومہ	ھکذا فی السراج الوھاج
۴۳	والمطر والثلج اذا دخل حلقہ یفسد صومہ وھو الصحیح	کذا فی الظہیریۃ
۴۴	ولو دخل حلقہ غبار الطاحونۃ اوطعم الادویۃ اوغبار الھرس واشباھہ الدخان	

ــــہ[۱] حکم نمبر $\frac{11}{269}$ و $\frac{4}{270}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ــــہ[۲] اور نماز میں ایسا کرنے کے متعلق حکم نمبر $\frac{12}{179}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ــــہ[۳] دھواں داخل ہوا تو روزہ نہ ٹوٹے گا۔ پس یہ حکم دھواں داخل ہونے کے متعلق ہے داخل کرنے کے متعلق نہیں ہے چنانچہ نورالایضاح میں ہے کہ اگر اس کے اپنے عمل کے بغیر دھواں اس کے حلق میں داخل ہوگیا تو اس کا روزہ نہ ٹوٹے گا اور اگر اس نے جان بوجھ کر اپنے حلق میں دھواں داخل کیا (اور اسے روزہ یاد تھا) تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔ ماخوذ از نورالایضاح ص ۶۴ – ۶۶ اور درمختار میں ہے کہ دھواں داخل ہونے سے روزہ اس لئے نہیں ٹوٹتا کہ اس سے بچاؤ ممکن نہیں اور روزہ یاد ہو تو اپنے حلق میں دھواں داخل کرنے سے روزہ اس لئے ٹوٹ جاتا ہے کہ اس سے بچاؤ ممکن ہوتا ہے اور ردالمحتار میں ہے کہ اگر کسی نے دھونی لی۔ اسے سونگھا اور وہ دھواں اپنے

دفعات دشتی نمبر	چوتھا باب ۔ جن امور سے روزہ فاسد ہوتا ہے اور جن سے فاسد نہیں ہوتا انکے احکام — پہلی قسم جن سے صرف قضا لازم ہے ان کا بیان	حوالہ
۲۶۹-۳۴	اگر کسی روزہ دار کے سر کی طرف سے بلغم ناک میں اترا تو اس نے اسے اوپر چڑھا یا اور جان بوجھ کر حلق میں داخل کیا تو اس سے اس کا روزہ نہ ٹوٹے گا اس لئے کہ وہ بمنزلہ تھوک کے ہے۔	محیط سرخسی
۳۵	اگر کسی روزہ دار نے خون کھالیا تو ظاہر روایت کے بموجب اس پر اس روزہ کی قضا لازم ہوگی اس کا کفارہ لازم نہ ہوگا۔ اس لئے کہ اس سے طبعی نفرت ہوتی ہے۔[1]	ظہیریہ
۳۶	کسی روزہ دار کے دانتوں سے خون نکلا اور اس کے حلق میں داخل ہوگیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر تھوک غالب ہے تو اس کے روزہ کو کوئی ضرر نہیں اور اگر خون غالب ہے تو اس کا روزہ ٹوٹ گیا۔ اور اگر دونوں برابر ہیں تو بھی از روئے استحسان اس کا روزہ ٹوٹ گیا۔	خلاصہ
۳۷	کسی روزہ دار نے ابریشم کا کام کیا پس اس نے ابریشم منہ میں داخل کیا اور اس کا سبز یا زرد یا سرخ رنگ نکلکر تھوک سے مل گیا پس تھوک اس رنگ سے رنگیں ہوگیا پھر اس نے روزہ یاد ہونے کے باوجود اس تھوک کو نگل لیا تو اس کا روزہ ٹوٹ گیا۔	خلاصہ
۳۸	اگر کسی روزہ دار نے ہلیلہ چوسا پھر تھوک اس کے حلق میں داخل ہوا تو (اس سے اس کا) روزہ فاسد نہ ہوگا۔ جب تک خود ہلیلہ سے کچھ حصہ اسکے حلق میں داخل نہ ہو۔	ظہیریہ
۳۹	اگر کسی روزہ دار نے شکر (یا گنا وغیرہ) کو[2] چوسا حتی کہ اس کا پانی اس کے حلق میں داخل ہوگیا تو اس پر کفارہ لازم ہوگا۔	محیط سرخسی
۴۰	جس چیز کا کھانا مقصود نہیں ہوتا اور اس سے بچ بھی نہیں سکتا مثلاً مکھی جب روزہ دار کے پیٹ میں پہنچ جائے تو وہ اس کا روزہ نہ توڑے گی۔	ایضاح الکرمانی
۴۱	کسی روزہ دار نے مکھی پکڑی اور اسے کھا گیا تو اس پر اس روزہ کی قضا واجب ہوگی۔ کفارہ لازم نہ ہوگا۔	شرح طحاوی
۴۲	اگر کسی روزہ دار کو جمائی آئی اس نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو اسکے حلق میں کسی پرنالہ سے پانی ٹپک گیا تو اس کا روزہ ٹوٹ گیا۔	سراج وہاج
۴۳	بارش کا پانی یا برف جب کسی روزہ دار کے حلق میں داخل ہوگئی تو اس کا روزہ ٹوٹ جائیگا اور یہی حکم صحیح ہے۔	ظہیریہ
۴۴	کسی روزہ دار کے حلق میں پیسنے کا غبار یا دوا کا ذائقہ یا کوٹنے کا غبار اور اسکی مانند یا دھواں[3] یا مٹی کا غبار جو ہوا یا	

اندر لے گیا اور اسے روزہ یاد تھا تو اس کا روزہ ٹوٹ گیا۔ اس لئے کہ اس سے بچاؤ کر سکتا تھا اور دھونی کے دھوئیں کا حکم پھول عطر اور کستوری کی خوشبو سونگھنے کے حکم کی طرح نہیں ہے اس لئے کہ کستوری وغیرہ کی خوشبو سے خوشبودار ہوا سونگھنے میں۔ اور دھوئیں کی ذات کو خود اپنے پیٹ میں لے جانے میں فرق واضح ہے (پس روزہ کی حالت میں اگر بتی وغیرہ کے دھوئیں کو قریب نہ رکھے) اور اگر کوئی روزہ دار اس دھوئیں کو نافع بدن یا دافع بھوک جان کر اپنے اندر لے جائے تو کفارہ بھی لازم ہوگا۔ ماخوذ از درمختار و شرح المختار ج ۲ ص ۱۴۳، ۱۴۴۔ نیز حکم نمبر ۴/۲۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد — النوع الاول ما يوجب القضاء دون الكفارة	حوالہ
۲۶۹-	او ما سطع من غبار التراب بالريح او بحوافر الدواب واشباه ذلك لم يفطره	كذا في السراج الوهاج
۴۵	الدموع اذا دخلت فم الصائم ان كان قليلا كالقطرة والقطرتين او نحوها لا يفسد صومه وان كان كثيرا حتى وجد ملوحته في جميع فمه واجتمع شيئ كثير فابتلعه يفسد صومه .	كذا في الخلاصة
۴۶	وكذا عرق الوجه اذا دخل فم الصائم	كذا في الخلاصة
۴۷	وما يدخل من مسام البدن من الدهن لا يفطر	هكذا في شرح المجمع
۴۸	ومن اغتسل في ماء وجد برده في باطنه لا يفطره	هكذا في النهر الفائق
۴۹	لو اقطر شيأ من الدواء في عينه لا يفطر صومه عندنا وان وجد طعمه في حلقه	كذا في الذخيرة
۵۰	واذا بزق فرائ اثر الكحل ولونه في بزاقه عامة المشائخ على انه لا يفسد صومه	كذا في الذخيرة
۵۱	وهو الاصح	هكذا في التبيين
۵۲	اذا قاء او استقاء ملء الفم او دونه عاد بنفسه او أعاد او خرج فلا فطر على الاصح الا في الاعادة والاستقاء بشرط ملء الفم	هكذا في النهر الفائق
	[1] وهذا كله اذا كان القيء طعاما او ماء او مرة فان كان بلغما فغير مفسد للصوم عند ابي حنيفة ومحمد خلافا لابي يوسف اذا كان ملأ الفم وقوله هذا احسن من قولهما	كذا في فتح القدير
۵۳	ومن احتقن او استعط او اقطر في اذنه دهنا افطر ولا كفارة عليه	هكذا في الهداية

[1] جیسا کہ البحر الرائق میں ہے کہ حاصل کلام یہ ہے کہ قے کی ممکن بارہ صورتوں سے زیادہ صحیح حکم کے بموجب ان میں سے صرف دو صورتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اوّل یہ کہ قے کو لوٹا دے اور وہ قے منہ بھر کر ہو دوسرے یہ کہ خود قے کرے اور وہ منہ بھر کر ہو ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۲۷۴ ۔ اور قے سے وضو ٹوٹنے کے متعلق حکم نمبر ۲۴ اور قے سے نماز ٹوٹنے کے متعلق حکم نمبر ۱۹ تا ۲۱ / ۱۷۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

حوالہ	چوتھا باب۔ جن صورتوں میں روزہ فاسد ہوتا ہے اور جن صورتوں میں فاسد نہیں ہوتا انکے احکام — پہلی قسم جن سے صرف قضا لازم ہے ان کا بیان	دفعات وشق نمبر
سراج وہاج	جانوروں کے کھروں اور اس کی مانند چیزوں سے اڑتا ہے۔ داخل ہوا تو اس کا روزہ نہ توڑے گا۔	۲۶۹-
خلاصہ	اگر روزہ دار کے منہ میں آنسو داخل ہوں تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر وہ تھوڑے ہوں مثلاً ایک دو قطرے یا اس کی مانند ہوں تو اس کا روزہ نہ ٹوٹے گا اور اگر وہ آنسو زیادہ ہوں حتیٰ کہ ان کی نمکینی سارے منہ میں پائے اور وہ بہت سی ہو جائے پھر اس (جمع شدہ) کو نگل لے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائیگا۔	۴۵
خلاصہ	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ چہرے کا پسینہ روزہ دار کے منہ میں داخل ہو جائے۔	۴۶
شرح المجمع	روزہ دار کے بدن کے مساموں میں سے جو تیل اندر داخل ہو جاتا ہے وہ روزہ نہیں توڑتا۔	۴۷
نہر فائق	جس روزہ دار نے پانی میں غسل کیا اور اسے پانی کی ٹھنڈک اپنے جسم کے اندر محسوس کی تو وہ اس کا روزہ نہ توڑے گی۔	۴۸
ذخیرہ	کسی روزہ دار نے اپنی آنکھ میں کوئی دوا ڈالی تو ہمارے ہاں وہ اس کا روزہ نہ توڑے گی خواہ وہ اس دوا کا ذائقہ اپنے حلق میں پائے۔	۴۹
ذخیرہ	کسی روزہ دار نے تھوکا تو اس نے سرمہ کا اثر اور اس کا رنگ اپنے تھوک میں پایا تو اس کے حکم کے متعلق عام مشائخ رح اس پر ہیں کہ اس کا روزہ فاسد نہ ہوگا۔	۵۰
تبیین	اور یہی (مذکورہ) حکم زیادہ صحیح ہے۔	۵۱
فتح قدیر	(ا) اگر کسی روزہ دار کو قے آگئی یا اس نے خود قے کی منہ بھر کر ہو یا اس سے کم ہو وہ قے خود لوٹ گئی یا اس نے لوٹائی یا خارج ہوگئی تو ان سب صورتوں میں زیادہ صحیح حکم کے بموجب روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ لیکن اگر کوئی روزہ دار نے لوٹا دے یا خود قے کرے اور قے منہ بھر کر ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے [۱] (یعنی منہ بھر کر قے ہوا اور وہ اسے لوٹا دے یا منہ بھر کر خود قے کرے تو پھر اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا) (ب) یہ مذکورہ سب احکام اس صورت میں ہیں جبکہ قے میں خوراک ہو یا پانی ہو یا پت ہو اور اگر خالص بلغم ہو تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور بلغم کی قے میں امام ابو یوسفؒ کا اختلاف ہے۔ جبکہ وہ قے منہ بھر کر ہو۔ اور امام ابو یوسفؒ کا یہ قول ان دونوں کے قول سے زیادہ اچھا ہے [۲]	۵۲
ہدایہ	اگر کسی روزہ دار نے حقنہ کرایا یا ناک میں دوا چڑھائی یا اپنے کان میں تیل ڈالا تو اس کا روزہ ٹوٹ گیا اور اس پر کفارہ لازم نہیں ہے۔	۵۳

[۲] جیسا کہ البحر الرائق میں ہے کہ اگر کسی روزہ دار نے خود قے کی اور وہ بلغم کی قے تھی اور منہ بھر کر تھی تو اس کا روزہ ٹوٹ جائیگا یہ حکم امام ابو یوسفؒ کے قول پر ہے اور امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اس کا روزہ نہ ٹوٹے گا اور یہاں امام ابو یوسفؒ کا قول زیادہ اچھا ہے اور بلغم کی قے سے وضو نہ ٹوٹنے میں امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کا قول زیادہ اچھا ہے (جیسا کہ حکم نمبر ۴۲ میں ہے) ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۲۷۵ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد — النوع الاول ما یوجب القضاء دون الکفارة	حوالہ
۲۶۹-۵۴	ولو دخل الدهن بغیر صنعه فطره	کذا فی محیط السرخسی
۵۵	ولو اقطر فی اذنه الماء لا یفسد صومه	کذا فی الهدایة
۵۶	وهو الصحیح	هکذا فی محیط السرخسی
۵۷	واذا اقطر فی احلیله لا یفسد صومه عند ابی حنیفة و محمد	کذا فی المحیط
۵۸	سواء اقطر فیه الماء او الدهن	کذا فی التبیین
۵۹	وهذا الاختلاف فیما اذا وصل المثانة واما اذا لم یصل بان کان فی قصبة الذکر بعد لا یفطر بالاجماع	کذا فی التبیین
۶۰	وفی الاقطار فی اقبال النساء یفسد بلا خلاف وهو الصحیح	هکذا فی الظهیریة
۶۱	وفی دواء الجائفة والآمة اکثر المشائخ علی ان العبرة للوصول الی الجوف والدماغ لا لکونه رطبا او یابسا حتی اذا علم ان الیابس وصل یفسد صومه ولو علم ان الرطب لم یصل لم یفسد	هکذا فی العنایة
	واذا لم یعلم احدهما وکان الدواء رطبا فعند ابی حنیفة یفطر للوصول عادة وقالا لا لعدم العلم به فلا یفطر بالشک وان کان یابسا فلا فطر اتفاقا۔	هکذا فی فتح القدیر
۶۲	ولو طعن برمح او اصابه سهم وبقی فی جوفه فسد ان بقی طرفه خارجا لا یفسد	کذا فی التبیین

۱؎ چنانچہ ہدایہ میں اس حکم کیوجہ یہ لکھی ہے کہ چونکہ (کان میں پانی کی صورت میں) روزہ توڑنے والا امر معناً نہیں ہے (یعنی جوفِ دماغ یا معدہ میں بطور غذا یا دوا نہیں) اور نہ روزہ توڑنے والا امر صورۃً (یعنی نگلنا) پایا گیا پس روزہ نہ ٹوٹیگا۔ اور کان میں تیل ڈالنے کی صورت میں یہ حکم نہیں ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۲۱۳ اور تیل کے متعلق حکم نمبر ۵۴/۲۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ البحر الرائق میں ہے کہ احلیل ذکر سے پیشاب نکلنے کی جگہ اور پستان سے دودھ نکلنے کی جگہ کو کہتے ہیں — مفہوم ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۲۷۹ (مترجم) ۳؎ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ جائفہ وہ زخم جو پیٹ یا پیٹھ یا سینہ سے جوف بطن یعنی پیٹ کے اندر معدہ تک ہو اور آمہ وہ زخم جو ام الرأس یعنی دماغ تک ہو۔ ماخوذ از فتاویٰ عالمگیری بحث ۵۵ باب ۷ اور وہاں مزید تفصیل بھی مذکور ہے (مترجم) ۴؎ انجکشن کے متعلق کئی مفتی صاحبان کا فتویٰ ہے کہ ٹیکہ کے ذریعے جو دوا جوفِ عروق میں پہنچائی جاتی ہے اگرچہ اس کا سریان خون کے ساتھ شریانوں اور وریدوں میں ہوتا ہے مگر چونکہ

دفعات دستی نمبر	چوتھا باب - جن امور سے روزہ فاسد ہوتا ہے اور جن سے فاسد نہیں ہوتا انکے احکام ۔ پہلی قسم جن سے صرف قضا لازم ہے ان کا بیان	حوالہ
۲۶۹-۵۴	اگر کسی روزہ دار (کے کان) میں اس کے فعل کے بغیر تیل داخل ہوگیا تو اس کا روزہ توڑ دے گا۔	محیط سرخسی
۵۵	اگر کسی روزہ دار نے اپنے کان میں پانی ٹپکایا تو اس کا روزہ نہ ٹوٹے گا [1]	ہدایہ
۵۶	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	محیط سرخسی
۵۷	اگر کسی روزہ دار نے اپنے احلیل [2] یعنی ذکر کے سوراخ میں کچھ ٹپکایا تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اس کا روزہ نہ ٹوٹے گا۔	محیط
۵۸	(مذکورہ صورت میں) خواہ اس نے پانی ٹپکایا یا تیل ٹپکایا حکم برابر ہے۔	تبیین
۵۹	اور یہ اختلاف (مذکورہ $\frac{۵۷}{۲۶۹}$) اس صورت میں جب کہ ٹپکائی ہوئی وہ چیز مثانہ تک پہنچ جائے اور اگر مثانہ تک نہ پہنچی یا بایں صورت کہ وہ بعد میں ذکر کی ڈنڈی میں ہی ہو تو وہ بالاجماع روزہ نہ توڑے گی۔	تبیین
۶۰	اور روزہ دار عورتوں کی پیشاب گاہ میں کوئی چیز ٹپکانے سے بلا خلاف انکا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور یہی حکم صحیح ہے	ظہیریہ
۶۱	اگر کسی روزہ دار کے پیٹ میں یا سر میں اندر تک [3] زخم ہوا اور اس میں کوئی دوا ڈالیں تو (اس کے حکم کے متعلق) اکثر مشائخؒ اس پر ہیں کہ اس دوا کا پیٹ میں اور دماغ میں پہنچنے کا اعتبار ہے اس دوا کے خشک یا تر ہونے کا اعتبار نہیں ہے (ا) پس اگر یہ معلوم ہوگیا کہ خشک دوا پیٹ یا دماغ کے اندر پہنچ گئی ہے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائیگا اور اگر یہ معلوم ہوگیا کہ تر دوا اندر نہیں پہنچی تو روزہ نہ ٹوٹے گا۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) مذکورہ دونوں امور میں سے کچھ معلوم نہ ہوا اور دوا تر تھی تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں وہ دوا روزہ توڑ دے گی۔ اس لئے کہ عادت یہی ہے کہ تر دوا اندر پہنچ جاتی ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں وہ دوا روزہ نہ توڑے گی اس لئے کہ اندر پہنچنا معلوم نہیں ہوا اور شک سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اور اگر وہ دوا خشک تھی تو بالاتفاق روزہ نہ ٹوٹے گا [4]	عنایہ فتح قدیر
۶۲	اگر کسی روزہ دار کو نیزہ یا تیر لگا اور وہ اس کے پیٹ میں (ٹوٹ کر) رہ گیا تو اس کا روزہ ٹوٹ گیا اور اگر اس کا ایک کنارہ باہر رہا تو روزہ نہ ٹوٹے گا۔	تبیین

وہ دوا جوف بطن یا جوف دماغ میں براہ راست یا بذریعہ منفذ اصلی نہیں پہنچتی لہذا انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹنا چاہیئے۔ جیساکہ اگر کسی روزہ دار کو کوئی ایسا زخم ہے جوکہ نہ تو پیٹ کے اندر تک ہے اور نہ دماغ تک ہے اور ایسے زخم پر دوا لگانے کو کسی نے روزہ کے لئے مفسد نہیں لکھا حالانکہ وہ دوا جسم کے اندر پہنچ جاتی ہے یا جیساکہ اگر کسی روزہ دار کو بچھو یا سانپ کاٹے تو اس ڈسنے کو کسی نے روزہ کے لئے مفسد نہیں لکھا حالانکہ مذکورہ زہریلے جانور کے ڈسنے سے اس کا زہر بدن کے اندر تک پہنچ جاتا ہے پس یہی حکم ٹیکہ کے لئے ہونا چاہیئے۔ البتہ اگر کوئی ٹیکہ براہ راست پیٹ کے اندر یا دماغ میں لگایا جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جائیگا۔ واللہ اعلم بالصواب نیز محض جوف بدن میں مساموں کے ذریعے یا محض ذکر کی ڈنڈی تک کسی شے کے پہنچنے سے روزہ نہ ٹوٹنے کے متعلق حکم نمبر $\frac{۵۹، ۵۱ تا ۴۷}{۲۶۹}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد — النوع الاول مایوجب القضاء دون الکفارۃ	حوالہ
٢٦٩-٦٣	ومن ابتلع لحما مربوطا علی خیط ثم انتزعه من ساعته لا یفسد وان ترکه فسد	کذا فی البدائع
٦٤	ولو ابتلع خشبه وطرفها فی یده ثم اخرجها لا یفسد صومه ولو ابتلع کلها فسد صومه	کذا فی الخلاصة
٦٥	ولو ادخل اصبعه فی استه او المرأۃ فی فرجها لا یفسد وهو المختار الا اذا کانت مبتلة بالماء او الدهن فحینئذ یفسد لوصول الماء او الدهن هذا اذا کان ذاکرا للصوم	کذا فی الظهیریة هکذا فی الزاهدی
٦٦	وهذا تنبیه حسن یجب ان یحفظ لان الصوم انما یفسد فی جمیع الفصول اذا کان ذاکرا للصوم والا فلا	هکذا فی الزاهدی
٦٧	واذا اخرج دبره وهو صائم ینبغی ان لا یقوم من مقامه حتی ینشف ذلک الموضع بخرقة کیلا یدخل الماء جوفه فیفسد صومه ولهذا قالوا لا یتنفس فی الاستنجاء اذا کان صائما	کذا فی محیط السرخسی فی باب الاستجمار
٦٨	والصائم اذا استقصی فی الاستنجاء حتی بلغ الماء مبلغ الحقنة یفسد صومه	هکذا فی البحر الرائق
٦٩	واذا جامع مکرها فی نهار رمضان علیه القضاء دون الکفارۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
٧٠	وعلیه الفتوی	کذا فی الخلاصة
٧١	وکذا لو اکرهته المرأۃ	کذا فی الخلاصة
٧٢	اذا اولج قبل طلوع الفجر فلما خشی الصبح اخرج وامنی بعد الصبح لا قضاء علیه	کذا فی فتاوی قاضیخان
٧٣	وان بدأ بالجماع ناسیا او اولج قبل طلوع الفجر ثم طلع الفجر[٤] او الناسی تذکر ان نزع نفسه فی فوره لا یفسد	

[١] حکم نمبر ١/٢٦٩ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [٢] اس کا مفہوم بظاہر یہی ہے کہ استنجا کے لئے پانی ڈالتے وقت تکلف کے ساتھ سانس نہ لے کیونکہ اس سے پانی چڑھنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ [٣] جیسا کہ رد المحتار میں ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کا آخری قول اور صاحبینؒ کا قول یہی ہے اس لئے کہ اگرچہ انتشار آلہ اس کے اختیار کی علامت ہے۔ مگر روزہ توڑنے کا تعلق دخول سے ہے اور اس میں اس پر جبر ہوا ہے ماخوذ از رد المحتار ج ٢ ص ١٣٩ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب ۔ جن امور سے روزہ فاسد ہوتا ہے اور جن سے فاسد نہیں ہوتا انکے احکام ۔ پہلی قسم جن سے صرف قضا لازم ہے انکا بیان	حوالہ
۲۶۹-۶۳	اگر کسی روزہ دار نے گوشت کو دھاگے سے باندھ کر نگلا اور پھر اسی وقت نکال لیا تو روزہ نہ ٹوٹے گا اور اگر اسے چھوڑ دیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا ۔	بدائع
۶۴	اگر کسی روزہ دار نے لکڑی نگلی اور اس کا ایک سرا اس کے ہاتھ میں ہے پھر اسے باہر نکال لیا تو اس کا روزہ نہ ٹوٹے گا اور اگر وہ ساری لکڑی نگل گیا تو اس کا روزہ ٹوٹ جائیگا ۔	خلاصہ
۶۵	(ا) اگر کسی روزہ دار شخص نے اپنے دبر میں یا روزہ دار عورت نے اپنے فرج میں انگلی داخل کی تو (اسکا) روزہ نہ ٹوٹے گا اور یہی حکم مختار ہے (ب) لیکن اگر وہ انگلی پانی یا تیل سے تر ہو تو پانی یا تیل اندر پہنچنے کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جائے گا ۔	ظہیریہ
	(ج) یہ مذکورہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب اسے روزہ یاد ہو ۔	زاہدی
۶۶	اور یہ (مذکورہ) تنبیہ اچھی ہے ۔ اسے یاد رکھنا ضروری ہے ۔ اس لئے کہ (روزہ توڑنے کی) سب صورتوں میں روزہ تب ٹوٹتا ہے کہ جب اسے روزہ یاد ہو ورنہ نہیں [1]	زاہدی
۶۷	اگر کسی روزہ دار کا دبر باہر نکل آئے (یعنی کانچ نکل آئے) تو اسے چاہیئے کہ پانی سے استنجا کے بعد) جبتک اس جگہ کو کپڑے سے نہ پونچھ لے نہ اٹھے تاکہ اس کے پیٹ میں پانی داخل ہو کر اس کے روزہ کو نہ توڑ دے اور اس لئے فقہاء نے کہا ہے کہ روزہ دار استنجا کرنے میں (بتکلف) سانس نہ لے [2]	محیط سرخسی
۶۸	جب کسی روزہ دار نے استنجا کرنے میں انتہائی کوشش صرف کی ۔ حتیٰ کہ پانی حقنہ کے مقام تک پہنچ گیا تو اس کا روزہ فاسد ہو جائیگا ۔	بحر الرائق
۶۹	اگر کسی روزہ دار نے کسی کے جبر کرنے کی وجہ سے رمضان المبارک کے دن میں مجامعت کی تو اس پر قضا لازم ہوگی کفارہ لازم نہ ہوگا ۔	قاضیخان
۷۰	اور اسی (مذکورہ) حکم پر فتوی ہے ۔	خلاصہ
۷۱	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ روزہ دار مرد پر عورت نے زبردستی کی [3] ۔	خلاصہ
۷۲	اگر کسی روزہ رکھنے والے نے فجر طلوع ہونے سے پہلے دخول کیا اور جب فجر طلوع ہونے کا خوف ہوا تو نکال لیا اور اس وقت انزال ہوا جبکہ صبح ہو چکی تھی تو اس پر قضا لازم نہ ہوگی ۔	قاضیخان
۷۳	(ا) اگر کسی روزہ دار نے بھولے سے جماع شروع کیا یا اس نے صبح طلوع ہونے سے پہلے دخول کیا پھر صبح طلوع ہوگئی ۔ یا بھولے سے جماع کرنے والے کو روزہ یاد آگیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے)	

[4] فتاوی قاضیخان کی یہ عبارت فتاوی عالمگیری مطبوعہ مصر مطبع امیریہ ومیمنیہ میں یوں درج تھی " قبل طلوع الفجر او الناسی تذکر " الخ اور اصل ماخذ فتاوی قاضیخان میں یوں ہے " قبل طلوع الفجر ثم طلع الفجر او الناسی تذکر " الخ فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیریہ ج ۱ ص ۲۱۰ اور چونکہ مفہوم کے لحاظ سے بھی یہی درست ہے لہذا یہی درج ہے ۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد — النوع الاول ما يوجب القضاء دون الكفارة	حوالہ
-۲۶۹	صومه في الصحيح من الرواية	كذا في فتاوى قاضيخان
	وان بقي على ذلك فعليه القضاء والكفارة في ظاهر الرواية	هكذا في البدائع
۷۴	واذا نظر الى امرأة بشهوة في وجهها او فرجها كرر النظر او لا لا يفطر اذا انزل	كذا في فتح القدير
۷۵	وكذا لا يفطر بالفكر اذا أمنى	هكذا في السراج الوهاج
۷۶	واذا قبّل امرأته وانزل فسد صومه من غير كفارة	كذا في المحيط
۷۷	وكذا في تقبيل الامة والغلام وتقبيلها زوجها اذا رأت بللا وان وجدت لذة ولم تر بللا فسد عند ابي يوسف رح خلافا لمحمد رح	كذا في الزاهدي
۷۸	ولو قبل بهيمة فانزل لا يفسد	كذا في المحيط
۷۹	والمس والمباشرة والمصافحة والمعانقة كالقبلة	كذا في البحر الرائق
۸۰	ولو مس المرأة وراء ثيابها فامنى فان وجد حرارة جلدها فسد والا فلا	كذا في معراج الدراية
۸۱	ولو مست المرأة زوجها حتى انزل لم يفسد صومه ولو كان يكلف بذلك ففيه اختلاف المشائخ رح	كذا في المحيط
۸۲	وان مس فرج بهيمة فانزل لا يفسد صومه	كذا في السراج الوهاج

سلہ البحر الرائق کی یہ عبارت فتاوی عالمگیری مطبوعہ مصر مطبع امیریہ و میمنیہ میں یوں تھی "المس والمباشرۃ" الخ اور اصل ماخذ البحر الرائق میں یوں ہے۔ "واللمس والمباشرۃ" الخ البحر الرائق ج ۲ ص ۲۷۲ چنانچہ یہی درج ہے۔ نیز البحر الرائق میں ہے کہ اللمس سے مراد بغیر حائل کے عورت کو چھونا ہے۔ ماخوذ البحر الرائق ج ۲ ص ۲۷۲ نیز کپڑے پر سے چھونے کے متعلق حکم نمبر ۸۰/۲۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم) سہ۲ حکم نمبر ۱۴ تا ۱۸/۲۶۸ ملاحظہ ہو۔ نیز بوسہ کے متعلق حکم نمبر ۱۳/۲۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب - جن امور سے روزہ فاسد ہوتا ہے اور جن سے فاسد نہیں ہوتا انکے احکام — پہلی قسم جن سے صرف قضا لازم ہے انکا بیان	حوالہ
۲۶۹ -	اگر اس نے اپنے نفس کو فوراً نکال لیا تو صحیح روایت کے بموجب اس کا روزہ فاسد نہ ہوگا۔	قاضیخان
	(ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ اسی حالت پر قائم رہا تو ظاہر روایت کے بموجب (رمضان المبارک کے روزہ دار پر) قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔	بدائع
۷۴	اگر کسی روزہ دار نے عورت کے چہرے یا اس کے فرج کو شہوت سے دیکھا بار بار دیکھا یا ایک بار دیکھا تو (اس صورت میں) اگر اسے انزال ہوگیا تو اس کا روزہ نہ ٹوٹے گا۔	فتح قدیر
۷۵	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کسی روزہ دار نے خیال باندھا اور اسے انزال ہوگیا۔	سراج وہاج
۷۶	اگر کسی روزہ دار نے اپنی عورت کا بوسہ لیا اور اسے انزال ہوگیا تو اس کا روزہ ٹوٹ گیا۔ کفارہ لازم نہیں آتا۔	محیط
۷۷	(ا) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی روزہ دار نے باندی یا لونڈے کا بوسہ لیا (اور اسے انزال ہوگیا) یا روزہ دار عورت نے اپنے خاوند کا بوسہ لیا (اور عورت کو انزال ہوگیا) بشرطیکہ عورت نے تری دیکھی (تو ان صورتوں میں روزہ ٹوٹ جائے گا اور کفارہ لازم نہ ہوگا) (ب) اور اگر مذکورہ عورت نے انزال کی لذت پائی اور تری نہ دیکھی تو امام ابو یوسفؒ کے ہاں (اس کا روزہ) ٹوٹ گیا اور امام محمدؒ کا اس میں اختلاف ہے۔	زاہدی
۷۸	اگر کسی روزہ دار نے کسی جانور کا بوسہ لیا تو اسے انزال ہوگیا تو (اس کا) روزہ نہ ٹوٹے گا۔	محیط
۷۹	(روزہ کی حالت میں) چھونے [۱] - ننگے بدن ملنے - مصافحہ کرنے اور گلے ملنے کا حکم بوسہ لینے کے حکم کی طرح ہے [۲]	بحر رائق
۸۰	اگر کسی روزہ دار نے عورت کو کپڑے پر سے چھوا اور انزال ہوگیا تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر اس نے عورت کی جلد کی حرارت پائی تھی تو روزہ ٹوٹ گیا (ب) ورنہ نہیں۔	معراج درایہ
۸۱	(ا) اگر عورت نے اپنے (روزہ دار) خاوند کو چھوا حتی کہ خاوند کو انزال ہوگیا تو خاوند کا روزہ نہ ٹوٹے گا (ب) اور اگر خاوند نے ایسا کرنے کا تکلف کیا تھا تو اس کے حکم میں مشائخؒ کا اختلاف ہے۔	محیط
۸۲	اگر کسی روزہ دار نے کسی جانور کی فرج کو چھوا اور اسے انزال ہوگیا تو (اس سے) اس کا روزہ نہ ٹوٹے گا۔ [۳]	سراج وہاج

[۳] - حکم نمبر ۸۳/۲۶۹ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد — النوع الثانی مایوجب القضاء والکفارۃ	حوالہ
۲۶۹-۸۳	واذا جامع بھیمۃ او میتۃ او جامع فیما دون الفرج ولم ینزل لا یفسد صومہ وان انزل فی ھذہ الوجوہ کان علیہ القضاء دون الکفارۃ	ھکذا فی فتاوی قاضیخان
۸۴	الصائم اذا عالج ذکرہ حتی امنی فعلیہ القضاء وھو المختار وبہ قال عامۃ المشائخ رح	کذا فی البحر الرائق
۸۵	واذا عالج ذکرہ بید امرأتہ فانزل فسد صومہ	کذا فی السراج الوھاج
۸۶	ولو جومعت النائمۃ او المجنونۃ جنونا عارضیا بعد نیتھا حالۃ الافاقۃ یفسد صومھا عند الثلاثۃ	کذا فی الخلاصۃ
۸۷	فان عملت امرآتان بالسحق ان انزلتا افطرتا والا فلا ولا کفارۃ مع الانزال	کذا فی السراج الوھاج کذا فی فتح القدیر
۲۷۰-	**مایوجب القضاء والکفارۃ** — تعداد شق ۱۹	
۱	(النوع الثانی مایوجب القضاء والکفارۃ) من جامع عمدا فی احد السبیلین فعلیہ القضاء والکفارۃ ولا یشترط الانزال فی المحلین	کذا فی الھدایۃ

ـــا حکم نمبر ۱۲/۲۶۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اور رد المحتار میں ان احکام کے متعلق قاعدہ یہ لکھا ہے کہ روزہ توڑنے والا جماع یا صورۃً ہوتا ہے یا معنیً۔ صورۃً جماع تو ظاہر ہے۔ اور معنیً، جماع یہ ہے کہ (۱) فرج کی مباشرت (یعنی ننگے بدن ملنا فرج میں نہ ہو اسکے علاوہ سے ہو اور انزال ہو جائے (۲) یا فرج کی مباشرت اس فرج میں ہو جو عادتاً غیر مشتہی ہوتی ہے اور انزال ہو جائے (۳) یا فرج کے علاوہ کی مباشرت اسی جگہ میں ہو جو عادۃً مشتہی ہوتی ہے اور انزال ہو جائے۔ پس ران یا پیٹ کے ساتھ فرج کی مباشرت سے انزال ہونا یا انزال بالکف ہونا یا دو عورتوں کی باہمی مشغولیت سے انزال ہونا معنیً جماع کی پہلی قسم میں داخل ہے (چنانچہ ۸۴، ۸۵، ۸۷ / ۲۶۹ میں روزہ ٹوٹنے کا حکم ہے) اور مردہ یا جانور کی فرج میں مباشرت سے انزال ہونا معنیً جماع کی دوسری قسم میں داخل ہے (چنانچہ ۸۳ ب / ۲۶۹ میں روزہ ٹوٹنے کا حکم ہے) اور انسان کے چھونے یا بوسہ سے انزال ہونا معنیً جماع کی تیسری قسم میں داخل ہے (چنانچہ ۷۶، ۷۷، ۸۰ الف / ۲۶۹ میں روزہ ٹوٹنے کا حکم ہے) لیکن جانور کو چھونے یا بوسہ دینے سے انزال کی صورت میں، یا جانور یا مردہ سے بغیر انزال مجامعت کی صورت میں یا فرج کے علاوہ سے بغیر انزال مجامعت کی صورت میں یا مشتہی جگہ کو صرف دیکھنے سے یا صرف خیال انداز یا کپڑے پر سے چھونے سے انزال ہونے کی صورت میں معنیً جماع کی تینوں قسموں میں سے کوئی قسم بھی نہیں پائی جاتی ہے۔ لہذا ان صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب ـ جن امور سے روزہ فاسد ہوتا ہے اور جن سے فاسد نہیں ہوتا انکے احکام دوسری قسم جن سے قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں انکا بیان	حوالہ
۲۶۹-۸۳	(ا) اگر کسی روزہ دار نے کسی جانور سے یا مردہ سے مجامعت کی یا فرج کے علاوہ مجامعت کی اور اسے انزال نہ ہوا تو اس کا روزہ نہ ٹوٹے گا [۱] (ب) اور اگر مذکورہ صورتوں میں اسے انزال ہو گیا تو اس پر (اس روزہ کی) قضا لازم ہو گی کفارہ لازم نہ ہوگا [۲]	قاضیخان
۸۴	روزہ دار نے اگر اپنے ذکر کو حرکت دی حتی کہ اسے انزال ہو گیا تو اس پر قضا لازم ہو گی یہی حکم مختار ہے . اور عام مشائخ رح کا یہی قول ہے [۳]	بحر رائق
۸۵	اگر کسی روزہ دار نے اپنے ذکر کو اپنی عورت کے ہاتھ سے حرکت دی اور انزال ہو گیا تو اس کا روزہ ٹوٹ گیا [۴]	سراج وہاج
۸۶	اگر (روزہ دار) سوئی ہوئی عورت سے یا اس مجنونہ سے جس کا جنون عارضی ہوا اور وہ افاقہ کی حالت میں روزہ کی نیت کر چکی ہو مجامعت کی جائے تو تینوں اماموں کے ہاں اس عورت کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔	خلاصہ
۸۷	(ا) اگر دو روزہ دار عورتیں باہم مساحقہ کریں (یعنی آپس میں مشغول ہوں) اور ان دونوں کو انزال ہو جائے تو دونوں کا روزہ ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں ۔ (ب) اور انزال کی مذکورہ صورت میں کفارہ لازم نہ ہوگا [۵]	سراج وہاج فتح قدیر
۲۷۰ -	**جن امور سے روزہ کی قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں** اور اسمیں ۱۹ شقیں ہیں	
۱	روزہ توڑنے والے امور کی دوسری قسم وہ ہے جس سے روزہ کی قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں (رمضان [۶] المبارک کے فرض روزے میں) جس نے دونوں راستوں (قُبل اور دبر) میں سے کسی میں عمداً مجامعت کی تو اس پر (اس روزہ کی) قضا اور کفارہ (دونوں) لازم ہوں گے اور ان دونوں جگہوں میں مجامعت کرنے میں انزال شرط نہیں ہے [۷]	ہدایہ

(چنانچہ علی الترتیب ۸۲، ۸۳، ۸۴/۲۶۹، ۱۶/۲۶۸، ۷۴، ۷۵، ۸۰ ب/۲۶۹ میں روزہ نہ ٹوٹنے کا حکم ہے) مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۱۳۷ (مترجم)

[۲] چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ روزہ ٹوٹنے کی مذکورہ صورتوں میں قضا لازم ہے کیونکہ معنیً جماع پایا گیا ہے اور کفارہ لازم نہیں ہے اس لئے کہ صورۃً جماع نہیں پایا گیا ہے ۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۲۷۸ اور کفارہ لازم ہونے کی صورتوں کے متعلق حکم ۲۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

[۳] حکم ۸۳/۲۶۹ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] حکم ۸۳/۲۶۹ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] حکم نمبر ۸۳/۲۶۹ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [۶] روزہ توڑنے کے کفارے کا تعلق رمضان المبارک کے فرض روزہ کے توڑنے سے ہے جسے وہ نیت کرکے ادا کر رہا ہو۔ پس رمضان المبارک کے قضا روزے یا رمضان المبارک کے علاوہ روزہ توڑنے سے کفارہ واجب نہ ہوگا۔ صرف قضا واجب ہوگی۔ مفہوم ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۲ ص ۱۴۱ تا ص ۱۴۵ اور جیسا کہ حکم نمبر ۱۴، ۱۵/۲۸۷ میں اور ۴/۲۷۰ کے حاشیہ میں ہے نیز حکم ۶۶/۲۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [۷] یعنی اگر (مذکورہ صورت میں) حشفہ (یعنی ذکر کا سر) چھپ جائے تو انزال ہو یا نہ ہو۔ روزہ کی قضا اور کفارہ لازم ہو جائیگا۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ج ۱ ص ۲۱۲ ۔ نیز حکم نمبر ۱/۲۴ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات دمشق نمبر	الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد — النوع الثانی ما یوجب القضاء والکفارۃ	حوالہ
۲۷۰-۲	وعلی المرأۃ مثل ما علی الرجل ان کانت مطاوعۃ وان کانت مکرھۃ فعلیھا القضاء دون الکفارۃ وکذا اذا کانت مکرھۃ فی الابتداء ثم طاوعتہ بعد ذلک[1]	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳	ولو مکنت نفسھا من صبی او مجنون فزنی بھا فعلیھا الکفارۃ بالاتفاق	کذا فی الزاھدی
۴	اذا اکل متعمدا ما یتغذی بہ او یتداوی بہ یلزمہ الکفارۃ وھذا اذا کان مما یؤکل للغذاء او للدواء فاما اذا لم یقصد لھما فلا کفارۃ وعلیہ القضاء[2]	کذا فی خزانۃ المفتین
۵	فالصائم اذا اکل الخبز او الاطعمۃ او الاشربۃ او الادھان او الالبان او اکل اھلیلجۃ او مسکا او زعفرانا او کافورا او غالیۃ علیہ القضاء والکفارۃ عندنا	ھکذا فی فتاوی قاضیخان
۶	وکذا اذا اکل الخل والمری وماء العصفر وماء المزعفران وماء الباقلا والبطیخ وماء القثاء والقند[4] وماء الزرجون[5] والمطر والثلج والبرد اذا تعمد ذلک	کذا فی خزانۃ المفتین
۷	وکذا اذا اکل طینا یؤکل للدواء کالطین الارمنی او الطین الذی یقلی فیؤکل او دقیق الذرۃ اذا لتہ بسمن او ابتلع بطیخۃ صغیرۃ	کذا فی خزانۃ المفتین
۸	وکذا اذا اکل لحما غیر مطبوخ او شحما غیر مطبوخ علی المختار	کذا فی خزانۃ المفتین

[1] اس لئے کہ اس صورت میں وہ عورت روزہ ٹوٹنے کے بعد رضامند ہوئی ہے - ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیریہ ج ۱ ص ۲۱۲ (مترجم)

[2] چنانچہ درمختار ور دالمحتار میں ہے کہ رمضان المبارک کے فرض روزہ میں بطور غذا یا دوا کھانے پینے سے کفارہ لازم ہوگا اور بطور غذا یا دوا کھانے پینے سے مراد یہ ہے کہ اس میں صلاح بدن ہو بایں طور کہ وہ چیز عادۃً غذا یا دوا یا لذت کے قصد سے کھائی جاتی ہو - پس گوندھے ہوئے آٹے یا محض آٹے میں اگرچہ صلاح بدن ہے - لیکن چونکہ وہ مذکورہ قصد سے نہیں کھائے جاتے اور اسی طرح منہ سے نکالے ہوئے لقمہ میں بھی اگرچہ صلاح بدن و غذا ہے لیکن اس سے طبعی کراہیت ہوتی ہے اسلئے وہ مذکورہ صلاحیت سے حکماً خارج قرار پائینگے - پس ان سے صرف قضا لازم ہوگی اور خون اور پیشاب کے پینے سے بھی چونکہ طبعاً کراہیت ہوتی ہے اسلئے وہ بھی مذکور صلاحیت سے خارج قرار پائیں گے - پس ان صورتوں میں قضا لازم ہوگی کفارہ لازم نہ ہوگا (جیساکہ حکم نمبر ۱۸/۲۷۹

دفعات دستی نمبر	چوتھا باب - جن امور سے روزہ فاسد ہوتا ہے اور جن سے فاسد نہیں ہوتا انکے احکام — دوسری قسم جن سے قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں انکا بیان	حوالہ
۲-۲۷۰	(د) (مذکورہ صورت میں) روزہ دار عورت پر بھی وہی کچھ لازم ہے جو مرد پر ہے - بشرطیکہ وہ راضی تھی (ب) اور اگر عورت پر جبر کیا گیا تو اس پر قضا لازم ہوگی کفارہ لازم نہ ہوگا (ج) اسی طرح اگر جماع کی ابتدا میں عورت پر جبر کیا گیا پھر بعد میں وہ راضی ہوگئی تو بھی یہی حکم ہے (یعنی پھر بھی اس عورت پر قضا لازم ہوگی - کفارہ لازم نہ ہوگا -) [1]	قاضیخان
۳	اگر کسی عورت نے (مذکورہ روزہ میں) کسی لڑکے یا مجنون کو اپنے آپ پر قادر بنایا پس اس نے اس عورت کے ساتھ زنا کیا تو اس عورت پر بالاتفاق کفارہ واجب ہوگا -	زاہدی
۴	اگر کسی شخص نے (مذکورہ روزہ میں) جان بوجھ کر کوئی ایسی چیز کھائی جو بطور غذا یا دوا کھائی جاتی ہے تو اس پر کفارہ لازم ہوگا یہ حکم اس صورت میں ہے کہ وہ چیز بطور غذا یا دوا کھائی جاتی ہو - پس اگر وہ چیز غذا یا دوا کے قصد سے نہ (کھائی جاتی) ہو، تو کفارہ نہ ہوگا اور اس پر قضا لازم ہوگی [2]	خزانۃ المفتین
۵	پس جب (مذکورہ) روزہ دار نے روٹی یا کھلنے کی کوئی چیز یا پینے کی کوئی چیز یا کوئی تیل - یا دودھ کھایا یا اس نے ہلیلہ یا کستوری یا زعفران یا کافور یا غالیہ کھایا تو ہمارے ہاں اس پر قضا اور کفارہ لازم ہونگے - [3]	قاضیخان
۶	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ کسی (مذکورہ) روزہ دار نے سرکہ یا چٹنی یا کسّی کا پانی یا زعفران کا پانی یا باقلہ اور خربوزہ کا پانی یا کھیرا یا ککڑی کا پانی یا انگور کی بیلوں کا پانی یا بارش یا برف یا اولہ جان بوجھ کر کھایا (تو اس پر قضا اور کفارہ لازم ہونگے)	خزانۃ المفتین
۷	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کسی (مذکورہ) روزہ دار نے ایسی مٹی کھائی جو دوا کے لئے کھائی جاتی ہے مثلاً گل ارمنی یا ایسی مٹی کھائی جو بھون کر کھائی جاتی ہے یا مکی کا آٹا گھی میں ملا کر کھایا یا اس نے چھوٹا خربوزہ نگل لیا (تو اس پر قضا اور کفارہ لازم ہونگے)،	خزانۃ المفتین
۸	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح اگر کسی (مذکورہ) روزہ دار نے کچا گوشت یا کچی چربی کھائی تو مختار قول کے بموجب یہی حکم ہے (یعنی اس پر قضا اور کفارہ لازم ہے) [6]	خزانۃ المفتین

مع حاشیہ ۲۶/۲۶۹، ۳۵/۲۶۹، ۱۱/۲۶۹ میں ہے) اور محبوب کے لعاب سے چونکہ لذت حاصل کی جاتی ہے - پس اسکا کھانا درایۃً صلاحِ بدن سے ملحق ہوگا اور یہی حکم نشہ آور حیشش کا ہے - اور گوشت چونکہ فی ذاتہ غذا کے قصد سے کھایا جاتا ہے پس کچا گوشت اگر خراب نہ ہوگیا ہو تو اسکے کھانے سے بھی غذا اور صلاحِ بدن کا حکم ہوگا اور ان صورتوں میں قضا اور کفارہ دونوں لازم ہونگے (جیسا کہ حکم ۲۷ب/۲۶۹، ۸/۲۷۰ میں ہے) مفہوم ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۲ صفحہ ۱۴۷، ۱۴۸ اور مردار کھانے سے روزہ ٹوٹنے اور کفارہ لازم ہونے کے متعلق حکم نمبر ۳۰/۲۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ۱۱/۲۶۹، ۴/۲۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم نمبر ۱/۴۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] قولہ الزرجون محرکۃ قضبان الکرم کما فی القاموس - عربی حاشیہ فتادی ہذا - یعنی الزرجون انگور کی شاخوں کو کہتے ہیں (مترجم) [6] حکم نمبر ۲۰/۲۷۱ ملاحظہ ہو - (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد النوع الثانی ما یوجب القضاء والکفارۃ	حوالہ
۷۰-۲-۹	وان ابتلع شعیرا ان کان مقلیا تلزمہ الکفارۃ وان کان غیر مقلی لا تلزمہ لان المقلی یؤکل عادۃ وغیر المقلی لا	کذا فی محیط السرخسی
۱۰	وفی دقیق الذرۃ اذا لتہ بالسمن او الدبس تجب الکفارۃ	ھکذا فی الخلاصۃ
۱۱	وکذا لو اکل الحنطۃ	ھکذا فی الخلاصۃ
۱۲	وان أکل قوائم الذرۃ قال الزندویسیؒ اری ان علیہا الکفارۃ لان فیہا حلاوۃ ویلتذ بہا	کذا فی السراج الوہاج
۱۳	وان أکل ورق الشجر فان کان مما یؤکل کورق الکرم فعلیہ القضاء والکفارۃ وان کان مما لا یؤکل کورق الکرم اذا عظم فعلیہ القضاء دون الکفارۃ	کذا فی البحر الرائق
۱۴	وعلی ھذا التفصیل النباتات کلہا	کذا فی التبیین
۱۵	ولو اکل حبۃ عنب ان مضغہا فعلیہ القضاء والکفارۃ	کذا فی الظہیریۃ
۱۶	وان ابتلعہا کما ھی ان لم یکن معہا ثفروقہا[۱] فعلیہ القضاء والکفارۃ بالاتفاق وان کان معہا ثفروقہا قال عامۃ العلماء علیہ القضاء والکفارۃ وقال ابو سہیلؒ لا کفارۃ وھو الصحیح	کذا فی الظہیریۃ
۱۷	ولو ابتلع لوزۃ رطبۃ تلزمہ الکفارۃ	کذا فی محیط السرخسی
۱۸	ولو مضغ لوزۃ او جوزۃ رطبۃ او یابسۃ وابتلعہا کفر	کذا فی معراج الدرایۃ
۱۹	وفی الملح لا تجب الکفارۃ الا اذا اعتاد اکلہ وحدہ	کذا فی التبیین
	ولو اکل الملح تجب الکفارۃ ھو المختار	کذا فی الخلاصۃ
	قال الصدر الشہیدؒ ھو الصحیح ۔	کذا فی شرح النقایۃ للشیخ ابی المکارمؒ

[۱] قولہ ثفروقہا الثفروق بالمثلثۃ کعصفور قمع الثمرۃ کما فی القاموس عربی حاشیہ فتاوی ھذا یعنی ثفروق بھل

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب: جن امور سے روزہ فاسد ہوتا ہے اور جن سے فاسد نہیں ہوتا انکے احکام — دوسری قسم جن سے قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں انکا بیان	حوالہ
۲۷۰-۹	اور اگر (مذکورہ) روزہ دار نے جو نگلے تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر بھنے ہوئے تھے تو اسپر کفارہ لازم ہوگا (ب) اور اگر بھنے ہوئے نہ تھے تو اسپر کفارہ لازم نہ ہوگا۔ اسلئے کہ بھنے ہوئے عادۃً کھائے جاتے ہیں اور بغیر بھنے ہوئے عادۃً نہیں کھائے جاتے۔	محیط سرخسی
۱۰	مکی کا آٹا اگر کسی نے گھی یا شیرے میں ملایا (اور مذکورہ روزہ دار نے اسے کھایا) تو کفارہ واجب ہوگا۔	خلاصہ
۱۱	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی (مذکورہ) روزہ دار نے گیہوں کھائے تو (اس پر کفارہ واجب ہوگا)	خلاصہ
۱۲	اگر کسی (مذکورہ) روزہ دار نے مکی کا ستا کھایا تو زندویسی ؒ نے اس کے حکم کے متعلق کہا ہے کہ میری رائے میں اس پر کفارہ لازم ہے اس لئے کہ اس میں شیرینی ہوتی ہے اور اس سے لذت حاصل کی جاتی ہے۔	سراج وہاج
۱۳	اگر کسی (مذکورہ) روزہ دار نے کسی درخت کا پتا کھایا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر وہ اس قسم کا ہے جسے کھایا کرتے ہیں مثلاً انگور کا پتا کھایا تو اس پر قضا اور کفارہ (دونوں) لازم ہوں گے (ب) اور اگر وہ اس قسم کا ہے جسے کھایا نہیں کرتے مثلاً انگور کا وہ پتا جو بڑا ہو گیا ہو تو (اس کے کھانے سے) اس پر قضا لازم ہوگی۔ کفارہ لازم نہ ہوگا۔	بحر رائق
۱۴	اور اسی (مذکورہ) تفصیل پر تمام نباتات (یعنی زمین سے اگی ہوئی سبزیوں) کا حکم ہے۔	تبیین
۱۵	اگر کسی (مذکورہ) روزہ دار نے انگور کا دانہ کھایا تو اگر اس نے چبایا (اور کھایا) تو اس پر قضا اور کفارہ لازم ہوں گے۔	ظہیریہ
۱۶	اور اگر (مذکورہ صورت میں مذکورہ) روزہ دار نے انگور کے دانہ کو (چبائے بغیر) نگل لیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر اس دانہ کے ساتھ اس کی ڈنڈی نہ تھی۔ تو اس پر بالاتفاق قضا اور کفارہ (دونوں) لازم ہوں گے۔ (ب) اور اگر اس کے ساتھ ڈنڈی تھی تو[۱] بھی اکثر علماء ؒ کے ہاں اس پر قضا اور کفارہ دونوں لازم ہونگے اور[۲] ابو سہیل ؒ نے کہا ہے کہ (اس صورت میں) اس پر کفارہ لازم نہ ہوگا اور یہی حکم صحیح ہے۔	ظہیریہ
۱۷	اگر کسی (مذکورہ) روزہ دار نے تر بادام نگل لیا تو اسے کفارہ لازم ہوگا۔	محیط سرخسی
۱۸	اگر کسی (مذکورہ) روزہ دار نے بادام یا اخروٹ تر یا خشک چبا کر نگلا تو کفارہ ادا کریگا۔	معراج درایہ
۱۹	(ا) نمک کھانے سے (روزہ دار پر) کفارہ لازم نہ ہوگا۔ لیکن اگر اسے خالی نمک کھانے کی عادت ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر مذکورہ روزہ دار پر کفارہ لازم ہوگا)	تبیین
	(ب) اگر کسی (مذکورہ) روزہ دار نے نمک کھایا تو (اسپر) کفارہ لازم ہوگا۔ یہی حکم مختار ہے۔	خلاصہ
	(ج) الصدر الشہید ؒ نے کہا ہے کہ یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔ ـــــہ ۲	شرح نقایہ

کی ڈنڈی کو کہتے ہیں (مترجم) ـــہ ۲ حکم نمبر ۱۸/۲۶۹ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد وممایتصل بذلک مسائل	حوالہ
۲۷۱	**ومما یتصل بذلک مسائل** تعداد شق ۲۲	
۱	لو اکل او شرب او جامع ناسیا وظن ان ذلک فطرہ فاکل متعمدا لاکفارۃ علیہ	
	وان علم ان صومہ لایفسد بالنسیان عند ابی حنیفۃ رح لاتلزمہ ہو الصحیح	ہکذا فی الخلاصۃ
۲	ولو ذرعہ القئ فظن انہ یفطر فافطر لاکفارۃ علیہ وان علم ان ذلک لایفطر فعلیہ الکفارۃ	کذا فی البحر الرائق
۳	واذا احتلم فظن ان ذلک فطرہ فاکل بعد ذلک متعمدا لاکفارۃ علیہ	ہکذا فی المحیط
	وان علم حکم الاحتلام کفر	کذا فی الظہیریۃ
۴	ولو احتجم فظن ان ذلک یفطرہ ثم اکل متعمدا علیہ القضاء والکفارۃ الا اذا افتاہ فقیہ بالفساد ولو بلغہ الحدیث واعتمدہ فکذا عند محمدؒ وعن ابی یوسفؒ خلاف ذلک	
	وان عرف تاویلہ تجب الکفارۃ	کذا فی الہدایۃ
۵	واذا اکتحل او ادھن نفسہ او شاربہ ثم اکل متعمدا فعلیہ الکفارۃ الا اذا کان جاہلا فافتی لہ بالفطر فلا تلزمہ الکفارۃ	
		ہکذا فی فتاوی قاضیخان
۶	اذا دخل المسافر مصرہ قبل الزوال ولم یتناول شیأ ونوی الصوم	

ـــہ۱ اس صورت میں اور اس کے مابعد کی کئی صورتوں میں صرف قضا لازم ہونے اور کفارہ لازم نہ ہونے کے متعلق رد المحتار میں لکھا ہے کہ اشتباہ بالنظیر کے شبہ کی وجہ سے کفارہ لازم نہ ہوگا۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۱۳۹ (مترجم) ـــہ۲ روزہ میں قے کے متعلق حکم نمبر ۵۲۰/۲۶۹

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب - جن امور سے روزہ فاسد ہوتا ہے اور جن سے فاسد نہیں ہوتا انکے احکام — مذکورہ سے ملتے جلتے مسائل کا بیان	حوالہ
۲۷۱	**۲۷۱ - مذکورہ سے ملتے جلتے مسائل** اور اسمیں ۲۲ شقیں ہیں	
۱	(ا) اگر کسی (روزہ دار) نے بھولے سے کھالیا - یا پی لیا یا جماع کر لیا اور اسے یہ گمان ہوا کہ اس سے اس کا روزہ ٹوٹ گیا ہے پھر اس نے جان بوجھ کر کھالیا تو اس پر کفارہ لازم نہ ہوگا [1] (ب) اور اگر وہ جانتا ہے کہ بھولنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اسے کفارہ لازم نہ ہوگا - یہی حکم صحیح ہے - *	خلاصہ
۲	(ا) اگر کسی روزہ دار کو تے آئی تو اسے یہ گمان ہوا کہ اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے - پس اس نے روزہ توڑ دیا تو اس پر کفارہ لازم نہ ہوگا (ب) اور اسے معلوم ہے کہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا تو اسپر (رمضان المبارک کا روزہ ہونے کی صورت میں) کفارہ لازم ہوگا [2]	بحرالرائق
۳	(ا) اگر کسی (مذکورہ) روزہ دار کو احتلام ہوا - اور اسے یہ گمان ہوا کہ اس سے اس کا روزہ ٹوٹ گیا ہے پھر اس نے جان بوجھ کر کھالیا تو اس پر کفارہ لازم نہیں ہے - (ب) اور اگر مذکورہ صورت میں اسے روزہ میں احتلام کا حکم معلوم تھا تو (رمضان المبارک کا روزہ ہونے کی صورت میں) وہ کفارہ ادا کرے گا -	محیط ظہیریہ
۴	(ا) اگر کسی (مذکورہ) روزہ دار نے پچھنے لگوائے اور اس نے گمان کیا کہ اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے پھر اس نے جان بوجھ کر کھالیا تو اسپر قضا اور کفارہ، (دونوں) لازم ہوں گے - (ب) لیکن اگر کسی فقیہ نے اسے پچھنے لگوانے سے روزہ ٹوٹنے کا فتوی دیا تھا تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر کفارہ لازم نہ ہوگا) (ج) اور[1] اگر اسے (پچھنے لگوانے سے بظاہر روزہ ٹوٹنے پر مشتمل) حدیث پہنچی اور اس نے اس (کی بنا پر پچھنے سے روزہ ٹوٹنے کے حکم) پر اعتماد کیا تو امام محمدؒ کے ہاں یہی حکم ہے (یعنی اس پر کفارہ لازم نہ ہوگا) اور[2] امام ابو یوسفؒ کا قول اس کے خلاف ہے (یعنی امام ابو یوسفؒ کے ہاں اس پر کفارہ لازم ہوگا) [3] (د) اور اگر وہ اس حدیث کی تاویل سے واقف ہے تو (رمضان المبارک کا روزہ ہونے کی صورت میں پچھنے لگوانے کے بعد جان بوجھ کر کھانے سے اس پر) کفارہ واجب ہوگا -	ہدایہ
۵	(ا) اگر کسی (مذکورہ) روزہ دار نے سرمہ لگایا - یا اپنے بدن پر یا اپنی مونچھوں پر تیل لگایا پھر اس نے (روزہ ٹوٹنے کا گمان کر کے) جان بوجھ کر کھایا تو اس پر کفارہ لازم ہوگا - (ب) لیکن اگر وہ جاہل تھا اسے کسی نے (سرمہ یا تیل کے استعمال سے) روزہ ٹوٹنے کا فتوی دے دیا تھا - تو پھر اسے کفارہ لازم نہ ہوگا -	قاضیخان
۶	اگر کوئی مسافر اپنے شہر میں زوال سے پہلے داخل ہوا - اور (روزہ کے منافی) کچھ ارتکاب نہ کیا تھا اور روزہ کی نیت	

مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [3] کیونکہ ایک عام آدمی جو احادیث سے احکام کے استخراج کی قابلیت نہیں رکھتا اسے چاہئے کہ وہ فقہاء کی تحقیق کی اقتدا کرے مفہوم ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۲۲۰ (مترجم) *. چنانچہ ہدایہ میں اس حکم کو ظاہر روایت کہا گیا، اور لکھا ہے کہ یہ حکم شبہ حکمی کی وجہ سے ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۲۲۰ (مترجم)

صفحات وشق نمبر	الباب الرابع فیما یفسد ومالا یفسد ومما یتصل بذلک مسائل	حوالہ
۶-۲۷	ثم جامع متعمدا لا کفارۃ علیہ	کذا فی السراج الوھاج
۷	وکذا اذا افاق المجنون قبل الزوال فنوی الصوم ثم جامع	کذا فی السراج الوھاج
۸	واذا اصبح غیر ناو للصوم ثم نوی قبل الزوال ثم اکل فلا کفارۃ علیہ	کذا فی الکشف الکبیر
۹	والصحیح اذا فطر ثم مرض مرضا لا یستطیع معہ الصوم تسقط الکفارۃ عندنا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۰	وھو الاصح	ھکذا فی الظھیریۃ
۱۱	فالاصل عندنا انہ اذا صار فی آخر النھار علی صفۃ لو کان علیہا فی اول الیوم یباح لہ الفطر تسقط عنہ الکفارۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۲	ولو استاک فظن ان ذلک فطرہ فاکل بعد ذلک متعمدا علیہ القضاء والکفارۃ	کذا فی الخلاصۃ
۱۳	ولو اغتاب انسانا فظن ان ذلک یفطرہ ثم اکل بعد ذلک متعمدا فعلیہ الکفارۃ وان استفتی فقیہا او تاول حدیثا	کذا فی البدائع
۱۴	وبہ قال عامۃ العلماء[۲]	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۵	ولو افطرت المرأۃ متعمدۃ ثم حاضت او مرضت یومہا ذلک قضت ولا کفارۃ علیہا وکذا لو افطر ثم اغمی علیہ	کذا فی محیط السرخسی
۱۶	ولو جرح نفسہ حتی صار بحال لا یقدر علی الصوم قیل لا تسقط الکفارۃ وھو الصحیح	کذا فی الظھیریۃ
۱۷	ولو جامع بہیمۃ او میتۃ فظن ان ذلک فطرہ فاکل متعمدا فعلیہ الکفارۃ	

۱ اس لئے کہ عام وخاص جانتے ہیں کہ مسواک سے روزہ نہیں ٹوٹتا (پس مقام شبہ نہیں ہے) ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیریہ ج ۱ صـ۲۱۷ (مترجم) ۲ اس لئے کہ اسپر علماء کا اجماع ہے کہ غیبت سے روزہ ٹوٹنے کے متعلق حدیث کے ظاہر پر عمل متروک ہے اور حدیث میں مراد روزہ

دفعات دستی نمبر	چوتھا باب جن امور سے روزہ فاسد ہوتا ہے اور جن سے فاسد نہیں ہوتا انکے احکام — مذکورہ سے ملتے جلتے مسائل کا بیان	حوالہ
۲۷۱-	کرلی پھر اس نے جان بوجھ کر مجامعت کی تو اس پر کفارہ لازم نہ ہوگا۔	سراج وہاج
۷	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی مجنون کو زوال سے پہلے افاقہ ہوگیا تو اس نے روزہ کی نیت کی پھر اس نے جان بوجھ کر مجامعت کی (تو اس پر کفارہ لازم نہ ہوگا)	سراج وہاج
۸	اگر کسی شخص نے (رمضان المبارک کے فرض) روزہ کی نیت کے بغیر صبح کی پھر اس نے زوال سے قبل روزہ کی نیت کی پھر کچھ کھالیا (یعنی روزہ توڑ دیا) تو اس پر کفارہ لازم نہ ہوگا۔	کشف الکبیر
۹	صحیح حکم یہ ہے کہ اگر کسی نے روزہ توڑا (جس سے اس پر کفارہ لازم ہوا) پھر وہ ایسا بیمار رہا کہ اس بیماری کے ساتھ روزہ نہ رکھ سکتا تھا تو ہمارے ہاں اس سے وہ کفارہ ساقط ہوجائے گا۔	قاضیخان
۱۰	اور یہی (مذکورہ حکم) زیادہ صحیح ہے۔	ظہیریہ
۱۱	پس (مذکورہ احکام میں) ہمارے ہاں قاعدہ یہ ہے کہ اگر دن کے آخر حصہ میں کسی روزہ دار کی حالت ایسی ہوجائے کہ اگر وہ حالت دن کے ابتدائی حصہ میں ہوتی تو اسے روزہ توڑنا مباح ہوتا تو (ایسی حالت میں) اس سے (اس روزہ کا) کفارہ ساقط ہوجائے گا۔	قاضیخان
۱۲	اگر کسی (مذکورہ) روزہ دار نے مسواک کرکے یہ گمان کیا کہ اس کا روزہ ٹوٹ گیا پس اس نے اس کے بعد جان بوجھ کر کھالیا تو اس پر قضا اور کفارہ (دونوں) واجب ہوں گے ۱ؔ	خلاصہ
۱۳	اگر کسی (مذکورہ) روزہ دار نے کسی انسان کی غیبت کرکے یہ گمان کیا کہ غیبت روزہ توڑ دیتی ہے پھر اس کے بعد اس نے جان بوجھ کر کھالیا تو اس پر کفارہ لازم ہے۔ خواہ اس نے کسی فقیہ سے فتوی لیا ہو یا اس نے کسی حدیث کی تاویل ہو ۲ؔ	بدائع
۱۴	یہی (مذکورہ) قول اکثر علماء کا ہے۔	قاضیخان
۱۵	(ا) اگر کسی عورت نے جان بوجھ کر (رمضان المبارک کا) روزہ توڑا پھر اسے اسی دن حیض آگیا یا وہ بیمار ہوگئی تو وہ اس روزہ کو قضا کرے گی اور اس پر (اس کا) کفارہ نہیں ہے۔ (ب) اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کسی روزہ دار نے (رمضان المبارک کا) روزہ توڑا پھر وہ (اس دن) بیہوش ہوگیا ۳ؔ (تو اس پر قضا لازم ہے کفارہ لازم نہیں ہے)	محیط سرخسی
۱۶	اگر کسی (مذکورہ) روزہ دار نے اپنے آپ کو زخمی کیا اور اس کی حالت ایسی ہوگئی کہ وہ روزہ پر قادر نہیں ہے تو (اس کے حکم کے متعلق) بعض نے کہا ہے کہ (اس صورت میں اس پر لازم شدہ) کفارہ ساقط نہ ہوگا اور یہی حکم صحیح ہے۔ ۴ؔ	ظہیریہ
۱۷	اگر کسی (مذکورہ) روزہ دار نے کسی جانور یا مردہ سے مجامعت کرکے گمان کیا کہ اس کا روزہ ٹوٹ گیا پھر اس نے جان بوجھ کر کچھ کھالیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ا) وہ اگر صاحب علم ہے تو اس پر کفارہ	

ٹوٹتا نہیں بلکہ اس کا ثواب ضرور رہتا ہے۔ پس مقام شبہ نہیں ہے ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش علی عالمگیریہ ج ۱ ص ۲۱۷ (مترجم)

۳ؔ حکم نمبر ۱۱/۲۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ؔ حکم نمبر ۳/۲۷۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد وممايتصل بذلك مسائل	حوالہ
۲۷۱-	ان كان عالما وان كان جاهلا فعليه القضاء دون الكفارة	كذا فى الخلاصة
۱۸	وكذا لو ادخل اصبعه فى دبره او سلكة قد ابتلعها و لم يغيبها من يده ثم أكل بعد ذلك متعمدا	كذا فى الخلاصة
۱۹	ولو نظر الى محاسن المرأة فظن ان ذلك فطره فأكل بعد ذلك متعمدا فهو كالقئ	كذا فى الخلاصة
۲۰	وان أكل ميتة قد تدوّدت فسد صومه ولا كفارة فان لم تكن تدوّدت فعليه القضاء والكفارة	كذا فى فتاوى قاضيخان
۲۱	ولو ان رجلا قدم ليقتل فى نهار رمضان فاستسقى رجلا فسقاه فشربه ثم عفى عنه قال الشيخ الامام ظهير الدين رح تجب عليه الكفارة	هكذا فى الظهيرية
۲۲	اذا جامع امرأة طوعا نهارا متعمدا ثم اكرهه السلطان على السفر فالاصح لا تسقط الكفارة	هكذا فى الظهيرية

۱ اس صورت میں صاحب علم کے لئے کفارہ لازم ہونے کا حکم ہے - غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ مذکورہ صورت میں مذکورہ گمان کے بعد تحقیق کر سکتا تھا - (واللہ اعلم) حکم نمبر ۵/۲۷۱ ملاحظہ ہو - نیز حکم نمبر ۸۳/۲۶۹، ۱/۲۷۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں - (مترجم) ۲ قے کے متعلق حکم نمبر ۲/۲۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب ۔ جن امور سے روزہ فاسد ہوتا ہے اور جن سے فاسد نہیں ہوتا، انکے احکام — مذکورہ سے ملتے جلتے مسائل کا بیان	حوالہ
۲۷۱-	لازم ہے [1] (ب) اور وہ اگر جاہل ہے تو اس پر قضا لازم ہے۔ کفارہ لازم نہیں ہے۔	خلاصہ
۱۸	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی (مذکورہ) روزہ دار نے اپنی انگلی اپنے دبر میں داخل کی۔ یا کوئی روزہ دار کوئی ایسی زنجیر نگل گیا جو اس کے ہاتھ سے نہیں چھوٹی پھر اس نے (گمان کیا کہ روزہ ٹوٹ گیا) اور اس کے بعد جان بوجھ کر کچھ کھا لیا (تو اس کے حکم کا علم ہونے کی صورت میں کفارہ لازم ہے اور جاہل ہونے کی صورت میں صرف قضا لازم ہے)	خلاصہ
۱۹	اور اگر کسی (مذکورہ) روزہ دار نے کسی عورت کی خوبصورت جگہوں کو دیکھا اور گمان کیا کہ اس کا روزہ ٹوٹ گیا پھر اس کے بعد اس نے جان بوجھ کر کچھ کھا لیا تو اس کا حکم قے کے حکم کی طرح ہے [2]	خلاصہ
۲۰	(د) اسے اگر کسی (مذکورہ) روزہ دار نے ایسا مردار کھایا جس میں کیڑے پڑے تھے تو اس کا روزہ ٹوٹ گیا اور کفارہ لازم نہیں ہے (ب) اور اس میں کیڑے نہ پڑے ہوں تو اس پر قضا اور کفارہ (دونوں) لازم ہوں گے [3]	قاضیخان
۲۱	اگر کسی روزہ دار شخص کو رمضان المبارک کے دن میں قتل کرنے کے لئے لایا گیا۔ اس نے کسی آدمی سے پانی مانگا اور اس آدمی نے پانی پلا دیا پھر اس شخص کو معاف کر دیا گیا تو اس کے متعلق شیخ امام ظہیر الدین رحمہ نے کہا ہے کہ اس پر کفارہ واجب ہوگا [4]	ظہیریہ
۲۲	اگر کسی روزہ دار نے اپنی مرضی سے (رمضان المبارک کے) دن کے وقت میں جان بوجھ کر اپنی بیوی سے مجامعت کی پھر سلطان نے زبردستی اسے سفر میں بھیج دیا تو ظاہر اصول کے بموجب اس کا وہ کفارہ ساقط نہ ہوگا [5]	ظہیریہ

[3] حکم نمبر ۴ب/۲۷۰ کا حاشیہ اور حکم نمبر ۸ب/۲۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم نمبر ۴/۲۷۳ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم ۳/۲۷۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الباب الخامس فی الاعذار التی تبیح الافطار

دفعات ۲۷۲ تا ۲۷۷ عنوانات ۶ تعداد شق ۳۷

۲۷۲- السفر

تعداد شق ۴

۱ (۱) (منها السفر) الذی یبیح الفطر

وھو لیس بعذر فی الیوم الذی انشاء السفر فیہ — کذا فی الغیاثیۃ

۲ فلو سافر نھارا لا یباح لہ الفطر فی ذٰلک الیوم

وان افطر لا کفارۃ علیہ بخلاف ما لو افطر ثم سافر — کذا فی محیط السرخسی

۳ ولو اکل فی اول النھار متعمدا ثم اکرھہ السلطان علی السفر لا تسقط عنہ الکفارۃ فی ظاھر الروایۃ

ولو سافر باختیارہ لا تسقط عنہ باتفاق الروایات — کذا فی الخلاصۃ

۴ ولو سافر فی شھر رمضان ثم رجع الی اھلہ لیحمل شیئاً نسیہ فاکل بمنزلہ ثم خرج - القیاس ان تجب علیہ الکفارۃ لانہ رفض سفرہ قال الفقیہ رحمہ اللہ وبہ ناخذ — کذا فی الغیاثیۃ

ـــلہ یعنی ایسا سفر جس میں شرعی لحاظ سے سفر کے احکام لاگو ہوتے ہیں خواہ وہ سفر معصیت کا ہو - ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۲ ص ۱۵۸ ، ص ۱۵۹ اور شرعی سفر کے متعلق حکم ۲۰۵ ملاحظہ ہو اور البحر الرائق میں ہے کہ اگر مسافر کو روزہ تکلیف نہ دے تو اس کا روزہ رکھنا زیادہ پسندیدہ ہے ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۲۸۲ - البتہ اس کے متعلق حکم نمبر ۵۶/۲۶۸ ملاحظہ ہو نیز درمختار و رد المحتار میں ہے کہ جب بنا بر عذر روزہ چھوڑ دیں تو بعد میں جب قدرت پائیں ان روزوں کی قضا لازم ہے - البتہ قضا میں تسلسل لازم نہیں اور

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب - جن عذروں سے روزہ نہ رکھنا مباح ہے۔ انکے احکام — روزہ نہ رکھنے کے عذروں کا بیان	حوالہ
	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	
	پانچواں باب - جن عذروں میں (رمضان المبارک کا) روزہ نہ رکھنا مباح ہے انکے احکام	
	دفعات ۲۷۲ تا ۲۷۷ عنوانات ۶ تعداد شق ۳۷	
۲۷۲ -	**سفر کرنا** اور اس میں ۴ شقیں ہیں	
۱	(ا) جن عذروں میں (رمضان المبارک کا) روزہ نہ رکھنا مباح ہے ان میں سے ایک عذر ایسا سفر ہے جو روزہ نہ رکھنے کو مباح کر دیتا ہے ۱	
	(ب) اور جس دن میں سفر شروع کیا اس دن کیلئے وہ سفر روزہ نہ رکھنے کا عذر نہیں قرار پائے گا۔	غیاثیہ
۲	(ا) اگر کسی شخص نے (رمضان المبارک کے) دن میں سفر شروع کیا تو اسے اس دن کا روزہ نہ رکھنا جائز نہیں	
	(ب) اور اگر اسنے وہ روزہ توڑ دیا تو اس پر کفارہ لازم نہیں ہے (ج) اور اگر مذکورہ صورت میں کسی شخص نے (پہلے) روزہ توڑا اور پھر سفر شروع کیا تو اسکا حکم یوں نہیں ہے (یعنی پھر اس پر کفارہ لازم آئے گا)۔	محیط سرخسی
۳	(ا) اگر کسی (مذکورہ) روزہ دار نے دن کے ابتدا میں جان بوجھ کر کوئی چیز کھالی (یعنی کسی نے جان بوجھ کر روزہ توڑ دیا) پھر حاکم نے زبردستی اسے سفر میں بھیج دیا تو ظاہر روایت کے بموجب اس سے وہ کفارہ ساقط نہ ہوگا ۲	
	(ب) اور اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) اپنے اختیار سے سفر کیا تو باتفاقِ روایات اس سے وہ کفارہ ساقط نہ ہوگا۔	خلاصہ
۴	اگر کسی شخص نے رمضان المبارک میں سفر کیا پھر کوئی ایسی چیز لینے کے لئے گھر آیا جسے بھول گیا تھا اور اپنے گھر میں کوئی چیز کھائی پھر سفر کو چلا گیا تو اس کے متعلق از روئے قیاس یہ حکم ہے کہ اس پر کفارہ واجب ہوگا۔ اس لئے کہ (اسوقت) اسنے اپنا سفر چھوڑ دیا تھا۔ فقیہ نے کہا ہے کہ ہم اس حکم کو اختیار کرتے ہیں۔	غیاثیہ

۱ قصر نماز کے لئے احکام یوں نہیں ہیں۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۲ ص ۱۶۰ نیز حکم نمبر ۵۸/۲۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم)

۲ حکم نمبر ۴/۲۶۶، ۹، ۱۰/۲۷۱ کی صورت میں کفارہ لازم نہیں آتا اور حکم نمبر ۲۲/۲۷۱ وحکم ہذا نمبر ۳/۲۷۲ کی صورت میں کفارہ لازم آتا ہے۔ غالباً یہ فرق اسلئے ہے کہ مرض تو سماوی ہے۔ وہ کفارہ لازم ہونے کیلئے دافع اور رافع ہے۔ مگر اکراہ یعنی جبر بندے کی طرف سے ہے۔ پس اگرچہ اس سے کفارہ لازم نہیں ہوتا مگر پہلے سے لازم شدہ کفارہ اکراہ سے رفع نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم۔ نیز حکم نمبر ۱۶/۲۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الاعذار التی تبیح الافطار — الاعذار التی تبیح الافطار	حوالہ
۲۷۳- المرض	تعداد شق ۴	
۱	(ومنها المرض) المريض اذا خاف على نفسه التلف او ذهاب عضو يفطر بالاجماع وان خاف زيادة العلة او امتدادها فكذلك عندنا وعليه القضاء اذا افطر	كذا فى المحيط
۲	ثم معرفة ذلك باجتهاد المريض والاجتهاد غير مجرد الوهم بل هو غلبة ظن عن امارة او تجربة او باخبار طبيب مسلم غير ظاهر الفسق	كذا فى فتح القدير
۳	والصحيح الذى يخشى ان يمرض بالصوم فهو كالمريض	كذا فى التبيين
۴	ولو كان له نوبة الحمى فأكل قبل ان تظهر الحمى لا بأس به	كذا فى فتح القدير
	ومن كان له حمى غب فلما كان اليوم المعتاد افطر على توهم ان الحمى تعاوده وتضعفه فاخلفت الحمى تلزمه الكفارة	كذا فى الخلاصة
۲۷۴- حبل المرأة وارضاعها	تعداد شق ۱	
۱	(ومنها حبل المرأة وارضاعها) الحامل والمرضع اذا خافتا على انفسهما او ولدهما افطرتا وقضتا ولا كفارة عليهما	كذا فى الخلاصة
۲۷۵- الحيض والنفاس	تعداد شق ۳	
۱	(ومنها الحيض والنفاس) واذا حاضت المرأة او نفست افطرت	كذا فى الهداية
۲	المرأة اذا افطرت على انه يوم الحيض ثم انها لم تحض فى يومها ذلك	

۱؎ جیساکہ حکم ۱۵/۴۹ میں ہے۔ (مترجم) ۲؎ اور اس خوف کے متعلق حکم نمبر ۲/۲۷۳ ملاحظہ ہو نیز حکم ۱/۲۷۶، ۲۳/۲۷۷، ۲۸/۲۷۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۲۱، ۲۲/۲۷۷ ملاحظہ ہو اور جیساکہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ نیز لکھا ہے کہ یہ حکم اسی صورت میں ہے کہ اس نے روزہ کی نیت کی۔ اور پھر طلوع فجر کے بعد توڑا اور اگر روزہ ہی نہ رکھا تو پھر قضا ہے کفارہ نہیں۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیریہ

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب - جن عذروں سے روزہ نہ رکھنا مباح ہے ان کے احکام — روزہ نہ رکھنے کے عذروں کا بیان	حوالہ
۲۷۳ - بیمار ہونا	اور اسمیں ۴ شقیں ہیں	
۱	(ا) جن عذروں میں (مذکورہ) روزہ نہ رکھنا مباح ہے ان میں سے ایک عذر بیماری کا ہے اگر بیمار شخص نے اپنی جان ضائع ہوتے یا کسی عضو کے بیکار ہونے کا خوف کیا تو بالاجماع حکم یہ ہے کہ وہ روزہ چھوڑ دے۔	
	(ب) اور اگر کسی (روزہ دار) شخص نے بیماری بڑھ جانے یا اس کے لمبا ہو جانے کا خوف کیا تو بھی ہمارے ہاں یہی حکم ہے۔	
	(ج) اور روزہ چھوڑ دینے کی صورت میں اس پر قضا لازم ہوگی۔	محیط
۲	پھر (مذکورہ صورت میں) مذکورہ خوف کو پہچانتا یا تو مریض کے اپنے اجتہاد سے ہے اور وہ اجتہاد محض وہم نہ ہو بلکہ گمان غالب ہو۔ خواہ وہ گمان غالب کسی علامت سے ہو یا تجربہ سے یا کسی ایسے مسلمان طبیب کے آگاہ کرنے سے ہو جس کا فسق غیر ظاہر ہو [۱]	فتح قدیر
۳	تندرست شخص کو اگر یہ خوف [۲] ہو کہ وہ روزہ رکھنے سے بیمار ہو جائے گا تو وہ مریض کے حکم میں ہے۔	تبیین
۴	(ا) اگر کسی شخص کو بخار آنے کا وقت آگیا، پس اس نے بخار ظاہر ہونے سے پہلے کچھ کھا لیا تو اس سے کچھ حرج نہیں	فتح قدیر
	(ب) اگر کسی شخص کو تیسرے دن بخار آتا تھا پس جب عادۃً بخار آنے کا دن آیا تو اس نے اس وہم سے روزہ توڑ ڈالا کہ بخار آئے گا۔ اور اسے کمزور کر دے گا مگر بخار نہ آیا تو اس پر (رمضان المبارک کا روزہ ہونے کی صورت میں) کفارہ لازم ہوگا [۳]	خلاصہ
۲۷۴ - عورت کا حمل اور بچہ کو دودھ پلانا	اور اسمیں ۱ شق ہے	
۱	جن عذروں میں (مذکورہ) روزہ نہ رکھنا مباح ہے ان میں سے ایک عذر عورت کا حمل اور بچہ کو دودھ پلانا ہے، حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو اگر اپنی جان یا بچہ کا خوف ہو تو وہ روزہ نہ رکھیں۔ اور اس روزہ کو قضا کریں اور (اس صورت میں) ان پر کفارہ لازم نہ ہوگا۔	خلاصہ
۲۷۵ - حیض اور نفاس ہونا	اور اسمیں ۳ شقیں ہیں	
۱	جن عذروں سے (مذکورہ) روزہ نہ رکھنا مباح ہے اسمیں سے ایک عذر حیض اور نفاس ہے۔ اگر کسی عورت کو حیض یا نفاس آجائے تو وہ روزہ نہ رکھے [۴]	ہدایہ
۲	کسی عورت کو کسی دن حیض آنے کا گمان تھا چنانچہ اس نے (رمضان المبارک کا) روزہ توڑ دیا پھر اسے اس دن	

۱ ج ۱ ص ۲۰۳ ۲ نیز حکم نمبر ۱۳۰/۲۸۷ ۳ نیز حکم ۵ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ کیونکہ روزہ کی ادائیگی صحیح ہونے کے لئے حیض نفاس سے طہارت شرط ہے۔ جیسا کہ حکم نمبر ۱/۲۶۶ میں ہے اور ہدایہ میں ہے کہ پھر قضا کریں گی اور مذکور حالت کی نمازوں کی قضا کا حکم نہیں ہے ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۲۱۸ نیز ان کے روزہ کی قضا کے متعلق حکم نمبر ۴۲ اور نماز کے متعلق حکم ۱۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الاعذار التی تبیح الافطار　　الاعذار التی تبیح الافطار	حوالہ
۲۷۵-	الاظهر ان عليها الكفارة	كذا فی الظهيرية
۳	ولو طهرت ليلا صامت الغد ان كانت ايام حيضها عشرة وان كانت دونها فان ادركت من الليل مقدار الغسل وزيادة ساعة لطيفة تصوم وان طلع الفجر مع فراغها من الغسل لا تصوم لان مدة الاغتسال من جملة الحيض فيمن كانت ايامها دون العشرة	كذا فی محيط السرخسی
۲۷۶- العطش والجوع	تعداد شق ــ ۲	
۱	(ومنها العطش والجوع كذلك) اذا خيف منهما الهلاك او نقصان العقل كالامة اذا ضعفت عن العمل وخشيت الهلاك بالصوم	كذا فی فتح القدير
۲	وكذا الذی ذهب به موكل السلطان الى العمارة فی الايام الحارة اذا خشی الهلاك او نقصان العقل	كذا فی فتح القدير
۲۷۷- كبر السن	تعداد شق ــ ۲۳	
۱	(ومنها كبر السن) فالشيخ الفانی الذی لا يقدر على الصيام يفطر ويطعم لكل يوم مسكينا كما يطعم فی الكفارة	كذا فی الهداية
۲	والعجوز مثله	كذا فی السراج الوهاج
۳	وهو الذی كل يوم فی نقص الى ان يموت	كذا فی البحر الرائق
۴	ثم ان شاء اعطى الفدية فی اول رمضان بمرة وان شاء أخرها الى آخره	كذا فی النهر الفائق
۵	ولو قدر على الصيام بعد ما فدى بطل حكم الفداء الذی فداه حتى يجب عليه الصوم	هكذا فی النهاية

ـــــه۱ نیز درمختار ردالمحتار میں ہے کہ اگر آزاد مرد یا عورت یا غلام ہلاکت کا خوف کریں تو فرض روزہ چھوڑ سکتے ہیں اور بعد میں قضا کریں اسی طرح اگر کسی کو سانپ ڈس لے تو وہ دوا پینے کے لئے فرض روزہ چھوڑ دے اور بعد میں قضا کرے۔ ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج۲ صفحہ ۱۵۸

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب ۔ جن عذروں سے روزہ نہ رکھنا مباح ہے ۔ انکے احکام — روزہ نہ رکھنے کے عذروں کا بیان	حوالہ
۲۷۵-	حیض نہ آیا تو (اسکے متعلق) زیادہ ظاہر حکم یہ ہے کہ اسپر کفارہ لازم ہوگا ۔	ظہیریہ
۳	(و) اگر کوئی عورت رات کو حیض سے پاک ہوجائے اور اس کے حیض کے دس دن ہوں تو وہ آنے والے دن میں روزہ رکھے گی ۔ (ب) اور اگر اس کے حیض کے دن دس سے کم ہوں تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اُس نے[1] (حیض سے پاک ہونے کے بعد) رات سے اتنا وقت پایا کہ غسل کرنے کے بعد ہلکی سی ساعت (رات) باقی تھی تو وہ روزہ رکھے گی ۔ اور[2] اگر اس عورت کے غسل سے فراغت پاتے ہی فجر طلوع ہوگئی تو وہ روزہ نہ رکھے گی اس لئے کہ جس عورت کے حیض کے دن دس سے کم ہوں اس کے حق میں غسل کرنے کا وقت حیض میں شمار قرار پاتا ہے ۔	محیط سرخسی
۲۷۶-	**پیاس اور بھوک لگنا** اور اسمیں ۲ شقیں ہیں	
۱	جن عذروں میں (مذکورہ) روزہ نہ رکھنا مباح ہے ان میں سے ایک عذر پیاس ہے اور اسی طرح بھوک بھی عذر ہے ۔ جبکہ کسی شخص کو روزہ میں پیاس یا بھوک سے ہلاک ہوجانے یا عقل کے نقصان کا خوف ہو مثلاً باندی[1] کام کرتے کرتے تھک کر ہلاکت کا خوف کرے ۔	فتح قدیر
۲	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جس روزہ دار شخص کو سلطان کا نمائندہ گرمی کے دنوں میں دربار لے جائے اور اسے ہلاک ہونے یا عقل کے نقصان کا خوف ہو تو اسے روزہ توڑ دینا مباح ہے ۔	فتح قدیر
۲۷۷-	**بہت بوڑھا ہونا** اور اسمیں ۲۳ شقیں ہیں	
۱	جن عذروں میں (مذکورہ) روزہ نہ رکھنا مباح ہے ۔ ان میں سے ایک عذر بہت بوڑھا ہونا ہے ۔ پس شیخ فانی ؎۲ (بہت بوڑھا) جو کہ روزہ رکھنے پر قادر نہ ہو تو وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دے ۔ جیسا کہ کفارہ میں کھانا کھلایا جاتا ہے ۔	ہدایہ
۲	(روزہ رکھنے کے مذکورہ احکام میں) بڑھیا بھی شیخ فانی کی طرح ہے ۔	سراج وہاج
۳	شیخ فانی وہ شخص ہے جو ہر روز زیادہ ضعیف ہوتا جائے ۔ حتی کہ اسے موت آجائے ۔	بحرالرائق
۴	پھر شیخ فانی کو (روزہ نہ رکھنے کی صورت میں) اختیار حاصل ہے کہ چاہے تو اول رمضان المبارک میں سارا فدیہ ایک ہی بار دے دے اور چاہے تو رمضان المبارک کے آخر تک فدیہ کی ادائیگی میں تاخیر کردے ۔	نہر فائق
۵	اگر کوئی شیخ فانی فدیہ دینے کے بعد روزہ رکھنے پر قادر ہوگیا تو جو فدیہ وہ دے چکا اس کا حکم باطل ہوجائیگا ۔ حتی کہ اس پر روزے رکھنا واجب ہوگا ۔	نہایہ

؎۱ نیز حکم ۲، ۳/۲۷۳ ، ۲۸/۲۷۸ ، ۲۳/۲۷۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۔ ؎۲ شیخ فانی کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۳/۲۷۷ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الاعذار التی تبیح الافطار الاعذار التی تبیح الافطار	حوالہ
۲۷۷-۶	ولوکان صوم کفارۃ الیمین او صوم کفارۃ القتل فعجز عنه وصار شیخاً فانیاً فأراد ان یطعم عنه لم یجز	کذا فی شرح الطحاوی
۷	والاصل فیه ان کل صوم اذا کان اصلاً بنفسه ولم یکن بدلاً عن غیرہ جاز الاطعام بدلاً عنه اذا وقع الیأس عن الصوم	
	وکل صوم کان بدلاً عن غیرہ ولم یکن اصلاً بنفسه لم یجز الاطعام عنه وان وقع الیأس عن الصوم ککفارۃ الیمین لانه بدل عن غیرہ فلا یجزئ الاطعام عنه	
	واما فی کفارۃ الظهار وکفارۃ الافطار فی شهر رمضان اذا عجز عن الاعتاق لفقرہ وعجز عن الصوم لکبرہ جاز له ان یطعم ستین مسکیناً لان هذا صار بدلاً عن الصیام بالنص	کذا فی شرح الطحاوی
۸	ولوفات صوم رمضان بعذر المرض اوالسفر واستدام المرض والسفر حتی مات لاقضاء علیه لکنه ان اوصی بان یطعم عنه صحت وصیته وان لم تجب علیه ویطعم عنه من ثلث ماله	
	فان برئ المریض او قدم المسافر وادرک من الوقت بقدر ما فاته فیلزمه قضاء جمیع ما ادرک فان لم یصم حتی ادرکه الموت فعلیه ان یوصی بالفدیه	کذا فی البدائع

ـــلـــہ قاعدہ مندرجہ حکم نمبر ۲۷۷/۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــ۲ـــہ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ شیخ فانی کے لیۓ روزہ کا فدیہ تب جائز ہے کہ وہ روزہ اصل بنفسہ ہو اور اسکی ادائیگی کا خطاب کیا گیا ہو ـ مثلاً رمضان المبارک کے ادا روزے اور رمضان المبارک کے قضا روزے اور نذر کے روزے جب اس سے وہ روزے نہ رکھے ـ حتی کہ شیخ فانی ہوگیا تو اس کے لیۓ جائز ہے کہ فدیہ دے ـ نیز رد المحتار میں ہے کہ قسم کے کفارے میں کھانا دینا روزوں کا عوض نہیں بلکہ یہ روزے رکھنا کھانا دینے کا عوض ہیں ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۱۶۴ اور حاشیہ البحرالرائق میں ہے کہ قتل کے کفارے میں روزے رکھنا غلام آزاد کرنے کا عوض ہیں ماخوذ از حاشیہ البحرالرائق ج ۲ ص ۲۸۵ پس ان صورتوں میں وہ روزے اصل بنفسہ نہیں اور ان کے عوض کھانا دینا جائز نہیں اور رد المحتار میں ہے کہ قسم اور قتل کے کفارہ میں

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب — جن عذروں سے روزہ نہ رکھنا مباح ہے۔ انکے احکام — روزہ نہ رکھنے کے عذروں کا بیان	حوالہ
۲۷۷-۶	اگر قسم کے کفارے یا قتل کے کفارے کے روزے تھے پس وہ ان روزوں کے رکھنے سے عاجز ہوگیا اور شیخ فانی ہوگیا اور اس نے ان کے بدلے (مسکینوں) کو کھانا کھلانا چاہا تو یہ جائز نہیں ہے [1]	شرح طحاوی
۷	(و) اور (مذکورہ حکم میں) قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ روزہ جو خود اصل ہو اور کسی اور چیز کا بدل نہ ہو اور وہ اس روزہ کے رکھنے سے مایوس ہو تو اس روزہ کے عوض میں (مسکین کو) کھانا دینا جائز ہے۔ اور ہر وہ روزہ جو دوسری چیز کا بدل ہو خود اصل نہ ہو تو خواہ وہ اس روزہ کے رکھنے سے مایوس ہو جائے اس روزے کے عوض میں کھانا دینا جائز نہیں ہے (ب) مثلاً قسم کے کفارے کے روزے کے عوض میں کھانا دینا جائز نہیں اس لئے کہ قسم کے کفارے کے روزے کسی اور چیز (یعنی کھانا دینے) کا بدل ہیں پس ان کے عوض کھانا دینا جائز نہیں ہو گا۔ اور کفارہ ظہار اور رمضان المبارک میں افطار کے کفارہ میں اگر کوئی شخص اپنی مفلسی کیوجہ سے غلام آزاد کرنے سے عاجز ہو اور اپنے بڑھاپے کی وجہ سے روزہ رکھنے سے بھی عاجز ہو تو اس کے لئے اس کے عوض ساٹھ مسکینوں کو کھانا دینا جائز ہے اس لئے کہ یہ فدیہ روزوں کے عوض نص سے ثابت ہے [2]	شرح طحاوی
۸	(و) کوئی شخص رمضان المبارک کا روزہ بیماری یا سفر کے عذر کیوجہ سے نہ رکھ سکا اور وہ بیماری یا سفر اسکی موت تک باقی رہا تو اسپر ان روزوں کی قضا واجب نہیں لیکن اگر اس نے ان روزوں کے عوض کھانا دینے (یعنی فدیہ) کی وصیت کی تو وصیت صحیح ہو جائے گی اگرچہ وہ وصیت کرنا اسپر واجب نہ ہوگا اور (وصیت کی صورت میں) اسکے تہائی ترکہ میں سے کھانا (یعنی فدیہ) دیا جائیگا۔ (ب) اور اگر وہ مریض تندرست ہوگیا یا وہ مسافر سفر سے واپس آگیا اور اس نے فوت شدہ روزوں کے بقدر وقت پالیا تو اس پر ان تمام روزوں کی قضا لازم ہے۔ جن کا اس نے وقت [3] پالیا ہے پس اگر اس نے (وقت پالینے کے باوجود فوت شدہ) وہ روزے نہ رکھے اور اسے موت آگئی تو اس پر واجب ہے کہ ان روزوں کے فدیہ کی وصیت کرے۔	بدائع

ان کی زندگی میں روزوں کا فدیہ دینا جائز نہیں اور اگر مرنے سے پہلے وصیت کر جائیں تو پھر یہ حکم نہیں ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۱۶۴

اور فدیہ کی وصیت کے متعلق حکم نمبر ۱۳ تا ۱۶ / ۱۸۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــ۳ـــ اور منت ماننے کی صورت میں حکم ۴۴ / ۲۷۸ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الاعذار التی تبیح الافطار — الاعذار التی تبیح الافطار	حوالہ
۲۷۷-	ویطعم عنه ولیه لکل یوم مسکینا نصف صاع من بر او صاعا من تمر او صاعا من شعیر	کذا فی الهدایة
	فان لم یوص وتبرع عنه الورثة جاز ولا یلزمهم من غیر الایصاء	کذا فی فتاوی قاضیخان
۹	ولا یصوم عنه الولی	کذا فی التبیین
۱۰	فان صح المریض او اقام المسافر ثم ماتا لزمهما القضاء بقدر الصحة والاقامة وهذا قولهم جمیعا من غیر خلاف هذا هو الصحیح	کذا فی السراج الوهاج
۱۱	وان جاء الرمضان الثانی ولم یقض الاول قدم الاداء علی القضاء	کذا فی النهر الفائق
۱۲	ذکر الرازیؒ عن اصحابنا ان الافطار بغیر عذر فی صوم التطوع لا یحل	هکذا فی الکافی
۱۳	وهو الاصح	کذا فی محیط السرخسی
۱۴	وهو ظاهر الروایة	هکذا فی النهر الفائق
۱۵	والضیافة فیما روی عن ابی یوسف رح ومحمد رح عذر وهو الاظهر	هکذا فی الکافی
	قالوا والصحیح من المذهب انه ان کان صاحب الدعوة ممن یرضی بمجرد حضوره ولا یتأذی بترک الافطار لا یفطر وان کان یعلم انه یتأذی بترک الافطار یفطر ویقضی وقال الشیخ الاجل شمس الائمة الحلوانی رح احسن ما قیل فی هذا الباب انه ان کان یثق من نفسه بالقضاء یفطر دفعا للاذی عن اخیه المسلم وان کان لا یثق من نفسه بالقضاء لا یفطر وان کان فی ترک الافطار اذی المسلم وهذا اذا کان الافطار قبل الزوال فاما بعده فلا یفطر الا اذا کان	

۱ حکم نمبر ۱۳ تا ۱۶/۱۸۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ حکم نمبر ۱۲/۱۸۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

۳ حکم نمبر ۵۸/۲۶۸ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ جیسا کہ شرح وقایہ میں ہے کہ ایک

دفعات دستی نمبر	پانچواں باب - جن عذروں سے روزہ نہ رکھنا مباح ہے ان کے احکام — روزہ نہ رکھنے کے عذروں کا بیان	حوالہ
۲۷۷-	(ج) اور اسکا وارث اس کے ہر روزہ کے عوض میں نصف صاع گیہوں یا ایک صاع کھجوریں یا ایک صاع جو دے گا۔	ہدایہ
	(د) اور اگر اس نے وصیت نہیں کی اور وارثوں نے اپنی طرف سے احسان کرکے فدیہ دے دیا تو جائز ہے۔ لیکن اس کی وصیت کے بغیر فدیہ دینا ان پر واجب نہیں ہے [1]	قاضیخان
۹	اور وارث اس کی طرف سے روزہ نہیں رکھے گا [2]	تبیین
۱۰	پس اگر مریض تندرست ہوگیا یا مسافر مقیم ہوگیا پھر وہ دونوں وفات پا گئے تو تندرست رہنے اور مقیم رہنے کے دنوں کے بقدر ان پر (فوت شدہ روزوں کی) قضا لازم ہوگی یہ حکم سب فقہاؒ کے قول کے بموجب ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ یہی حکم صحیح ہے۔	سراج وہاج
۱۱	اگر دوسرا رمضان المبارک آگیا اور کسی شخص نے پہلے رمضان المبارک کے روزے قضا نہیں کئے تو وہ ادا روزوں کو قضا روزوں پر مقدم کرے [3]	نہر فائق
۱۲	رازیؒ نے ہمارے اصحاب سے روایت کیا ہے کہ نفل روزہ میں بغیر کسی عذر کے توڑ دینا جائز نہیں قرار پاتا ہے [4]	کافی
۱۳	اور یہی (مذکورہ حکم) زیادہ صحیح ہے۔	محیط سرخسی
۱۴	اور یہی (مذکورہ حکم) ظاہر روایت ہے [5]۔	نہر فائق
۱۵	(ا) امام ابو یوسفؒ و محمدؒ سے منقول ہے کہ (نفل روزہ توڑنے کے لئے) مہمانی بھی عذر ہے اور یہی حکم زیادہ ظاہر ہے۔	کافی
	(ب) فقہاؒ نے کہا ہے کہ صحیح مذہب کا حکم یہ ہے کہ [1] اگر دعوت کرنے والا (یعنی میزبان) ایسا شخص ہو کہ وہ صرف مہمان کے حاضر ہو جانے سے راضی ہو جائے گا اور مہمان کے کھانا نہ کھانے کی وجہ سے اسے رنج نہ ہوگا تو روزہ نہ توڑے۔ اور [2] اگر مہمان کو معلوم ہے کہ میزبان کو مہمان کے کھانا نہ کھانے کی وجہ سے رنج ہوگا تو وہ (نفل) روزہ توڑ دے اور پھر (بعد میں) قضا کرے	
	(ج) اور شیخ اجل شمس الائمۃ الحلوانیؒ نے کہا ہے کہ اس مسئلہ میں سب سے بہتر قول یہ ہے کہ [1] اگر کسی شخص کو اپنے اوپر یہ بھروسہ ہو کہ قضا رکھ لے گا تو اپنے مسلمان بھائی کا رنج دور کرنے کی خاطر وہ روزہ توڑ دے اور [2] اگر اپنے اوپر بھروسہ نہ ہو کہ بعد میں قضا رکھ لے گا تو پھر وہ روزہ نہ توڑے خواہ روزہ نہ توڑنے کی صورت میں مسلمان (بھائی) کو رنج ہو اور [3] یہ مذکورہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب وہ روزہ توڑنا زوال سے پہلے ہو اور اگر زوال کے بعد کا وقت ہو تو پھر وہ روزہ نہ توڑے لیکن اگر وہ روزہ نہ توڑنے میں والدین کی نافرمانی ہوتی ہو تو پھر یہ حکم	

روایت کی رو سے بغیر عذر نفل روزہ توڑنا جائز نہیں ہوتا اسلئے کہ ایسا کرنا عمل کو باطل کرنا ہے۔ ماخوذ از شرح وقایہ ج ۱ ص ۲۴۱ (مترجم)

[5] حکم نمبر ۱۶/۲۷۷، ۱۷/۲۷۷ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الاعذار التی تبیح الافطار / الاعذار التی تبیح الافطار	حوالہ
۲۷۷-	فی ترک الافطار عقوق الوالدین	کذا فی المحیط
۱۶	وتکون عذرا فی حق المضیف والضیف	ھکذا فی شرح الوقایة
۱۷	الضیافة لیست بعذر فی الصوم الواجب	ھکذا فی النھایة
۱۸	المجنون اذا افاق فی بعض الشھر یلزمه قضاء ما مضی وان استوعب جنونه کل الشھر لم یقضه و فی ظاھر الروایة لم یفصل بین الجنون الطاریٔ علی البلوغ والمقارن له	کذا فی محیط السرخسی
	ولو افاق بعد الزوال من الیوم الاخیر من شھر رمضان لا یلزمه القضاء ھو الصحیح	کذا فی الکفایة والنھایة
۱۹	ولو اغمی علیه رمضان کله قضاه وھذا بالاجماع	کذا فی معراج الدرایة
۲۰	اغمی علیه او جن بعد ما غربت الشمس وبقی کذلک ایاما لم یقض یوم تلک اللیلة لانه ان کان یعلم انه نوی الصوم فظاھر وان لم یعلم فظاھر حاله النیة والعمل بظاھر الحال واجب حتی لو کان مسافرا او متھتکا یعتاد الفطر فی رمضان قضاه لان ظاھر حاله لم یدل علی النیة ولم ینو	کذا فی العزاھدی
۲۱	الغازی اذا علم انه یقاتل العدوّ فی رمضان وھو یخاف الضعف فله ان یفطر	کذا فی محیط السرخسی
۲۲	فان لم یتفق القتال فلا کفارة علیه لان فی القتال یحتاج الی تقدیم الافطار لیتقوی ولا کذلک المرض	ھکذا فی الظھیریة فی المقطعات
۲۳	المحترف المحتاج الی نفقته علم انه لو اشتغل	

۱؎ اور نفل روزہ توڑنے کے لئے مہمانی کے عذر کے متعلق حکم نمبر ۱۵، ۱۶ / ۲۷۷ ملاحظہ ہو (مترجم)

۲؎ حکم نمبر ۱۷ / ۲۶۶ ، ۱۹، ۲۰ / ۲۷۷ ملاحظہ ہو اور اعتکاف میں بیہوشی اور جنون کے متعلق حکم

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب۔ جن عذروں سے روزہ نہ رکھنا مباح ہے۔ انکے احکام — روزہ نہ رکھنے کے عذروں کا بیان	حوالہ
۲۷۷-	نہیں ہے (یعنی پھر وہ نفل روزہ بعد زوال بھی توڑ دے)	محیط
۱۶	مہمانی مہمان اور میزبان دونوں کے حق میں (نفل روزہ توڑنے کیلئے) عذر قرار پاتی ہے۔	شرح وقایہ
۱۷	مہمانی واجب روزہ (توڑنے) کے لئے عذر نہیں ہے ۱	نہایہ
۱۸	(ا) پاگل شخص کو اگر رمضان المبارک کے کچھ حصہ میں افاقہ ہوگیا تو اس پر (اس رمضان المبارک کے) ان دنوں (کے روزوں) کی قضا لازم ہوگی جو گذر چکے تھے اور اگر رمضان المبارک کا پورا مہینہ اسے جنون رہا تو وہ اس (رمضان المبارک کے روزوں) کی قضا نہ کرے گا ۲ (ب) اور ظاہر روایت کے بموجب اس جنون میں جو بلوغت کے بعد ہوا اور اس جنون میں جو بلوغت سے متصل ہو کوئی فرق نہیں۔ (ج) اگر کسی مجنون شخص کو (صرف) رمضان المبارک کے آخری دن زوال کے بعد افاقہ ہوا تو اس پر اس (رمضان المبارک) کی قضا لازم نہ ہوگی۔ یہی حکم صحیح ہے۔	محیط سرخسی کفایہ۔ نہایہ
۱۹	اگر کوئی شخص رمضان المبارک کا پورا مہینہ بیہوش رہا تو وہ اس رمضان المبارک کے روزے قضا کرے گا یہ حکم بالاجماع ہے۔	معراج الدرایہ
۲۰	کوئی شخص سورج غروب ہونے کے بعد بیہوش ہوگیا یا اسے جنون ہوگیا اور وہ اس (بیہوشی یا جنون کی) حالت میں کئی دن رہا تو (اسکے روزے کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ا) وہ اس (ایک) دن کا روزہ قضا نہیں کرے گا جو اس (پہلی) رات کے بعد واقع ہوا ہے۔ اس لئے کہ اگر اسے معلوم ہے کہ اس نے اس روزہ کی نیت کر لی تھی تو حکم ظاہر ہے۔ اور اگر اسے نیت کرنے کے متعلق معلوم نہیں ہے تو اسکے ظاہری حال کے مطابق اس کا نیت کرنا قرار پائے گا اور ظاہری حال پر عمل واجب (ب) لیکن اگر وہ مسافر ہو یا وہ ایسا شخص ہو کہ رمضان المبارک میں اسے روزہ نہ رکھنے کی عادت ہو تو اس پر اس (پہلے) دن کی بھی قضا لازم ہوگی کیونکہ اس کا ظاہری حال بھی اسکے نیت کرنے پر دلالت نہیں کرتا اور خود بھی اس نے نیت نہیں کی۔	زاہدی
۲۱	غازی اگر یہ جانے کہ اسے رمضان المبارک میں دشمن سے لڑنا ہوگا اور اسے روزہ رکھنے کی صورت میں ضعف کا خوف ہو تو اسے اجازت ہے کہ وہ روزہ چھوڑ دے۔	محیط سرخسی
۲۲	پھر اگر (مذکورہ صورت میں) لڑائی کا اتفاق نہ ہو تو اس پر کفارہ واجب نہ ہوگا۔ اس لئے کہ لڑائی میں طاقت حاصل کرنے کے لئے پہلے کھانا کھانے کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ صورت حال بیماری ۳ کی صورت میں نہیں ہے۔	ظہیریہ
۲۳	اگر کوئی پیشہ ور اپنے خرچ کے لئے محتاج ہو اور وہ یہ جانے کہ اگر وہ اپنے پیشہ میں مشغول	

۲۳ ، ۲۵/۲۸۴ ، ۹ ، ۱۰/۲۸۵ اور بیہوشی اور مجنون کی نماز کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۸۸ ، ۸/۱۷۴ ملاحظہ ہو (مترجم)

۳ــــ اور باری کا بخار آنے کے خوف سے ماہ رمضان کا روزہ چھوڑنے کے متعلق حکم نمبر ۲/۲۷۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الاعذار التی تبیح الافطار الاعذار التی تبیح الافطار	حوالہ
۲۷۷-	بحرفتہ یلحقہ ضرر مبیح الفطر یحرم علیہ الفطر قبل ان یمرض	کذا فی القنیۃ

۱؎ بیماری کے خوف کے عذر کی صورت میں حکم نمبر ۳/۲۷۳ اور بھوک اور پیاس کے عذر کی صورت میں حکم نمبر ۱/۲۷۶ اور غازی کی صورت میں حکم نمبر ۲۱، ۲۲/۲۷۷ اور ہمیشہ کے روزوں کی منت کی صورت میں حکم نمبر ۲۸/۲۷۸ میں مندرجہ احکام مع حواشی ملاحظہ ہوں۔ لیکن صورت مذکورہ ۲۳/۲۷۷ میں پیشہ ور کا پیشہ کوئی ایسا عذر نہیں ہے۔ وہ درمیان میں کام بند کر سکتا ہے پس اس کا حکم الگ ہے۔ واللہ اعلم۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب ـ جن عذروں سے روزہ نہ رکھنا مباح ہے ! انکے احکام روزہ نہ رکھنے کے عذروں کا بیان	حوالہ
۲۷۷ـ	ہوا تو ایسا ضرر لاحق ہوگا جس سے روزہ توڑنا جائز ہو جاتا ہے ـ تو (اس کے لئے حکم یہ ہے کہ) اس کے بیمار پڑنے سے پہلے اسے (مذکورہ) روزہ چھوڑنا حرام ہے ـ ۱ ۲	قنیہ

۲ اور **جمعۃ الوداع میں** مروجہ قضا عمری کے متعلق مندرجہ ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔ قاضی شوکانی رحمہ نے[1] لکھا ہے کہ یہ مبینہ روایت کہ "جس نے رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں پانچ فرض نمازیں پڑھیں تو اس سے ایک سال کی فوت شدہ نمازیں قضا ہو جائیں گی" بلاشبہ موضوع یعنی من گھڑت روایت ہے یہ صنعا میں ہمارے زمانہ میں مشہور ہوئی ہے اور پتہ نہیں کس نے وضع کی ہے خدا جھوٹوں کو رسوا کرے۔ بحوالہ فوائد مجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ

ملا علی قاری[2] نے لکھا ہے کہ یہ روایت کہ "جس نے رمضان شریف کے آخر جمعہ میں فرض نماز قضا کر لی تو یہ قضا تمام عمر کی فوت شدہ نمازوں کا ستر سال تک جبیرہ اور کفارہ ہو جائے گی یہ قطعی طور پر باطل ہے۔ بحوالہ الموضوعات ملا علی قاری رح ص۱۲۵ ـ

شیخ ابن حجر رض[3] نے لکھا ہے کہ ماہ رمضان میں عوام کی قبیح ترین عادتوں سے ایک یہ ہے کہ بعض شہروں میں آخری جمعہ کی نماز کے بعد پانچ نمازیں اس خیال سے[4] پڑھتے ہیں کہ اس سے ایک سال کی یا عمر بھر کی فوت شدہ نمازوں کا کفارہ ادا ہو جائے گا یہ بہت سی وجوہ کی بنا پر حرام ہے۔ بحوالہ تحفہ منہاج النووی۔ وہکذا[5] فی حمایۃ الفقہ وہکذا فی عجالہ نافعہ مولفہ مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی ص۳۰ اور مولانا[6] عبدالحئی نے بحوالہ تبیین، مواہب المنان، الموضوعات ملا علی قاری اور مجمع البحار لکھا ہے کہ "اہل خراسان کی یہ عادت کہ وہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں پانچ نمازوں کی قضا با لجماعت کر کے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس سے بہت سی نمازوں کا کفارہ ہو جائے گا بے بنیاد ہے اور اس میں کئی مفاسد ہیں۔ بحوالہ ردع الاخوان مولانا عبدالحئی لکھنوی ص۴۳ ماخوذ از التحقیق الضروری فی مسئلہ القضاء العمری مولفہ محمد یوسف بنوری مفتی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ص۸۸ تا ص۹۳ نیز حکم نمبر ۵ب/۲۰۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ **اور عمر بھر کی نمازیں قضا کرنے کے متعلق حکم نمبر ۷ تا ۱۱/۱۸۹ ملاحظہ ہوں۔** (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی النذر — النذر	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	الباب السادس فی النذر	
	دفعات ۲۷۸ تا ۲۷۸ عنوان ۱ تعداد شق ۳۶	
	۲۷۸- النذر	
	تعداد شق ۳۶	
۱	الاصل ان النذر لا یصح الا بشروط (احدها) ان یکون الواجب من جنسہ شرعا فلذلک لم یصح النذر بعیادۃ المریض	ھکذا فی النھایۃ
۲	(والثانی) ان یکون مقصودا لا وسیلۃ فلم یصح النذر بالوضوء و سجدۃ التلاوۃ	ھکذا فی النھایۃ
۳	(والثالث) ان لا یکون واجبا فی الحال و فی ثانی الحال فلم یصح بصلوۃ الظھر وغیرھا من المفروضات	ھکذا فی النھایۃ
۴	(والرابع) ان لا یکون المنذور معصیۃ باعتبار نفسہ [۱] فاذا قال للہ علی صوم یوم النحر افطر وقضی و ھذا النذر صحیح لانہ مشروع بنفسہ منھی لغیرہ وھو ترک اجابۃ دعوۃ اللہ تعالی وان صام فیہ یخرج عن العھدۃ	ھکذا فی البحر الرائق ھکذا فی الھدایۃ
۵	ولا بد من شرط آخر وھو ان لا یکون مستحیل الکون فلو نذر صوم امس لم یصح نذرہ	کذا فی البحر الرائق
۶	ولو قال للہ علی ان اصوم الیوم الذی یقدم فیہ فلان فقدم فلان	

[۱] نماز کی منت ماننے کے متعلق اور منت کے مزید احکام کے متعلق حکم ۱۸۵ مع حاشیہ اور حکم نمبر ۳۴/۲۸۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۲] پس اگر کسی شخص نے کوئی ایسی منت مانی جو گناہ کا کام ہو تو وہ باطل ہے۔ اس کے متعلق حکم ۳۴/۲۸۷

دفعات وشق نمبر	چھٹا باب۔ منت ماننے کے احکام — منت ماننے کا بیان	حوالہ
	بسم اللہ الرحمن الرحیم	
	چھٹا باب۔ (روزہ کی) منت ماننے کے احکام	
	دفعات ۲۷۸ تا ۲۷۸ عنوان ۱ تعداد شق ۴۶	
۲۷۸۔ منت ماننا	اور اسمیں ۴۶ شقیں ہیں	
۱	اس میں قاعدہ یہ ہے کہ منت[1] ماننا چند شرطوں کے ساتھ ہی صحیح ہوتا ہے۔ پہلی شرط یہ ہے کہ جس چیز کی منت مانے اس کی جنس سے شرع میں کوئی واجب موجود ہو اسی لئے بیمار کی بیمار پرسی کی منت صحیح نہیں ہوتی۔	نہایہ
۲	منت صحیح قرار پانے کے لئے دوسری شرط یہ ہے کہ وہ چیز مقصود بالذات ہو کسی اور چیز کا وسیلہ نہ ہو۔ پس وضو کرنے اور سجدہ تلاوت کی منت صحیح نہیں ہوتی۔	نہایہ
۳	منت صحیح قرار پانے کے لئے تیسری شرط یہ ہے کہ جس چیز کی منت مانے وہ (پہلے ہی) فی الحال یا کسی اور وقت میں واجب شدہ نہ ہو۔ پس اگر کوئی شخص ظہر کی نماز یا کسی اور وقت کی فرض نماز کی منت مانے تو صحیح نہ ہوگا۔	نہایہ
۴	منت صحیح قرار پانے کے لئے چوتھی شرط یہ ہے کہ جس چیز کی منت مانے وہ فی نفسہ گناہ کا کام نہ ہو[2] پس اگر کوئی یوں کہے کہ میں نے اللہ تعالی کے لئے قربانی کے دن روزہ رکھنے کی منت مانی تو وہ اس دن روزہ نہ رکھے اور (اس دن کے روزہ کی) قضا کرے البتہ یہ (مذکورہ) منت (فی نفسہ) درست ہے۔ اس لئے کہ روزہ فی نفسہ مشروع اور ایک دوسری وجہ سے ممنوع ہے اور وہ یہ ہے کہ اس دن روزہ رکھنا اللہ تعالی کی دعوت قبول نہ کرنا ہے۔ اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس دن روزہ رکھ لیا تو ذمہ شدہ منت پوری ہوگئی[3]	بحرالرائق
۵	منت صحیح قرار پانے کے لئے ایک اور (پانچویں) شرط بھی ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ جس چیز کی منت مانے وہ ایک ناممکن کام نہ ہو۔ پس اگر کسی نے کل گذشتہ میں روزہ رکھنے کی منت مانی تو صحیح نہ ہوگی[4]	ہدایہ
۶	اگر کسی شخص نے یوں منت مانی کہ اللہ تعالی کے لئے میرے ذمہ واجب ہے کہ جسدن فلاں آدمی آئے گا	بحرالرائق

مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [3] حکم نمبر ۳۷/۲۷۸، ۹/۲۸۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم نمبر ۱۲/۲۸۶ ملاحظہ ہو نیز منت واجب ہونے کے متعلق حکم ۴۳/۲۷۸ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی النذر — النذر	حوالہ
٢٧٨-	بعد ما اكل او بعد ما حاضت لا يجب شيئ فی قول محمد رح	كذا فی فتاوی قاضیخان
٧	وهو المختار	كذا فی السراجية
٨	وان قدم بعد الزوال لا يلزمه شيئ فی قول محمد[١] ولا رواية فيه عن غيره	كذا فی الخلاصة
٩	ولو قال لله تعالى على ان اصوم اليوم الذی يقدم فيه فلان فقدم ليلا لا يلزمه شيئ	كذا فی محيط السرخسی
١٠	ولو قدم قبل الزوال ولم يأكل صام	كذا فی محيط السرخسی
١١	ولو قال لله تع على صوم اليوم الذی يقدم فيه فلان ابدا فقدم فلان فی يوم قد اكل فيه لم يلزمه صوم ذلك اليوم ويلزمه صوم كل يوم مثله فيما يستقبل	كذا فی السراج الوهاج وهكذا فی المحيط
١٢	وان جعل على نفسه ان يصوم اليوم الذی يقدم فيه فلان وجعل على نفسه ان يصوم اليوم الذی يعافی فيه فلان ابدا فعوفی فلان فی اليوم الذی قدم فيه فلان فعليه صوم ذلك اليوم وحده ابدا ولا شيئ عليه غير ذلك	كذا فی المحيط
١٣	اذا قال لله تع على ان اصوم يوما فانه يلزمه صوم يوم وتعيين الاداء اليه وهو على التراخی بالاجماع ولو قال لله تع على صوم نصف يوم لا يصح	كذا فی السراج الوهاج
١٤	ولو قال لله تع على ان اصوم يومين او ثلاثة او عشرة لزمه ذلك ويعين وقتا يؤدی فيه فان شاء فرق وان شاء تابع الا ان ينوی التتابع عند النذر فحينئذ يلزمه متتابعا فان نوى فيه التتابع وافطر يوما فيه او حاضت المرأة فی مدة الصوم استأنف واستأنفت	كذا فی السراج الوهاج

١ ـــہ حکم نمبر ٢٨،٣١ / ٢٧٨ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	چھٹا باب ۔ منت ماننے کے احکام / منت ماننے کا بیان	حوالہ
۲۷۸-	اسدن روزہ رکھوں گا ۔ پھر (اسدن) وہ آدمی ایسے وقت میں آیا کہ یہ شخص کھانا کھا چکا تھا یا منت ماننے والی عورت تھی اور اسے حیض آگیا تھا تو امام محمدؒ کے قول کے بموجب اس پر کچھ واجب نہیں ۔	قاضیخان
۷	اور یہی (مذکورہ) حکم مختار ہے ۔	سراجیہ
۸	اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ آدمی زوال کے وقت کے بعد آیا تو (بھی) امام محمدرح کے قول کے بموجب اس شخص پر کچھ واجب نہیں ۔ اور اس مسئلہ میں کسی اور امام سے کوئی روایت منقول نہیں ۔	خلاصہ
۹	اگر کسی شخص نے یوں منت مانی کہ اللہ تعالی کے لئے میرے ذمہ واجب ہے کہ جس دن فلاں آدمی آئے گا اس دن روزہ رکھوں گا ۔ پھر وہ آدمی رات کے وقت آیا تو اس شخص پر کچھ لازم نہ ہوگا ۔	محیط سرخسی
۱۰	اور اگر (مذکورہ صورت میں اسدن) زوال کے وقت سے پہلے آیا اور منت ماننے والے شخص نے (ابھی) کچھ نہ کھایا تھا تو وہ روزہ رکھے ۔	محیط سرخسی
۱۱	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ اللہ تعالی کے لئے میرے ذمے واجب ہے کہ جس دن فلاں آدمی آئے گا اس دن ہمیشہ روزہ رکھا کروں گا ۔ پھر وہ آدمی ایسے دن آیا کہ یہ شخص کھانا کھا چکا تھا تو اسپر اس دن کا روزہ لازم نہ ہوگا اور آئندہ اس دن کی ہر مثل دن کا روزہ لازم ہو گا ۔	سراج وہاج ۔ محیط
۱۲	اگر کسی شخص نے اپنے ذمہ واجب کرلیا کہ وہ اس دن روزہ رکھا کرے گا جس دن فلاں آدمی آئے گا ۔ نیز اس نے اپنے ذمہ یہ (بھی) واجب کرلیا کہ وہ اس دن روزہ رکھا کرے گا جسدن فلاں آدمی، صحتیاب ہوگا ۔ پھر وہ اس دن صحتیاب ہوا جس دن وہ دوسرا آدمی آیا تو اس شخص پر ہمیشہ اس ایک دن کا روزہ رکھنا لازم ہوا کرے گا ۔ اور اس کے علاوہ اسپر کچھ واجب نہ ہوگا ۔	محیط
۱۳	(ا) اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ اللہ تعالی کیلئے میرے ذمہ واجب ہے، کہ میں ایکدن کا روزہ رکھوں گا تو اسپر ایکدن کا روزہ لازم ہوگا اور اسے ادا کرنیکے لئے دن مقرر کرنیکا اس کو اختیار حاصل ہے اور اسے تاخیر سے ادا کر سکتا ہے اسپر اجماع ہے (ب) اور اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ اللہ تعالی کیلئے میرے ذمہ نصف دن کا روزہ واجب ہے تو یہ منت صحیح نہیں ۔	سراج وہاج
۱۴	(ا) اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ اللہ تعالی کے لئے میرے ذمہ واجب ہے کہ میں دو دن یا تین دن یا دس دن روزہ رکھوں گا تو اس پر اتنے دن کے روزے لازم ہوجائیں گے اور انہیں ادا کرنے کا کوئی وقت مقرر کرلے چاہے تو وہ روزے الگ الگ رکھے اور چاہے تو مسلسل رکھے ۔ [1] (ب) لیکن اگر اس نے منت ماننے میں مسلسل روزے رکھنے کی نیت کی تھی تو پھر مسلسل رکھنے لازم ہوں گے پس اگر اس نے منت ماننے میں مسلسل روزے رکھنے کی نیت کی تھی اور ان روزوں میں ایک دن روزہ چھوڑ دیا یا مذکورہ منت ماننے والی عورت تھی اور اسے ان روزوں میں حیض آگیا تو وہ شخص اور وہ عورت وہ روزے از سر نو رکھیں گے [2]	سراج وہاج

[2] حکم نمبر ۳۹، ۴۰ / ۲۷۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فى النذر — النذر	حوالہ
۱۵-۲۷۸	ولو اوجب على نفسه متفرقا فصام متتابعا اجزاه	كذا فى فتاوى قاضيخان
۱۶	ولو قال لله تعالى على ان اصوم عشرة ايام متتابعات فصام خمسة عشر يوما وافطر يوما لا يدرى ان يوم الافطار من الخمسة او من العشرة فانه يصوم خمسة ايام اخر متتابعات فيؤخذ عشرة متتابعة	كذا فى الظهيرية
۱۷	ولو قال لله تع على ان اصوم يوما ويوما فعليه صوم يوم واحد الا ان ينوى بذلك الابد	
۱۸	ولو قال لله تعالى على صوم لزمه صوم يوم واحد	كذا فى السراج الوهاج
۱۹	ولو قال صوم ايام لزمه ثلاثة ايام الا ان ينوى الاكثر	كذا فى السراج الوهاج
.	ولو قال صوم ايام كثيرة ولا نية له فعليه صوم عشرة ايام عند ابى حنيفة رح وعندهما سبعة ايام	كذا فى السراج الوهاج
	ولو قال لله تعالى على صوم الايام ولا نية له فعليه صيام عشرة ايام وعندهما سبعة ايام	كذا فى السراجية
۲۰	ولو قال بضعة عشر يوما فهو على ثلثة عشر يوما	كذا فى فتح القدير
۲۱	وكذا لو قال لله تعالى على ان اصوم كذا كذا يوما يلزمه صوم احد عشر يوما ولو قال كذا وكذا يلزمه صوم احد وعشرين	كذا فى فتاوى قاضيخان

۱. اس صورت میں اور مابعد کی کئی صورتوں میں مندرجہ احکام کا تعلق عربی الفاظ و محاورات سے مخصوص ہے ۔ اسی لئے اردو حصہ میں مذکورہ

دفعات و شق نمبر	چھٹا باب ۔ منت ماننے کے احکام　　منت ماننے کا بیان	حوالہ
۲۷۸-۱۵	اگر کسی شخص نے اپنے آپ پر متفرق روزے رکھنا واجب کیا تھا پھر اس نے وہ روزے مسلسل رکھے تو اسے کفایت کر جائیگا ۔	قاضیخان
۱۶	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ اللہ تعالی کے لئے میرے ذمہ واجب ہے کہ میں دس دن مسلسل روزے رکھوں گا پھر اس نے پندرہ دن روزے رکھے اور (درمیان میں) ایک دن روزہ نہ رکھا اور اسے یہ معلوم نہیں کہ روزہ نہ رکھنے کا دن پانچ میں ہے یا دس میں ہے ۔ تو اسے چاہیئے کہ پانچ دن اور مسلسل روزے رکھے پس دس دن کے مسلسل روزے حاصل ہو جائیں گے ۔	ظہیریہ
۱۷	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ اللہ تعالی کے لئے مجھپر واجب ہے کہ "اصوما یوما و یوما" (سنة) (یعنی میں دن اور دن روزہ رکھوں گا) تو اس کے ذمہ ایک دن کا روزہ لازم ہے ۔ لیکن اگر وہ یہ کلمہ کہنے میں ہمیشہ روزہ رکھنے کی نیت کرے تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر ہمیشہ کا روزہ لازم ہوگا)	سراج وہاج
۱۸	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "للہ تعالی علی صوم" (یعنی اللہ تعالی کے لئے مجھپر روزہ واجب ہے) تو اسے ایک دن کا روزہ لازم ہوگا ۔	سراج وہاج
۱۹	(الف) اور اگر اس نے یوں کہا (للہ تعالی علی) "صوم ایام" (یعنی اللہ تعالی کے لئے مجھپر دنوں کے روزے واجب ہیں) تو اسے تین روزے لازم ہوں گے ۔ لیکن اگر وہ یہ کلمہ کہنے میں زیادہ دنوں کے روزوں کی نیت کرے تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر حسب نیت زیادہ دنوں کے روزے لازم ہوں گے) (ب) اور اگر اس نے یوں کہا (للہ تعالی علی) "صوم ایام کثیرة" (یعنی اللہ تعالی کے لئے مجھ پر بہت دنوں کے روزے لازم ہیں) اور کچھ نیت نہ کی تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اس پر دس دنوں کے روزے لازم ہونگے اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں سات دنوں کے روزے لازم ہوں گے ۔ (ج) اور اگر کسی نے یوں کہا "للہ تعالی علی صوم الایام" (یعنی اللہ تعالی کے لئے مجھ پر خاص دنوں کے روزے واجب ہیں اور کچھ نیت نہ کی تو اس کے ذمہ دس دنوں کے روزے لازم ہیں) اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمد رحمہ کے ہاں اس پر سات روزے لازم ہیں ۔	سراج وہاج سراجیہ
۲۰	اگر کسی شخص نے "بضعة عشر" کہا (یعنی یہ کہا کہ اللہ تعالی کے لئے میرے ذمہ واجب ہے کہ میں دس اور کچھ روزے رکھوں گا) تو وہ تیرہ روزوں کی منت قرار پائے گی ۔	فتح قدیر
۲۱	(الف) اسی طرح اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ اللہ تعالی کے لئے مجھ پر واجب ہے کہ "ان اصوم کذا کذا یوما" (یعنی میں اتنے اتنے دن روزہ رکھوں گا) تو اسے گیارہ روزے لازم ہوں گے ۔ (ب) اور اگر اس نے یوں کہا کہ "کذا و کذا" (یعنی یہ کہا کہ اللہ تعالی کے لئے میرے ذمہ واجب ہے کہ میں اتنے اور اتنے دن روزہ رکھوں گا) تو اسے اکیس روزے لازم ہوں گے [۲]	قاضیخان

[۱] عربی کلمات بھی درج کر دیئے گئے ہیں (مترجم) [۲] حکم نمبر ۱۷/۲۷۸ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات دمشق نمبر	الباب السادس فی النذر — النذر	حوالہ
۲۷۸-۲۲	رجل قال لله تعالیٰ علی صوم جمعة لزمه سبعة ایام الا ان ینوی یوم الجمعة خاصة والتعیین الیه	کذا فی السراج الوهاج
۲۳	ولو قال صوم الجمع فعند ابی حنیفة[1] هذا علی عشر جمع وعندهما[2] علی جمیع جمع العمر	کذا فی الظهیریة فالمقطعات
۲۴	ولو قال جمع هذا الشهر فعلیه ان یصوم کل یوم جمعة یمر فی هذا الشهر قال شمس الائمة السرخسی هذا هو الاصح	کذا فی الظهیریة وفی المتفرقات
۲۵	اذا قال لله تعالیٰ علی ان اصوم یوم الخمیس فهو علی اقرب خمیس الیه فیجب علیه صوم وحده ولا یجب کل خمیس یأتی الا ان ینوی ذلك	کذا فی السراج الوهاج
۲۶	ولو قال لله تعالی علی ان اصوم یوم السبت ثمانیة ایام فعلیه ان یصوم سبتین وان قال سبعة ایام لزمه سبعة سبوت لان السبت فی سبعة ایام لا یتکرر فحمل کلامه علی العدد بخلاف الاول	کذا فی السراج الوهاج
۲۷	اذا نذر ان یصوم کل خمیس یأتی علیه فافطر خمیسا واحدا فعلیه قضاءه	کذا فی المحیط
۲۸	ولو أخر القضاء حتی صار شیخا فانیا او کان النذر بصیام الابد فعجز لذلك او باشتغاله بالمعیشة لکون صناعته شاقة فله ان یفطر ویطعم لکل یوم مسکینا علی ما تقدم وان لم یقدر	

[1] چنانچہ ردالمحتار میں ہے کہ جمعہ کے ذکر سے کبھی یوم الجمعہ مراد ہوتا ہے اور زیادہ تر ایام الجمعہ مراد ہوتے ہیں ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ ص ۱۷۵ (مترجم)
[2] چنانچہ درمختار وردالمحتار میں ہے

دفعات وشق نمبر	چھٹا باب۔منت ماننے کے احکام — منت ماننے کا بیان	حوالہ
۲۷۸-۲۲	کسی شخص نے یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے مجھ پر" صوم جمعۃ " واجب ہے (یعنی ایک جمعہ روزہ رکھوں گا) تو اسے سات دن کے روزے لازم ہوں گے لیکن اگر ایسا کہنے میں اس نے صرف جمعہ کے دن کی نیت کی تھی تو پھر صرف جمعہ کے دن کا روزہ لازم ہوگا۔ اور (جمعہ کی) تعیین اسکی رائے پر ہے۔	سراج وہاج
۲۳	اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے مجھ پر" صوم الجمع "واجب ہیں (یعنی جمعوں کے روزے رکھوں گا) تو امام ابوحنیفہؒ کے ہاں دس جمعوں کے روزوں کی منت قرار پائے گی اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں تمام عمر کے جمعوں کے روزوں کی منت قرار پائیگی۔	ظہیریہ
۲۴	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ (اللہ تعالیٰ کے لئے مجھ پر)"جمع ھذا الشھر" کے روزے واجب ہیں (یعنی اس مہینے کے جمعوں کے روزے رکھوں گا) تو اس مہینہ میں جتنے جمعے آئیں گے ان سب جمعوں کے روزے اس پر لازم ہوں گے۔ شمس الائمہ سرخسیؒ نے کہا ہے کہ یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	ظہیریہ
۲۵	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے میرے ذمہ واجب ہے کہ " اصوم یوم الخمیس " (یعنی جمعرات کے دن روزہ رکھوں گا) تو جو جمعرات سب سے پہلے آئے صرف اس جمعرات کا روزہ اس پر واجب ہوگا اور ہر جمعرات کا روزہ واجب نہ ہوگا۔ لیکن اگر ایسا کہنے میں اس نے ہر جمعرات روزہ رکھنے کی نیت کی تھی تو پھر اس پر ہر جمعرات کا روزہ واجب ہوگا۔	سراج وہاج
۲۶	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے میرے ذمہ واجب ہے کہ " اصوم یوم السبت ثمانیۃ ایام "، (یعنی بروز سنیچر آٹھ دن روزے رکھوں گا) تو اس پر دو سنیچر کے روزے رکھنا واجب ہوگا اور اگر اس نے یوں کہا کہ (اللہ تعالیٰ کے لئے مجھ پر واجب ہے کہ " اصوم یوم السبت) "سبعۃ ایام" (یعنی بروز سنیچر سات دن روزے رکھوں گا) تو اس پر سات سنیچروں کے روزے لازم ہوں گے اس لئے کہ سنیچر کا دن سات دنوں میں مکرر نہیں آسکتا۔ پس اس کا کلام سنیچر کی تعداد پر محمول ہوگا۔ اور پہلی صورت (یعنی آٹھ دن کہنے کی صورت) میں ایسا نہیں ہے (کیونکہ آٹھ دنوں میں سنیچر کا دن مکرر آسکتا ہے)	سراج وہاج
۲۷	اگر کسی شخص نے منت مانی کہ وہ ہر اس جمعرات کو روزہ رکھے گا جو اسے آئے گی پھر اس نے ایک جمعرات کو روزہ نہ رکھا تو اس پر اسکی قضا لازم ہوگی۔	محیط
۲۸	(ا) اگر کسی شخص نے (مذکورہ صورت میں) روزہ قضا کرنے میں تاخیر کی حتی کہ وہ شیخ فانی ہوگیا یا اس نے ہمیشہ کے روزوں کی منت مانی تھی پھر اس مذکورہ وجہ سے یا ذریعہ معاش میں مشغولیت کی بنا پر روزہ سے عاجز ہوگیا اس لئے کہ اس کا پیشہ سخت محنت طلب تھا [۲] تو اسے اجازت ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دے	

[۲] کہ اگر کسی نے منت مانی کہ جب تک روزے رکھوں گا اور جب جب آیا تو بیمار پڑ گیا تو روزے چھوڑ دے اور رمضان کی قضا کی طرح مسلسل یا متفرق قضا کرے، یا کسی نے ہمیشہ کے روزوں کی منت مانی پھر ذریعہ روزگار میں مشغولیت کی وجہ سے ضعیف ہو گیا تو روزے چھوڑ دے اور فدیہ دے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۲ ص ۱۷۲ نیز حکم نمبر ۳/۲۷۳، ۱/۲۷۶، ۲۳/۲۷۷ مع حواشی اور حکم نمبر ۲۷، ۲۸/۲۸۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی النذر	حوالہ
۲۷۸-	علی ذلك لعسرته یستغفر الله تعالیٰ انه هو الغفور الرحیم ولو لم یقدر لشدة الزمان کالحر فله ان یفطر وینتظر الشتاء فیقضی	کذا فی فتح القدیر
	هذا اذا لم یکن نذره بالأبد	هکذا فی الخلاصة
۲۹	ولو اراد ان یقول لله تع علی صوم یوم فجری علی لسانه صوم شهر لزمه صوم شهر لان النذر یستوی فیه القصد وغیره	کذا فی السراج الوهاج
۳۰	اذا قال لله تع علی صوم شهر لزمه ثلاثون یوما وتعیین الشهر الیه ولا یلزمه الاداء عقیب النذر حتی لایأثم بالتأخیر	کذا فی السراج الوهاج
	ولو قال لله تع علی ان اصوم الشهر فعلیه ان یصوم بقیة الشهر الذی هو فیه واذا نوی شهرا فهو علی ما نوی	کذا فی المحیط
۳۱	ولو قال لله تع علی ان اصوم شهرا متتابعا لزمه التتابع وان اطلق یخیر وان عین الشهر فافطر یوما قضاه ولا یستقبل وان افطر کله یخیر فی القضاء بین التفرق والتتابع	کذا فی الزاهدی
۳۲	ولو قال لله تع علی صوم شوال وذی القعدة وذی الحجة فصامهن[1] بالاهلة وکان ذو القعدة وذو الحجة ثلاثین ثلاثین وشوال تسع وعشرین علیه صوم خمسة ایام یوم الفطر	

[1] جیساکہ حکم نمبر ۸/۲۷۷ ، میں ہے (مترجم) [2] حکم نمبر ۲۷ ب/۲۷۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ۱۴/۲۷۸ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	چھٹا باب۔ منت ماننے کے احکام — منت ماننے کا بیان	حوالہ
۲۷۸-	جیسا کہ یہ حکم گذر چکا ہے ؎۱ اور اگر اپنی تنگدستی کی وجہ سے یہ بھی نہ کر سکے تو اللہ تعالی سے مغفرت مانگے اس لئے کہ وہ مغفرت والا اور رحم والا ہے۔ (ب) اور ؎۱ اگر (مذکورہ صورت میں) وہ موسم کی سختی کی وجہ سے مثلاً گرمی کی وجہ سے روزہ رکھنے سے عاجز ہو گیا تو اسے اجازت ہے کہ (اس وقت) روزہ نہ رکھے وہ سردی کے موسم کا انتظار کرے اور (اس وقت) قضا روزے رکھے۔ ؎۲ یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے جبکہ اس نے ہمیشہ کے روزوں کی منت نہ مانی تھی۔	فتح قدیر خلاصہ
۲۹	اگر کسی شخص نے یوں کہنے کا ارادہ کیا کہ اللہ تعالی کے لئے مجھ پر ایک دن کا روزہ واجب ہے اور اس کی زبان سے یوں نکل گیا کہ (اللہ تعالی کے لئے مجھ پر) ایک مہینہ کے روزے واجب ہیں تو اسے مہینہ کے روزے لازم ہوں گے۔ اس لئے کہ منت ماننے میں قصدا اور غیر قصد کا حکم برابر ہے۔	سراج وہاج
۳۰	(ا) اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ اللہ تعالی کے لئے مجھ پر "صوم شھر" واجب ہیں (یعنی مجھ پر ایک مہینہ کے روزے واجب ہیں) تو اسے تیس روزے لازم ہوں گے اور مہینہ مقرر کرنا اسکی رائے پر ہے اور اسے منت کے بعد فوراً ادا کرنا لازم نہیں حتی کہ (ادائیگی میں) تاخیر کرنے سے گنہگار نہ ہوگا۔	سراج وہاج
	(ب) اور اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ اللہ تعالی کے لئے مجھ پر واجب ہے کہ "اصوم الشھر" (یعنی میں اس خاص مہینہ کے روزے رکھوں گا) تو اس پر لازم ہے کہ اس مہینہ کے بقیہ دنوں کے روزے رکھے ؎۲ اور اگر اس نے ایسا کہنے میں مہینہ بھر روزے رکھنے کی نیت کی تھی تو جب نیت روزے واجب ہوں گے۔	محیط
۳۱	(ا) اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ اللہ تعالی کے لئے مجھ پر واجب ہے کہ "اصوم شھرا متتابعا" (یعنی میں ایک مہینہ مسلسل روزے رکھوں گا) تو اسے مسلسل ؎۳ ایک مہینہ روزے رکھنا واجب ہوگا۔ (ب) اور اگر اس نے مسلسل رکھنے یا غیر مسلسل رکھنے کی کوئی قید نہیں لگائی تھی تو اسے اختیار ہے۔ (کہ چاہے مسلسل رکھے یا غیر مسلسل رکھے) (ج) اگر کسی شخص نے (مذکورہ صورت میں) ایک خاص مہینہ متعین کیا پھر اس میں سے ایک دن روزہ نہ رکھا تو اسکی قضا کرے اور سب روزوں کو از سر نو نہ رکھے۔ (د) اور اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) اس مہینہ کے تمام روزے نہ رکھے تو ان کی قضا کرنے میں اسے اختیار ہے چاہے تو الگ الگ رکھے اور چاہے تو مسلسل رکھے ؎۴	زاہدی
۳۲	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ اللہ تعالی کے لئے مجھ پر واجب ہے کہ میں شوال۔ ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے روزے رکھوں گا پھر چاندوں کے حساب سے اس نے روزے رکھے اور ذوالقعدہ اور ذوالحجہ ہر ایک تیس تیس دن کا اور شوال انتیس دن کا ہوا تو اس پر پانچ دنوں کے اور روزے یعنی (ایک روزہ)	

؎۴ حکم نمبر ۲۸/۲۷۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی النذر — النذر	حوالہ
۲۷۸-	والاضحی وایام التشریق	كذا فی فتاوی قاضیخان
۳۲	ولوقال لله تعالیٰ علی صوم ثلثة اشهر فعین للصوم شوالا وذا القعدة وذا الحجة وكان ذو القعدة وذو الحجة ثلاثین یوما وشوال تسعة وعشرین فعلیه قضاء ستة ایام	كذا فی الخلاصة
۳۳	ولو قال لله تعالیٰ علی ان اصوم شهرا مثل شهر رمضان ان نوی المماثلة فی التتابع یلزمه صوم شهر متتابعا وان نوی المماثلة فی العدد اولم یكن له نیة یلزمه ان یصوم ثلاثین یوما ان شاء صام متفرقا وان شاء متتابعا	كذا فی المحیط
۳۵	وفی النوازل وبه نأخذ	كذا فی التتارخانیة
۳۶	وكذا لو اراد مثله فی الوجوب له ان یفرق	هكذا فی فتاوی قاضیخان
۳۷	ولوقال لله تعالیٰ علی صوم هذه السنة افطر یوم الفطر ویوم النحر وایام التشریق وقضاها	كذا فی الهدایة
	هذا اذا قال ذلك قبل یوم الفطر فان قاله فی شوال فلیس علیه قضاء یوم الفطر وكذا لوقال بعد ایام التشریق لا یلزمه قضاء العیدین وایام التشریق كذا فی فتح القدیر ناقلا	عن غایة البیان
۳۸	ولوقال لله تعالیٰ علی صوم سنة ولم یعین یصوم سنة بالاهلة ویقضی خمسة وثلاثین یوما ثلاثین یوما لرمضان وخمسة ایام قضاء عن یوم الفطر والنحر وایام التشریق	كذا فی الخلاصة

ـــــہ ۱ ایام التشریق کے متعلق حکم نمبر ۲۱۶ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــــہ ۲ حکم نمبر ۳۰، ۳۲ / ۲۷۸ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــــہ ۳ حکم نمبر ۳۳، ۳۴ / ۲۷۸، ۹ / ۲۸۶ ملاحظہ ہو اور ایام تشریق کے متعلق حکم نمبر ۲۱۶ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــــہ ۴ درمختار اور رد المحتار میں ہے کہ معین سال کے روزوں کی منت کی صورت میں روزے کیلئے ممنوع دنوں کی قضا کا حکم اس صورت میں ہے کہ وہ نذر مذکورہ دنوں سے

دفعات وشق نمبر	چھٹا باب ـ منت ماننے کے احکام ـــ منت ماننے کا بیان	حوالہ
۲۷۸ـ	عیدالفطر کا (اور ایک روزہ) عیدالاضحی کا اور ایام تشریق [1] کے (تین) روزے لازم ہونگے۔	قاضیخان
۳۳	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ اللہ تعالی کے لئے مجھ پر تین مہینوں کے روزے واجب ہیں پھر اس نے ان روزوں کے لئے شوال ـ ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کو متعین کیا اور ذوالحجہ اور ذی الحجہ تیس تیس دن کا اور شوال انتیس دن کا ہوا تو اس پر چھ دنوں کے اور روزوں کی قضا لازم ہوگی [2]	خلاصہ
۳۴	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ اللہ تعالی کے لئے مجھ پر واجب ہے کہ" اصوم شہرا مثل شہر رمضان (یعنی میں ماہ رمضان کے روزوں کی طرح ایک مہینہ روزے رکھوں گا) تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر اس نے رمضان المبارک کے مہینہ کی طرح کہنے میں مسلسل ایک مہینہ روزے رکھنے کی نیت کی ہے تو اسے ایک مہینہ مسلسل روزے رکھنا لازم ہو گا۔ (ب) اور اگر اس نے ایسا کہنے میں رمضان المبارک کے روزوں کی تعداد کی نیت کی ہے یا کچھ نیت نہ کی تو اسے تیس دن روزے رکھنا لازم ہو گا۔ چاہے الگ الگ رکھے اور چاہے مسلسل رکھے	محیط
۳۵	اور نوازل میں ہے کہ ہم اسی مذکورہ حکم کو اختیار کرتے ہیں۔	تتارخانیہ
۳۶	اور اسی (مذکورہ) حکم کی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) ایسا کہنے میں رمضان المبارک کے روزوں کی طرح واجب ہونے کی نیت کی ہے تو اسے اجازت ہے کہ وہ روزے الگ الگ رکھے۔	قاضیخان
۳۷	اگر کسی شخص نے یوں کہا" للہ تع علی صوم ھذہ السنۃ "، (یعنی اللہ تعالی کیلئے مجھ پر خاص اس سال کے روزے واجب ہیں) تو وہ (ا) عیدالفطر کے دن ـ یوم نحر (عیدالاضحی کے دن) اور ایام تشریق کے روزے نہ رکھے اور ان کی قضا کرے۔	ہدایہ
	(ب) یہ مذکورہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ اس نے مذکورہ قول عیدالفطر سے پہلے کہا ہو اور اگر اس نے شوال میں کہا تو اس پر عیدالفطر کے دن کی قضا واجب نہیں۔ اور اسی طرح اگر اس نے مذکورہ قول ایام تشریق کے بعد کہا تو اس پر عیدین اور ایام تشریق کے دنوں کی قضا واجب نہیں [4]	فتح قدیر
۳۸	اگر کسی شخص نے یوں کہا" للہ تع علی صوم سنۃ "، (یعنی اللہ تعالی کے لئے مجھ پر ایک سال کے روزے واجب ہیں) اور اس نے سال کی تعیین نہ کی تو وہ چاند کے حساب سے ایک سال کے روزے رکھے گا اور بعد میں پینتیس روزے قضا رکھے گا۔ تیس دن (کے روزے) رمضان المبارک کے لئے اور پانچ دن (کے روزے) عیدالفطر ـ عیدالاضحی اور ایام تشریق کے قضا کرے گا۔	خلاصہ

پہلے مانی ہو اور اگر معین سال کے روزوں کی منت مذکورہ دنوں کے بعد مانی ہو تو وہ ان دنوں سے کچھ بھی قضا نہ کرے گا اور اس پر صرف اس سال کے باقیماندہ دنوں کے روزے لازم ہوں گے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۲ ص ۱۷۰ وھکذا فی خلاصۃ الفتاوی ج ۱ ص ۲۶۱ نیز حکم نمبر $\frac{۳۰ب}{۲۷۸}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی النذر النذر	حوالہ
۲۷۸-۳۹	ولو قال للہ تع علی صوم سنۃ متتابعۃ فهو کقوله للہ تع علی صوم هذہ السنۃ بعینها لایلزمه قضاء شهر رمضان لان السنۃ المتتابعۃ لا تخلو عن شهر رمضان	کذا فی الخلاصۃ
۴۰	واذا اوجبت المراءۃ علی نفسها صوم سنۃ بعینها قضت ایام حیضها لان تلک السنۃ قد تخلو عن ایام الحیض فصح الایجاب	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۱	ولو قال دهرا فهو علی ستۃ اشهر اوالدهر فعلی العمر	
	کذا فی فتح القدیر وهکذا فی فتاوی قاضیخان	
۴۲	اذا علق النذر بالصوم بشرط وأداہ قبل وجودہ لایجوز اجماعا واذا کان مضافا الی وقت وأداہ قبل مجیٔ الوقت بان قال للہ تع علی ان اصوم رجب فصام ربیعا الاول مکانه فعلی قول ابی یوسف رح یجوز وهو قول ابی حنیفۃ رح وعلی قول محمدٌ لایجوز	کذا فی المحیط
۴۳	ولو قال ان عوفیت صمت کذا لم یجب حتی یقول للہ تع علی وهذا قیاس وفی الاستحسان یجب وان لم یکن تعلیق لا یجب علیه قیاسا ولا استحسانا	کذا فی الظهیریۃ
۴۴	واذا اوجب علی نفسه صوم شهر فمات قبل ان یمضی شهر یلزمه صوم شهر حتی یلزمه ان یوصی بذلک فیطعم عنه لکل یوم نصف صاع من الحنطۃ سواء کان الشهر	

۱ـ حکم نمبر $\frac{۳۷}{۲۷۸}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ـ جیسا کہ فتاوی قاضیخان میں ہے کہ اگر کسی نے بغیر الف لام " دھرًا کہا تو امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کے ہاں وہ چھ ماہ کی منت قرار پائے گی اور اگر الف لام کے ساتھ "الدھر" کہا تو وہ پوری عمر کے لئے منت قرار پائے گی۔

دفعات وشق نمبر	چھٹا باب - منت ماننے کے احکام منت ماننے کا بیان	حوالہ
۲۷۸-۳۹	اور اگر کسی شخص نے (مذکورہ صورت میں) یوں کہا " للہ تعا علی صوم سنۃ متتابعۃ " (یعنی اللہ تعالی کے لئے مجھ پر ایک سال کے مسلسل روزے واجب ہیں) تو اس کا یہ قول ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے یوں کہا کہ " للہ تعا علی صوم ھذہ السنۃ بعینھا " (یعنی مجھ پر خاص اس سال کے روزے واجب ہیں) [1] اس میں اس پر رمضان المبارک کے مہینہ (کے روزوں) کی قضا لازم نہ ہوگی۔ اس لئے کہ مسلسل سال رمضان المبارک سے خالی نہیں ہوتا۔	خلاصہ
۴۰	اگر عورت نے اپنے آپ پر ایک مقرر سال کے روزے (منت مان کر) واجب کئے تو وہ (بعد میں) اپنے حیض کے دنوں کے روزے قضا کرے گی۔ اس لئے سال کبھی حیض کے دنوں سے خالی ہوتا ہے۔ پس (پورے سال کے روزے) واجب قرار پانا صحیح ہوگا۔	قاضیخان
۴۱	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ (اللہ تعالی کے لئے مجھ پر) "صوم دھر" (یعنی ایک زمانہ کے روزے واجب ہیں) تو وہ چھ ماہ کے روزوں کی منت قرار پائے گی اور اگر یوں کہا کہ (اللہ تعالی کے لئے مجھ پر) "صوم الدھر" [2] (یعنی خاص زمانہ بھر کے روزے واجب ہیں) تو وہ پوری عمر کے روزوں کی منت قرار پائے گی۔	فتح قدیر، قاضیخان
۴۲	(ا) جب کسی شخص نے روزے کی منت کو کسی شرط سے وابستہ کیا اور اس شرط کے موجود ہونے سے پہلے اس منت کو ادا کیا تو یہ ادائیگی بالاجماع جائز نہیں ہے۔ (ب) اور اگر وہ منت کسی وقت کے ساتھ وابستہ تھی اور اسے اس وقت کے آنے سے پہلے ادا کیا مثلاً کسی شخص نے یوں کہا کہ اللہ تعالی کے لئے مجھ پر واجب ہے کہ میں ماہ رجب کے روزے رکھوں گا پھر اس نے رجب کی بجائے ربیع الاول کے روزے رکھے تو امام ابو یوسفؒ کے قول کے بموجب جائز ہوگا اور امام ابو حنیفہؒ کا قول بھی یہی ہے۔ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب جائز نہ ہوگا [3]	محیط
۴۳	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ اگر میں صحت یاب ہوگیا تو اتنے روزے رکھوں گا تو جب تک وہ یوں نہ کہے کہ اللہ تعالی کے لئے مجھ پر واجب ہے [4] (کہ اگر میں صحتیاب ہوگیا تو اتنے روزے رکھوں گا) اس پر روزے واجب نہ ہوں گے۔ یہ حکم از روئے قیاس ہے اور از روئے استحسان حکم یہ ہے کہ اس پر روزے واجب ہوں گے۔ اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس کا قول کسی شرط سے وابستہ نہ تھا تو اس پر از روئے قیاس بھی اور از روئے استحسان بھی روزے واجب نہ ہوں گے۔	ظہیریہ
۴۴	(ا) اگر کسی شخص نے (منت مان کر) اپنے اوپر ایک مہینہ کے روزے واجب کئے پھر وہ شخص مہینہ گزرنے سے پہلے وفات پاگیا تو اس پر مہینہ کے روزے واجب ہوں گے حتی کہ اسے لازم ہوگا کہ ان (دنوں) یا تمام روزوں کیلئے وصیت کرے پس ہر دن کے روزے کے عوض نصف صاع گیہوں (فدیہ) دیا جائیگا۔ خواہ اس نے ان روزوں کے لئے مہینہ معین کیا تھا یا معین نہیں	

ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمکیریہ ج ۱ ص ۲۲۰ نیز حکم نمبر ۱۷/۲۷۸ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] اور اگر مذکورہ صورت اعتکاف کے متعلق ہو تو حکم نمبر ۱۱/۲۸۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم نمبر ۱/۲۸۶ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی النذر — المتن	حوالہ
۴۴ ۔ ۸	بعینه او بغیر عینه نص علیه فی باب الاعتکاف المریض لو قال لله تعالیٰ علی ان اصوم شهرا فمات قبل ان یصح لا یلزمه شیئ ولو صح یوما لزمه ان یوصی بجمیع الشهر وقال محمد رح یلزمه الایصاء بقدر ما صح	کذا فی الخلاصة
۴۵	ولو قال لله تعالیٰ علی ان اصوم یومین متتابعین من اوّل الشهر وآخره کان علیه ان یصوم الخامس عشر والسادس عشر	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۶	ولو قال لله تعالیٰ علی ان اصوم رجب ثم صام عن کفارة ظهاره شهرین متتابعین احدهما رجب اجزأه ویجب علیه قضاء رجب وهو الاصح	

هکذا فی الظهیریة فی المقطعات

١ ــ اور اگر مذکورہ صورت اعتکاف کے متعلق ہو تو حکم $\frac{١٤}{٢٨٦}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ٢ ــ اور اگر مذکورہ صورت اعتکاف کے متعلق ہو تو حکم نمبر $\frac{١٧}{٢٨٦}$ ملاحظہ ہو اور اگر رمضان المبارک کے قضا روزوں کی صورت ہو تو حکم نمبر $\frac{١٠،٨}{٢٧٧}$ ملاحظہ ہو (مترجم)
٣ ــ غالباً اس لئے کہ اس طرح مہینے کے پہلے نصف حصّہ اور آخری نصف حصّہ سے دو روزے مسلسل قرار پا جاتے ہیں واللہ

دفعات وشق نمبر	چھٹا باب - منت ماننے کے احکام منت ماننے کا بیان	حوالہ
۴۴-	کیا تھا یہ حکم باب الاعتکاف میں مذکور ہے [۱] (ب) مریض شخص نے اگر یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے مجھ پر واجب ہے کہ میں ایک مہینہ روزے رکھوں گا پھر وہ مریض صحتیاب ہونے سے پہلے وفات پا گیا تو اس پر کچھ لازم نہیں ہے۔ اور [۲] اگر وہ ایک دن کے لئے تندرست ہو گیا تو اس پر واجب ہے کہ مہینہ بھر کے روزوں کے فدیہ کی وصیت کرے۔ اور امام محمدؒ نے کہا ہے کہ اس پر اتنے دنوں کے روزوں کے فدیہ کی وصیت واجب ہوگی جتنے دن تندرست رہا۔	خلاصہ
۴۵	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے مجھ پر واجب ہے کہ میں مہینہ کے اول اور اس کے آخر دو دن مسلسل روزے رکھوں گا تو اس پر لازم ہے کہ وہ پندرہویں اور سولہویں تاریخ مسلسل روزے رکھے [۳]	قاضیخان
۴۶	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے مجھ پر واجب ہے کہ میں ماہ رجب کے روزے رکھوں گا پھر اس نے اپنے کفارہ ظہار [۴] کے لئے دو مہینے مسلسل روزے رکھے جن میں ایک ماہ رجب بھی تھا تو اسے کفایت کر جائے گا اور رجب کے مہینہ کے روزوں کی قضا اس پر واجب ہوگی اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	ظہیریہ

واللہ اعلم ۔ (مترجم) [۴] کفارہ ظہار کے متعلق حکم ۱۶/۲۸۷ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی الاعتکاف — الاعتکاف	حوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الباب السابع فی الاعتکاف

دفعات ۲۷۹ تا ۲۸۷ عنوانات ۹ تعداد شق ۱۱۷

لابد من معرفة تفسيره وتقسيمه وركنه وشروطه وآدابه ومحاسنه ومفسداته ومحظوراته

۲۷۹- تفسیر الاعتکاف — تعداد شق ۱

شق		حوالہ
۱	(اما تفسيره) فهو اللبث في المسجد مع نية الاعتكاف	كذا في النهاية

۲۸۰- تقسیم الاعتکاف — تعداد شق ۳

شق		حوالہ
۱	وينقسم الى واجب وهو المنذور تنجيزا او تعليقا[۱]	هكذا في فتح القدير
۲	والى سنة مؤكدة وهو في العشر الاخير من رمضان[۲]	هكذا في فتح القدير
۳	والى مستحب وهو ما سواهما	هكذا في فتح القدير

۲۸۱- شروط الاعتکاف — تعداد شق ۱۹

شق		حوالہ
۱	(واما شروطه) فمنها النية حتى لو اعتكف بلا نية لا يجوز بالاجماع	كذا في معراج الدراية
۲	ومنها مسجد الجماعة فيصح في كل مسجد له اذان واقامة هو الصحيح	كذا في الخلاصة

[۱] واجب اعتکاف اور اس کے توڑنے پر اس کی قضا کے متعلق حکم ۸/۲۸۱ ، ۱/۲۸۶ ، ۱/۲۸۴ ، ۱۰/۲۸۵ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] سنت اعتکاف کے متعلق رد المحتار میں ہے کہ نفل اعتکاف کے احکام سنت مؤکدہ اعتکاف کو بھی شامل ہیں (نفل اعتکاف کے متعلق حکم نمبر ۳/۲۸۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو) مگر چونکہ سنت اعتکاف روزہ کے ساتھ ادا ہونے اور رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے معین دنوں میں ہونے سے مستفاد ہے کہ وہ نیت کے ساتھ شروع کرنے سے لازم ہو جاتا ہے اور اسے فاسد کرنے کی صورت میں اس کی قضا کے متعلق حکم یہ ہے کہ جس طرح چار رکعت نفل شروع کرنے کے بعد فاسد کرنے کی صورت میں اس کی قضا کے متعلق امام ابو یوسف رح کا قول ہے اس پر متفرع حکم کی بنا پر اس پورے اعتکاف یا باقیماندہ کی قضا لازم ہو گی (حکم نمبر ۳۶ ل/۱۸۴ ، ۳۱/۲۷۸ ، ۱۰/۲۸۵ ملاحظہ ہو) اور امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب اعتکاف کے احکام — اعتکاف کا بیان	حوالہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ساتواں باب ـ اعتکاف کے احکام

دفعات ۲۷۹ تا ۲۸۷ عنوانات ۹ تعداد شق ۱۱۷

اعتکاف (کے احکام میں اس) کی تفسیر ـ اس کی قسمیں ـ اسکے رکن ـ شرطیں ـ آداب ـ اس کی خوبیاں اعتکاف فاسد کرنیوالے امور اور اعتکاف میں مکروہ امور کا جاننا ضروری ہے ـ

۲۷۹ ـ اعتکاف کی تفسیر
اور اسمیں ۱ شق ہے

شق	متن	حوالہ
۱	اعتکاف کی تفسیر یہ ہے کہ اعتکاف کی نیت سے مسجدِ (جماعت) میں ٹھہرے ـ	نہایہ

۲۸۰ ـ اعتکاف کی قسمیں
اور اسمیں ۳ شقیں ہیں ـ

شق	متن	حوالہ
۱	اعتکاف کی ایک قسم واجب ہے اور وہ منت مانا ہوا اعتکاف ہے ـ خواہ وہ منت بغیر شرط ہو یا کسی شرط پر موقوف ہو[۱]	فتح قدیر
۲	اعتکاف کی ایک قسم سنت مؤکدہ ہے ـ اور وہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف ہے[۲]	فتح قدیر
۳	اعتکاف کی ایک قسم مستحب ہے اور وہ ایسا اعتکاف ہے جو ان (مذکورہ دونوں قسموں) کے علاوہ ہو[۳]	فتح قدیر

۲۸۱ ـ اعتکاف کی شرطیں
اور اسمیں ۱۹ شقیں ہیں

شق	متن	حوالہ
۱	اعتکاف کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ اعتکاف کی نیت ہو ـ حتی کہ اگر کوئی شخص اعتکاف کی نیت کئے بغیر (مسجد میں) ٹھہرا تو وہ (بطور اعتکاف) بالاجماع جائز نہیں قرار پاتا ـ	معراج درایہ
۲	اعتکاف کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ مسجدِ جماعت ہو ـ پس ہر وہ مسجد جسمیں اذان اور اقامت ہوتی ہو اس میں اعتکاف جائز ہے ـ یہی حکم صحیح ہے ـ	خلاصہ

قول پر متفرع حکم کی بنا پر صرف اس دن کی قضا لازم ہوگی ـ جسدن مذکورہ اعتکاف فاسد کیا کیونکہ اس میں ہر دن اسی طرح مستقل بنفسہ ہے جس طرح چار رکعت میں دوگانہ مستقل بنفسہ ہے (حکم نمبر ۳۶ب/۱۸۴ ، ۵۰/۱۸۴ ملاحظہ ہو) گو سنت اعتکاف میں مسنون یہی ہے کہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا پورا اعتکاف ہو ـ ماخوذ رد المحتار ج ۲ ص ۱۸۰ (مترجم) [۳] نفل اعتکاف تھوڑی دیر کا بھی ہوسکتا ہے ـ خواہ اسی دوران (مسجد میں) چل رہا ہوں ـ ماخوذ از نور الایضاح ص ۶۹ نیز حکم نمبر ۹/۲۸۱ ملاحظہ ہو ـ نیز نفل اعتکاف کے متعلق حکم نمبر ۸/۲۸۱ ، ۱۹/۲۸۴ ، ۱۰/۲۸۶ مع حواشی ملاحظہ ہو اور نفل اعتکاف شروع کر کے توڑنے کی صورت میں اس کی قضاء کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۲۸۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو ـ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی الاعتکاف — الاعتکاف	حوالہ
۲۸۱-۳	وافضل الاعتکاف ما کان فی المسجد الحرام ثم فی مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم فی بیت المقدس ثم فی الجامع ثم فیما کان اھلہ اکثر واوفر	کذا فی التبیین
۴	والمرأۃ تعتکف فی مسجد بیتہا اذا اعتکفت فی مسجد بیتہا فتلک البقعۃ فی حقہا کمسجد الجماعۃ فی حق الرجل لا تخرج منہا الا لحاجۃ الانسان	کذا فی شرح المبسوط للامام السرخسی
۵	ولو اعتکفت فی مسجد الجماعۃ جاز ویکرہ	ھکذا فی محیط السرخسی
	والاول[1] افضل	
	ومسجد حیہا افضل لہا من المسجد الاعظم	کذا فی التبیین
۶	ولہا ان تعتکف فی غیر موضع صلوتہا من بیتہا اذا اعتکفت فیہ	کذا فی التبیین
۷	ولو لم یکن فی بیتہا مسجد تجعل موضعا منہ مسجدا فتعتکف فیہ	کذا فی الزاہدی
۸	ومنہا الصوم وھو شرط الواجب منہ روایۃ واحدۃ وظاہر الروایۃ عن ابی حنیفۃ رح وھو قولہما[2] ان الصوم لیس بشرط فی التطوع	ھکذا فی التبیین
۹	ولیس لاقلہ تقدیر علی الظاہر حتی لو دخل المسجد ونوی الاعتکاف الی ان یخرج منہ صح	ھکذا فی التبیین
۱۰	ولو نذر اعتکاف لیلۃ او یوم قد اکل فیہ لم یصح	کذا فی الظہیریۃ
۱۱	ولو قال للہ تعالی علی ان اعتکف شہرا بغیر صوم فعلیہ ان یعتکف ویصوم	کذا فی الظہیریۃ
۱۲	ویشترط وجود ذات الصوم لا الصوم لجہۃ الاعتکاف حتی ان من نذر باعتکاف رمضان صح نذرہ	کذا فی الذخیرۃ

سے ۱ اگر عورت نے ایک ماہ اعتکاف کی منت مانی اور دوران اعتکاف اسے حیض آگیا تو حیض کے دنوں کی قضا اس مہینہ کے متصل کرے گی ورنہ از سر نو اعتکاف کرے گی۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۳۰۱ (مترجم) سے ۲ حکم نمبر ۱۲، ۱۴ / ۲۸۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات دشتی نمبر	چھٹا باب اعتکاف کے احکام — اعتکاف کا بیان	حوالہ
۲۸۱-۳	سب سے افضل اعتکاف خانہ کعبہ والی مسجد میں ہے پھر مسجد نبوی میں پھر بیت المقدس میں پھر جامع مسجد میں پھر اس مسجد میں جس میں نمازی زیادہ اور وافر ہوں۔	تبیین
۴	عورت (اعتکاف کرے تو) اپنے گھر میں نماز کے لئے مخصوص مقام میں اعتکاف کرے ۱؎ جب اس نے اس مقام میں اعتکاف کیا تو وہ جگہ اس کے حق میں ایسی ہی ہو گی جیساکہ مردوں کے حق میں مسجدِ جماعت ہوتی ہے۔ (پس) وہ عورت انسان کی ضروری حاجات کے سوا وہاں سے نہ نکلے گی۔	شرح مبسوط
۵	(ا) اگر عورت مسجد جماعت میں اعتکاف کرے تو جائز ہو جاتا ہے۔ مگر مکروہ ہے (ب) اور (عورت کے اعتکاف کیلئے) پہلی صورت (مذکورہ ۴/۲۸۱) افضل ہے۔ (ج) اور عورت کے اعتکاف کے لئے بڑی مسجد کی نسبت اس کے محلہ کی مسجد افضل ہے۔	محیط سرخسی تبیین
۶	اور عورت کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ وہ اعتکاف کرے تو اپنے گھر میں نماز کی جگہ کے علاوہ جگہ میں اعتکاف کرلے۔	تبیین
۷	اگر عورت کے گھر میں کوئی جگہ نماز کے لئے مخصوص نہ ہو تو کسی جگہ کو نماز کے لئے مخصوص کرے اور وہاں اعتکاف کرے۔	زاہدی
۸	(ا) اعتکاف کی شرطوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اعتکاف کے ساتھ روزہ ہو اور روزہ واجب اعتکاف میں (بلا اختلاف) بروایت واحد شرط ہے ۲؎ (ب) اور امام ابو حنیفہؒ سے ظاہر روایت یہ ہے اور صاحبینؒ کا قول بھی یہی ہے کہ نفل اعتکاف میں روزہ شرط نہیں ہے	تبیین
۹	(ا) اور ظاہر حکم کے بموجب کم سے کم مدت کے اعتکاف کے لئے کوئی مقدار مقرر نہیں۔ (ب) حتیٰ کہ اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہو اور مسجد سے باہر نکلنے تک کے لئے اعتکاف کی نیت کرے تو صحیح ہے ۳؎	تبیین
۱۰	اگر کسی شخص نے (صرف) ایک رات کے اعتکاف کی منت مانی یا ایک ایسے دن کے اعتکاف کی منت مانی جس دن میں کچھ کھا (پی) چکا ہے تو یہ منت صحیح نہ ہوگی ۴؎	ظہیریہ
۱۱	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے میرے ذمہ واجب ہے کہ مہینہ بھر بغیر روزہ کے اعتکاف کروں گا تو وہ مہینہ بھر اعتکاف کرے گا اور روزے (بھی) رکھے گا ۵؎	ظہیریہ
۱۲	اور (منت کے اعتکاف میں) شرط یہ ہے کہ روزہ پایا جائے یہ شرط نہیں ہے کہ وہ روزہ اعتکاف کی وجہ سے ہی ہو حتیٰ کہ اگر کسی شخص نے رمضان المبارک کے اعتکاف کی منت مانی تو اس کی منت صحیح ہے۔	ذخیرہ

۳؎ حکم ۳/۲۸۰ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۸، ۱۴/۲۸۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۱۲۸/۲۸۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی الاعتکاف — الاعتکاف	حوالہ
۲۸۱-۱۳	فان صام رمضان ولم يعتكف كان عليه ان يقضى اعتكاف شهر آخر متتابعا ويصوم فيه	هكذا فى المحيط
	وان لم يعتكف حتى دخل رمضان آخر فاعتكف فيه لم يجزئه لان الصوم صار دينا فى ذمته لما فات عن وقته وصار مقصودا بنفسه والمقصود لايتأدّى بغيره حتى لو نذر اعتكاف شهر ثم اعتكف رمضان لا يجزيه ولو افطر وقضى صوم الشهر مع الاعتكاف اجزأه لان القضاء مثل الاداء	هكذا فى محيط السرخسى والخلاصة
۱۴	اذا اصبح الرجل صائما متطوعا ثم قال فى بعض النهار لله عليّ ان اعتكف هذا اليوم فلا اعتكاف فى قياس قول ابى حنيفة رح لان الاعتكاف الواجب لايصح الا بالصوم الواجب والصوم فى اول اليوم انعقد تطوعا فلم يمكن جعله واجبا بعد ذلك	كذا فى المحيط
۱۵	(ومنها الاسلام والعقل والطهارة عن الجنابة والحيض والنفاس) لان الكافر ليس من اهل العبادة والمجنون ليس من اهل النية والجنب والحائض والنفساء ممنوعون عن المسجد	كذا فى البدائع
۱۶	واما البلوغ فليس بشرط لصحة الاعتكاف فيصح من الصبى العاقل ولا تشترط الذكورة والحرية فيصح من المرأة والعبد باذن المولى والزوج ان كان لها زوج	كذا فى البدائع
۱۷	فان اذن لها الزوج بالاعتكاف لم يكن له ان يمنعها بعد ذلك وان منعها لا يصح منعه والمولى اذا منع المملوك بعد الاذن صح منعه ويكون مسيأ فى ذلك	

[1] جیساکہ درمختار اور رد المحتار میں ہے کہ اگر اس نے مذکورہ صورت میں اس سے پہلے رمضان المبارک کے روزے مسلسل قضا کئے اور ان میں اعتکاف کیا تو جائز ہوگیا اس لئے کہ جن روزوں میں اعتکاف واجب تھا وہ باقی ہیں پس ان دونوں کی قضا ایک ماہ کے مسلسل روزوں سے کریگا

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب اعتکاف کے احکام — اعتکاف کا بیان	حوالہ
۱۳-۲۸۱	(ا) (اگر مذکورہ صورت میں) اس شخص نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور اعتکاف نہ کیا تو اس پر واجب ہے کہ اس کے علاوہ مسلسل ایک ماہ اعتکاف کر کے اسکی قضا کرے اور اس میں روزے (بھی) رکھے۔ اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس شخص نے وہ اعتکاف (قضا) نہ کیا حتی کہ دوسرا رمضان المبارک آگیا اور اس میں وہ اعتکاف کیا تو اسے (اس قضا سے) کفایت نہ کرے گا۔ اس لئے کہ وہ روزے اپنے وقت سے فوت ہونے کی وجہ سے اس کے ذمہ قرض اور مقصود بالذات ہو گئے اور جو امر مقصود بالذات ہو وہ اس کے غیر سے ادا نہیں ہوتا۔ حتی کہ اگر کسی شخص نے مہینہ بھر کے اعتکاف کی منت مانی اور وہ اعتکاف رمضان المبارک میں کیا تو اسے کفایت نہ کرے گا۔	محیط
	(ب) اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے (اس رمضان المبارک کے) روزے نہ رکھے پھر ایک ماہ کے روزے اعتکاف کے ساتھ قضا کئے تو اسے کفایت کر جائے گا اس لئے کہ قضا کرنا ادا کی طرح قرار پاتا ہے ۱ھ	محیط سرخسی خلاصہ
۱۴	کسی شخص نے نفل روزہ رکھ کر صبح کی پھر دن کا کچھ وقت گذرنے کے بعد اس نے یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے میرے ذمہ واجب ہے کہ آج کے دن کا اعتکاف کروں تو امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب قیاس یہ ہے کہ (اس منت کے لئے) وہ اعتکاف (صحیح) نہ ہوگا اس لئے کہ واجب اعتکاف واجب روزہ کے بغیر صحیح نہیں ہوتا اور صبح کے وقت اس کا وہ روزہ نفل تھا پس اس کے بعد روزہ واجب نہیں بن سکتا ۲ھ	محیط
۱۵	اعتکاف کی شرطوں میں سے یہ بھی ہے کہ مسلمان ہو۔ عاقل ہو۔ اور جنابت حیض اور نفاس سے پاک ہو۔ اس لئے کہ کافر عبادت کا اہل نہیں اور پاگل نیت کا اہل نہیں اور جنابت۔ حیض اور نفاس کی حالت میں مسجد میں آنا منع ہے۔	بدائع
۱۶	(ا) اعتکاف صحیح ہونے کے لئے بالغ ہونا شرط نہیں ہے۔ پس سمجھدار لڑکے کا اعتکاف صحیح ہوگا۔	
	(ب) اور اعتکاف صحیح ہونے کے لئے مرد ہونا اور آزاد ہونا بھی شرط نہیں ہے پس عورت اور غلام کا اعتکاف کرنا صحیح ہوگا۔	
	(ج) غلام کا اعتکاف آقا کی اجازت سے ہوگا اور عورت کا اعتکاف خاوند کی اجازت سے ہوگا اگر اس کا خاوند ہو ۳ھ	بدائع
۱۷	(ا) پس اگر خاوند عورت کو اعتکاف کی اجازت دے چکا تو اس کے بعد اسے اس عورت کو اعتکاف سے منع کرنے کا اختیار نہیں۔ اور اگر منع کرے تو اس کا منع کرنا صحیح نہیں۔	
	(ب) اور آقا نے اگر غلام کو اعتکاف کی اجازت دینے کے بعد منع کر دیا تو اس کا منع کرنا صحیح ہوگا البتہ اس منع کرنے میں وہ برائی کرنے والا ہوگا۔	

اور قضا ادا کا خلیفہ ہے۔ ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۲ ص ۱۷۹ (مترجم) ۲ھ حکم نمبر ۸-۱۱/۲۸۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ھ حکم نمبر ۱۴، ۱۸، ۱۹/۲۸۱ ملاحظہ ہو۔ اور نفل روزہ کی صورت میں حکم نمبر ۵۲/۲۷۸ ملاحظہ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی الاعتکاف — الاعتکاف	حوالہ
۲۸۱-	وللمکاتب ان یعتکف بغیر اذن المولی ولیس للمولی ان یمنعہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۸	وان نذرت المرأۃ بالاعتکاف فللزوج ان یمنعها عن ذلك	
	وکذلك العبد والامۃ اذا نذرا بہ فللمولی ان یمنع فاذا اعتق فعلیہ وان بانت قضت	کذا فی المحیط هکذا فی فتح القدیر
۱۹	ذکر فی المنتقی ولو اذن لها فی الاعتکاف شهرا فارادت ان تعتکف متتابعا فللزوج ان یأمرها بالتفریق ولو اذن لها فی اعتکاف شهر بعینہ فاعتکفت فیہ متتابعا لیس لہ ان یمنعها	کذا فی محیط السرخسی

۲۸۲- آداب الاعتکاف تعداد شق ـ ۵

۱	(واما آدابہ) فان لا یتکلم الا بخیر	کذا فی السراج الوهاج
۲	وان یلازم بالاعتکاف عشرا من رمضان	کذا فی السراج الوهاج
۳	وان یختار افضل المساجد کالمسجد الحرام والمسجد الجامع	کذا فی السراج الوهاج
۴	ویلازم التلاوۃ والحدیث والعلم وتدریسہ وسیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم والانبیاء علیهم السلام واخبار الصالحین وکتابۃ امور الدین	کذا فی فتح القدیر
۵	ولا بأس ان یتحدث بما لا اثم فیہ	کذا فی شرح الطحاوی

۲۸۳- محاسن الاعتکاف تعداد شق ـ ۲

۱	(واما محاسنہ فظاهرۃ) فان فیہ تسلیم المعتکف کلیتہ الی عبادۃ اللہ تعالی	

ـ۱ـ حکم نمبر ۱۶، ۱۷ / ۲۸۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ـ۲ـ حکم نمبر ۱۶ تا ۱۸ / ۲۸۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ـ۳ـ حکم نمبر ۵ / ۲۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ـ۴ـ لا بأس بہ یعنی کوئی حرج نہیں اس کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۹ / ۲۶۸ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب اعتکاف کے احکام — اعتکاف کا بیان	حوالہ
۲۸۱-	(ج) اور مکاتب غلام کو اختیار حاصل ہے کہ وہ آقا کی اجازت کے بغیر اعتکاف کرے اور آقا کے لئے یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ مکاتب غلام کو اعتکاف سے منع کرے۔	قاضیخان
۱۸	(ا) اگر عورت نے اعتکاف کرنے کی منت مانی تو خاوند کو اختیار حاصل ہے کہ وہ عورت کو اعتکاف سے منع کرے۔	
	(ب) اسی طرح اگر غلام اور لونڈی نے اعتکاف کرنے کی منت مانی تو آقا کو اختیار حاصل ہے کہ وہ منع کردے [۱]	محیط
	(ج) اور (مذکورہ صورت میں) جب غلام آزاد ہو تو وہ اعتکاف اس کے ذمہ ہوگا اور اگر اس عورت کا نکاح نہ رہے تو وہ اس اعتکاف کو قضا کرے گی۔	فتح قدیر
۱۹	منتقی میں ہے کہ (ا) اگر خاوند نے عورت کو ایک ماہ اعتکاف کی اجازت دی اور عورت نے مسلسل ایک مہینہ اعتکاف کرنے کا ارادہ کیا تو خاوند کو اختیار حاصل ہے کہ اسے تھوڑے تھوڑے دنوں کے اعتکاف کے لئے کہے۔	
	(ب) اگر خاوند نے عورت کو کسی معین مہینہ میں اعتکاف کرنے کی اجازت دی اور عورت نے وہ مہینہ مسلسل اعتکاف (کرنے کا ارادہ) کیا تو (اس صورت میں) خاوند کو منع کرنے کا اختیار نہیں ہے [۲]	محیط سرخسی
۲۸۲-	**اعتکاف کے آداب** اور اسمیں ۵ شقیں ہیں	
۱	اعتکاف کے آداب یہ ہیں کہ نیک باتوں کے سوا دیگر باتیں (جو لایعنی ہوں) نہ کرے [۳]	سراج وہاج
۲	رمضان المبارک کے عشرہ اخیرہ کے اعتکاف کا التزام کرے۔	سراج وہاج
۳	اور اعتکاف کے لئے اس مسجد کا انتخاب کرے جسمیں زیادہ فضیلت ہے۔ مثلاً خانہ کعبہ والی مسجد اور جامع مسجد۔	سراج وہاج
۴	اور تلاوت قرآن مجید - حدیث - (دین کا) علم اور اس کی تدریس۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت دوسرے انبیاء علیہم السلام اور دیگر نیک لوگوں کے حالات کا تذکرہ اور دینی امور لکھنے کا التزام کرے۔	فتح قدیر
۵	اور اگر ایسی باتیں کرے جن میں کچھ گناہ نہیں تو کوئی حرج نہیں [۴]	شرح طحاوی
۲۸۳-	**اعتکاف کی خوبیاں** اور اسمیں ۲ شقیں ہیں	
۱	اعتکاف کی خوبیاں ظاہر ہیں۔ اس لئے کہ اعتکاف میں اعتکاف کرنیوالا اللہ تعالی کے قرب کی طلب میں رہتا اور ایسے مشاغل سے جو بندے کو اللہ تعالی کے قرب سے ہٹاتے ہیں۔ ان سے اپنے آپ کو دور رکھتا اور اللہ تعالی کی عبادت میں اپنے آپ کو کلی طور پر سپرد کردیتا ہے	

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی الاعتکاف — الاعتکاف	حوالہ
۲۸۳-	فی طلب الزلفی وتبعید النفس من شغل الدنیا التی هی مانعة عما یستوجب العبد من القربی واستغراق المعتکف اوقاته فی الصلوة اما حقیقة اوحکما لان المقصد الاصلی من شرعیته انتظار الصلوة بالجماعات وتشبیه المعتکف نفسه بمن لا یعصون الله ما امرهم ویفعلون مایؤمرون وبالذین یسبحون اللیل والنهار وهم لا یسأمون	کذا فی النہایۃ
۲	ومنها اشتراط الصوم فی حقه والصائم ضیف الله تعالی	ھکذا فی النہایۃ

۲۸۴- مفسدات الاعتکاف

تعداد شق ۲۵

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	(واما مفسداته) فمنها الخروج من المسجد فلا یخرج المعتکف من معتکفه لیلا ونهارا الا بعذر وان خرج من غیر عذر ساعة فسد اعتکافه فی قول ابی حنیفة رح	کذا فی المحیط
۲	سواء کان الخروج عامدا او ناسیا	ھکذا فی فتاوی قاضیخان
۳	ولا تخرج المرأة من مسجد بیتها الی المنزل	ھکذا فی محیط السرخسی
۴	ولو کانت المرأة معتکفة فی المسجد فطلقت لها ان ترجع الی بیتها وتبنی علی اعتکافها	کذا فی التبیین
۵	(ومن الاعذار الخروج للغائط والبول واداء الجمعة) فاذا خرج لبول اوغائط لا بأس بان یدخل بیته ویرجع الی المسجد کما فرغ من الوضوء ولو مکث فی بیته فسد اعتکافه وان کان ساعة عند ابی حنیفة رح	کذا فی المحیط

---

۱ ترجمہ:- وہ اللہ تعالیٰ کا حکم بجالانے میں نافرمانی نہیں کرتے اور وہ جو حکم پاتے ہیں وہی بجالاتے ہیں سورۃ تحریم ایت ۶ (مترجم)-
۲ ترجمہ:- وہ جو دن رات اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں اور کبھی نہیں تھکتے سورۃ حٰم سجدہ ایت ۳۸ - (مترجم) ۳ مُعتَکَف یعنی مقام اعتکاف جو کہ مرد کیلئے مسجد ہے اور عورت کے لئے وہ جگہ ہے جو اس نے گھر میں اعتکاف کیلئے مخصوص کی ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۲ تا ۷ / ۲۸۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ البحر الرائق میں ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے ہاں یہی حکم ہے اور صاحبینؒ (امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ) کے ہاں جب تک آدھے دن سے زیادہ نہ نکلے اسکا اعتکاف نہ ٹوٹے گا۔ نیز لکھا ہے کہ صاحب ہدایہ نے بنا بر ضرورت صاحبینؒ کے قول کو ھوالا ستحسان کہا ہے اور یہ صاحبینؒ کے قول کی ترجیح چاہتا ہے۔ البتہ فتح القدیر میں امام ابو حنیفہؒ کے قول کو ترجیح دی گئی ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۳۰۲ (مترجم) ۵ حکم نمبر ۱ تا ۱۸ / ۲۸۴ میں جن صورتوں میں باہر نکلنے سے اعتکاف ٹوٹنے کے احکام درج ہیں ان کا تعلق واجب اعتکاف سے ہے۔ نفل اعتکاف کے متعلق حکم ۱۹ / ۲۸۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ جیسا کہ البحر الرائق میں ہے کہ ای لا یخرج المعتکف اعتکافا واجبا من مسجدہ الا لضرورۃ مطلقۃ الخ ماخوذ البحر الرائق ج ۲ ص ۳۰۱ وھکذا فی الدر المختار والرد المحتار ج ۲ ص ۱۸۰

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب اعتکاف کے احکام — اعتکاف کا بیان	حوالہ
۲۸۳-	اور اعتکاف کرنے والے کے تمام اوقات نماز میں مصروف قرار پاتے ہیں۔ حقیقتاً یا حکماً۔ اس لئے کہ اعتکاف کی مشروعیت کا اصل مقصد باجماعت نماز کا انتظار ہے۔ اور اعتکاف کرنے والا اپنے آپ کو ان (فرشتوں) سے مشابہ کرتا ہے جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ وہ لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ [1]۔ اور ان سے مشابہ کرتا ہے جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ اَلَّذِیْنَ یُسَبِّحُوْنَ لَہٗ بِاللَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَھُمْ لَا یَسْئَمُوْنَ [2]	نہایہ
۲	اور اعتکاف کی خوبیوں میں سے یہ بھی ہے کہ (واجب) اعتکاف کے حق میں روزہ شرط ہے اور روزہ دار اللہ تعالیٰ کا مہمان ہوتا ہے۔	نہایہ
۲۸۴-	**اعتکاف توڑنے والے امور** اور اسمیں ۲۵ شقیں ہیں	
۱	اعتکاف توڑنے والے امور میں سے ایک امر مسجد سے باہر نکلنا ہے پس اعتکاف کرنے والا رات اور دن میں کسی وقت اپنے معتکف [3] سے باہر بغیر عذر نہ نکلے۔ اور اگر بغیر عذر تھوڑی دیر کے لئے بھی باہر نکلا تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں [4] اس کا (واجب) اعتکاف فاسد ہو جائیگا [5]	محیط
۲	(مذکورہ صورت میں) خواہ جان بوجھ کر نکلے یا بھولے سے نکلے حکم برابر ہے۔	قاضیخان
۳	اور (مذکورہ صورت میں) عورت اپنے گھر میں نماز کے لئے مخصوص جگہ (میں اعتکاف کرے تو وہاں) سے گھر کی دوسری جگہوں کی طرف نہ جائے [6]	محیط سرخسی
۴	اگر عورت مسجد میں اعتکاف میں تھی۔ پس اسے طلاق دی گئی تو اسے اجازت ہے کہ وہ اپنے گھر لوٹ جائے اور اپنے اسی اعتکاف پر بنا کرے (یعنی بقیہ ایام گھر میں اعتکاف کرے)	تبیین
۵	وہ عذر جن کی بنا پر معتکف مسجد سے باہر جا سکتا ہے یہ ہیں کہ پیشاب، پاخانہ کی ضرورت کے لئے جانا [7] یا نماز جمعہ کے لئے جانا ۔ پس اگر اعتکاف والا شخص پیشاب یا پاخانہ کے لئے مسجد سے نکلے اور قضائے حاجت کے لئے گھر میں داخل ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں [8] اور وہ وضو سے فارغ ہوتے ہی مسجد لوٹ آئے اور اگر (مذکورہ ضرورت کے علاوہ) گھر میں ایک ساعت ٹھہر گیا تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اسکا (واجب) اعتکاف فاسد ہو گیا	محیط

[6] چنانچہ ردالمحتار میں ہے کہ اگر اعتکاف والی عورت اگر گھر کی مسجد (نماز و اعتکاف کے لئے مخصوص جگہ) سے بغیر عذر نکلی تو اس کا اعتکاف اگر واجب اعتکاف تھا تو ٹوٹ گیا اور اگر نفل اعتکاف تھا تو تمام ہوگیا۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ ص ۱۸۰ (مترجم) [7] درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ طبعی ضرورت کے لئے نکل سکتا ہے اور طبعی ضرورت سے مراد یہ ہے کہ وہ امر ضروری ہو اور مسجد میں نہ کر سکے مثلاً پیشاب پاخانہ یا غسل کی حاجت ہو۔ نیز لکھا ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ طبعی ضرورت سے مراد طہارت اور اس کے مقدمات ہوں۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۲ ص ۱۸۰ (مترجم) [8] اس لئے کہ انسان کبھی (مذکورہ ضرورت کے لئے) اپنے گھر کے علاوہ میں مانوس نہیں ہوتا۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ ص ۱۸۰ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی الاعتکاف — الاعتکاف	حوالہ
۲۸۴-۶	ولو کان بقرب المسجد بیت صدیق له لم یلزم قضاء الحاجة فیه	کذا فی السراج الوهاج
۷	وان کان له بیتان قریب وبعید قال بعضهم لا یجوز ان یمضی الی البعید فان مضی بطل اعتکافه	کذا فی السراج الوهاج
۸	وان کان خرج لحاجة الانسان له ان یمشی علی التؤدة۔ کذا فی النهایة	وهکذا فی العنایة
۹	واما الاکل والشرب والنوم فیکون فی معتکفه لانه یمکنه قضاء هذه الحاجة فی المسجد فلا ضرورة فی الخروج	کذا فی الهدایة
۱۰	ویخرج للجمعة حین تزول الشمس ان کان معتکفه قریبا من الجامع بحیث لو انتظر زوال الشمس لا تفوته الخطبة والجمعة واذا کان بحیث تفوته لم ینتظر زوال الشمس لکنه یخرج فی وقت یمکنه ان یأتی الجامع فیصلی اربع رکعات قبل الاذان عند المنبر	کذا فی الکافی
۱۱	وبعد الجمعة یمکث بقدر ما یصلی اربع رکعات او ستا علی حسب اختلافهم فی سنة الجمعة فان مکث یوما ولیلة او اتم اعتکافه لا یفسده ویکره	کذا فی الکافی کذا فی السراج الوهاج
۱۲	فان خرج من المسجد بعذر بان انهدم المسجد او اخرج مکرها فدخل مسجدا آخر من ساعته لم یفسد اعتکافه استحسانا	هکذا فی البدائع
۱۳	وکذا لو خاف علی نفسه او ماله فخرج	هکذا فی التبیین
۱۴	ولو خرج لبول او غائط فحبسه الغریم ساعة فسد اعتکافه عند ابی حنیفةؒ وعندهماؒ لا یفسد قال الامام السرخسیؒ قولهما الیسر علی المسلمین	هکذا فی الخلاصة
۱۵	ولا یخرج لعیادة المریض	کذا فی البحر الرائق

۱؎ مُعْتَکَفْ کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱/۲۸ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ البحر الرائق میں قیل کے ساتھ لکھا ہے کہ اگر اعتکاف والے کیلئے کھانا لانے والا کوئی نہ ہو تو بعض کے ہاں حوائج ضروریہ سے قرار پاکر مغرب کے بعد کھانے پینے کیلئے گھر جاسکتا ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۳۰۳ ورد المحتار ج ۲ ص ۱۸۴ نیز حکم ۴۵/۲۶۸ ملاحظہ ہو اور ایسی ضرورت کی

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب اعتکاف کے احکام — اعتکاف کا بیان	حوالہ
۲۸۴-۶	اگر مسجد کے قریب اعتکاف والے کے دوست کا گھر ہو تو یہ ضروری نہیں کہ اعتکاف والا شخص، قضاء حاجت کے لئے دوست کے ہاں جائے اور (اپنے گھر نہ جائے)۔	سراج وہاج
۷	اور اگر اعتکاف والے شخص کے دو گھر ہوں ایک گھر (مسجد سے) قریب ہو اور دوسرا دور ہو تو بعض فقہاء کا قول یہ ہے کہ اسے دور کے مکان میں جانا جائز نہیں اگر وہاں جائے گا تو اس کا (واجب) اعتکاف باطل ہو جائے گا۔	سراج وہاج
۸	معتکف شخص اگر (ضروری) حاجت انسانی کے لئے مسجد سے نکلے تو اسے اجازت ہے کہ وہ آہستہ چلے	نہایہ-عنایہ
۹	اعتکاف والے کا کھانا۔ پینا اور سونا مُعْتَکَف[1] میں ہی ہوگا۔ اس لئے کہ یہ کام مسجد میں ہو سکتے ہیں پس (ان کاموں کے لئے) مسجد سے باہر نکلنے کی ضرورت نہیں[2]	ہدایہ
۱۰	(ا) اعتکاف والا شخص جمعہ کی نماز کے لئے (جامع مسجد کی طرف) سورج کے زوال کے وقت نکلے یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس کا معتکَف (مقام اعتکاف) جامع مسجد سے اتنا قریب ہو کہ اگر زوال ہونے کا انتظار کرے (اور پھر نکلے) تو خطبہ اور جمعہ فوت نہ ہو۔ (ب) اور اگر اس کے اعتکاف کی جگہ جامع مسجد سے اتنے فاصلہ پر ہو کہ (اگر زوال ہونے کا انتظار کرے تو) خطبہ اور جمعہ فوت ہوتا ہو تو زوال ہونے کا انتظار نہ کرے۔ لیکن وہ ایسے وقت نکلے کہ جامع مسجد پہنچکر چار رکعتیں خطبہ کی اذان سے پہلے پڑھ سکے۔*	کافی
۱۱	(ا) اور وہ (مذکورہ صورت میں) جمعہ کے بعد (جمعہ کے بعد کی سنتوں کی تعداد میں) حسب اختلاف فقہاءؒ چار رکعتوں یا چھ رکعتوں کے بقدر (وہاں) ٹھہرے۔	کافی
	(ب) اور اگر وہاں ایک دن رات ٹھہر گیا یا (بقیہ) اعتکاف وہیں پورا کیا تو ایسا کرنا اس کے اعتکاف کو فاسد نہیں کرے[3] گا البتہ مکروہ ہوگا۔	سراج وہاج
۱۲	اگر اعتکاف والا شخص مسجد سے کسی عذر کی بنا پر نکلا مثلاً مسجد گر گئی یا وہ (وہاں سے) زبردستی نکال دیا گیا اور وہ اسی وقت کسی دوسری مسجد میں چلا گیا تو (اس صورت میں) اسکا اعتکاف از روئے استحسان فاسد نہ[4] ہوگا	بدائع
۱۳	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر اعتکاف والے کو اپنی جان یا مال کا خوف ہوا اور وہ مسجد سے نکل گیا (تو از روئے استحسان اسکا اعتکاف فاسد نہ ہوگا)	تبیین
۱۴	اگر اعتکاف والا شخص پیشاب یا پاخانہ کیلئے نکلا تو قرضخواہ نے اسے کچھ دیر روک لیا (ا) تو (اس صورت میں) امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اسکا (واجب) اعتکاف فاسد ہو جائیگا۔ (ب) اور صاحبین (امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) کے ہاں فاسد نہ ہوگا (ج) امام سرخسیؒ نے کہا ہے کہ صاحبینؒ کا قول مسلمانوں پر زیادہ آسان ہے۔	خلاصہ
۱۵	(ا) (واجب) اعتکاف والا شخص مریض کی بیمار پرسی کے لئے نہ نکلے[5]	بحرالرائق

صورت میں شرط رکھنے کے متعلق حکم نمبر ۱۵/۲۸۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ [3] اسلئے کہ جامع مسجد محل اعتکاف ہے ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۲ ص۱۸۲ نیز حکم ۱۹/۲۸۴ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] اور اس صورت میں وہ فوراً دوسری مسجد میں داخل ہوگا۔ ماخوذ از نور الایضاح ص۶۹ نیز حکم ۱۹/۲۸۴ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم ۱۹/۲۸۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

* اس صورت کے متعلق درمختار میں ہے کہ اس میں اسی کی رائے معتبر ہوگی۔ ماخوذ از درمختار ج ۲ ص۱۸۱ (مترجم)

دفعات دشق نمبر	الباب السابع فی الاعتکاف — الاعتکاف	حوالہ
۲۸۴-	ولو خرج بجنازة يفسد اعتكافه وكذا لصلوتها ولو تعينت عليه او لا نجاء الغريق او الحريق او الجهاد اذا كان النفير عاما او لاداء الشهادة	هكذا فی التبيين
	وكذا اذا خرج ساعة بعذر المرض فسد اعتكافه	هكذا فی الظهيرية
	ولو شرط وقت النذر والالتزام ان يخرج الى عيادة المريض وصلوة الجنازة وحضور مجلس العلم يجوز له ذلك - كذا فی التاتارخانية	ناقلا عن الحجة
۱۶	ولو صعد المئذنة لم يفسد اعتكافه بلا خلاف وان كان باب المئذنة خارج المسجد	كذا فی البدائع
۱۷	والمؤذن وغيره فيه سواء هو الصحيح هكذا فی الخلاصة وفتاوی قاضيخان	
۱۸	ولا بأس ان يخرج رأسه الى بعض اهله ليغسله	كذا فی التاتارخانية
۱۹	هذا كله فی الاعتكاف الواجب اما بالنفل فلا بأس بان يخرج بعذر وغيره فی ظاهر الرواية وفی التحفة لا بأس فيه بان يعود المريض ويشهد الجنازة - كذا فی شرح النقاية للشيخ ابی المكارم	
۲۰	(ومنها الجماع ودواعيه) فيحرم على المعتكف الجماع ودواعيه نحو المباشرة والتقبيل واللمس والمعانقة والجماع فيما دون الفرج والليل والنهار فی ذلك سواء والجماع عامدا او ناسيا ليلا او نهارا يفسد الاعتكاف انزل او لم ينزل وما سواه يفسد اذا انزل وان لم ينزل لا يفسد	هكذا فی البدائع

سہ ۱ اگرچہ مذکورہ صورتوں میں (واجب) اعتکاف فاسد ہوتا ہے مگر ایسا کرنے سے گناہ نہیں ہوتا بلکہ بعض صورتوں میں تو اعتکاف توڑنا واجب ہوتا ہے مثلاً اسکے سوا جنازہ کیلئے کوئی نہ ہو۔ یا اسکی گواہی نہ ہونے سے کسی کا حق ضائع ہوتا ہو یا اس کے نہ بچانے سے کوئی ڈوب رہا ہو وغیرہ۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۳۰۳ نیز حکم $\frac{۱۹}{۲۸۴}$ ملاحظہ ہو (مترجم) سہ ۲ چنانچہ رد المحتار میں ہے کہ غالب وقوع والے امور تو حکماً مستثنیٰ ہوتے ہیں خواہ انہیں مستثنیٰ رکھنے کی شرط نہ رکھے اور غالب وقوع کے علاوہ امور تب مستثنیٰ ہوں گے کہ انہیں مستثنیٰ رکھنے کی شرط رکھے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۱۸۴ (مترجم) سہ ۳ چنانچہ نور الایضاح میں ہے کہ اگر اعتکاف والا شخص ایک ساعت بھی بغیر عذر نکلا تو اس کا واجب اعتکاف فاسد ہو جائے گا اور واجب کے علاوہ اعتکاف تمام ہو جائے گا۔ ماخوذ از نور الایضاح ص ۴۹ نیز حکم $\frac{۱۰}{۲۸۶}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) سہ ۴ جیسا کہ در مختار اور رد المحتار میں ہے کہ بوسہ دینے۔ یا چھونے وغیرہ سے انزال ہو جائے تو اعتکاف

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب اعتکاف کے احکام — اعتکاف کا بیان	حوالہ
۲۸۴-	(ب) اگر اعتکاف والا شخص جنازہ کے لئے نکلا تو اس کا (واجب) اعتکاف فاسد ہوجائیگا اسی طرح اگر اعتکاف والا شخص نماز جنازہ کے لئے نکلے خواہ نماز جنازہ پڑھانے کے لئے صرف وہی ہو۔ یا کسی ڈوبتے یا جلتے کو بچانے کے لئے نکلے یا جہاد کے لئے نکلے جبکہ نفیر عام ہو (یعنی دشمن کے غلبہ کو روکنے کے لئے عام آدمی بھی اٹھ کھڑے ہوں) یا گواہی دینے کے لئے نکلے (تو اسکا واجب اعتکاف فاسد ہوجائے گا) [1]	تبیین
	اسی طرح اگر اعتکاف والا شخص کسی بیماری کے عذر کی وجہ سے کچھ دیر (مسجد سے) نکلا تو اسکا (واجب) اعتکاف فاسد ہوجائیگا۔	ظہیریہ
	(ج) اور اگر اعتکاف کی منت ماننے اور اسے لازم کرنے کے وقت یہ شرط کرلی تھی کہ وہ مریض کی بیمار پرسی۔ نماز جنازہ اور مجلس علم میں حاضر ہونے کیلئے نکلا کریگا تو پھر اسے ایسا کرنا جائز ہوگا [2]	تتارخانیہ
۱۶	اگر اعتکاف والا شخص اذان کے منارہ پر چڑھے تو اس کا اعتکاف فاسد نہ ہوگا اس حکم میں کوئی اختلاف نہیں اگرچہ اذان کے منارہ کا دروازہ مسجد سے باہر ہو۔	بدائع
۱۷	اور (مذکورہ حکم میں) موذن اور غیر مؤذن برابر ہیں یہی حکم صحیح ہے۔	خلاصہ - قاضیخان
۱۸	اگر اعتکاف والا شخص اپنا سر (مسجد سے) باہر کسی اہل خانہ کی طرف کردے تاکہ وہ اس کا سر دھودے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے	تتارخانیہ
۱۹	(د) اور مذکورہ (۱ تا ۱۸ / ۲۸۴) سب احکام واجب اعتکاف سے متعلق ہیں اور نفل اعتکاف میں اگر کسی عذر سے یا بغیر عذر نکلے تو ظاہر روایت کے بموجب کچھ حرج نہیں [3] (ب) اور تحفہ میں ہے کہ نفل اعتکاف میں مریض کی بیمار پرسی کیلئے جائے یا جنازہ میں حاضر ہو تو کچھ حرج نہیں ہے۔	شرح نقایہ
۲۰	اعتکاف توڑنے والے امور میں سے جماع اور لوازم جماع ہیں (ر) پس اعتکاف والے پر حرام ہے کہ وہ جماع اور لوازم جماع کا ارتکاب کرے مثلاً عورت سے ننگے بدن ملنا بوسہ دینا۔ چھونا۔ گلے لگانا اور فرج کے علاوہ سے جماع کرنا دن ہو یا رات (معتکف کیلئے) مذکورہ احکام برابر ہیں (ب) اور جماع جان بوجھکر ہو یا بھولے سے ہو رات کو ہو یا دن کو ہو اعتکاف فاسد کردیتا ہے خواہ انزال ہو یا نہ ہو (ج) اور جماع کے علاوہ (مذکورہ) امور سے اگر انزال ہو تو اعتکاف فاسد ہوجاتا ہے اور اگر انزال نہ ہو تو اعتکاف فاسد نہیں ہوتا [4]	بدائع

باطل ہوجائے گا اور اگر مذکورہ صورتوں میں انزال نہیں ہوا تو اعتکاف باطل نہ ہوگا۔ اگرچہ مذکورہ امور معتکف کے لئے پھر بھی حرام رہیں گے۔ البتہ روزہ کی حالت میں اور حیض کی حالت میں لوازمات جماع کے متعلق مذکورہ حکم نہیں ہے اس لئے کہ اعتکاف کی نسبت روزہ اور حیض کا پایا جانا اکثر ہوتا ہے پس ان میں لوازم جماع حرام ہونے سے حرج ہے اور اعتکاف میں ایسا نہیں پس اعتکاف میں مذکورہ امور حرام ہیں۔ نیز لکھا ہے کہ اعتکاف کی حالت یاد دلانے والی حالت ہے۔ پس اگر اسمیں کوئی منافی امر بھولے سے ہوجائے تو اعتکاف نہ رہے گا۔ جیساکہ احرام کی حالت اور نماز کی حالت میں بھی یوں ہی احکام میں لیکن روزہ کی حالت یوں نہیں ہے لہذا اس میں کوئی منافی امر بھولے سے ہوجائے تو روزہ نہ ٹوٹے گا۔ مفہوم ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۲ ص ۱۸۵، ص ۱۸۶ نیز حکم نمبر ۴/۲۸۵ ملاحظہ ہو مترجم

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی الاعتکاف — الاعتکاف	حوالہ
۲۸۴-۲۱	ولوامنی بالتفکر والنظر لا یفسد اعتکافہ	کذا فی التبیین
۲۲	وکذا الواحتلم	کذا فی فتح القدیر
۲۳	ثم ان امکنہ الاغتسال فی المسجد من غیر ان یتلوث المسجد فلا بأس بہ والا فیخرج ویغتسل ویعود الی المسجد ولو توضأ فی المسجد فی اناء فھو علی ھذا التفصیل	ھکذا فی البدائع وفتاوی قاضیخان
۲۴	(ومنھا الاغماء والجنون) نفس الاغماء والجنون لا تفسد بلا خلاف حتی لا ینقطع التتابع وان اغمی علیہ ایاما او اصابہ لم یفسد اعتکافہ وعلیہ اذا برئ ان یستقبل فان تطاول الجنون وبقی سنین ثم افاق یجب علیہ ان یقضی	ھکذا فی البدائع
۲۵	وان صار معتوھا ثم افاق بعد سنین یجب علیہ القضأ	کذا فی فتاوی قاضیخان

۲۸۵- محظورات الاعتکاف

نعل اد شق ۱

دفعات وشق نمبر	الاعتکاف	حوالہ
۱	(واما محظوراتہ) فمنھا الصمت الذی یعتقدہ عبادۃ فانہ یکرہ	ھکذا فی التبیین
	وآما اذا لم یعتقدہ قربۃ فلا یکرہ	کذا فی البحر الرائق
	وآما الصمت عن معاصی اللسان فمن اعظم العبادات	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
۲	ولا یفسد الاعتکاف سباب ولا جدال	کذا فی الخلاصۃ
۳	اذا اکل المعتکف نھارا ناسیا لا یضرہ لان حرمۃ الاکل لاجل الصوم لا لاجل الاعتکاف	کذا فی النھایۃ
۴	والاصل ان ما کان من محظورات الاعتکاف وھو ما منع عنہ لاجلہ لا لاجل الصوم لا یختلف فیہ العمد والسھو والنھار واللیل کالجماع والخروج وما کان من محظورات الصوم وھو ما منع عنہ لاجل الصوم یختلف فیہ العمد والسھو والنھار واللیل کالاکل والشرب	کذا فی البدائع

ـلـہ رد المحتار میں ہے کہ کئی دنوں سے مراد یہ ہے کہ میت ممکن نہ رہنے کی وجہ سے اس کا روزہ فوت ہو جائے ۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۱۸۶ ۔ نیز حکم نمبر ۱۷/۲۶۶ ، ۱۹، ۲۰/۲۷۷ ، ۱، ۱۵/۲۸۱ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ ـلـہ حکم نمبر ۹، ۱۰/۲۸۵ ملاحظہ ہو اور رمضان المبارک میں

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب اعتکاف کے احکام — اعتکاف کا بیان	حوالہ
۲۸۴-۲۱	اگر کسی اعتکاف والے کو خیال کرنے یا دیکھنے سے انزال ہوگیا تو اس سے اس کا اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔	تبیین
۲۲	اسی (مذکورہ حکم) کی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ کسی معتکف کو احتلام ہوگیا (تو اس کا اعتکاف فاسد نہ ہوگا)۔	فتح قدیر
۲۳	(و) پھر اگر (مذکورہ صورت میں) اعتکاف والے کیلئے یہ ممکن ہو کہ وہ مسجد خراب کئے بغیر مسجد میں غسل کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ورنہ وہ مسجد سے نکلے۔ غسل کرے اور پھر مسجد لوٹ آئے۔ (ب) اور اگر اس نے مسجد کے اندر کسی برتن میں وضو کیا تو اس کا حکم بھی مذکورہ تفصیل کے بموجب ہے	بدائع۔قاضیخان
۲۴	(و) اعتکاف توڑنے والے امور میں سے بیہوشی اور جنون یعنی پاگل ہونا ہے بیہوشی اور پاگل پن فی نفسہ اعتکاف فاسد نہیں کرتا۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ حتی کہ اس سے تسلسل ختم نہ ہوگا۔ (ب) اور اگر اعتکاف والے کو کئی دن[۱] بیہوشی یا ایک قسم کا جنون ہے تو اس کا اعتکاف فاسد ہو جائے گا اور جب ٹھیک ہو جائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اعتکاف از سرِ نو کرے۔ (ج) اور اگر اعتکاف والے کا جنون طویل ہو کر کئی سال رہا پھر اسے افاقہ ہوا تو اس پر واجب ہے کہ اس اعتکاف کو قضا کرے[۲]	بدائع
۲۵	اگر اعتکاف والا شخص مخبوط الحواس ہوگیا پھر کئی سال بعد ٹھیک ہوگیا تو اس پر (اس اعتکاف کی) قضا واجب ہے[۳]	قاضیخان
۲۸۵	**اعتکاف میں ممنوع امور** اور اس میں [۴] شقیں ہیں	
۱	اعتکاف میں ممنوع امور میں سے ایک یہ ہے کہ (و) ایسی چپ لگائے کہ اس چپ رہنے کو عبادت سمجھے تو ایسا کرنا مکروہ ہے[۴] (ب) اور اگر چپ رہنا عبادت نہ سمجھتا ہو تو پھر خاموشی مکروہ نہیں ہے۔ (ج) اور زبان کے گناہوں سے خاموش رہنا بڑی عبادتوں میں سے ہے۔	تبیین بحر رائق جوہرہ نیرہ
۲	گالی دینا اور جھگڑا کرنا اعتکاف فاسد نہیں کرتا۔	
۳	اعتکاف والے نے اگر بھول کر دن میں کھالیا تو اس کے اعتکاف کو مضر نہ ہوگا۔ اس لئے کہ کھانا روزہ کی وجہ سے حرام ہے۔ اعتکاف کی وجہ سے نہیں۔	خلاصہ نہایہ
۴	اور (مذکورہ حکم) میں اصول یہ ہے (و) جو امر اعتکاف میں ممنوع ہو اور اس کی ممانعت اعتکاف کی وجہ سے ہو روزہ کی وجہ سے نہ ہو تو وہ امر جان بوجھ کر کرے یا بھولے سے کرے دن کو کرے یا رات کو کرے سب صورتوں میں حکم برابر ہے جیسا کہ جماع کرنا اور مسجد سے نکل جانا۔ (ب) اور جو امر روزہ میں ممنوع ہو اور اس کی ممانعت روزہ کی وجہ سے ہو تو اس امر کے جان بوجھ کر کرنے اور بھولے سے کرنے میں اور دن کو کرنے اور رات کو کرنے میں حکم مختلف ہوتا ہے جیسا کہ کھانا پینا۔	بدائع

[۱] جنون اور بیہوشی کے متعلق حکم نمبر ۱۷/۲۶۶، ۱۸ تا ۲۰/۲۷۷ اور بیہوش اور مجنون کی نماز کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۸۸، [۲] نیز حکم نمبر ۸/۱۷۴، ۱، ۱۵/۲۸۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] حکم نمبر ۹، ۱۰/۲۸۵، ۱، ۱۵/۲۸۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] حکم نمبر ۵۰/۲۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی الاعتکاف	حوالہ
۲۸۵-۵	ولا بأس للمعتكف ان يبيع ويشتري الطعام وما لا بد منه[1] واما اذا اراد ان يتخذ متجرا فيكره له ذلك	هكذا في فتاوى قاضيخان
۶	وهو الصحيح	هكذا في التبيين
۷	ويجوز للمعتكف ان يتزوج ويراجع	كذا في الجوهرة النيرة
۸	ويلبس المعتكف ويتطيب ويدهن رأسه	كذا في الخلاصة
۹	واذا سكر المعتكف ليلا لم يفسد اعتكافه لانه تناول محظور الدين لا محظور الاعتكاف كما لو أكل مال الغير	كذا في فتاوى قاضيخان
۱۰	واذا افسد الاعتكاف الواجب وجب قضاؤه[2] فان كان اعتكاف شهر بعينه اذا افطر يوما يقضي ذلك اليوم وان كان اعتكاف شهر بغير عينه يلزمه الاستقبال سواء افسده بصنعه من غير عذر كالخروج والجماع والأكل في النهار او بعذر كما اذا مرض فاحتاج الى الخروج او بغير صنعه كالحيض والجنون والاغماء الطويل	كذا في فتح القدير

۲۸۶- ومما يتصل بذلك مسائل

تعداد شق ۱۷

۱	(ومما يتصل بذلك مسائل) اذا اراد ايجاب الاعتكاف على نفسه ينبغي ان يذكر بلسانه ولا يكفي لايجابه النية بالقلب ذكره شمس الائمة رح	كذا في النهاية وهكذا في الخلاصة
۲	وههنا اصلان (احدهما) انه اذا ذكر الايام[3] بلفظ الجمع او التثنية يتناول ما بازائها من الليالي وكذا الليالي يتناول ما بازائها من الايام	كذا في الكافي
۳	فلو نذر اعتكاف ثلاثة ايام او اكثر او يومين او ثلاث ليال او اكثر او ليلتين لزمه الايام بلياليها والليالي بايامها ان لم يكن له نية	

[1] البحر الرائق میں ہے کہ معتکف کی قید اس لئے ہے کہ معتکف کے علاوہ شخص کے لئے مسجد میں خرید و فروخت مطلقاً مکروہ ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص۳۰۳ (مترجم) [2] جیسا کہ درمختار اور رد المحتار میں ہے کہ منت مانا ہوا (واجب) اعتکاف فاسد ہو جائے تو مع روزہ اسکی قضا کریگا اور نفل اعتکاف کو اگر دن پورا کرنے سے پہلے توڑ دیا تو اسکی قضا نہیں۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص۱۸۲ اور البحر الرائق میں ہے کہ اعتکاف کا فاسد ہونا صرف واجب اعتکاف میں متصور ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص۳۰۳ (مترجم) [3] اس لئے کہ اس صورت میں ایام

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب اعتکاف کے احکام — اعتکاف کا بیان	حوالہ
۲۸۵-۵	اعتکاف والا[1] شخص اگر خوراک اور ضرورت کی دوسری چیزیں بیچے یا خریدے تو اسمیں کوئی حرج نہیں اور اگر وہ (وہاں) تجارت کرنا چاہے تو اسے ایسا کرنا مکروہ ہے ۔	قاضیخان۔ ذخیرہ
۶	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے ۔	تبیین
۷	اعتکاف والے شخص کے لئے جائز ہے کہ وہ نکاح کرے یا طلاق سے رجوع کرے ۔	جوہرہ نیرہ
۸	معتکف (سلا ہوا) لباس پہن سکتا ہے ۔خوشبو لگا سکتا ہے اور سر کو تیل لگا سکتا ہے ۔ ※	خلاصہ
۹	جب اعتکاف والے نے رات کو نشہ کی چیز کھالی تو اس سے اس کا اعتکاف فاسد نہ ہوگا اس لئے کہ اس نے دین میں ممنوع چیز کو کھایا ہے اعتکاف میں ممنوع چیز کو نہیں کھایا جیسا کہ اگر اس نے غیر کا مال کھالیا (تو دین میں ممنوع ہونے کے باوجود اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا)	قاضیخان
۱۰	(ا) جب واجب اعتکاف فاسد ہوجائے تو اس کی قضا واجب ہے[2] (ب) پس اگر اعتکاف معین مہینہ کا تھا اور اس نے ایک دن کا روزہ توڑ دیا تو وہ اس دن کی قضا کرے گا (ج) اور اگر اعتکاف غیر معین مہینہ کا تھا تو وہ از سر نو اعتکاف کرے گا[3] خواہ اس نے وہ اعتکاف اپنے فعل سے کسی عذر کے بغیر فاسد کیا۔ مثلاً مسجد سے باہر نکل گیا یا جماع کر لیا یا دن کو کھا لیا یا اپنے فعل سے کسی عذر کی بنا پر فاسد کیا مثلاً بیمار پڑ جانے کی وجہ سے اسے مسجد سے باہر نکلنا پڑا یا اپنے فعل کے بغیر اس کا اعتکاف فاسد ہوگیا مثلاً اسے حیض آگیا یا جنون ہوگیا یا اسے لمبی بیہوشی آگئی ۔	فتح قدیر

۲۸۶ ۔ مذکورہ احکام سے ملتے جلتے مسائل

اور اسمیں ۱۷ شقیں ہیں

دفعات وشق نمبر	احکام	حوالہ
۱	مذکورہ احکام سے ملتے جلتے مسائل ۔جب کوئی شخص اپنے ذمہ اعتکاف واجب کرنے کا ارادہ کرے تو اسے زبان سے کہنا چاہیئے صرف دل سے نیت کرنا اعتکاف واجب کرنے کے لئے کافی نہیں ہوتا ۔یہ حکم شمس الائمۃ رح نے ذکر کیا ہے ۔	نہایہ ۔خلاصہ
۲	(مذکورہ مسائل کے متعلق) یہاں دو اصول ہیں پہلا اصول[4] یہ ہے کہ جب اعتکاف کی منت ماننے والے نے اعتکاف کے دنوں کو جمع یا تثنیہ کے لفظ سے ذکر کیا تو اسمیں ان کی راتیں بھی شامل ہوں گی اور اسی طرح جب راتوں کا ذکر کیا تو ان کے دن بھی شامل ہوں گے ۔	کافی
۳	(ا) پس اگر کسی شخص نے تین دن یا زیادہ کے اعتکاف کی منت مانی یا دو دن[5] کے اعتکاف کی یا تین راتوں یا زیادہ کے اعتکاف کی منت مانی تو اسے ان دنوں کا اعتکاف راتوں سمیت اور راتوں کا اعتکاف دنوں سمیت لازم ہوگا یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ (صرف دنوں یا صرف راتوں کیلئے	

ایک مہینہ مسلسل اعتکاف لازم تھا ۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۱۸۲ (مترجم) [4] دوسرا اصول حکم نمبر ۵/۲۸۶ میں ملاحظہ ہو (مترجم) [5] ایک دن کے اعتکاف کی منت ماننے کی صورت میں حکم ۴/۲۸۶ ملاحظہ ہو (مترجم) ※ حکم نمبر ۱۰/۲۶۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السابع فی الاعتکاف — الاعتکاف	حوالہ
۲۸۶-	فان نوی بالایام الایام خاصة و باللیالی اللیالی خاصة صحت نیته و یلزمه فی الایام اعتکاف الایام دون اللیالی ولا شیئ علیه فی اللیالی	هکذا فی البدائع
۴	ولو نذر اعتکاف یوم لم یدخل اللیل	هکذا فی فتح القدیر
۵	(وثانیهما) انه متی لم یدخل فی وجوب اعتکافه اللیل جاز له التفریق و متی دخل اللیل والنهار فانه یلزمه متتابعا	هکذا فی البدائع
۶	فلو نذر اعتکاف شهر بعینه او بغیر عینه او ثلاثین یوما لزمه متتابعا۔ ومتی شاء ان لم یعین الشهر	کذا فی الظهیریة
۷	ومتی دخل فی اعتکافه اللیل والنهار فابتداؤه من اللیل لان الاصل ان کل لیلة تتبع الیوم الذی بعدها	کذا فی الکافی
۸	فلو قال لله تعالیٰ علی ان اعتکف یومین یدخل المسجد قبل غروب الشمس ویمکث تلک اللیلة ویومها واللیلة الثانیة ویومها و یخرج بعد غروب الشمس وکذا فی الایام الکثیرة یدخل قبل غروب الشمس	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۹	ولو نذر اعتکاف یوم العید قضاه فی وقت آخر وعلیه کفارة الیمین ان نوی الیمین فلو اعتکف فیه اجزأه وأساء	کذا فی الخلاصة
۱۰	ولو اعتکف الرجل من غیر ان یوجب علی نفسه ثم خرج من المسجد لا شیئ علیه	کذا فی الظهیریة

سے ۱ اور اگر اس صورت میں ایک دن کا روزہ توڑ دیا تو اسکی قضا کے متعلق حکم ۱۰/۲۸۵ ملاحظہ ہو (مترجم) سے ۲ البتہ حج میں یوم ترویحہ یوم عرفہ اور یوم نحر کی راتوں کے متعلق فتاوی ہذا کی بحث سے ۵ میں احکام ملاحظہ ہوں (مترجم) سے ۳ حکم نمبر ۷، ۸/۲۱۵ ، ۴/۲۷۸ ملاحظہ ہو (مترجم) سے ۴ جیساکہ ہدایہ ج ۱ ص ۲۲۳ میں ہے اور البحر الرائق میں ہے کہ اگر کسی نے نفل اعتکاف شروع کیا پھر اسے توڑ دیا تو ظاہر روایت کے بموجب اسپر اسکی قضا لازم نہیں اسلئے کہ اعتکاف کی حد متعین نہیں ہے نیز بحوالہ الاصل امام محمدؒ کا قول لکھا ہے کہ جب کوئی شخص مسجد میں اعتکاف کی نیت سے داخل ہوا تو وہ جب تک وہاں ٹھہرے اعتکاف والا قرار پائے گا اور جب وہاں سے نکلے تو اسے چھوڑ دینے والا قرار پائے گا۔ نیز لکھا ہے کہ اگر نفل اعتکاف ہو تو وہ نکل سکتا ہے اس لئے کہ وہ اس صورت میں اسے تمام کرنے والا ہے باطل کرنے

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب اعتکاف کے احکام — اعتکاف کا بیان	حوالہ
۲۸۶-	اس کی نیت میں (تخصیص) نہ تھی (ب) اور اگر اس نے دنوں کی منت کی صورت میں صرف دنوں کی نیت کی اور راتوں کی منت کی صورت میں صرف راتوں کی نیت کی تو اس کا یوں نیت کرنا صحیح قرار پائیگا اور دنوں کی نیت کی صورت میں صرف ان دنوں کا اعتکاف لازم ہوگا راتوں کا نہ ہوگا۔ اور راتوں کی نیت کی صورت میں اس پر کچھ لازم نہ ہوگا۔	بدائع
۴	اگر کسی نے ایک دن کے اعتکاف کی منت مانی تو اس میں رات داخل نہ ہوگی۔	فتح قدیر
۵	(مذکورہ مسائل کے متعلق) یہاں دوسرا اصول یہ ہے کہ جب اعتکاف واجب ہونے میں رات داخل نہیں ہے تو اعتکاف کرنے والے کو اختیار حاصل ہے کہ اس اعتکاف کو مسلسل نہ کرے اور جب اعتکاف واجب ہونے میں رات اور دن دونوں شامل ہوں تو اعتکاف کرنے والے پر وہ اعتکاف مسلسل لازم ہوگا	بدائع
۶	(ا) پس اگر کسی شخص نے ایک معین مہینہ[1] یا غیر معین مہینہ یا تیس دن اعتکاف کی منت مانی تو وہ اعتکاف مسلسل لازم ہوگا (ب) اور اگر (مذکورہ) مہینہ معین نہیں کیا ہے تو جس مہینے میں چاہے اعتکاف کرے۔	ظہیریہ
۷	جب اعتکاف (کی منت) میں رات اور دن دونوں شامل ہوں تو اعتکاف کی ابتدا رات سے قرار پائے گی اس لئے کہ اصول یہ ہے کہ ہر رات اس دن کی ذیل میں آتی ہے جو دن اس کے بعد ہوتا ہے[2]	کافی
۸	(ا) پس اگر کسی نے یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے مجھ پر واجب ہے کہ میں دو دن کا اعتکاف کروں گا۔ تو وہ (اس اعتکاف کیلئے) مسجد میں سورج غروب ہونے سے پہلے داخل ہوگا اور وہ رات اور اس کا دن اور دوسری رات اور اس کا دن مسجد میں ٹھہرا رہے گا اور سورج غروب ہونے کے بعد (وہاں سے) نکلے گا۔ (ب) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ زیادہ دنوں کے اعتکاف کی منت مانی ہو تو وہ سورج غروب ہونے سے پہلے (اعتکاف کیلئے) مسجد میں داخل ہوگا۔	قاضیخان
۹	(ا) اگر کسی شخص نے عید کے دن کے اعتکاف کی منت مانی تو (اسکے لئے حکم یہ ہے کہ) وہ کسی دوسرے وقت میں اسکی قضا کرے (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے قسم کی نیت کی تھی تو اسپر قسم کا کفارہ لازم ہوگا۔ (ج) اور اگر اس نے عید کے دن ہی اعتکاف کیا تو وہ اعتکاف کفایت کر جائے گا مگر اس نے برائی کی[3]	خلاصہ
۱۰	کسی شخص نے اپنے اوپر اعتکاف واجب کئے بغیر اعتکاف (شروع) کیا پھر مسجد سے باہر نکل گیا تو اس پر کچھ لازم نہیں[4]	ظہیریہ

والا نہیں - ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ صـ۳۰۱ ، صـ۳۰۰ ، صـ۳۰۲ - اور درمختار و رد المحتار میں ہے کہ اگر کسی نے نفل اعتکاف شروع کیا پھر اسے توڑ دیا تو اس پر اسکی قضا لازم نہیں اسلئے کہ اس میں روزہ شرط نہیں (جیسا کہ حکم ۸/۲۸۱ میں ہے) نیز اگرچہ نفل (نماز یا روزہ) شروع کرنے سے اس کا پورا کرنا لازم ہوتا ہے مگر نفل اعتکاف میں (نماز کی طرح ایک دوگانہ یا روزہ کی طرح ایک دن کی حد متعین نہیں پس نفل اعتکاف میں) جس قدر ادا ہوا اسی قدر واجب ہوا۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۲ صـ۱۷۹ و صـ۱۸۰ نیز حکم ۱۹/۲۸۴ ملاحظہ ہو۔ اور نفل نماز یا روزہ شروع کر کے اسے توڑنے کے متعلق ۵۰/۱۸۴ ، ۱۲/۲۷۷ ، ۹/۲۸۷ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی الاعتکاف المتفرقات	حوالہ
۲۸۶-۱۱	ولو نذر اعتکاف یوم او شہر معین فاعتکف قبلہ او نذر الاعتکاف فی المسجد الحرام فاعتکف فی غیرہ فانہ یجوز	کذا فی البحر الرائق
۱۱	ولو نذر اعتکاف شہر مضی لم یصح نذرہ ھکذا فی البحر الرائق	فی باب النذر بالصوم
۱۳	ولو نذر اعتکاف شہر ثم ارتد ثم اسلم لم یلزمہ شیٔ	کذا فی محیط السرخسی
۱۴	ولو نذر اعتکاف شہر فمات اطعم لکل یوم نصف صاع من بر او صاعا من تمر او شعیر ان اوصی	کذا فی السراجیة
۱۵	ویجب علیہ ان یوصی	ھکذا فی البدائع
۱۶	وان لم یوص واجازت الورثة جاز ذلک	کذا فی السراجیة
۱۷	ولو نذر اعتکاف شہر وھو مریض فلم یبرأ حتی مات لا شیٔ علیہ وان صح یوما ثم مات اطعم عنہ عن جمیع الشہر	کذا فی السراجیة

۲۸۷-المتفرقات

تعداد شق ۳۵

دفعات وشق نمبر	المتفرقات	حوالہ
۱	(المتفرقات) رجل افطر فی شہر رمضان سنة تسعین وخمس مائة فصام شہرا ینوی القضاء عن الشہر الذی علیہ وھو یری انہ رمضان سنة احدی وتسعین وخمسمائة قال ابوحنیفة رح یجزیہ وان صام شہرا ینوی القضاء عن رمضان سنة احدی وتسعین وخمسمائة وھو یری انہ افطر ذلک قال لا یجزیہ کذا فی الظہیریة فی باب النیة وھکذا فی فتاوی قاضیخان	
۲	ولو اسلم الکافر فی دار الحرب وعلم بوجوب الصوم بعد رمضان لا قضاء علیہ ولو علم فی خلالہ	

ف۱ اور اگر مذکورہ صورت روزے کے متعلق ہو تو حکم نمبر ۴۲/۲۷۸ ملاحظہ ہو (مترجم) ف۲ حکم نمبر ۵/۲۷۸ ملاحظہ ہو (مترجم) ف۳ اگر مذکورہ صورت روزے کے متعلق ہو تو حکم نمبر ۴۴ ا/۲۷۸ ملاحظہ ہو اور صاع کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۸/۲۶۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ف۴ حکم نمبر ۱۲/۱۸۹ کا حاشیہ نمبر ۲ ا-ب-ج ملاحظہ ہو (مترجم) ف۵ حکم نمبر ۱۲/۱۸۹ کا حاشیہ نمبر ۲ د-ر ملاحظہ ہو (مترجم) ف۶ اور البحر الرائق میں ہے کہ اگر کسی نے ایک مہینہ کے اعتکاف کی منت

دفعات دشق نمبر	ساتواں باب اعتکاف کے احکام — متفرق احکام	حوالہ
۲۸۶-۱۱	اگر کسی شخص نے معین دن یا مہینہ کے اعتکاف کی منت مانی پھر اس نے اس وقت سے پہلے اعتکاف کرلیا[1] یا اس نے خانہ کعبہ کی مسجد میں اعتکاف کرنے کی منت مانی پھر اس نے کہیں اور اعتکاف کیا تو جائز ہو جائیگا۔	بحر رائق
۱۲	اگر کسی شخص نے گذشتہ مہینہ کے اعتکاف کی منت مانی تو اس کی یہ منت صحیح نہ ہوگی[2]	بحر رائق
۱۳	کسی شخص نے ایک مہینہ کے اعتکاف کی منت مانی پھر وہ مرتد ہوگیا پھر مسلمان ہوگیا تو اسپر کچھ لازم نہ ہوگا۔	محیط سرخسی
۱۴	اگر کسی (تندرست*) شخص نے ایک مہینہ کے اعتکاف کی منت مانی پھر وہ وفات پاگیا تو ہر دن کے بدلے نصف[3] صاع کھجوریں یا جو دئے جائیں بشرطیکہ اس نے وصیت کی ہو۔	سراجیہ
۱۵	اور (مذکورہ صورت میں) اس پر واجب ہے کہ وہ وصیت کرے[4]	بدائع
۱۶	اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے وصیت نہ کی اور وارثوں نے (مذکورہ فدیہ اداکرنے کی) اجازت دے دی تو جائز ہے[5]	سراجیہ
۱۷	اگر کسی شخص نے بیماری کی حالت میں منت مانی کہ وہ ایک مہینہ اعتکاف کرے گا پھر تندرست نہ ہوا اور وفات پاگیا تو اس پر کچھ لازم نہیں اور اگر وہ (مذکورہ صورت میں) ایک دن کے لئے ٹھیک ہوگیا پھر وفات پاگیا تو اسکی طرف سے سارے مہینہ کا طعام فدیہ دیا جائے گا[6]	سراجیہ
۲۸۷ -	**متفرق احکام** اور اسمیں ۳۵ شقیں ہیں	
۱	متفرق احکام (ا) کسی شخص نے ۵۹۰ھ میں رمضان المبارک کے روزے نہ رکھے پھر اس نے اپنے ذمہ روزوں کی قضا کی نیت سے ایک مہینہ روزے رکھے اور اس کا گمان یہ ہوا کہ جو روزے اس سے قضا ہوئے وہ ۵۹۱ھ کے تھے تو (اس کے حکم کے متعلق) امام ابو حنیفہ رح کا قول ہے کہ اسے کفایت کرجائے گا۔ (ب) اور اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) ایک مہینہ کے قضا روزے رکھنے میں یہ نیت کی کہ میں ۵۹۱ھ کے رمضان المبارک کے روزوں کی قضا کرتا ہوں اور اس کا گمان یہ ہے کہ اس سے اسی ۵۹۱ھ میں ایسکے روزے چھوٹے ہیں تو (اس صورت میں) اسے کفایت نہ کرے گا۔	ظہیریہ ۔ قاضیخان
۲	اگر کوئی کافر شخص کافروں کی مملکت میں اسلام لایا اور اسے رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت کا علم رمضان المبارک کے بعد ہوا تو اس پر اس کی قضا نہیں[7] اور اگر اسے رمضان المبارک	

مانی اس کے بعد وہ دس دن زندہ رہا پھر وفات پاگیا تو اس کی طرف سے پورے مہینہ کا فدیہ دیا جائے گا۔

۱ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص۳۰۶ ۔ نیز حکم نمبر ۶/۲۸۷ ملاحظہ ہو اور فدیہ دینے کے متعلق حکم نمبر ۱۴ تا ۱۶/۲۸۶ ملاحظہ ہوا۔ اگر مذکورہ صورت روزہ کے متعلق ہو تو حکم نمبر ۴۲ب/۲۷۸ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ ۷ حکم نمبر ۵، ۶/۱۸۹ و ۱/۱۸۸ ملاحظہ ہو (مترجم) *. اور بیمار شخص کی مذکورہ صورت کے متعلق حکم نمبر ۱۷/۲۸۶ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فى الاعتكاف المتفرقات	حوالہ
۲۸۷-	فالظاهر انه والمجنون فيه سواء	كذا فى الزاهدى
۳	وان اسلم فى دار الاسلام فعليه قضاء ما مضى علم بذلك او لم يعلم كذا فى فتاوى قاضيخان	فى فصل رؤية الهلال
۴	ولو اسلم قبل الزوال ولم يأكل فصام تطوعا فى ظاهر الرواية لا يصح صومه لعدم الاهلية فى اول النهار والصوم لا يتجزأ كذا فى محيط السرخسى	فى باب من يلزمه الامساك
۵	وان بلغ الصبى قبل الزوال ولا اكل ونوى التطوع كان متطوعا على الصحيح هكذا فى الجوهرة النيرة	والسراج الوهاج
۶	قال الرازىؒ يؤمر الصبى اذا اطاقه وذكر ابو جعفرؒ اختلاف مشائخ بلخ فيه والاصح انه يؤمر وهذا اذا لم يضر الصوم ببدنه فان اضر لا يؤمر به واذا امر فلم يصم فلا قضاء عليه	هكذا فى الزاهدى
۷	وسئل ابو حفصؒ ايضرب ابن عشر سنين على الصوم قال اختلفوا فيه والصحيح انه بمنزلة الصلوة	هكذا فى الزاهدى
۸	كل من كان له عذر[۴] فى صوم رمضان فى اول النهار مانع من الوجوب او مبيح للفطر ثم زال عذره وصار بحال لو كان عليه من اول النهار لوجب عليه الصوم كالصبى اذا بلغ فى بعض النهار او اسلم الكافر وافاق المجنون وطهرت الحائض وقدم المسافر مع قيام الاهلية يجب عليه الامساك بقية اليوم وكذا من وجب عليه الصوم فى اول النهار لوجود سبب الوجوب والاهلية ثم تعذر عليه المضى فيه بان افطر متعمدا او اصبح يوم الشك مفطرا ثم تبين انه من رمضان	

[۱] اور مجنون کے متعلق حکم نمبر ۱۸/۲۷۷ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] حکم نمبر ۵/۱۸۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] اور نماز کے متعلق روایت میں آتا ہے کہ وہ واضربوھم علیھا وھم ابناء عشر سنین الحدیث۔ مشکوٰۃ شریف۔ کتاب الصلوٰۃ ص ۵۸ بحوالہ ابوداؤد۔ یعنی جب وہ بچے دس سال کے ہوجائیں تو انہیں (بغیر عذر) نماز (چھوڑنے) کی وجہ سے (مناسب) سزا دی جاسکتی ہے۔ (مترجم)

حوالہ	متفرق احکام — ساتواں باب اعتکاف کے احکام	دفعات وشق نمبر
زاہدی	کے درمیان (مذکورہ) علم ہوگیا تو اس کے لئے وہی حکم ہے جو حکم مجنون کے لئے ہے [1]	۲۸۷-
قاضیخان	اور اگر کوئی شخص مسلمانوں کی مملکت میں اسلام لایا تو اسپر جو (رمضان المبارک اس کے اسلام لانے کے بعد) گذرا ہے اس کی قضا لازم ہے [2] خواہ اسے روزوں کے فرض ہونے کا علم ہو یا نہ۔	۳
محیط سرخسی	اگر کوئی شخص زوال سے پہلے مسلمان ہوا اور (اس دن) ابھی اس نے کچھ کھایا نہیں تھا پس اس نے نفل روزہ رکھ لیا تو ظاہر روایت کے بموجب اس کا وہ روزہ صحیح نہ ہوگا اس لئے کہ صبح کے وقت اس میں روزہ کی اہلیت نہ تھی اور روزہ کے ٹکڑے نہیں ہوسکتے (وہ تمام دن کا ایک روزہ ہوتا ہے)۔	۴
جوہرہ نیرہ، سراج وہاج	اگر لڑکا زوال سے پہلے اور (اس دن) کچھ کھانے سے پہلے بالغ ہوگیا اور اس نے نفل روزہ کی نیت کرلی تو صحیح قول کے بموجب وہ نفل روزہ رکھنے والا قرار پائے گا۔	۵
زاہدی	(ا) [1] رازیؒ نے کہا ہے کہ جب بچہ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو تو اسے روزہ رکھنے کا حکم کیا جائیگا۔ [2] اور ابو جعفرؒ نے اس حکم کے متعلق مشائخ بلخؒ کا اختلاف ذکر کیا ہے اور [3] زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اسے روزہ کا حکم کیا جائے گا۔ (ب) یہ [1] مذکورہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب روزہ اس کے بدن کو ضرر نہ دے [2] اور اگر ضرر کرے تو ایسے لڑکے کو روزہ رکھنے کا حکم نہ کیا جائے گا اور [3] اگر لڑکے کو روزہ کا حکم کیا اور اس نے روزہ نہ رکھا تو اس لڑکے پر اس روزہ کی قضا واجب نہیں ہے۔	۶
زاہدی	حضرت ابو حفصؒ سے پوچھا گیا کہ کیا دس برس کے بچہ کو روزہ نہ رکھنے پر سزا دی جائے تو انہوں نے جواب دیا کہ اس میں اختلاف ہے اور صحیح حکم ہے کہ یہ صورت نماز کی طرح ہے [3]۔	۷
	(ا) جس شخص [1] کو رمضان کے روزہ میں صبح کے وقت کوئی ایسا عذر تھا جو روزہ واجب ہونے کے لئے مانع تھا یا اس عذر کی وجہ سے روزہ نہ رکھنا مباح تھا پھر اسکا وہ عذر دور ہوگیا اور وہ شخص ایسا ہوگیا کہ اگر وہ حالت صبح کے وقت ہوتی تو اس پر روزہ واجب ہوتا مثلاً دن میں کسی وقت لڑکا بالغ ہوگیا یا کافر شخص مسلمان ہوگیا یا پاگل شخص کو افاقہ ہوگیا یا حیض والی حیض سے پاک ہوگئی یا مسافر [5] اپنے گھر آگیا اور وہ روزہ رکھنے کا اہل ہے تو (ان مذکورہ سب صورتوں میں) اس پر واجب ہے کہ بقیہ دن میں ان سب امور سے رکا رہے جو روزہ میں منع ہوتی ہیں۔ اسی [2] طرح (یہی حکم اس صورت میں ہے کہ) جس شخص پر صبح کے وقت روزہ واجب ہونے کے سبب اور روزہ کے لئے اہل ہونے کی وجہ سے اس پر روزہ واجب ہوا۔ پھر وہ روزہ دار نہ رہ سکا مثلاً اس نے جان بوجھ کر روزہ توڑ دیا۔ یا شک والے [6] دن صبح کو کچھ کھایا پھر ظاہر ہوا کہ وہ دن رمضان المبارک کا ہے یا	۸

[4] بحوالہ بدائع فتاوی عالمگیری کے نسخہ امیریہ اور میمنیہ میں یہ عبارت یوں تھی" کل من کان لہ عذر الخ اور البحر الرائق میں بحوالہ بدائع عبارت یوں ہے فکل من کان لہ عذر الخ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۲۸۹ اور چونکہ مفہوم کے لحاظ سے یہی درست ہے لہذا یہی درج ہے (مترجم) [5] حکم نمبر ۵۷/۲۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] حکم نمبر ۳۹/۲۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی الاعتکاف المتفرقات	حوالہ
۲۸۷-	او تسحر علی ظن ان الفجر لم یطلع ثم تبین انہ طالع فانہ یجب علیہ الامساک فی بقیۃ الیوم تشبھا بالصائمین	کذا فی البدائع فی فصل حکم الصوم المؤقت
	وکذا الذی اکل وھو یری ان الشمس قد غابت فظھر انھا لم تغب	
	وکذا من افطر خطاء او مکرھا	ھکذا فی الخلاصۃ
	وقیل الامساک مستحب لا واجب والصحیح الوجوب	کذا فی فتح القدیر
	واجمعوا علی انہ لا یجب التشبہ بالصائم علی الحائض والنفساء والمریض والمسافر	کذا فی الخلاصۃ
	وھل تاکل الحائض سرا اوجھرا قیل سرا وقیل جھرا	
	وللمسافر والمریض الاکل جھرا روایۃ واحدۃ	کذا فی السراج الوھاج
۹	ومن دخل فی صوم التطوع ثم افسدہ قضاہ	کذا فی الھدایۃ
۱۰	سواء حصل الفساد بصنعہ او بغیر صنعہ حتی اذا حاضت الصائمۃ المتطوعۃ یجب القضاء فی اصح الروایتین	کذا فی النھایۃ
۱۱	اختلف اصحابنا فی الصوم المظنون اذا افسدہ بان شرع فی صوم او صلوۃ علی ظن انہ علیہ ثم تبین انہ لیس علیہ فافطر متعمدا قال اصحابنا الثلاثۃ لا قضاء علیہ لکن الافضل ان یمضی فیہ	کذا فی البدائع

۱ حکم نمبر ۱/۷ ، ۲/۷ ، ۱/۲۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ اور نفل نماز کی صورت میں حکم نمبر ۳۵، ۳۶/۱۸۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۴۵/۲۶۶ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب اعتکاف کے احکام — متفرق احکام	حوالہ
۲۸۷-	اسے سحری کھاتے وقت یہ گمان تھا کہ فجر طلوع نہیں ہوئی پھر ظاہر ہوا کہ فجر طلوع ہو چکی تھی تو (ان صورتوں میں) اس پر واجب ہے کہ بقیہ دن میں روزہ داروں سے مشابہت کے لئے ان سب امور سے رکا رہے جو روزہ میں منع ہوتی ہیں۔	بدائع
	[۳] اسیطرح (یہی حکم اس صورت میں ہے کہ) جس روزہ دار شخص نے یہ سمجھ کر کہ سورج غروب ہو چکا ہے کچھ کھالیا پھر واضح ہوا کہ سورج غروب نہیں ہوا تھا (تو وہ شخص بقیہ وقت ان سب امور سے رکا رہے جو روزہ میں منع ہوتی ہیں)	
	[۴] اسیطرح (یہی حکم اس صورت میں ہے کہ) جس نے غلطی سے یا کسی کی زبردستی سے روزہ توڑ دیا (تو وہ شخص بقیہ دن ان سب امور سے رکا رہے جو روزہ میں منع ہوتی ہیں)	خلاصہ
	(ب) بعض کا قول ہے کہ مذکورہ صورتوں میں روزہ میں ممنوع امور سے رکا رہنا مستحب ہے۔ واجب نہیں ہے مگر صحیح حکم یہ ہے کہ واجب ہے۔	فتح قدیر
	(ج) اس پر فقہاءؒ کا اجماع ہے کہ حیض اور نفاس والی عورت، مریض اور مسافر پر روزہ داروں سے مشابہت، واجب نہیں ہوتی ہے ؎۱	خلاصہ
	(د) حیض [۱] والی عورت آیا پوشیدہ کھائے یا ظاہر بھی کھا سکتی ہے (اس بارے میں اختلاف ہے) بعض کا قول ہے کہ پوشیدہ کھائے اور بعض کا قول ہے کہ ظاہراً بھی کھا سکتی ہے۔	
	[۲] مسافر اور مریض کے (پوشیدہ یا ظاہرا) کھانے کے متعلق (اختلاف نہیں بلکہ ان کے متعلق) ایک ہی روایت ہے کہ ظاہراً کھا سکتے ہیں۔	سراج وہاج
۹	جس شخص نے نفل روزہ شروع کر کے توڑ دیا تو وہ اسے قضا کرے گا ؎۲	ہدایہ
۱۰	(ا) خواہ (مذکورہ صورت میں) اس کا وہ روزہ اس کے فعل سے ٹوٹا یا اس کے فعل سے نہ ٹوٹا ہو (ب) حتی کہ جس عورت نے نفل روزہ رکھا تھا اور اسے حیض آگیا تو اس کے حکم کے متعلق دو روایتوں میں زیادہ صحیح روایت کے بموجب قضا واجب ہوگی۔	نہایہ
۱۱	اگر کوئی شخص مظنون روزہ توڑے تو (اس کی قضا) کے متعلق ہمارے اصحابؒ میں اختلاف ہے مظنون سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص نے روزہ یا نماز اس گمان سے شروع کی کہ وہ اس کے ذمہ ہے۔ پھر ظاہر ہوا کہ وہ اس کے ذمہ نہیں پس اس نے اسے جان بوجھ کر توڑ دیا تو ہمارے تینوں اصحابؒ کا قول یہ ہے کہ اس پر قضا لازم نہ ہوگی ؎۳ لیکن افضل یہ ہے کہ اس (روزہ یا نماز) کو جاری رکھے (اور اسے پورا کرے)	بدائع

؎۳ حکم نمبر ۳۴/۱۸۴ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی الاعتکاف — المتفرقات	حوالہ
۲۸۷-۱۲	وعلی ھذا الخلاف اذا شرع فی صوم الکفارۃ ثم أیسر فی خلالہ فافطر متعمدا	کذا فی البدائع
۱۳	اذا نوی صوم القضاء بعد طلوع الفجر ولم یصح عن القضاء ھل یصح عن التطوع قال الامام النسفی[1] انہ یصح وان افطر یلزمہ القضاء	کذا فی الخلاصۃ
۱۴	ومن لم ینو رمضان کلہ صوما ولا فطرا فعلیہ قضاءہ	کذا فی الھدایۃ
۱۵	ولا کفارۃ بافساد صوم غیر رمضان	کذا فی الکنز
۱۶	کفارۃ الفطر وکفارۃ الظھار واحدۃ[5] وھی عتق رقبۃ مومنۃ او کافرۃ وان لم یقدر علی العتق فعلیہ صیام شھرین متتابعین فان لم یستطع فعلیہ اطعام ستین مسکینا کل مسکین صاعا من تمر او شعیر او نصف صاع من حنطۃ	کذا فی الخلاصۃ
۱۷	وانما یعتبر حال المکفر فی جمیع الکفارات وقت الاداء لا وقت وجوبھا فان کان وقت الاداء معسرا یجزیہ الصیام وان کان موسرا وقت الوجوب	کذا فی الخلاصۃ
۱۸	ولو جامع مرارا فی ایام من رمضان واحد ولم یکفر کان علیہ کفارۃ واحدۃ	کذا فی فتح القدیر
۱۹	ولو جامع وکفر ثم جامع علیہ کفارۃ اخری فی ظاھر الروایۃ	کذا فی فتح القدیر
۲۰	ولو افطر فی یوم فاعتق ثم افطر فی الیوم الثانی فاعتق ثم افطر فی الیوم الثالث فاعتق ثم استحقت الرقبۃ الاولی فلا شئ علیہ وکذا لو استحقت الثانیۃ ولو استحقت الثالثۃ فعلیہ اعتاق رقبۃ واحدۃ لان ما تقدم لا یجزئ عما تاخر	کذا فی البدائع

سلہ حکم نمبر $\frac{۱۶، ۱۷}{۲۸۷}$ ملاحظہ ہو (مترجم) سلہ حکم نمبر $\frac{۴۵}{۲۶۶}$، $\frac{۹}{۲۸۷}$ ملاحظہ ہو (مترجم) سلہ جیساکہ حکم نمبر $\frac{۱}{۲۷۰}$، $\frac{۴}{۲۴۳}$ کے حاشیہ میں ہے نیز حکم نمبر $\frac{۱۴}{۲۸۷}$ ملاحظہ ہو (مترجم) سلہ کفارہ ظہار کا بیان فتاوی عالمگیری کی بحث ۸ باب ۱۰ میں ہے (مترجم) سلہ مطلب بیان الکفارۃ - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی یہاں سے (ماہ رمضان کا) روزہ توڑنے کے کفارہ کا بیان شروع ہے (مترجم) سلہ صاع کے مفہوم کیمتعلق حکم نمبر $\frac{۸}{۲۶۱}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب اعتکاف کے احکام — متفرق احکام	حوالہ
۲۸۷-۱۲	اسی (مذکورہ) اختلاف پر یہی حکم اس صورت کا ہے کہ جب کسی شخص نے کفارہ ادا کرنے کے لئے روزہ شروع کیا پھر اس روزہ کے دوران وہ مالدار ہو گیا[1] اور پھر اس نے جان بوجھ کر وہ روزہ توڑ دیا (تو اس پر قضا لازم نہ ہو گی لیکن اسے پورا کرنا افضل ہے)	بدائع
۱۳	(ل) اگر کسی شخص نے فجر طلوع ہونے کے بعد قضا روزہ کی نیت کی تو وہ روزہ قضا کیلئے صحیح نہ ہو گا (ب) اور کیا (مذکورہ صورت میں) وہ نفل قرار پائے گا؟ اس کے متعلق امام نسفیؒ نے کہا ہے۔ کہ وہ (بطور نفل) صحیح ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس نے اسے توڑ دیا تو اس پر اس کی قضا لازم ہو گی[2]	خلاصہ
۱۴	جس شخص نے تمام رمضان المبارک میں نہ روزہ رکھنے کی نیت کی نہ بے روزہ رہنے کی نیت کی تو اس پر اس رمضان المبارک کے روزوں کی قضا لازم ہو گی۔	ہدایہ
۱۵	رمضان المبارک کے علاوہ کوئی روزہ توڑ دینے سے کفارہ لازم نہیں آتا[3]	کنز
۱۶	روزہ توڑنے کا کفارہ اور ظہار کا کفارہ[4] ایک جیسا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے خواہ وہ غلام مسلمان ہو یا کافر ہو۔ اور اگر غلام آزاد کرنے پر قادر نہ ہو تو دو مہینے مسلسل روزے رکھے۔ اور اگر اس پر بھی قادر نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا دے ہر مسکین کو ایک صاع[6] کھجوریں یا نصف صاع گندم دے۔	خلاصہ
۱۷	سب کفاروں میں کفارہ دینے والے کی وہ حالت معتبر ہوتی ہے جو کفارہ کے ادا کرنے کے وقت ہو۔ اس حالت کا اعتبار نہیں جو کفارہ واجب ہونے کے وقت تھی۔ پس اگر کفارہ ادا کرتے وقت کوئی غریب ہو تو اسے کفارہ کے لئے روزے رکھنا کفایت کر جائے گا۔ اگرچہ کفارہ واجب ہونے کے وقت مالدار تھا۔	خلاصہ
۱۸	اگر کسی نے ایک رمضان المبارک کے دنوں میں کئی بار مجامعت کی اور (درمیان میں کوئی) کفارہ نہ دیا تو اس پر ایک ہی کفارہ واجب ہو گا۔	فتح قدیر
۱۹	اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے مجامعت کی پھر کفارہ دیا پھر مجامعت کی تو ظاہر روایت کے بموجب اس پر دوسرا کفارہ ہو گا۔	فتح قدیر
۲۰	اگر کسی شخص نے رمضان المبارک کا روزہ توڑ دیا اور (اس کے کفارہ میں) ایک غلام آزاد کیا پھر دوسرے دن کا روزہ توڑ دیا اور (اس کے کفارہ میں) غلام آزاد کیا پھر تیسرے دن کا روزہ توڑ دیا اور (اس کے کفارہ میں) غلام آزاد کیا پھر پہلے غلام کے متعلق ثابت ہوا کہ وہ کسی اور آدمی کی ملکیت تھا تو اس شخص پر کچھ واجب نہیں اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر دوسرا غلام کسی اور آدمی کی ملکیت تھا (تو اس پر کچھ واجب نہیں) اور اگر تیسرا غلام کسی اور آدمی کی ملکیت تھا تو اس شخص پر ایک غلام اور آزاد کرنا لازم ہو گا۔ اس لئے کہ (تیسرا غلام تو کسی اور کی ملکیت قرار پا گیا اور) جو کفارہ پہلے دیا ہے وہ اس روزہ کے کفارہ کیلئے کفایت نہیں کرتا جو بعد کے روزہ توڑنے سے لازم ہوا۔	بدائع

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی الاعتکاف — المتفرقات	حوالہ
۲۸۷-۲۱	ولو استحقت الثانیۃ ایضا فعلیہ اعتاق رقبۃ واحدۃ للیوم الثانی والثالث ولو استحقت الاولی ایضا فعلیہ کفارۃ واحدۃ ولو استحقت الاولی والثالثۃ اعتق رقبۃ واحدۃ للیوم الثالث	کذا فی البدائع
۲۲	ولو جامع فی رمضانین ولم یکفر للاول فعلیہ لکل جماع کفارۃ فی الظاھر	کذا فی البدائع
۲۳	اذا لزمت الکفارۃ علی السلطان وھو موسر بمالہ الحلال ولیس علیہ تبعۃ لاحد یفتی باعتاق الرقبۃ	کذا فی البحر الرائق
۲۴	شھر رمضان اذا جاء یوم الخمیس ویوم عرفۃ جاء یوم الخمیس ایضا کان ذلک الیوم یوم عرفۃ لا یوم الاضحی حتی لا یجوز التضحیۃ فی ھذا الیوم اعتماداً علی قول علی رضی اللہ عنہ یوم نحرکم یوم صومکم لانہ یحتمل انہ اراد بہ ذلک العام دون الابد [1]	کذا فی فتاوی قاضیخان فی فصل رویۃ الھلال
۲۵	اعلم ان الصیامات اللازمۃ فرضا ثلاثۃ عشر	کذا فی البحر الرائق
۲۶	سبعۃ منھا یجب فیھا التتابع وھی رمضان وکفارۃ القتل وکفارۃ الظھار وکفارۃ الیمین وکفارۃ الافطار فی رمضان والنذر المعیّن وصوم الیمین المعیّن	کذا فی البحر الرائق
۲۷	وستۃ لا یجب فیھا التتابع وھی قضاء رمضان وصوم المتعۃ وصوم کفارۃ الحلق وصوم جزاء الصید وصوم النذر المطلق وصوم الیمین	

[1] مطلب لا یجوز الاعتماد علی قول علی رضی اللہ عنہ "یوم نحرکم یوم صومکم" عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی، رمضان المبارک کا مہینہ جس دن شروع ہوا تھا ذی الحجۃ میں اسی دن کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول "یوم نحرکم یوم صومکم"

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب اعتکاف کے احکام　　متفرق احکام	حوالہ
۲۸۷-۲۱	(د) اگر (مذکورہ صورت میں آزاد شدہ تیسرا غلام کسی اور کی ملکیت قرار پانے کے ساتھ ساتھ مذکورہ آزاد شدہ) دوسرا غلام بھی کسی اور کی ملکیت قرار پایا تب بھی اس دوسرے اور تیسرے دن کے روزے کے کفارہ کے لئے ایک ہی غلام آزاد کرنا لازم ہوگا (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں آزاد شدہ تیسرا اور دوسرا غلام کسی اور کی ملکیت قرار پانے کے ساتھ ساتھ آزاد شدہ) پہلا غلام بھی کسی اور کی ملکیت قرار پایا تب بھی (پہلے دوسرے اور تیسرے دنوں کے کفارہ کے لئے) ایک ہی کفارہ لازم ہوگا (ج) اور اگر (مذکورہ صورت میں) آزاد شدہ پہلا اور تیسرا غلام کسی اور کی ملکیت قرار پایا تو وہ شخص تیسرے دن کے کفارہ کے لئے ایک غلام آزاد کرے گا۔	بدائع
۲۲	اور اگر کسی شخص نے دو رمضانوں (کے دن) میں مجامعت کی اور پہلے رمضان المبارک میں واجب شدہ کفارہ ادا نہیں کیا تو ظاہر روایت کے بموجب (مذکورہ) ہر جماع کے عوض کفارہ لازم ہوگا۔	بدائع
۲۳	اگر کسی حاکم پر کفارہ لازم ہوا اور اس کے ہاں حلال مال ہے۔ اور اس کے ذمے کسی کا حق قرض نہیں ہے تو اسے غلام آزاد کرنے کا فتویٰ دیا جائے گا۔	بحرالرائق
۲۴	اگر رمضان المبارک کا مہینہ جمعرات کے دن شروع ہوا اور عرفہ کا دن بھی جمعرات کے دن ہو تو وہ دن عرفہ کا ہوگا۔ قربانی کا نہ ہوگا۔ حتیٰ اگر کسی نے اس دن قربانی کی تو جائز نہ ہوگی اور اگر کوئی شخص (اس دن کو قربانی کا دن سمجھے اور) اس پر اعتماد کرے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ تمہارے لئے قربانی کا دن وہی ہے جو تمہارے روزہ کا دن ہے (تو ایسا سمجھنا صحیح نہیں ہے) اس لئے کہ ممکن ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ امر شاید اس سال کے متعلق فرمایا ہو۔ ہمیشہ کے لئے ایسا نہ فرمایا ہو۔	قاضیخان
۲۵	(د) جان لو کہ جو روزے بطور فرض لازم ہوتے ہیں وہ کل تیرہ قسم ہیں۔	بحرالرائق
۲۶	ان (مذکورہ تیرہ قسم کے) روزوں میں سے سات قسم کے روزے ایسے ہیں جنہیں مسلسل رکھنا واجب ہے اور وہ یہ ہیں (۱) رمضان المبارک کے روزے (۲) کفارۂ قتل کے روزے (۳) کفارۂ ظہار کے روزے (۴) کفارۂ قسم کے روزے (۵) رمضان کے روزے کا کفارہ (۶) معین نذر (۷) معین قسم کے روزے۔	بحرالرائق
۲۷	ان (مذکورہ تیرہ قسم کے) روزوں میں سے چھ قسم کے روزے ایسے ہیں کہ انہیں مسلسل رکھنا واجب نہیں اور وہ یہ ہیں (۱) رمضان المبارک کی قضا کے روزے (۲) (حج میں) تمتع کے روزے ۳ـہ (۳) حالتِ احرام میں سر مونڈانے کے کفارہ کے روزے (۴) حالت احرام میں شکار کر لینے کی جزا کے روزے (۵) ایسی نذر کے روزے جس میں کوئی تعین نہ کی ہو (۶) ایسی قسم کے روزے جس میں مثلاً یوں کہا ہو کہ	

۲۸/۲۸۷ حکم نمبر ۲ـہ کی بنا پر قربانی کا دن قرار دینا معتمد نہیں ہے (اس لئے کہ شاید آپ نے صرف اس سال کے لئے فرمایا ہو) (مترجم) ۳ـہ حج میں تمتع کے متعلق تفصیل فتاوی ہذا کی بحث ۵ میں ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فى الاعتكاف — المتفرقات	حوالہ
۲۷-	بان قال والله لاصومن شهرا	كذا فى البحر الرائق
۲۸	ثم اذا كان مخيرا فى قضاء رمضان فالمتابعة مستحقة مسارعة الى اسقاطه عن ذمته	كذا فى السراج الوهاج
۲۹	اعلم ان ليلة القدر يستحب طلبها وهى افضل ليالى السنة	هكذا فى معراج الدراية
۳۰	وعن ابى حنيفة رح انها فى رمضان ولا تدرى اية ليلة هى وقد تتقدم وتتأخر وعندهما كذلك الا انها متعينة لا تتقدم ولا تتأخر هكذا نقل عنهم فى المنظومة وشروحها	كذا فى فتح القدير فى باب الاعتكاف
۳۱	حتى لو قال لعبده انت حر ليلة القدر فان قال قبل دخول رمضان عتق اذا انسلخ الشهر	كذا فى الكافى
۳۲	وان قال بعد مضى ليلة منه لم يعتق حتى ينسلخ رمضان من العام القابل عنده رح لجواز انها كانت فى الشهر الماضى فى الليلة الاولى وفى الشهر الآتى فى الليلة الاخيرة	
	وعندهما اذا مضى ليلة منه عتق	كذا فى الكافى
	وفى ملتقى البحار قول ابى حنيفة رح راجح	كذا فى معراج الدراية
۳۳	وعليه الفتوى	كذا فى محيط السرخسى
۳۴	والنذر الذى يقع من اكثر العوام بان يأتى الى قبر بعض الصلحاء ويرفع ستره قائلا يا سيدى فلان ان قضيت حاجتى فلك	

[۱] چنانچہ بعض روایت میں رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں خصوصاً طاق راتوں میں لیلۃ القدر تلاش کرنے کی ترغیب مذکور ہے اور بعض روایات میں اس قسم کی علامتوں کا ذکر ہے کہ وہ رات کھلی ہوئی چمکدار ہوتی ہے۔ صاف شفاف نہ زیادہ گرم نہ زیادہ ٹھنڈی بلکہ معتدل گویا اس میں (انوار کی کثرت کی وجہ سے) چاند کھلا ہوا ہے۔ اس رات صبح تک آسمان کے ستارے شیاطین کو نہیں مارتے۔ اس کے بعد کی صبح کو آفتاب بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے۔ ایسی ہموار ٹکیہ کی طرح کہ گویا چودھویں کا چاند ہو۔ نیز مروی ہے کہ اس رات یہ دعا مانگے۔ اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ (اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے۔ تو معاف کرنے کو پسند کرتا ہے۔ پس مجھے بھی معاف فرما دے) ماخوذ از روایت عائشہ صدیقہ رض۔ وعبادہ بن الصامت رض بحوالہ بخاری۔ درمنثور۔ وترمذی ج ا ص ۱۰۲، ص ۱۰۳ نیز اسلاف میں سے

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب اعتکاف کے احکام — متفرق احکام	حوالہ
۲۷-	"وَاللّٰہِ لَاَصُوْمَنَّ شَھْرًا" (یعنی خدا کی قسم میں ضرور ایک ماہ کے روزے رکھوں گا)	بحرالرائق
۲۸	پھر جب کہ رمضان المبارک کی قضا میں مسلسل رکھنے یا مسلسل نہ رکھنے میں اختیار دیا گیا ہے تاہم (مذکورہ روزے) مسلسل رکھنا ثابت ہے تاکہ وہ روزے جلد اسکے ذمہ سے ساقط ہوں۔	سراج وہاج
۲۹	جان لو کہ لیلۃ القدر کی تلاش مستحب ہے۔ اور یہ رات سال کی تمام راتوں سے افضل ہے	معراج درایہ
۳۰	(و) حضرت امام ابو حنیفہؒ سے منقول ہے کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک میں ہوتی ہے۔ یہ معلوم نہیں کہ وہ کونسی رات ہوتی ہے اور یہ رات آگے پیچھے ہوتی رہتی ہے ؎۱ (ب) اور صاحبین (امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) سے بھی یونہی منقول ہے لیکن ان کے ہاں وہ ایک معین رات ہے آگے پیچھے نہیں ہوتی۔ منظومہ اور اسکی شرحوں میں یوں ہی منقول ہے۔	فتح قدیر
۳۱	حتی کہ اگر کسی شخص نے اپنے غلام سے یوں کہا کہ تو لیلۃ القدر کو آزاد ہے تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اس نے مذکورہ بات رمضان المبارک شروع ہونے سے پہلے کہی تو وہ غلام رمضان المبارک گذر جانے کے بعد آزاد قرار پائے گا۔	کافی
۳۲	(و) اور اگر اس نے (مذکورہ صورت میں مذکورہ بات) رمضان المبارک کی ایک رات گذرنے کے بعد کہی تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں وہ غلام اس وقت تک آزاد نہ ہو گا جبتک کہ آئندہ سال کا رمضان المبارک نہ گذر چکے اس لئے کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ سابقہ سال کے رمضان المبارک کی پہلی رات لیلۃ القدر ہو اور آئندہ سال رمضان المبارک کی آخری رات لیلۃ القدر ہو۔ (ب) اور صاحبین (امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) کے ہاں جب آئندہ سال کے رمضان المبارک کی ایک رات گذرے گی تو وہ آزاد قرار پائے گا۔	کافی
	(ج) اور ملتقی البحار میں ہے کہ (مذکورہ حکم میں) امام ابو حنیفہؒ کے قول کو ترجیح حاصل ہے	معراج درایہ
۳۳	اور اسی (مذکورہ حکم) پر فتوی ہے۔	محیط سرخسی
۳۴	(و) وہ منت جو اکثر عوام سے اس طرح واقع ہوتی ہے کہ کوئی شخص کسی نیک آدمی کی قبر پر جاتا ہے اور اس کا پردہ اٹھا کر یہ کہتا ہے کہ میرے فلاں آقا اگر میری حاجت پوری کرو تو میری طرف سے	

کئی نے مخصوص تاریخوں میں پائی ہے۔ نیز بعض مشائخؒ نے اس رات میں اپنے اپنے مشاہدات کا ذکر کیا ہے مگر ان کا تعلق امور کشفیہ سے ہے۔ ہر ایک کو محسوس ہونا ضروری نہیں ہے۔ نیز البحرالرائق میں ہے کہ اس رات کی تعیین مخفی رکھی گئی ہے تاکہ اس کی تلاش اور عبادت میں کوشش کا ثواب پائیں۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ۲ ص ۳۰۶ اور رد المحتار میں ہے کہ اس رات ہر نیک عمل کا ثواب اس کے علاوہ کے ثواب سے ہزار گنا بڑھ جاتا ہے اور بقول ابن المسیبؒ جس شخص نے اس رات عشا کی نماز جماعت سے پڑھی اور بقول شافعیؒ جس نے اس رات عشا اور فجر کی نماز جماعت سے پڑھی اس نے اس رات سے اپنا حصہ پالیا اور اللہ تعالی جسے چاہتے ہیں دکھا دیتے ہیں ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۱۸۸ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی الاعتکاف — المتفرقات	حوالہ
۲۸۷-	متی من الذهب مثلا کذا باطل اجماعا	
	نعم لو قال یا الله تعالیٰ انی نذرت لك ان شفیت مریضی او نحوه ان اطعم الفقراء الذین بباب السیدة نفسیة او نحوها او اشتری حصیرا لمسجدها او زیتا لوقودها او دراهم لمن یقوم بشعائرها مما یکون فیه نفع الفقراء والنذر لله تعالیٰ وذکر الشیخ انما هو محل لصرف النذر لمستحقیه یجوز	
	لکن لا یجوز صرفه الا الی الفقراء لا الی ذی علم لعلمه ولا لحاضری الشیخ الا ان یکون الحاضر واحدا من الفقراء	
	واذا عرف هذا فما یؤخذ من الدراهم ونحوها وینقل الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیهم فحرام بالاجماع ما لم یقصد بصرفها الفقراء الاحیاء قولا واحدا وقد ابتلی الناس بذلك	هکذا فی النهر الفائق والبحر الرائق
۳۵	وکره مجاهدؒ ان یقال جاء رمضان وذهب وقال لا أدری لعل رمضان اسم من اسماء الله تعالیٰ ولکنه یقال جاء شهر رمضان - وقد قیل بانه یکره فان محمدؒ لم یرد علی مجاهد قوله والاصح انه لا یکره	کذا فی محیط السرخسی

ـــــہ۱ کیونکہ صدقات واجبہ (جیساکہ فدیہ اور صدقات منذورہ یعنی منت مانی ہوئی چیز) - کا مصرف غریب لوگ ہیں - اسکے متعلق حکم نمبر ۱۴/۱۸۹ کا حاشیہ نمبر ــــہ۶ ملاحظہ ہو - نیز قاضیخان میں ہے کہ کفارہ یمین کی طرح صدقہ منذورہ کیلئے بھی یہی حکم ہے - ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیریہ ج ۲ صــ۱۸ (مترجم) ـــــہ۲ جیساکہ درمختار میں ہے کہ وہ نذر جو وفات یافتہ لوگوں کے لئے اکثر لوگ کرتے ہیں اور جو دراہم شمع - تیل اور اس قسم چیزیں بزرگوں کی قبروں کی طرف ان کے تقرب (نزدیکی) کی نیت سے لے جاتے ہیں یہ بالاجماع باطل اور حرام ہے اور رد المحتار میں ہے کہ مذکورہ نذر کا باطل اور حرام ہونا کئی وجہ سے ہے - اس لئے کہ نذر عبادت ہے اور عبادت مخلوق کے لئے نہیں ہوسکتی نیز اس لئے کہ جس کے لئے نذر مانی گئی وہ وفات یافتہ ہے اور وفات یافتہ مالک نہیں بنتا - نیز اسس لئے کہ مذکورہ نذر ماننے والے کے گمان میں اللہ کے درے میت

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب اعتکاف کے احکام — متفرق احکام	حوالہ
۲۸۷-	تمہارے لئے مثلاً اس قدر سونا ہے تو ایسی منت بالاجماع باطل ہے (ب) ہاں اگر یوں کہے کہ اے اللہ تعالیٰ میں تیرے لئے منت مانتا ہوں کہ اگر تو میرے بیمار کو شفا دیدے یا اس طرح کا فلاں کام ہو جائے تو میں ان غریبوں کو کھانا کھلاؤں گا - جو سیدہ نفیسہؒ یا اس کی مانند کسی اور کی درگاہ پر ہیں - یا میں وہاں کی مسجد کے لئے چٹائیاں یا جلانے کے لئے تیل خریدوں گا یا میں اتنی رقم وہاں کے نگرانوں (یعنی خادموں) کو دوں گا - اور وہ چیزیں ایسی ہوں - جن میں غریبوں کا نفع ہو اور نذر اللہ تعالیٰ کے لئے ہو اور اس بزرگ کا ذکر صرف اس منت کے خرچ کرنے کے لئے مستحقین کی جگہ کے طور پر ہو تو جائز ہوگا (ج) لیکن (مذکورہ صورت میں) اس منت کا خرچ کرنا غریبوں کے سوا[1] اوروں پر جائز نہ ہوگا۔ بوجہ علم اہل علم پر اور اس شیخ کے خادموں پر بھی اس منت کا خرچ کرنا جائز نہ ہوگا۔ لیکن اگر ان میں سے کوئی غریب ہو تو پھر ان پر خرچ کرنے کے متعلق جائز نہ ہونے کا مذکورہ حکم نہیں ہے (بلکہ پھر غریب اہل علم اور خادم پر اس منت کا خرچ کرنا جائز ہوگا) (د) اور جب نذر (منت) کے متعلق حکم یہ ہے (جو مذکور ہوا) تو جو رقم اور اس کی مانند چیزیں بزرگوں کی قبروں کی طرف ان کا تقرب (انکی نزدیکی) حاصل کرنے کے لئے لے جائی جاتی ہیں تو یہ بالاجماع حرام ہیں جبتک کہ اسکی نیت یہ نہ ہو کہ وہ چیز (وہاں) زندہ غریبوں پر خرچ کرنے کیلئے ہے (اور نذر صرف اللہ کا قرب حاصل کرنے کیلئے ہے) اس حکم میں مختلف اقوال نہیں بلکہ یہی ایک قول ہے۔ اور اس (مذکورہ گمراہی) میں لوگ مبتلا ہوگئے ہیں[2]	نہر فائق - بحر رائق
۳۵	(ا) حضرت مجاہدؒ نے اس بات کو مکروہ کہا ہے کہ کوئی شخص یوں کہے کہ رمضان آیا اور رمضان گیا اور آپ نے کہا ہے کہ مجھے معلوم نہیں شاید رمضان اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کوئی نام ہو- لیکن یوں کہا جائے کہ ماہ رمضان آیا (ب) بعض کا قول ہے کہ (مذکورہ کی طرح کہنا) مکروہ ہے اس لئے کہ امام محمدؒ نے مجاہدؒ کے (مذکورہ) قول کو رد نہیں کیا- (ج) اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے-	محیط سرخسی

(بھی) کاموں میں تصرف کر سکتا ہے اور ایسا اعتقاد کفر ہے - البتہ اگر نذر اللہ تعالیٰ کے لئے ہو نذر ماننے والے کی نیت اللہ تعالیٰ کا تقرب (یعنی نزدیکی) حاصل کرنا ہو- اس بزرگ کے لئے نذر نہ ہو- اور کسی جگہ کا ذکر صرف بطور مصرف یعنی وہاں کے غرباء پر صرف کرنیکی وجہ سے ہو تو پھر جواز ہوگا- نیز لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے نذر ماننے کی صورت میں بھی نذر مانی ہوئی چیز ایسی ہو کہ وہ نذر صحیح ہوتی ہو - مثلاً رقم وغیرہ کا صدقہ - اور اگر کسی نے اس بزرگ کی قبر پر یا اس کے منارہ پر چراغ جلانے کی نذر مانی تو یہ باطل ہے- مفہوم ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۲ ص ۱۷۵ (مترجم)

حرفِ آخر

جلد ۴ روزہ کی مکمل بحث کا نیا ایڈیشن بفضلہ تعالیٰ تکمیل پذیر ہوا۔ و للہ الحمد۔

اس ایڈیشن میں بعض ضروری اصلاحات شامل ہیں۔ اسکے بعد انشاء اللہ تعالیٰ دیگر جلدوں کے نئے ایڈیشن شائع ہونگے۔

وھوالموفق۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

قارئین کرام فتاوی ہذا کی اس اشاعت میں جملہ احکام بعینہ حسب سابق ہیں۔ اشاعت کا اسلوب جدید تعارفی کتاب میں ملاحظہ ہو۔ مجلس نے اس عظیم کام کی نزاکت، عظمت اور اہمیت کے پیش نظر بساط بھر کوشش کی ہے کہ عربی عبارت صحیح ہو۔ اردو میں اسکے مفہوم کی ترجمانی محتاط ہو۔ سابقہ متعین شدہ عنوانات اور انکی شقوں میں نکھار ہو۔ حوالہ جات میں وضاحت و موزونیت ہو کتابت کا غذا ور طباعت معیاری ہو۔ نیز استفادہ میں آسانی بہم پہنچانے کیلئے اہم مقامات میں علماء کرام و مفتی صاحبان سے مشورہ کے بعد حسب ضرورت حاشیہ پر ایسے معلوماتی۔ تائیدی اور وضاحتی مستند نوٹ بھی دیئے گئے ہیں جن سے دوسرے نسخوں کی عبارت کی نشاندہی۔ مندرجہ حکم سے ملتے جلتے دوسرے احکام کی طرف اشارہ۔ مذکورہ حکم کی مثال۔ اسکی نوعیت و حیثیت کی وضاحت میں مدد ملتی ہے۔ اور اس محنت میں فتاوی ہذا کے دیگر نسخوں۔ فقہ و فتاوی کی کئی دوسری کتابوں۔ قدیم تراجم اور مستند عربی لغات سے بھی استفادہ بھی کیا گیا ہے۔

سیعرف قدر الترجمان وجهده و محنته من یبتلی ببلائها

اعتذار و استدعا تاہم مجلس سہو و خطاسے مبرا نہیں ہے۔ ہمیں اپنی بے بضاعتی۔ تہی دستی اور علمی فرومائیگی کا احساس ہے۔ اہلِ علم حضرات اگر کہیں کوئی غلطی ملاحظہ فرمائیں تو درست فرما کر ممنون فرمائیں۔ اور اگر اپنے زرین مشوروں سے سرفراز فرمانا چاہیں تو ناظم مجلس کو مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم وتب علينا انك انت التواب الرحيم۔ ربنا لا تؤاخذنا ان نسينا او اخطأنا وكف عنه لسان المجادلين اللهم هذا منك ولك فتقبله واجعله ذخيرة لنجاتي وثقلا في ميزاني واغفر لي ولوالدي ولجميع اساتذتي ومشائخي ولمن سعى فيه۔ بدعوة سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم وعلى آله واصحابه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين۔ آمین۔ بارگاہ ایزدی میں بغایت عجز و انکساری التجا ہے۔ کہ وہ قبولیت عطا فرمائے۔ رکاوٹوں کو دور اور مشکلات کو حل فرمائے اور اس کام کو اس گنہگار کیلئے۔ میرے رفقاء کار کیلئے والدین اور اساتذہ کرام اور مشائخ عظام سبھی کیلئے سرمایہ آخرت بنائے۔ آمین۔

ع لكل بني الدنيا مراد ومقصد وان مرادي صحة وفراغ
لابلغ في علم الشريعة مبلغا يكون به لي في الجنان بلاغ

ع غرض نقشے است کز ما یاد ماند کہ ہستی را نمے بینم بقائے
مگر صاحبدلے روزے برحمت کند بر حالِ این مسکین دعائے

دعاجو:- خویدم اہل السنت والجماعت:- محمد صادق عفی عنہ مترجم و ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیری میانہ موہڑہ ڈاکخانہ قریال ضلع راولپنڈی۔ (حال) سہگل آباد ضلع جہلم (پاکستان)

فتاویٰ عالمگیریہ عربی اور اُردو میں پڑھیے

اسلامی طرزِ زندگی ہی ایسا مُبارک، مجرّب اور بلحاظ نتائج کامیاب ترین نظامِ زندگی ہے جو ہر دَور میں نفع بخش ہر شعبہ میں افراط و تفریط سے پاک اور ہر لحاظ سے اعتدال و توازن کا شاہکار ہے۔ اس کی مقدّس تعلیمات کی رُو سے

معتقدات ، عبادات اور معاملات میں توازن ہے

خواہشات ، اخلاقیات اور معاشیات میں توازن ہے

انفرادی و اجتماعی زندگی کے حقوق و فرائض میں توازن ہے

آزادی اور پابندی کی حدود اور جسمانی و روحانی ضروریات میں توازن ہے

دُنیوی خوش حالی اور اخروی کامیابی کے تقاضوں میں توازن ہے

لا دیں ہو تو ہے زہرِ ہلاہل سے بھی بڑھ کر ہو دیں کی حفاظت میں تو ہر زہر کا تریاق اقبالؒ

اسی معتدل، متوازن اور پاکیزہ طرزِ زندگی کے تفصیلی احکامات کا اہم مجموعہ

فتاویٰ عالمگیریہ

ہے جس میں سلف صالحینؒ کی ہزار سالہ فقہی محنت کا عطر جمع ہے جس کی تالیف میں سینکڑوں عُلماءِ ربّانی نے سالہاسال کی محنت صرف کی ہے اور جس کی جامعیت، افادیت اور مُعتمد علیہ ہونے پر اہل السنّت و الجماعت حنفی علماء کا اتّفاق ہے جو

پہلی بار

عربی متن مع اردو ترجمہ نمبروار احکام کے ساتھ حسب منصوبہ اشاعت پذیر ہے اور یہ عظیم الشان فتاویٰ عُلماء اور طلبہ وکلاء اور فُضلاء، عربی دان اور اردُو خوان سبھی اربابِ ذوق کے لیے اسلامی احکام کا لازوال خزانہ ہے۔

ناظمِ مجلس کے پتہ پر فرمائش کیجیے:

الداعی الی الخیر: مجلس مُنتظمہ اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ